c/8

Mir Taki

Kulliyāt [the collected works of Mir Taqi.]

[Lucknow, 1874]

کلیات میر تقی

اس مجموعہ مین ساتون دیوان اور مثنویات شعلۂ شوق و دریای عشق
و صیدنامہ و بیان کدخدائی نواب آصف الدولہ و مثنوی در بیان مرغبازان
دہولی و ساقی نامہ و مثنوی معاملات عشق و اژدرنامہ و مثنوی تنبیہ الجہال و مثنوی
در ہجو نااہل و مثنوی ہجو عاقل و مثنوی در ہجو خانۂ خود بسبب شدت بارش و مثنوی
در تعریف سگ و گربہ بخانۂ فقیر و مثنوی در مذمت باران و مثنوی در ہجو اکول و مرثیہ خروس
و مثنوی جوش عشق و مثنوی اعجاز عشق و مثنوی خواب و خیال وغیرہ درج ہین

بار دوم

ماہ مارچ ۱۸۷۴ عیسوی

مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام لکھنؤ طبع ہوا

بعون صانع بیچون و بکمال فضل خلاق زمین و زمان

ساتوان دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان مشعر مضامین و محاورات بی نظیر اعنی

کلیات تقی

من کلام بلبل دستان سرای گلشن قدس ملک الشعرا میر تقی صاحب میر رشک صبا غیرت ظہیر

مطبع نامی منشی نولکشور مین بطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد در منقبت وغیرہ

جب سے خورشید ہوا ہی چمن افروز حمل — رنگ گل جھمکی ہی ہر پات ہری کی اوجھل

وقت وہ ہی کہ زبس شوق سے ہی چشم بلبل — خوبی دلکش گل دیکھنی کو ہوا احول

جوش گل یہ ہی جہاں تنگ کری ہی کام نظر — لالہ و نرگس و گل سی ہین بھری دشت و جبل

لطف روئیدگی مت پوچھ کہ ہین شبنم سی ہون — سبزہ غلطان ہی لب جو پہ کہ خواب مخمل

چشم رکھتا ہی تو چل فیض ہوا کو ٹک دیکھ — نرگس اوگتی ہی جہان بوئی تھی دہقان نی بصل

سیر کر تازگی و خرمی و شادابی — خشک بھی شاخ نی اب سبز نکالی کونپل

خون خمیازہ کش عاشقی و غنچہ گل — دونون نکلی ہین تہ خاک سی اب دست بغل

وقت ہی اپنی نصیری کی مدد کا پادشاہ | روز و شب بیتی ہی اس موذی سے ہی جنگ و جدل

مطلع ثالث

اے کہ اک تو ہی ہوا عالم اسرار ازل
اے کہ سو جان سے عاشق ہی ترا حسن عمل

تیری وہ ذات مقدس ہی کہ تیرا ہو نام
منہ سے ناخواستہ بھی صل علی جائے نکل

تیری درگاہ مین جبریل کی پر کیون نہ جلین
یہین ہی نور جلالی خدا عز و جل

دور از بسکہ کھنچا عرش سے رتبہ تیرا
حرف تیرا ہی تری شیعون کی وحی منزل

مرحبا شاہ ہی تری صل علی جاہ تیرا
کہ ہوا تخت ترا دوش نبی مرسل

فرش ہونا تری زائر کا سعادت ہی و
کیا کرے جادر مہتاب کہ تھی مستعمل

وہ نخستین خرد اے عالم اسرار الہ
ناتھی جسکو گئی دہر کی کامل اکمل

آخر اب آ کے تری درس مین یہ نکتہ کھلا
ناقص محض چلا جاے تھا عقل اول

جی مین گذری ہی تو نکلی ہی تری در سے کہ
معنی تازہ سے بدلا ہوا الفاظ مہمل

رتبہ بدعت پہ جب آوے تری طبع اقدس
کیا عجب شعلۂ آواز سے جل جائے زحل

لقمۂ ظلم نہین بچتا عدالت مین تری
باز نکلی ہوئی چڑیا کی تئین دیے ہی وہ گل

حالت نزع مین گر نام زبان پر ہو ترا
یک رمق جان حیات ابدی سے ہو بدل

بسکہ غالب ہی ترا سعد ستارا ہی عجب
بھیجی گر حشر تلک نوبت شاہی زحل

مطلع رابع

۳

قصیدہ در مدح حضرت مرتضی علی علیہ الصلوۃ والسلام

ای شب کہ تھا یار تری زلف کا خیال
ایک ہی دشمنی مین مری سیم ابال بال
مین مر گیا فراق مین پر اب ہم کیا ہی ظلم
چشم تر گڑی ہی سا قصہ مری حسرت فی الحال
جنبش ہوئی مژہ کو ادہر گڑ گئی سنان
ابرو ہلا تی کہ ادہر کٹ گیا ہلال
آتا ہی یاد قیس بہت اب کہ ہون بہ تنگ

کرکی سرگوشی حسین چہوتی ہین بہاگی ہوئی — آتی ہی غیب سی آواز ہوا وہ فیصل
یہ ہی یا خالی ہی میدان مگر اسکی تیغ — اثر دہا تہو کہ گئی خلق کو یکدم مین نگل
کیا بیان کیجیی اب لشکر اعدا کی معاش — مخرج خون ہی وہان زخم کا ہیگا مدخل
چہوڑی ہی زخم سی ہر ایک کی فوارہ خون — ہر طرف دشت مین جاری ہی لہو کی جدول
سرخ تر چشم شجاعان نظر آتی ہی — خون سی مسلخ قصاب کی مثال مقتل

قطعہ

گیا لکہون اسپ سبک سیر کی اوسکی تعریف — ادہر ہم خامہ بہی لکہتی ہوی جاتا ہی اوبل
جب عنان اسکی او چک لیتا ہی اوسکا راکب — جلدی ہو یہ مین کہلاوی ہی کیا کیا چین بل
اس فلک سیر کا میدان مقرر ہیگا — تنگ ہو کی لیو اثنای ابد اور ازل
آگیا اس مین نظر جاتا کسو شخص کو تو — مار تی بل کر گیا اوسکو چیلاوا سا بل
قابو پائی کر لیو اسکی سوار اوسپہ سدا — کہتی ہین مدعی اس اسپ کی تئین ماکو اجل
راکب اوسکا کری ہی سنکی تبسم یہ بات — یعنی ان کیدیو نکی کچہ ہی دماغون مین خلل
جان یہ ہی تری گہوڑ مین کہ تا روز جزا — گرد کو اسکی نہ پونہچی گی کبہو اسکی اجل
اک مصور نی او سی دیکھ کی دوڑایا خیال — دیکہون اس باو کی مجسی بہی سکی شکل نکل
سرو سینہ کو کمر تک تو بنا یا رکھہ ہاتھ — اوڑ گیا صفحہ کاغذ پہ سی چہوتی ہی کفل

کب تک صفت تو نکی خدا سے تو خوف کر	اے طبع رہ نہ اتنی بھی پابند خط و خال
پڑھ منقبت نہ شاہ کی جس سے نجات ہو	وہ شاہ جسکی ایک گدا کو ہے یہ کمال
بخشش سے جسکی حرف طلب محو ہو گیا	کم اسکے وقت مین ہے بہت نغمۂ سوال
ہے معن اسکی مطبخ عالی کا کاسہ لیس	دستار خوان کا اسکی ہے حاتم اگر شمال
آوے اگر عطا و کرم پر وہ ایک دم	خسرو کی ہفت گنج تو بھر کیا ہین جز ملال
کہتا ہون اب مین مطلع ثانی کہ ہون تنگ	وسعت رکھی ہے بسکہ یہ میدان قیل و قال

مطلع ثانی

اے نائب مصاحب داد ار بیمال	دے مشورت شریک خداوند لایزال
تو ہے کہ تیرے عدل کی نظم و نسق کو سُن	او ٹھہ جاے دفعةً ہی مزاجون سے اختلال

قطعه

جا ہے خدانخواستہ اسکا اگر تو رعنم	تو منحرف مقام سے ہو خط اعتدال
شاہا ترا غلام ہو ایک اور ایکطرف	سنگین ہو فوج دشمن اگر کوہ کی مثال
تیر و کمان کو ہاتھ مین لے جب ہو سانخ	ہے اسکو اپنے زور شجاعت سے یہ کمال
جدھر کہ زور بازو سے آکر لگا وے تیر	ہوئین وسارے ہووین اگر آہنین جبال
چٹکی سے اسکی ہو کے جدا تیر پر لگا ئے	جو اسکی سانپ ہوا سے اُڑے کی لاگی بہال

قطعه

۵

ٹھہری وری پہ ہی تو نہایت غریب سے
تحت الثری سے گر پڑے جاے بر ملال
یون دیکھ ایک دو کو کنارا کو ضرب
میدان کارزار سے رستم بر ملک زال
شیر فلک کو راہ بھلا دے وہ دھمک
اس زلزلہ مین لگا دو زمین سیکھ جاے چال

قطعه

قصیدہ در مدح حضرت امام نقی علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

زخم اسکی ہاتھ کا جو لگی یہ نخو کبھی	مٹ جائی کائنات مگر تب ہو اندمال

قطعہ

تر ہو گئی ہی بسکہ لہو مین گل زمین	گر خشک ہو وی خاک کہین بعد ماہ و سال
ہو پھر گذار باد صبا سی یہ وان کا رنگ	اوڑتا ہی جیسی ہولی کی ایام مین گلال
میلان طبع مطلع ثالث کی اور ہی	تاخیر ہی قصیدۂ غرا کا ہو تا ل

مطلع ثالث

لائق تری صفت کی صفت ہیری ہی محال	آشفتہ طبع شاعر خستہ کی کیا مجال

قطعہ

تو وہ در مدینۂ علم علیم ہی	جس شخص کو نہ آوی الف بی تی دال خال
آدم تری جناب مقدس مین ایکدم	کرتی ہین وان تو وقف سبھی طرز کی مقال
عالم ہوا سقدر رکھ بیان کیا کری کوئی	پھر بحث اوس سی عقل فلاطون پہ ہی وبال
لیتی ہین تری گھر سی گدا پوست تخت فقر	پاتی ہین تیری در سی شہا مکنت و جلال
جب تک جیون مین دل مین مری آرزو ہی یہ	ہون سر سی تیری زائر درگہ کا پایمال
پھر بعد مرگ حوض پہ کوثر کی یا علی	جا گہہ مری ہو حشر کو تیری صف نعال
جب ہی ان مین گرم راہ تری ساقی مین شہا	ہو جائی سرد آتش دوزخ کی اشتعال

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

چشم طمع کو سی لی ہما تو کہ جیتی جی	سر بہ ہوی ہین بسکہ الم سی مری عظام
ای طبع اتنی ہرزہ درائی جرس کی طرز	اس گفتگو کا فائدہ کہہ حاصل کلام
یعنی امیر شاہ نجف کی صفت پہ آ	وہ شاہ جسپ یہ ساری کمالات ہین تمام
وہ شاہ ہی کہ بعد نبی کی وہی ہی پہر	وہ شاہ ہی کہ حق ہی وہی اولین امام
گر چاہی دل گرفت جہان مین نہو کوئی	کردی یہ تنگ غنچۂ پیکان کو ابتسام
ورنہ شگفتگی یہ بلائی عظیم ہی	چہوڑی ہی نہ زخم سینۂ عاشق کا التیام

مطلع ثانی

شاہا تری گدا کا ہی مشہور احتشام	شاہان سرفراز سب اسکی ہین ہی غلام

قطعہ

ہو اسپ پر سوار کری عزم جنگ اگر	میدان کارزار مین ادنی ترا غلام
جولان کری جدہر کو رہی او سطرف خاک	اوڑ جای خاک اودہر کی جدہر کو پہیری لگام
پامال سقدر ہون کہ معلوم بہی نہون	افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام

قطعہ

شمشیر اسکی خرمن اعدا کی ہی جو برق	آوی گر اسکی ہاتھ مین یک لحظہ بی نیام
ہل جای اور ٹک صف اعدا کی اور کو	بی سر ہین پہیر تو مد نظر تک بدن تمام

[illegible]

ہین معجزات ... ہی ... اتمام

... ہی عدل ... کی اعتصام

تو ہی کہ تجکو ذات خدا سی ہی ربط خاص

تو ہی کہ ساری خلق پہ تیرا ہی فیض عام

تو ہی کہ تیری مہر کی سائی مین روز حشر

محفوظ آفتاب قیامت سی ہون انام

[illegible]

قطعہ

[illegible]

معنی کہ کیون حضرت دہلی کی جا نواح	معلوم ہی سوا ترے حاصل کلام
ہرگز نہو حلال عدو پر تری خوشی	ہو وہی تمام تیرے محبون پہ غم حرام

قصیدہ در مدح امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

فلک کی جور و جفا نے کیا ہی مجکو شکار	ہزار کوس پہ ہی جا ہی اک تپیدن وار
خراب کوہ و بیابان بیکسی ہون مین	برنگ صورت جرس ہر طرف ہی میرا گزار
بغیر خوردن خون کب غذا اٹھوتی ہی	سوای گریۂ صبح اب کہان ہی آب خمار
نگین نہ داغ سو کیون ہی کہ میری سینہ پہ	نمک نہین نظر آتا بجز رخ دلدار
سو وہ بھی دیکھنا ملتا نہین ہی کم بخت	نگر ہون ہنر مین رسوای کوچہ و بازار
سوای نالۂ جان سوز کون ہی دلسوز	بغیر آہ سحرگاہ کون ہے غمخوار
جنون مین جیب سے خوش آیا لباس عریانی	نہین ہی دامن صحرا مین تب ہی مجکو قرار
ہمیشہ ساتھ ہی دامن سوار اشکون کی	مگر کہ خاک وفا سے بنا ہی میرا غبار
عجب ہی مجکو جو تو دیکھنے نہین آتا	رہا ہون ایک تری انکھڑیون کا مین بیمار
ہوا ہون جور فلک سی نہیٹ ہی زار و نزار	پہونچیو یا خلف الصدق حیدر کرار
تھا غلام کو تیری یہ زور بازو سے	کہ وقت جنگ جو لیکر کمان کو ہووے سوار

بسرد مهری شیرین بکینهٔ خسرو | بگرم جوشی فرهاد و سختی کهسار
بعشق دیر بطوف حرم بسعی تمام | بلوح مشهد عاشق بسوز شمع مزار
بآب و رنگ گلستان به بیکسی اسیر | که اسکو کنج قفس ہی رہی ہر باد بہار
بساغر مے گلگون به توبهٔ سنگین | بدلنوازی ساقی با برد ریا بار
بدستگیری چاک و به بیقراری جیب | بسینه کاوی دشنه بزخم دامن دار
بحیرت رخ جانان بچشم وا ماندہ | بسعی باطل ناخن بعقدهٔ دل کار
به قلقل و به سبو و بلغزش بردم | به مستی می ناب و بخاطر هشیار
به بیوج گوئی بیتابی و به بیخوابی | بکم زبانی صبر و بدیدهٔ بیدار
بدیر و برهمن و کفر و باصنم گوئی | بشیخ و مسجد و تسبیح و رشتهٔ زنار
بسیل خانه خراب و بوادی مجنون | بجگر گه جگر غزالان بدیدهٔ خونبار
بجوشش خوشهٔ سرشک بدار بست مژه | بقطره قطره شراب و بجام دست یار
بضعف جسم نزار و بطاقت سرکش | بجان عاشق مسکین که یار پر ہے نثار
بخاک عاشق بیخان و مان که باد صبا | نہیں دکھاتی اسے بعد مرگ کوچہ یار
باضطراب چراغ و بدستمنی نسیم | بخاطر دل آخر او بس که سحر ہے بیزار
بدور گردی رنگ قبول و یاس دعا | باعتراز اجابت بحلقهٔ اذکار

قصیده ۵

جو پوچھی قیامت تو آه و فغان ہے
رکوع تھہ میں دامن آسمان ہے

۹

ہمیشہ مرے حال پر مہربان ہے
کدورت بتان کیا کروں میں کہ
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے
جو روتا بھی ہوں میں غبار دلی سے
تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہے
جو دل میں ہی آتا ہے کہنے میں بھی وہ
زبان میری دل کی ترجمان ہے

گری آہ کیا برچھیان مارتی ہے
دل شب سے ہر دم صدا الامان ہے
جگر پر جو ہین داغ ہجران پریشان
یہ گویا خزان دیدہ اک گلستان ہے
رخ زرد پر اشک سرخ آ گئے ہین
ادہر بھی اک ابر بہاری سمان ہے
خط و زلف و کاکل مین دل جا کے الجھا
یہ سمجھا یہ نادان کہ ہندوستان ہے

تو مرجائیگا یون تو رکتی ہی رستے	کہ اندوہ و غم آفت ناگہان سے ہے
غزل لطف کر میر صاحب کی کوئی	کہ اونکی زبان ہیچ سحر بیان ہے
کہا مین نے مطلع غزل کا یہ سنکر	کہ ہر طرف سے جسکی تو ہو روان ہے

مطلع ثانی

تری ہاتھ جبتک کہ تیر و کمان ہے	شکار زبون کی بھی خاطر نشان ہے
کہے تو کہ شکل مثالی ہون انجہ	مرا جسم اس لطف سے ناتوان ہے
تری اور ای سادہ رو بعد میرے	مرا نامہ نوشتہ ہر استخوان ہے
نہ پوچھ اس طلسمات عالم کی صنعت	کہ اس آشکارا مین کیا کیا نہان ہے
خوشا مرگ بلبل کہ سائی مین گل کی	کہین ہشت پر ہے کہین آشیان ہے
لگی ہے نہ اب عطروان اسکی منہ کو	نہ اس بوئے خوش ساتھ گل کا دہان ہے
غرور و خرابات چل شیخ دیکھین	جو تو رسا بچہ ہے تو سو پیر مغان ہے
نکہہ خانوادی تھی یان کیسی کیسے	خرابا ہی ہے جب تلک یہ جہان ہے
دم امتحان میر ہم کیا کرین گے	ہماری گرہ مین تو اک نیم جان ہے
چلی ہے طبع مشتاق وصف بتان پر	کہ غم انکا دل مین مری یکجہان ہے
یہی شغل ہین خوب پیش فقیران	کہ ذکر خدا ہے کہ وصف بتان ہے

بہت ہرزہ خوان ہیگا ای میر تو بہی
وظیفہ ترا کیا یہہ ذکر بتان ہے

جو مرکوز خاطر ہی او سپر بہی آجا
فراغت کا عرصہ یہی یکزمان ہے

سن ای ہمنشین شخص غائب کی خاطر
یہ مطلع کہ مطلب سی جو توامان ہے

مطلع ثالث

قلم چل ابہی چلتی تیری زبان ہے
کہ پہر بات کہنی کی فرصت کہان ہے

ولیکن تجاوز نہووی ادب سے
کہ ممدوح اب شاہ ہندوستان ہے

دماغ اب نہین ہی جو تمہید کر لے
کہ کل رات ہی اور یہہ داستان ہے

بھٹی تیری کبہی یہہ دل چاہتا ہے
تری شکر نعمت مین قاصر زبان ہے

ترا عہد یکسر خوشی ہی جو ہی سب
گنہگار سا ایک غم مہوشان ہے

تری یان ہی سب راستی و درستی
مگر ما صدق سچ کا یہ خاندان ہے

زیارت کی صدق آتا ہی جسکی
ترا جبہہ را استان آستان ہے

لکہی کیا شہا کوئی ہمت کو تیری
جہان صبح اس خوان پہ یہہ نان ہے

زیادہ ہو یہہ وسعت رزق تیری
کہ مشرق سی تا غرب دستار خوان ہے

کری ہمسری کیا وہ خورشید اوسکی
فلک پاس کیا ہی یہی ایک نان ہے

تری ہاتھہ کی ریزش جود آگے
خجالت سی یہہ ابر قطرہ زنان ہے

[illegible]

مطلع رابع

[illegible]

قطعہ

[illegible]
جہان مین وہ مشہور کیا پہلوان ہے
اوٹھا نہین وہ سکو جس کوئی گردن
وہ اس عرصہ مین ایک سنگ گران ہے
تو یون پہینک دی جیسی سنگ فلاخن
جہان جا کی گڑ جای سنگ نشان ہے
کہ جو کوئی اوس راہ نکلا سو دیکھا
یہ افسانہ اوس شہر کا ارمغان ہے
[illegible]

جو میدان میں جنگ کی ہو یہ اشہب — تو گھوڑا نہ کہیو کہ ہیل دمان ہے
لگی گرنے ستاپ طبق زمین پر — فلک صدمے سے آنسو لا مکان ہے
دعا پر کروں ختم اب یہ قصیدہ — کہاں تک کہوں تو چنیں ہے چنان ہے
رہے وقت ایسا ہی روز جزا تک — کہ جو دوست تیرا ہے تو شادمان ہے
تری عمر ہو میری طول امل سے — کرم کا سا سر رشتہ اک تیری بان ہے

قصیدہ در مدح آصف الدولہ بہادر

رات کو مطلق نہ تھی یاں جی کی تاب — آشنا ہوتا نہ تھا آنکھوں سے خواب
لوٹتا تھا سوز غم سے آگ میں — دل جگر سکتے تھے دونوں جوں کباب
ہر زمان تھی ساتھ اپنی گفتگو — کیا کروں شعر اور میں دونوں خراب
تھام کر شیوا جنوں کا اوٹھ گئے — بیٹھے بیٹھے کھینچئے کب تک عذاب
جائیں کس کے در اوپر کون سے — ملیے کس سے کون ملنے کا ہے باب
اے جوانی سے بھیر کر پیری تلک — امتحان میں آ گئی سب شیخ و شاب
ناگہاں مجھ سے لگا کہنے سروش — رہگذر سے لطف کی کر کر خطاب
ہے کریم اب بھی وزیر ابن وزیر — آصف الدولہ فلک قدر و جناب
آسمان زینہ ہے جس کا آستان — ناز کر طالع پہ جو ہو بار یاب

مطلع ثانی

گرد اس لشکر کی گر ہووے بلند — پھر زمین و آسمان مین ہے حجاب
جاوے دشمن جون سگِ پا سوختہ — وقت گرگ و میش لے منہ پر نقاب
داوری و منصفی سے دلبران — چھوڑ دین عشاق پر کرنا عتاب
رفع بدعت چاہے تو پھر کیا مجال — اٹھہ سکے جو نغمۂ چنگ و رباب
منع می ہووے تو پھر قدرت ہے کیا — جو گلی سے شیشے کی اوترے شراب
بحر کیا ہے جو کرے تہ سے سوال — کوہ نزدے حلم کا کیا دے جواب
خوبیان ہین خوبیان سر تا قدم — تب کیا صانع نے تجکو انتخاب
لطف طبع صاحب مجلس کہون — یا لکھون پاکیزہ اس صحبت کا داب
نکلی مستعمل نہایت ورنہ شب — چاندنی کی جاے بچھتی ماہتاب
گر نہو ممدوح علم ظاہری — پر نہین ہوتی ہے سمجھہ راے صواب
جو کھے تو چاہئے وہ لکھہ رکھین — حرف ہر یک تیری منہ کا ہے کتاب
گر دعا پر میر اب ختم سخن — تو کھے جو کچھہ کرے حق مستجاب
زیر دست اسکے رہین گردن کشان — تا قیامت وہ رہے مالک رقاب
دوست اسکے جوشش زن جیسے محیط — خاک بر سر مدعی جیسے سراب

قصائد تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھا مستعار حسن سے اوسکی جو نور تھا
خورشید مین بھی اوس ہی کا ذرہ ظہور تھا

ہنگامہ گرم کن جو دلِ ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالی سے شور نشور تھا

پونہچا جو آپ کو تو مین پونہچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ ای کلیم
یک شعلہ برق خرمنِ صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پرتوے بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بیحضور تھا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
اوس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن ای سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

قطعہ

کس رات نظر کی ہی سوے چشمک انجم
آنکھون نکے تئین اس نے وہ ماہ جبین تھا

آیا تو سہی وہ کوئی دم کو لیکن
ہونٹھون پہ مرے جب نفس باز پسین تھا

اب کو فت سے ہجران کی جہان تن پہ رکھا ہاتھ
جو درد و الم تھا سو کہی تو کہ وہین تھا

جانا نہیں کچھ جز غزل آکر کے جہان مین
کل میرے تصرف مین یہی قطعہ زمین تھا

[illegible]

اسکا منہ دیکھ رہا ہوں سو وہی دیکھوں ہون	نقش کا سا ہے سماں میری بھی حیرانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہیں کہتے ہیں
معتقد کون ہے میر ایسی مسلمانی کا

جامۂ مستیٔ عشق اپنا مگر کم گھیر تھا	دامن تر کا مرے دریا ہی کا سا پھیر تھا
دیر میں کعبے گیا میں خانقہ سے اب کی بار	راہ سے میخانے کی اس راہ میں کچھ پھیر تھا

بلبلوں نے کیا گل افشاں میر کا مرقد کیا
دور سے آیا نظر تو پھولوں کا اک ڈھیر تھا

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو ان نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے	آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
کب تک تظلم آہ بھلا مرگ کے تئیں	کچھ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا
اسکی گلی میں ایسے گئے دل سے ہم نشین	معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کی کیا خجل	اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف	اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

[illegible]

[illegible]

بیہوش مے عشق ہون کیا میرا بھروسا
آیا جو بخود صبح تو مین شام نہ آیا

[illegible]

دیکہا نہ اوسی دور سی بہی منتظرون نی
وہ رشک مہ عید لب بام نہ آیا

سو بار بیابان مین گیا محمل لیلی
مجنون کی طرف ناقہ کوئی گام نہ آیا

کام ہوئی ہین سب ضائع ہر ساعت کی سماجت سی
استغنا کی چوگنی اون نی جون جون مین ابرام کیا

ایسی ہوی رم خوردہ کی وحشت کہوی ہی مشکل تہی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نی تجہکو رام کیا

میر کی دین و مذہب کو اب پوچہتی کیا ہو اون نی تو
قشقہ کہینچا دیر مین بیٹہا کب کا ترک اسلام کیا

چمن مین گل نی جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نی منہہ اوسکا خوب لال کیا

فلک نی آہ تری رہ مین ہمکو پیدا کر
برنگ سبزۂ نورستہ پایمال کیا

رہی تہی دم کی کشاکش گلی مین کچہ باقی
سو اوسکی تیغ نی جھگڑا ہی انفصال کیا

مری اب آنکہین نہین کہلتین ضعف سی ہمدم
نہ کہہ کہ نیند مین ہی تو یہ کیا خیال کیا

بہار رفتہ پہر آئی تری تماشی کو
چمن کو مین قدم نی تری نہال کیا

جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہی وہ زلف
کسو نی حشر کو ہمسی اگر سوال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تو نی
جو کچہ کہ میر کا اس عاشقی نی حال کیا

دیکہیگا جو تجہ رو کو سو حیران رہیگا
وابستہ تری مو کا پریشان رہیگا

وعدہ تو کیا اوس سی دم صبح کا لیکن
اوس دم تئین مجہہ مین اگر جان رہیگا

منعم نی بنا ظلم کی رکہہ گہر تو بنایا
پر آپ کوئی رات ہی مہمان رہیگا

[illegible]

اس رنگ سے جھمکے ہے پلک پر کہ کہو تو
ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا

کل سیر کیا ہم نے سمندر کو بھی جاکر
تھا دست نگر پنجۂ مژگان کی تری کا

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا
حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

تھے برے مغبچوں کے تیور لیک
شیخ میخانے سے بھلا کھس کا

داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب
ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا

بحر کم ظرف ہے بسان حباب
کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا

فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا
آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کس کو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا
سنبل چمن کا مفت میں پامال ہو گیا

الجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اس کے عشق میں
دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

[illegible]

ہو سکا تو شمع ساں دل ریختگی کر [illegible] جلا
بدر ساں اب آخر آخر چھا گئی مجھ پہ یہ آگ
ورنہ پہلے تھا مرا جوں ماہ نو دامن جلا
کب تلک دھونی لگائے جوگیوں کی سی رہوں
بیٹھے بیٹھے در پہ تیرے تو مرا آسن جلا
[illegible]

تا بلب ہو کر رہ عشق مین تو پہنچو تو کہین	ہمرہ خضر کو یان کہتے ہین گمراہ سنا
کوئی ان طورون سے گزری ہے تری غم مین ترے	گاہ تو نے نہ سنا حال مرا گاہ سنا

خواب غفلت مین ہین یان سب تو عبث جاگا میر
بے خبر دیکھا اونہین مین جنہین آگاہ سنا

جب جنون سے ہمین توسل تھا	اپنی زنجیر پا ہی کا غل تھا
بستر اتھا چمن مین جون بلبل	نالہ سرمایۂ توکل تھا
یک نگہ کو وفا نہ کی گویا	موسم گل صفیر بلبل تھا
اون نے پہچان کر ہمین مارا	منہ نکرنا ادہر تجاہل تھا
شہر مین جو نظر پڑا اوسکا	کشتۂ ناز یا تغافل تھا
اتنو دلکو نہ تاب ہے نہ قرار	یاد ایام جب تحمل تھا
جا پھنسا دام زلف مین آخر	دل نہایت ہی بے تامل تھا
یون گئی قد کی خم ہوے جیسے	عمر ایک رہرو سر پل تھا

خوب دریافت جو کیا ہمنے
وقت خوش میر نکہت گل تھا

آگی جمال یار کی معذور ہو گیا	گل اک چمن مین دیدۂ بے نور ہو گیا

شاید کسو کے دلکو لگی اوس گلی مین چوٹ
میری بغل مین شیشۂ دل چور ہو گیا
دیکھا جو مین نے یار تو وہ میر ہی نہین
تیرے غم فراق مین رنجور ہو گیا

فرہاد ہاتھ تیشہ پہ ٹک رکھ کے ڈالتا
پتھر تلے کا ہاتھ ہی اپنا نکالتا
بگڑا اگر وہ شوخ تو سنیو کہ رہ گیا
خورشید اپنی تیغ و سپر کو سنبھالتا

تھی عشق کی وہ ابتدا جو موج سی اوٹھی کبھو
بھکی جو ہم مست آگئی سو یار مسجد سی اوٹھا

آب دیدۂ تر کو جو تم دیکھو تو ہی گرداب سا
واعظ کو ماری خوف کی کل لگ گیا جلاب سا

رکھہ ہاتھہ دل پر میر کی دریافت کر کیا حال ہی
رہتا ہی اکثر یہ جوان کچھہ اندنون بیتاب سا

مر رہتی جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا
نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا

پیدا ہی کہ پنہان تھی آتش نفسی میری
مین ضبط نکرتا تو سب شہر یہ جل جاتا

مین گریۂ خونی کو روکی ہی رہا ورنہ
یک دم مین زمانی کا یان رنگ بدل جاتا

بن پوچھی کرم سی وہ جو بخش ندیتا تو
پرسش مین ہماری ہی دن حشر کا ڈھل جاتا

استادہ جہانمین تھا میدان محبت مین
وان رستم اگر آتا تو دیکھہ کی ٹل جاتا

وہ سیر کا وادی کی مائل نہوا ورنہ
آنکھون کو غزالون کی پاؤن تلی مل جاتا

بیتاب و توان یون مین کاہیکو تلف ہوتا
یاقوتی تری لب کی ملتی تو سنبھل جاتا

اوس سیم بدن کو تھی کب تاب و تعب اتنی
وہ چاندنی مین شب کی ہوتا تو پگھل جاتا

مارا گیا تب گذرا بوسی سی تری لب کی
کیا میر بھی لڑکا تھا باتون مین بہل جاتا

سنیو جب وہ کبھو سوار ہوا
تا بروح الامین شکار ہوا

19

سودائی ہو تو رکھے بازار عشق مین پا
سر مفت بیچتے ہین یہ کچھ چلن ہوا ہے
سو گالی ایک چشمک اتنا سلوک تو ہے
اوباش خانہ جنگ اس خوش چشم بدزبانکا

قطعہ

یاروئے یار رو لایا اپنی تو یونہین گذری
کیا ذکر ہم صفیران یاران شادمانکا

آخر کو مر گئے ہین اوسکی ہی جستجو مین	جی کو نہین بھی کھویا لیکن اوسے نہ پایا
لگتی نہین ہے دارو ہین سب طبیب حیران	اک روگ مین پھنسایا جی کو کہان لگایا
کچھ بیچ اوسکی منہہ کو جی مین ڈرا ہیان تو	بارے وہ شوخ اپنی خاطر مین کچھ نہ لایا
ہوتا تھا مجلس آرا گر غیر کاٹ تجھسے تو	مانند شمع مجکو کاہے کو تئین جلایا

تھی یہ کہان کی یاری آئینہ رو کہ تو نے
دیکھا جو میر کو تو بے ہیچ منہہ بنایا

شکوہ کرون مین کبتک اوس اپنے مہربانکا	القصہ رفتہ رفتہ دشمن ہوئے اجانکا
گر لے یہ رنگ آیا قید قفس سے شاید	خون ہوگیا جگر مین اب داغ گلستانکا
لے جھاڑ و ٹوکرا ہی آتا ہے صبح ہوتے	جاروب کش مگر ہے خورشید اوسکی بانکا
دی آگ رنگ گل نے وان اے صبا چمنکو	یان ہم جلے قفس مین سن حال آشیانکا
ہر صبح میرے سر پر اک حادثہ نیا ہے	پیوند ہو زمین کا شیوہ اس آسمانکا

قطعہ

ان صید افگنون کا کیا ہو شکار کوئی	ہوتا نہین ہے آخر کام انکے امتحانکا
تب تو مجھے کیا تھا تیرون سے صید اپنا	اب کرتے ہین نشانہ ہر میرے استخوانکا
فتراک جسکا اکثر لوہو مین تر رہے ہے	وہ قصد کب کرے ہے اس صید ناتوانکا

سیر کی قابل ہے دل صد پارہ اوس نخچیر کا | جسکی ہر ٹکڑی مین ہو پیوست پیکان تیر کا
سب کھلا باغ جہان الا یہ حیران و خفا | جسکو دل سمجھے تھے ہم سو غنچہ تھا تصویر کا
بوی خون سے جی رکا جاتا ہے ای باد بہار | ہو گیا ہے چاک دل شاید کسو دلگیر کا
کیونکی نقاشی ازل نے نقش ابرو کا کیا | کام ہے اک تیری منہہ پر کھینچنا شمشیر کا
رہگذر سیل حوادث کا ہے بے بنیاد دہر | اس خرابی مین نکرنا قصد تم تعمیر کا
بس طبیب اوٹھہ جا مری بالین سے مت دے دردسر | کام جان آخر ہوا اب فائدہ تدبیر کا
نالہ کش ہین عہد پیری مین بھی تیری در پہ ہم | قد خم گشتہ ہمارا حلقہ ہے زنجیر کا
جو تری کوچے مین آیا پھر وہین گاڑا اوسے | تشنۂ خون مین تو ہون اس خاک دامنگیر کا
خون سے میری ہوئی یکدم خوشی تکو تو لیک | مفت مین جاتا رہا جی ایک بے تقصیر کا
لخت دل سے جو جہر مری بھیو نکی گو نہی آہ | فائدہ کچھہ ای جگر اس آہ بے تاثیر کا
گو مجنون سے نجاوینگی کہین ہم بے نوا | عیب ہے ہم مین جو چھوڑین ڈھیرا انہیں پیر کا

کسطرح سے مانئے یار و کہ یہ عاشق نہین
رنگ اوڑ جاتا ہے ٹک چہرا تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا | آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا
کثرت مین درد و غم کی نہ نکلی کوئی طپش | کوچہ جگر کی زخم کا شاید کہ تنگ تھا

[illegible]

۲۱

کیا طرح ہے آشنا گاہی گہے نا آشنا | یا تو بیگانے ہی رہیے ہوجیے یا آشنا
پایمال صد جفا ناحق نہوا اے عندلیب | سبزۂ بیگانہ بھی تھا اس چمن کا آشنا
کون سے یہ بحر خوبی کی پریشان زلف ہے | آتی ہے آنکھوں مین میرے موج دریا آشنا

قطعہ

بلبلین پائیز مین کہتی تھین ہوتا کاش کے | یک مژہ رنگ قراری اس چمن کا آشنا
[illegible]

قطعہ

[illegible]

پہونچا جو ہین قفس سی تو سب نی مجہی کہا
بیچارہ دیکھیو کہ تا سر دیوار جائیگا
دیگی نہ چین لذت زخم اوس شکار کو
جو کھا کے تیرے ہاتھہ کی تلوار جائیگا
آویگی اک بلا ترے سر سن کے ای صبا
زلف سیہ کا اوسکے اگر تار جائیگا
باہر نہ آتا چاہ سے یوسف جو جانتا
لے کاروان مرے تئین بازار جائیگا

لب در بیان سی وعدہ دیدار جائیگا

قطعہ

یون سنا جاہی کہ کرتا ہی سفر کا عزم
ساتھہ اب بیگانہ وضعون کی ہمارا آشنا

شعر صائب کا مناسب ہے ہماری اور سی
سامنی اوسکے جو ہو گریہ کوئی جا آشنا

تا بجان با مہر ہیم و تا بمنزل دیگران
فرق باشد جان ما را آشنا نا آشنا

داغ ہی تابان علیہ الرحمان کا چھاتی پہ میر
ہو نجات اوسکو بچارا ہمسے بھی تھا آشنا

مجکو محبوب ہم قیاس کیا
فرق نکلا بہت جو باس کیا

دل نی ہمکو مثال آئینہ
ایک عالم کا روشناس کیا

کچہ نہین سوجھتا ہمین وسواس
شوق نی ہمکو بیحواس کیا

عشق مین ہم ہوے نہ دیوانی
قیس کی آبرو کا پاس کیا

دور سی چرخ کی نکل نہ سکی
ضعف نی ہمکو مور طاس کیا

صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی
کیا پتنگی نی التماس کیا

ایسی وحشی کہان ہین ای خوبان
میر کو تم عبث اوداس کیا

مفت آبروی زاہد علامہ لے گیا
اک مغبچہ اوتار کے عمامہ لے گیا

۲۲

سیکڑون طرحین نکالین یار کے آنیکی لیک
گر کوئی پیر مغان مجھکو کرے تو دیکھے پھر
کاش تیرے غم رسیدون کو بلا دین شہر مین
جو سنا ہشیار اس میخانے مین تھا بیخبر
باندہ مت رونے کا تار اے ناقبا حت فہم چشم
شیخ مت کر ذکر ہر ساعت قیامت کا کہ ہے
شہر مین کس منہ سے آوے سامنے تیرے کہ شوخ

عذر ہے جا ہے چلا اوسکے دل دخواہ کا
میکدہ ساری کا سارا ہے جو صرف اللہ کا
ظلم ہے اک خلق پر آشوب اونکی آہ کا
شوق ہی باقی رہا ہمکو دل آگاہ کا
اس سے پایا جائے ہے سر رشتہ جسکی چاہ کا
عرصۂ محشر نمونہ اوسکی بازی گاہ کا
چھائیون سے بھر رہا ہے سارا چہرا ماہ کا

سر فرو لاتی نہین ہمت مری ہر ایک کے پاس
ہون گدائے آستانہ میر حضرت شاہ کا

ایسے گلی اک شہر اسلام نہین رکھتا
آزار ندے اپنے کانون کے تئین اے گل
ناکامی صد حسرت خوش لگتی نہین ورنہ
ہو خشک تو بہتر ہے وہ ہاتھ بہاران مین
بن اوسکے ہم آغوشی بیتاب نہین اے جے
مین ڈر ہے تری واعظ مسجد ہی مین بیٹھ و اپنا

جس کوچے مین وہ بت صد بیٹا نام نہین رکھتا
آغاز مرے غم کا انجام نہین رکھتا
اب جی سے گذر جانا کچھ کام نہین رکھتا
مانند نے نرگس جو جام نہین رکھتا
مدت سے بغل مین دل آرام نہین رکھتا
پر کیا کرون ساتھ اپنے حجام نہین رکھتا

[illegible]

دل سے مٹ جا کہ حیف اوسکا وقت
جو کوئی اوس مکان سے نکلا

اوسکی شیرین لبی کی حسرت مین
شہد پانی ہو شان سے نکلا

نامرادی کی رسم میر سے ہے
طور یہہ اس جوان سے نکلا

گرمی سے مین تو آتش غم کی پگھل گیا
راتون کو روتے روتے ہی جون شمع گل گیا

ہم خستہ دل ہین تجھسی بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تونے کہ یان جی نکل گیا

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی
مین وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا

مستی مین چھوڑ دیر کو کعبے چلا تھا مین
لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا

ساقی نشے مین تجھسے لنڈھا شیشۂ شراب
چل اب کہ دخت تاک کا جوبن تو ڈھل گیا

ہر ذرہ خاک تیری گلی کی ہے بیقرار
یان کون سا ستمزدہ ماٹی مین رل گیا

عریان تنی کی شوخی سے دیوانگی مین میر
مجنون کی دشت خار کا دامن بھی جل گیا

سنا ہے حال ترے کشتگان بیچارون کا
ہوا نہ گور گڑھا اون ستم کی مارون کا

ہزار رنگ کھلے گل چمن کے ہین شاہد
کہ روزگار کے سر خون ہے ہزارون کا

ملا ہے خاک مین کس کس طرح کا عالم یان
نکل کے شہر سے ٹک سیر کر مزارون کا

زہے ... سے دلی کہ مغفرت ہو اوسکی
جہان مین کچھ تو رہا نام بیقرارون کا

تڑپ کے خرمن گل پر کبھی گرا اے بجلی
جلانا کیا ہے مرے آشیان کے خارون کا

تمہین تو زہد و ورع پر بہت ہے اپنی غرور
خدا ہے شیخ جی ہم بھی گنہگارون کا

اوٹھے ہے گرد کی جا نالہ گور سے اوسکی
غبار میر بھی عاشق ہے نے سوارون کا

۲۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تلوار مارنا تو تمہیں کھیل ہی ولے
جاتا رہے نہ جان کسو بیگناہ کا

بدنام و خوار و زار و نزار و شکستہ حال
احوال کچھ نہ پوچھیے اس روسیاہ کا

ظالم زمین سے لوٹتا دامن اوٹھا کے چل
ہوگا کمین میں ہاتھ کسو دادخواہ کا

ای تاج شہ نہ سر کو فرو لاؤن تیری پاس
ہی معتقد فقیر نمد کی کلاہ کا

بیمار تو نہووی مراجی جب تلک کہ میر
سونی نہ دیگا شور تری آہ آہ کا

۲۵

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

ہر قدم پر تھی اوسکی منزل لیک
سر سے سودای جستجو نہ گیا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن ای داغ دل سے تو نہ گیا

دل مین کتنے مسودے تھے ولے
ایک پیش اوسکے روبرو نہ گیا

سبحہ گردان ہی میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

گل و بلبل بہار مین دیکھا
ایک تجھکو ہزار مین دیکھا

جل گیا دل سفید ہین آنکھیں
یہ تو کچھ انتظار مین دیکھا

آبلے کا بھی ہونا دامنگیر
تیری کوچے کے خار مین دیکھا

کبھو جامہ تنگی جو ادھر صبا تو یہ کیونکر نکلا
گر ایک مرغ شکستہ پر ہی باغ تازہ مین خار تھا [illegible] نکلا
[illegible] تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا
موہوم سمجھتے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا
داغ ہون رشک محبت سے کہ اتنا بیتاب
کسکی تسکین کے لیے گھر سے تو باہر نکلا
جستجو آہ تری کوچے سے کوئی نہ پھرا
جو ستم دیدہ رہا جاکے سو مر کر نکلا
دلکی آبادی کی اس حد ہے خرابی کہ نہ پوچھ
جانا جاتا ہے کہ اس راہ سے لشکر نکلا

قطعہ

اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل
ایک سے ایک عدو آنکھ سے بہتر نکلا
[illegible]
اس رفیع [illegible] سے اقسام جواہر نکلا
[illegible]
[illegible] شوق کلاہ [illegible] نکلا

رہی خیال تنک ہم بھی روسیاہون کا
لگی ہو خون بہت گرنی بیگناہون کا

نہین ستارے یہ سوراخ ہین یہ گنبد مین تمام
فلک حریف ہوا تھا ہماری آہون کا

گلی مین اسکی پھٹے کپڑون پر مری مت جا
لباس فقر ہی وان فخر بادشاہون کا

تمام زلف کی کوچہ ہین پاریچ اوسکے
تجھی کو آوے گا چلنا ایسی راہون کا

اسے جو خوبی سے لائی تجھے قیامت مین
تو حرف کن نہ کیا گوش زاد خواہون کا

تمام عمر رہین خاک زیر پا اوسکے
جو زور کچھ چلے ہم عجز دستگاہون کا

کہان سے تہ کرین پیدا ای ناظمان حال
کہ پوچ بافی ہی کام ان جلاہون کا

حساب کا ہی کیا روز شمار مین مجھسے
شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہون کا

تری جو آنکھین ہین تلوار کی تلے بھی دہار
فریب خوردہ ہے تو میر ہی کن نگاہون کا

اسکا خرام دیکھہ کی جایا نہ جائیگا
ای کبک پھر بحال بھی آیا نجائیگا

ہم کشتگان عشق ہین ابرو و چشم یار
سر سے ہماری تیغ کا سایہ نجائیگا

ہم رہروان راہ فنا ہین برنگ عمر
جاوینگی ایسی کھوج بھی پایا نجائیگا

پھوڑا سا ساری رات جو پکتا رہیگا دل
تو صبح تک تو ہاتھ لگایا نجائیگا

اپنی شہید ناز سی بس ہاتھ اٹھا کہ پھر
دیوان حشر مین اسے لایا نجائیگا

اب ستی کر سپہر کہ میری سو ہی گئی
اسکا مزاج مہر پہ آیا تو کیا ہوا

مت رنجہ کر کسیکو کہ اپنے تو اعتقاد
دل ڈھا کے پھر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا

مین صید ناتوان بھی تجھبر کیا کرونگا یان
ظالم اک اور تیر لگایا تو کیا ہوا

کیا کیا دعائین مانگی ہین خلوتین شیخ یون
ظاہر جہان سے ہاتھ اوٹھایا تو کیا ہوا

وہ فکر کر کہ چاک جگر پاوے التیام
ناصح جو تونے جامہ سلایا تو کیا ہوا

جیتے تو میر ان نے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

گرچہ سردار مزون کا ہو امیری کا مزا
چھوڑ لذات کے تئین تو فقیری کا مزا

ایک آزادی ٹک چکھہ نمک مرغ کباب
تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہے اسیری کا مزا

ہمتو گمراہ جوانی کے مزون پر ہین میر
حضرت خضر کو ارزانی ہو پیری کا مزا

دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا
رات کو سینہ بہت کوٹا گیا

طائر رنگ حنا کی سی طرح
دل نہ اسکے ہاتھ سے چھوٹا گیا

مین نہ کہتا تھا کہ منہ کر دل کی اور
اب کہان وہ آئینہ ٹوٹا گیا

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

سوراخ ہی سینے مین ہر اک شخص کی تجھسی
مربوط ہین تجھسی بھی ناکس و نااہل
دم بعد جنون مجھ مین نہ محسوس تھا یعنی
آئینہ بھی حیرت سی محبت کی ہوی ہم

کس دل کی ترا تیر نگہ پار نپایا
اس باغ مین ہمنی گل بیخار نپایا
جامی مین مری یارون نی اک تار نپایا
پر سیر ہوا وس شخص کا دیدار نپایا

وہ کھینچکی شمشیر ستم رہ گیا جو میر
خون ریزی کا یان کوئی سزاوار نپایا

کیا مری آنے پہ تو ای بت مغرور گیا
لگگیا صبح کی نزدیک مجھی خواب ای وای
گور سی نالی نہین اوٹھتی تو نزدیک ہی
چشم خون بستہ سی کل رات لہو پھر ٹپکا
ناتوان ہم ہین کہ ہین خاک گلی کی اسکی
لی کھین منہ پہ نقاب اپنی کلاہ کی غیرت صبح

کبھی اس راہ سی نکلا تو تجھی گھور گیا
آنکھ اوسوقت کھلی قافلہ جب دور گیا
جی گیا پر نہ ہمارا سر پرشور گیا
ہمنی جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا
اب تو بیطاقتی سی دلکا بھی مقدور گیا
شمع کی چہرہ رخشان سی تو اب نور گیا

نالہ میر نہین رات سی سنتی ہم لوگ
کیا ترے کوچی سی ای شوخ وہ رنجور گیا

خواہ مجھسی لڑ گیا اب خواہ مجھسی مل گیا
کیا کہون ای ہمنشین مین تجھسی حاصل دل گیا

دے دن گئے کہ آنکھین دریا سی بہتیان تھین
سوکھا پڑا ہی اب تو مدت سے یہ دو آبا

باہم ہوا کرین ہین دن رات نیچے اوپر
یہ نرم شانے لونڈے ہین مخمل دو خوابا

ان صحبتون مین آخر جانین ہی جاتیان ہین
نے عشق کو ہے صرفہ نے حسن کو محابا

ہر چند ناتوان ہین پر آگیا جو جی مین
دینگے ملا زمین سے تیرا فلک قلابا

منہ دھوتے وقت اوسکے اکثر دکھائی دے ہے
خورشید سے لے رہا ہے اک روز آفتابا

اب شہر ہر طرف سے میدان ہوگیا ہے
پھیلا تھا اس طرح کا کاہیکو یان خرابا

دل تفتگی کی اپنی ہجران مین شرح کیا دون
چھاتی تو میر میری جلکر ہوئی ہے تابا

دکھ اب فراق کا ہمسے سہا نہین جاتا
پھر اس پہ ظلم یہ ہے کہ کہا نہین جاتا

ہوئی ہے اتنی تری عکس لطف کی حیران
کہ موج بحر سے مطلق بہا نہین جاتا

نہین گذرتی گھڑی کوئی مجھہ جز آہ
کہ جس مین غم سے تری جی ڈھہا نہین جاتا

ستم کچھہ آج گلی مین تری نہین مجھ پر
کب آکے خون مین مین یان نہا نہین جاتا

خراب مجھکو لیا اضطراب دل نے میر
کہ ٹک بھی اوس کنے اوس بن رہا نہین جاتا

سمجھے تھے میر ہم کہ یہ ناسور کم ہوا
پھر ان دنون مین دیدۂ خونبار نم ہوا

قطعه

قطعه

قطعه

پاس ناموس محبت تھا کہ فرہاد کی پاس
بے ستون سامنی سی اپنی اوٹھایا نہ گیا
خاک تک کوچۂ دلدار کی چھانی ہم نی
جستجو کی پہ دل گم شدہ پایا نہ گیا
آتش تیز جدائی مین یکایک اوس بن
دل جلایون کہ تلک جی بھی جلایا نہ گیا
مہ نو آسا ہمین شب یاد دلایا تھا وہ کہ
پھر وہ تا صبح مری جی سی بھلایا نہ گیا
زیر شمشیر ستم میر تڑپنا کیسا

[illegible]

۳۸

نمود کر کے وہین بحر غم مین بیٹھ گیا
کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا

موا مین سجدے مین پر نقش میرا بار رہا
اوس آستان پہ مری خاک سی غبار رہا

جنونمین بکی مجھ اپنے دل کا غم ہی یہ حیف
خبر لی جب کہ نہ جامی مین ایک تار رہا

بشر ہی وہ پہ کہا جب سی اوسکا دام زلف
سرے اوسکی فرشتی ہی کا شکار رہا

کبھو نہ آنکھونمین آیا وہ شوخ خواب کی طرح
تمام عمر ہمین اوسکا انتظار رہا

شراب عیش میسر ہوئی جسی یکشب
پھر اوسکو روز قیامت تلک خمار رہا

قطعہ

بتان کی عشق نی بی اختیار کر ڈالا
وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا

وہ دل کہ شام و سحر جیسی پکا پھوڑا تھا
وہ دل کہ جس سی ہمیشہ جگر فگار رہا

تمام عمر گئی اوسپہ ہاتھ رکھتی ہمین
وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا

ستم مین غم مین سر انجام اوسکا کیا کہیے
ہزارون حسرتین تھین تسپہ جیکو مار رہا

بہا تو خون ہو آنکھونکی راہ سی نکلا
رہا جو سینۂ سوزان مین داغدار رہا

سو اوسکو ہمسی فراموش کار یون لی گئی
کہ اوس سی قطرۂ خون بھی نہ یادگار رہا

گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر

[illegible]

آج رہتی نہین خامہ کی زبان رکھیو معاف
حرف کا طول بھی جو میر گھٹایا نہ گیا

گلی مین اسکی سے جو بو آئی تو آیا نہ گیا
ہمکو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا

آہ جو نکلی مرے منہ سے تو افلاک کے پاس
اسکی آشوب کی عہدے سے برایا نہ گیا

گل نے ہر چند کہا باغ مین رہ پر اوس بن
جی جو وہ چاہا تو کسی طرح لگایا نہ گیا

سر نشین رہ میخانہ ہون مین کیا جانون
رسم مسجد کے تئین شیخ کہ آیا نہ گیا

حیف دی جگہ وہ اسوقت مین بھی نہ چاہا جسوقت
ان کنی حال اشارون سے بتایا نہ گیا

خطر راہ محبت کہین جو حرف سے مٹے
جس سے اوس طرف تو قاصد بھی چلایا نہ گیا

خوف آشوب سے غوغای قیامت کے لیے
خون خوابیدہ عشاق جگایا نہ گیا

میر مت عذر گریبان کے پھٹے رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ادہر آ کر شکار افگن ہمارا
مشبک کر گیا ہے تن ہمارا

گریبان سے رہا کوتہ تو پھر ہی
ہماری ہاتھ مین دامن ہمارا

گئے جون شمع اس مجلس سے جلتے
سبھون پر حال ہے روشن ہمارا

بلا جس چشم کو کہتے ہین مردم
وہ ہے عین بلا مسکن ہمارا

احوال کچھ بھی تم کو منظور ہے ہمارا
تلافی کرین تو تم بھی معاف رکھیو
کیا کیجیے کہ دل بھی مجبور ہے ہمارا
ہین مشت خاک لیکن جو کچھ ہین میر ہم ہین
مقدور سے زیادہ مقدور ہے ہمارا

اگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا	کہ پیراہن مین سو جا گھہ رفو تھا
کہین کیا بال تیرے کھل گئے تھے	کہ جہو کا باؤ کا کچھ مشک بو تھا

ندیکھا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتوان سا کو بکو تھا

راہ دور عشق مین روتا ہی کیا	آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا
قافلے مین صبح کی اک شور ہے	یعنی غافل ہم چلے سوتا ہی کیا
سبز ہوتی ہی نہین یہ سرزمین	تخم خواہش دل مین تو بوتا ہی کیا
یہ نشان عشق ہین جاتی نہین	داغ چھاتی کی عبث دہوتا ہی کیا

غیرت یوسف ہے یہ وقت عزیز
میر اوسکو رایگان کھوتا ہی کیا

روناٹک اک تھا تو غم بیکران سہا	دس دن رہی جہان مین ہم سو رہا دلا
پہلو مین اک گرہ سی تہ خاک ساتھ ہی	شاید کہ مر گئے پہ بھی خاطر مین کچھ رہا
آنکھون نے رازداری محبت کی خوب کی	آنسو جو آتے آتے رہی تو لہو بہا
آئی تھی ایک امید پہ تیری گلی مین ہم	سو آہ اس طرح سے چلے لوہو مین نہا

کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہی عمر کو

لکنت تری زبان کی ہی سحر جس سے شوخ
یک حرف نیم گفتہ سے دل پر اتر گیا

بے شرم محض ہی وہ گنہگار جن نے میر
ابر کرم کے سامنے دامان تر کیا

ناکسی سے پاس میرے یار کا آنا گیا
بس گیا میں جان سے اب اس سے یہ جانا گیا

کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلۂ پر پیچ و تاب
شمع تک ہم نے تو دیکھا تھا کہ پروانا گیا

ایک ہی چشمک تھی فرصت احباب کی
دیدۂ تر ساتھ لے مجلس سے پیمانا گیا

گل کھلے صد رنگ تو گیا پر نہ آئی ہے نسیم
مدتیں گذریں کہ وہ گلزار کا جانا گیا

دور تجھسے میر نے ایسا تعب کھینچا کہ شوخ
کل جو میں دیکھا اوسے مطلق نہ پہچانا گیا

ہاتھ سے تیرے اگر میں ناتوان مارا گیا
سب کہیں گے یہ کہ کیا اک جان مارا گیا

اک نگہ سے بیش کچھ نقصان نہ آیا اسکے تیئں
اور میں بیچارہ تو اے مہربان مارا گیا

وصل و ہجران سے جو دو منزل ہیں راہ عشق کی
دل غریب انمیں خدا جانے کہاں مارا گیا

دل نے سر کھینچا دیار عشق میں اے بوالہوس
وہ سراپا آرزو آخر جوان مارا گیا

کب نیاز عشق ناز حسن سے کھینچے ہے ہاتھ
آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

۳۳

قطعہ

عشق کو حوصلہ ہے شرط ارنہ
بات کا کس کو ڈھب نہیں آتا

غافل نرہیو ہرگز ناداں داغ دلسی — بھڑکی گا جب یہہ شعلہ تب گھر جلا رہیگا
مرنی پہ اپنی مت جا سالک طلب میں اسکے — گوہر کو کھو رہیگا پر اسکو پا رہیگا
عمر عزیز ساری دل ہی کی غم میں گزری — بیمار عاشقی یہہ کس دن بھلا رہیگا
دیدار کا تو وعدہ محشر میں دیکھیے گے — بیمار غم میں تیری تب تک تو کیا رہیگا

کیا ہی جو اوٹھ گیا ہی پر لبستہ وفا ہی
قید حیات میں ہے تو میر آ رہیگا

جو یہہ دل ہی تو کیا سرانجام ہوگا — تہ خاک بھی خاک آرام ہوگا
مرا جی تو آنکھوں میں آیا یہہ سنتی — کہ دیدار بھی ایک دن عام ہوگا
نہو گا وہ دیکھا جسی کبک تونی — وہ اک باغ کا سرو اندام ہوگا
نہ نکلا کر اتنا بھی بی پردہ گھر سے — بہت اسمیں ظالم تو بدنام ہوگا
ہزاروں کی یاں لگ گئیں چھت پہ آنکھیں — تو ای ماہ کس شب لب بام ہوگا

جگر چاکی ناکامی دنیا ہی آخر
نہیں آتے جو میر کچھ کام ہوگا

خواب میں تو نظر جمال پڑا — پر مری جی ہی کی جنجال پڑا
وہ نہانی لگا تو سایہ زلف — بحر میں تو کہی کہ جال پڑا

[illegible]

بارہا گور دل جھکا لایا	اب کی شرطِ وفا بجا لایا
قدر رکھتی نتھی متاع دل	سارے عالم مین مین دکھا لایا
دل کہ یک قطرہ خون نہین ہی بیش	ایک عالم کی سر بلا لایا
سب پہ جس بار نے گرانی کی	اوسکو یہہ ناتوان اوٹھا لایا
دل مجھی اوس گلی مین لی جا کر	اور بھی خاک مین ملا لایا
ابتدا ہی مین مرگئی سب یار	عشق کی کون انتہا لایا

اب تو جاتی ہین بتکدہ سی میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

کیا عجب پل مین اگر ترک ہو وسی ہجا نکا	ہو جو زخمی کسو بر ہمزدن مژگان کا
اٹھتی پلکون کی گری پڑتی ہین لاکھون آنسو	ڈوال لے الا ہی مری آنکھون نے اڑ طوفان کا
جلوۂ ماہ تہ ابرِ تنک بہول گیا	ان نی سوتی مین ڈپٹا سی جو منہ ڈھانکا
لہو لگتا ہی ٹپکنی جو پلک مارون ہون	اتھوبہ رنگ ہی اس دیدۂ اشک افشان کا
اوٹھ گیا ایک تو اک مرنی کو آبیٹھی ہی	قاعدہ ہی یہی مدت سی ہماری یار کا
کار اسلام ہی مشکل تری خال و خط سی	رہزن دین ہی کوئی دزد کوئی ایمان کا

چارۂ عشق بجز مرگ نہین کچھ اے میر

[illegible]

دکانین حسن کی آگی تری تختہ ہوتی ہونگی
جو تو بازار مین ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا

معیشت ہم فقیرونکی سی اخوان زمان سے کر
کوئی گالی بھی دی تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا

خیال اس بیوفا کا ہمنشین اتنا نہین اچھا
گمان کہتے ہین ہم بھی یہہ کہ ہم سی آشنا ہوگا

قیامت کر کی اب تعبیر جسکو کہتی ہی خلقت
وہ اوس کوچی مین ایک آشوب سا شاید ہوا ہوگا

عجب کیا ہی ہلاک عشق مین فرہاد و مجنونکی
محبت روگ ہی کوئی کہ کم اس سے جیا ہوگا

نہ کیون غیرت گلزار وہ کوچہ خدا جانے
لہو اوس خاک پر کن کن عزیزونکا گرا ہوگا

بہت ہمسایہ اس گلشن کی زنجیری رہا ہون مین
کبھو تمنی بھی میرا شور نالون کا سنا ہوگا

نہین جز عرش جا گہہ راہ مین اسکے اپنی کو دم
قفس سے تن کی مرغ روح میرا جب رہا ہوگا

کہین ہین میر کو مارا گیا شب اوسکی کوچی مین
کہین وحشت مین شاید بیٹہی بیٹہی اٹھہ گیا ہوگا

یان نام یار کس کا ورد زبان نپایا
پر مطلقا کہین ہم اوسکا نشان نپایا

وضع کشیدہ اوسکی رکہتی ہی داغ سبکے
نیوتا کسیکو ہم وہ ابرو کمان نپایا

پایا نہ یون کہ کریی اوسکی طرف اشارہ
یون تو جہان مین ہمنے اسکو کہان نپایا

پھہ دل کہ خون ہووی سر جا نتھا وگرنہ
وہ کونسی جگہہ تھی اوسکو جہان نپایا

تقتنے سے گرچہ باعث آفاق مین ہی تو ہی
لیکن کمر کو اسکی ہم درمیان نپایا

سنپد گوون نوبت سینی کی ہد برن کہین — آہ تا بت بھی نہ نکلا جیہ کہ بیان یکجا

تیرا کوچہ ہے ستمگار وہ کافر جاگھہ — کہ جہان مارے گئے کتنے مسلمان یکجا

سر سے باندہا ہی کفن عشق مین تیرے یعنے — تیغ ہمنے بھی کیا ہے سر و سامان یکجا

کیونکہ پڑتی ہے ترے پاؤن نسیم سحری — اوسکے کوچے مین ہے صد گنج شہیدان یکجا

تو بھی رونے کو بلا دل ہے ہمارا بھی بھرا — ہوجیے اے ابر بیابان مین گریان یکجا

بیٹھہ کر میر جہان خوب نرو یا ہوئے
ایسا کوچہ نہین ہے تیرا ہی جانان یکجا

فلک کا منہ نہین اس فتنے کے اوٹھانے کا — ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا

ہمارے ضعف کی حالت سے دل تو ہی کہیئو — کہین خیال نہین یہان بحال آنیکا

تری سے راہ مین رہ گئے سبھی آخر — سفر تو ہمکو ہے درپیش تیہی جانے کا

بسان شمع جو مجلس سے ہم گئے تو گئے — سراغ کیجو نہ پھر تو نشان پانے کا

چمن مین دیکھ نہین سکتے تنک کہ چھپتا ہے — جگر مین برق کی کانٹا مجہہ آشیانی کا

تنک آ تو تا سر بالین نہ کر تعلل کیا — تجھے بھی شوق ہی وقت ہی بہانی کا

قطعہ

سر اتار اون نے ترا ہاتھہ جن نے دیکھا زخم — شہید ہون میں تیرے ہی تیغ کے لگانے کا

٣٧

لبریز شکوہ تھے ہم لیکن حضور تیرے
گفتار تک حکایت اپنا گفتار تک نہ پہنچا

سبزہ چشم نم رسیدہ پانی بجوانی کو ئی
وقت اخیر اوسکی بیمار تک نہ پہنچا

یہہ بخت سبز دیکھو باغ زمانہ مین سے
پژمردہ گل ہی اپنی دستار تک نہ پہنچا

قطعه

مستور ہی خوبروی مفتون جمع ہوون
خوبی کا کام کسکی اظہار تک نہ پہنچا

یوسف سی لیکے تا گل پھر گل سی لیکے تا شمع
یہہ حسن کسکو لیکر بازار تک نہ پہنچا

افسوس میر ثے جو ہونی شہید آتے
پھر کام ان کا اوسکی تلوار تک نہ پہنچا

اسکا خیال چشم سے شب خواب لے گیا
قسمی کہ عشق جی سے مری تاب لے گیا

کن نیندون اب تو سوتی ہی اے چشم گریہ ناک
مژگان تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا

آوے جو مصطبع مین تو سن لو کہ راہ سے
واعظ کو ایک جام مئے ناب لے گیا

نے دل رہا بجا ہی نہ صبر و حواس و ہوش
آیا جو سیل عشق سب اسباب لے گیا

میرے حضور شمع نے گریہ جو سر کیا
رویا مین اسقدر کہ مجھے آب لے گیا

احوال اس شکار زبون کا ہی جای رحم
جس ناتوان کو مفت نہ قصاب لے گیا

منہہ کی جھلک سے یار کے بیہوش ہوگئی

٣٩

دشمن نہ کدورت سے مری سامنے ہو جے
ناموس مجھے صافیِ طینت کی ہو ورنہ

تلوار کی اترتی کو مرے کیجو حوالا
رستم نے مرے تیغ کا حملہ نہ سنبھالا

دیکھے ہی مجھے دیدۂ پرخشم سے وہ میر
میرے ہی نصیبوں میں تھا یہ زہر کا پیالا

پل میں جہان کو دیکھتے میرے ڈبو چکا
اک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا

افسوس میرے مردمی پر اتنا لگو اب
چھپتا نہ یوں ہی سا ہے جو ہوتا تھا ہو چکا

لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں
آنکھیں اگر یہی ہیں تو پھر نیند سو چکا

یک چشمک پیالہ ہے ساقی بہار عمر
جھپکی لگی کہ پھر یہ آخر ہی ہو چکا

ممکن نہیں کہ گل کرے تو بھی شگفتگی
اس سر زمین میں تخم محبت میں بو چکا

پایا نہ دل بہایا ہوا سیل اشک کا
میں [illegible] سے سمندر [illegible] چکا

ہر صبح حادثے سے یہ کہتا ہے آسمان
وہی جام خون میر کو گر نہ وہ دے چکا

دیر و حرم سے گذرے اب دل ہے گھر ہمارا
ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا

پلکوں سے تیری ہم کو کیا چشم داشت یہ تھے
ان برچھیوں نے باندھا باہم جگر ہمارا

دنیا و دین کے جانب میلان ہو تو کہنے
کیا جانتے کہ اس میں دل ہے کدھر ہمارا

چوری میں دل کے وہ ہنر کر گیا
دیکھتے ہی آنکھوں میں گھر کر گیا

دیر میں میں خاک بسر ہے رہا
عمر کو اس طور بسر کر گیا

دل نہیں ہے منزل سینہ میں اب
یاں سے وہ بیچارہ سفر کر گیا

حیف جو وہ نسخہ دل کے اوپر
سرسری سے ایک نظر کر گیا

کس کو مرے حال سے تھی آگہی
نالۂ شب سبکو خبر کر گیا

گو نہ چلا تا مژہ تیر نگاہ
اپنے جگر سے تو گذر کر گیا

محفل آفاق میں پروانہ سان
میر بھی شام اپنی سحر کر گیا

وہاں وہ تو گھر سے اپنے پیکر شراب نکلا
یہاں شرم سے عرق میں ڈوبے آفتاب نکلا

آیا جو واقعی میں درپیش عالم مرگ
یہ جاگنا ہمارا دیکھا تو خواب نکلا

دیکھا جو اوس پرے نے گلشن میں ہم تو آخر
گل کا وہ روے خندان چشم پر آب نکلا

پردے ہی میں چلا جا خورشید تو ہی بہتر
اک حشر ہے جو گھر سے وہ بے حجاب نکلا

کچھ دیر ہی لگی نہ دل کو تو تیر لگتے
اس صید ناتوان کا کیا جی شتاب نکلا

ہر حرف غم نے میرے مجلس کے تئیں رلایا
گویا غبار دل کا پڑھتا کتاب نکلا

روئے عرق فشاں کو بس پونچھ گرم مت ہو
اس گل میں کیا رہی گا جب کا گلاب نکلا

ایسی بہت بی مہر سے ملتا ہی کوی بھی
دل میر کو بھاری تہا جو تپھر سے لگا یا

دل جو زیر غبار اکثر تھا | کچھہ مزاج اندنون مکدر تہا
اوسپہ تکیہ کیا تو تھا لیکن | رات دن ہم تھی اور بستر تھا
سر سری تم جہان سی گذری | ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا
دلکی کچھہ قدر کرتے رہیو تم | یہہ ہمارا ابھی ناز پرور تھا
بعد ایک عمر جو ہوا معلوم | دل اوس آئینہ رو کا تپھر تھا
بارِ سجدہ ادا کیا تہِ تیغ | کب سے یہ بوجھہ میری سر پر تھا
کیون نہ ابرِ سیہ سفید ہوا | جب تلک عہد دیدہ تر تھا
اب خرابا ہوا جہان آباد | ورنہ ہر یک قدم پہ یان گھر تھا

قطعہ

بے زری کا نکر گلہ غافل | رہ تسلی کہ یون مقدر تھا
اتنے منعم جہان مین گذرے | وقت رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحبِ جاہ و شوکت و اقبال | اک ازان جملہ اب سکندر تھا
تھی یہہ سب کائنات زیر نگین | ساتھہ مور و ملخ سا لشکر تھا

۴۱

[illegible]

۲۴۴

دہوپ مین جلتی ہین غربت وطنوں کی تلاش
تیرے کوچے مین مگر سایۂ دیوار نہ تھا

صد گلستان تہ یک بال تھی وسکی ... تک
طائر جان قفس تن کا گرفتار نہ تھا

حیف سمجھا ہے نہ وہ قاتل نادان ورنہ
بیگنہ مارنے قابل یہ گنہگار نہ تھا

عشق کا جذب ہوا باعث سودا ورنہ
یوسف مصر زلیخا کا خریدار نہ تھا

نرم تر موم سے بھی ہمکو کوئی دیتی قضا
سنگ چھاتی کا تو یہ دل ہمین درکار نہ تھا

رات حیران ہون کچھ چپ ہی مجھے لگ گئی میر
درد پنہان تھی بہت پر لب اظہار نہ تھا

جی اپنا مین نے تیری لئی خوار ہو دیا
آخر کو صحبت وجوتی تیری مجھکو کھو دیا

بی طاقتی سکون نہین رکھتی ہی ہمنشین
رونی نے ہر گھڑی کی مجھی توڑ بو دیا

ای ابر اس چمن مین نہوگا گل امید
یان تخم یاس اشک کو مین بھرکے بو دیا

پوچھا جو مین نے درد محبت سی میر کو
رکھ ہاتھ اون نے دل پہ ٹک اک اپنی رو دیا

خط منہ پہ آئی جانان خوبی پہ جان دیگا
ناچار عاشقون کو رخصت سے پان دیگا

سارے رئیس اعضا ہین معرض تلف مین
یہ عشق بی محابا کسکو امان دیگا

پائی پر آبلہ سی مین گم شدہ گیا ہون
ہر خار بادیہ کا میرا نشان دیگا

[illegible]

کہلا نشی مین جو بگڑی کا پیچ اوسکی میر
سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا

کیا اون تھی وہی کہ یہان بھی دل آرمیدہ تھا
رو آشیان طائر رنگ پریدہ تھا

قاصد جو وان سی آیا تو شرمندہ مین ہوا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

اک وقت ہمکو تہا سر گریہ کہ دشت مین
جو خار خشک تہا سو وہ طوفان رسیدہ تہا

جس صید گاہ عشق مین یارون کا جی گیا
مرگ اوس شکار گہ کا شکار رمیدہ تھا

مت پوچہہ کسطرح سی کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

حاصل نپوچہہ گلشن مشہد کا بوالہوس
یہان پہل ہر اک درخت کا حلق بریدہ تھا

دل بیقرار گریہ خونین تہا رات میر
آیا نظر تو بسمل در خون طپیدہ تھا

کثرت داغ سی دل رشک گلستان نہوا
میر الخواہ جو کچہہ تھا وہ کبھو یان نہوا

جی تو ایسے کئے صدقے کیے تجبہ پہ لیکن
حیف یہ ہی کہ تنک تو بھی پشیمان نہوا

آہ مین کب کی کہ سرمایہ دو ورنج نہوے
کون سا اشک مرا منبع طوفان نہوا

قطعہ

گو توجہ سے زمانی کی جہان مین مجکو
جاہ و ثروت کا میسر سر و سامان نہوا

سرسبز ملک ہند میں ایسا ہوا کہ میر
یہ ریختہ لکھا ہوا تیرا دکن گیا

لخت جگر تو اپنی یک لخت رو چکا تھا	اشک فقط کا جھمکا آنکھوں میں لگ رہا تھا
دامن میں آج دیکھا پھر لخت میں لے آیا	ٹکڑا کوئی جگر کا پلکوں میں رہ گیا تھا
اس قید جیب سے میں چھوٹا جنونکی دولت	ورنہ گلا یہ میرا جوں طوق میں پھنسا تھا
مشت نمک کی خاطر اسواسطے ہوں حیران	کل زخم دل نہایت دل کو مرے لگا تھا
ای گرد باد مت دی ہر آن عرض وحشت	مین بھی کسو زمانی اس کام مین بلا تھا
بن کچھ کہی سنا ہے عالم سی مین نے کیا کیا	پر تو نے یہ نجانا ملے بیوفا کہ کیا تھا
روتی رہے شمع آتنا ہر شب کہ کچھ نہ پوچھو	مین سوز دل کو اپنی مجلس مین کیوں کہا تھا

قطعه

سر مار کر ہوا تھا مین خاک اس گلی مین	سینے پہ مجھکو اوسکا مذکور نقش پا تھا
سو تحبت تیرہ سے ہوں پایمال صبا بھی	اس مرن کے واسطے مین کیا خاک مین ملا تھا

قطعه

یہ سرگذشت میری افسانہ جو ہوئی ہے	مذکور اسکا اوسکی کوچے مین جابجا تھا
سنکر کسی نے وہ بھی کہنے لگا تھا کچھ کچھ	بیدرد کتنی بولی ہاں اوسکو کیا ہوا تھا

غلط ہے عشق میں ای بوالہوس اندیشہ راحت کا
رواج اس ملک میں ہے درد و داغ و رنج و کلفت کا

زمین یک صفحہ تصویر بیہوشان سی ماتا ہی
سیہ مجلس جب سی ہی اچھا نہیں کچھ رنگ صحبت کا

جہان جلوی سی اوس محبوب کے ہی سر لبالب ہی
نظر پیدا اگر اول پھر تماشا دیکھیے قدرت کا

ہنوز آوارہ لیلی ہی جان رفتہ مجنون کے
موی ہی بھی رہا ہوتا نہین مج البتہ الفت کا

حریف بی جگر ہی صبر ورنہ کل کی صحبت مین
نیاز و ناز کا جھگڑا اگر دیتھا ایک جرات کا

نگاہ یاس بھی اوس صید افگن پر غنیمت ہے
نہایت تنگ ہی ای صید بسمل وقت فرصت کا

خرابی دل کی اوس حد ہی کہ یہ سمجھا نہین جاتا
کہ آبادی بھی یان تھی یا کہ ویرانہ تھا مدت کا

نگاہ مست نی اوسکی لٹائی خانقہ سارے
بڑا ہی برہم اتنا تک کارخانہ زہد و طاعت کا

قدم ٹک دیکھکر رکھہ میر سر دلسی نکالیگا
پلک سی شوخ تر کانٹا ہی صحرائی محبت کا

جو اس شور سی میر روتا رہی گا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہیگا

مین وہ رونے والا جہان سے چلا ہون
جسی ابر ہر سال روتا رہے گا

مجھے کام رونے سی اکثر ہی ناصح
تو کب تک مری منہ کو دھوتا رہیگا

بس ای گریہ آنکھین تیری کیا نہین ہین
کہان تک جہان کو ڈبوتا رہے گا

مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے
جرس کی بھی جو ہوش کھوتا رہیگا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہی یان آگے درد تھا

اک گرد راہ تھا پئے محمل تمام راہ
کس کا غبار تھا کہ یہ دنبالہ گرد تھا

مرا رنگ اوڑ گیا جسوقت سنگ محتسب
مرا وعدہ ہی پہونچا تری آنیکے وعدی تک

سنبھل سے گر پڑا مینا و ساغر چور ہو پہوٹا
ہوا مین ہوت سی سمجہا رہا ای شوخ تو جہوٹا

کفِ جانان سی کیا امکان ہائے میر کوئی ہو
اچنبا ہی جو اوسکی ہاتہہ سی رنگِ حنا چہوٹا

برقع اوٹھا تھا رخ سی مرے بدگمان کا
دیکہا تو اور رنگ ہے سارے جہان کا

مت مانیو کہ ہوگا یہ بیدرد اہلِ دین
گر آوے شیخ بہن کے جامہ قرآن کا

خوبی کو اوسکے چہرے کی کیا پہونچی آفتاب
ہی اسمین اوسمین فرق زمین آسمان کا

آلبتہ ہے وہ جو ہووی خریدار گلرخان
اس سودی مین صریح ہی نقصان جا نکا

کچہہ اور گاتی ہین جو رقیب اوسکی روبرو
دشمن ہین میری جان کی یہ جی ہر تان کا

تسکین اوسکی تب ہوئی جب چپ مجہے لگی
مت پوچہہ کچہہ سلوک مری بدزبان کا

قطعہ

یان بلبل اور گل پہ تو عبرت سی آنکہہ کہول
گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا

گل یادگار چہرہ خوبان ہی بی خبر
مرغ چمن نشان ہی کسو خوش زبان کا

تو برسون مین کہی ہی ملو نگا مین میر سے
یان کچہہ کا کچہہ ہے حال ابھی اوس جوان کا

قطعہ

ہو گیا دل مرا اتبرگ جب | ورد سنے قطعۂ پیام کیا
ٹوپی کی کج کلاہ لڑکون نے | کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہین آتا | ٹوپی والون نے قتل عام کیا

عشق خوبان کو میر مین اپنا
قبلہ و کعبہ و امام کیا

رات پیاسا تھا میرے لوہو کا | ہون دوانہ تری سگ کو کا
شعلۂ آہ ہون لتون اب مجھکو | فکر ہے اپنی ہر بن مو کا
ہے مرے یار کی مسون کا تنک | کشتہ ہون سبزۂ لب جو کا
بوسہ دینا سبے مجھے نکر موقوف | ہے وظیفہ یہی دعا گو کا
شور قلقل کی ہوتی تھی مانع | ریش قاضی پہ رات مین تھو کا
عطر آگین ہے باد صبح مگر | کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
اک دو ہون تو سحر چشم کہون | کارخانہ ہے وان تو جادو کا

قطعہ

میر ہر چند مین نے چاہا لیک | نہ چھپا عشق طفل بدخو کا

[illegible]

کہان تھا تو اس طور آنے سے میرے
گریبان سے تب ہاتھ اوٹھایا تھا نہ گے

گلی مین تری کل تماشا ہوا تھا
مرے اور دامان صحرا ہوا تھا

زہی طالع اے میر اونے یہ پوچھا
کہان تھا تو ابتک تجھے کیا ہوا تھا

آہ کی نے دل حیران و خفا کو سونپا
مین نے یہ غنچہ تصویر صبا کو سونپا

تیری کوچے مین مری خاک بھی پامال ہوئی
تھا وہ بیدرد مجھی جن نے وفا کو سونپا

اب تو جاتا ہی ہی کعبے کو تو بتخانے سے
جلد پھر پہونچیو اے میر خدا کو سونپا

گلہ نہین ہے ہمین اپنی جان گدازی کا
جگر پہ زخم ہے اوسکی زبان درازی کا

سمند ناز نے اوسکی جہان کیا پامال
وہی ہی اب بھی اوسے شوق ترکتازی کا

ستم ہین تھہرین لونڈی شراب خانے کی
اوتار لیتے ہین عمامہ سرفرازی کا

الٹ پلٹ مری آہ سحر کی کیا ہی کام
اگر خیال تمہین ہووے نیزہ بازی کا

بتاؤ ہمسے کوئی آن تم سے کیا بگڑی
نہین ہے تمکو سلیقہ زمانہ سازی کا

خدا کو کام تو سونپے ہین مینے سب لیکن
رہی ہی خوف مجھے وان کی بے نیازی کا

چلو ہو راہ موافق کہے مخالف کی
طریق چھوڑ دیا ہمنے دل نوازی کا

[illegible]

[illegible]

سب گئے ہوش و صبر و تاب و تواں
دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

ظلم و جور و جفا ستم بیداد
عشق میں تیرے ہم پہ کیا نہوا

ہم تو ناکام ہی جہاں میں رہے
یاں کبھو اپنا مدعا نہوا

میر افسوس وہ کہ جو کوئی
اوسکے دروازے کا گدا نہوا

یار عجب طرح نگہ کر گیا
دیکھنا وہ دل میں جگہ کر گیا

تنگ قبائی کا سماں یار کی
پیرہن غنچہ کو تہ کر گیا

جانا نہ اس بزم سے آیا تو کیا
کوئی گھڑی گو کہ تو رہ کر گیا

وصف خط و خال میں خوباں کی میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا
اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

سمجھی نہ باد صبح کہ آکر اوٹھا دیا
اوس فتنۂ زمانہ کو ناحق جگا دیا

پوشیدہ راز عشق چلا جاے تھا سو آج
بیطاقتی نے دل کی وہ پردہ اوٹھا دیا

اس بیخبر دہر میں ہمکو قضا نے آہ
پانی کی بلبل کی طرح سے مٹا دیا

تھی آگ اوسکی تیغ کو ہمکو سو عشق نے
دونوں کو معرکے میں گلے سے ملا دیا

اون نے تو تیغ کھینچی تھی پر جی چلا کے میر
ہمنے بھی ایکدم میں تماشا دکھا دیا

ردیف بای موحدہ

رکھتا ہے ہمسے وعدہ ملنے کا یار ہر شب
سو جائے ہیں ولیکن بخت [illegible] ہر شب

کسکی مسجد کیسے بیخانہ کہان کے شیخ و شاب
ایک گردش مین تری چشم سیہ کی سب خراب
تو کہان اوسکی مرکیو ہم نظر یو اضطراب
[illegible]

اب وہ نہین کہ آنکھین تہین تر آب روز و شب
اک وقت رونی کا تھا ہمین بھی خیال سا
اوسکی لئے نہ پھرتی تھی ہم خاک چھانتے
قدرت تو دیکھ عشق کی مجھ سے ضعیف کو
سجدہ اوس آستان کا نہین ہو نصیب
اب رسم ربط اوٹھ ہی گئی ورنہ پیش ازین

ٹپکا کری ہی آنکھون سے خون ناب روز و شب
آتی تھی آنکھون سے چلی سیلاب روز و شب
رہتا تھا پاس وہ در نایاب روز و شب
رکھتا ہی شاد بی خور و بی خواب روز و شب
رگڑا ہی سر میان محراب روز و شب
بیٹھے ہی رہتے تھے ہم احباب روز و شب

دل کسکی رود موسی لگایا ہی میر نے
ہاتھ ہین اوس جوان کو بیتاب روز و شب

رویا کیے ہین غم سے تری ہم تمام شب
رکنے سے دل کی آج بچا ہون تو اب جیا
یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہان

پڑتی رہی ہی ازبسکہ شبنم تمام شب
چھاتی ہی مین رہا ہی مرا دم تمام شب
روتی ہی یون تو شمع بھی کم کم تمام شب

قطعہ

گذرا کسے جہان مین خوشی سے تمام روز
کسکی کٹی زمانی مین بی غم تمام شب

شکوہ عبث ہی یہ کہ کڑھتے ہین سارے دن
یا دل کا حال رہتا ہی درہم تمام شب

ردیف الباء

۵۰

قطعہ

[illegible]

آئی کنعان سے باد مصر ولے
نہ گئے تا بکلبۂ یعقوب

بن عصا شیخ یک قدم نرکھے
راہ چلتا نہین یہ خر بے چوب

اس لیے عشق مین نے چھوڑا تھا
تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب

پی ہو مے تو لہو پیا ہون مین
محتسب آنکھون پر ہر کچہ آشوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

ردیف تا

روزانہ ملون یار سے یا شب ہو ملاقات
کیا فکر کرون مین کہ کسو ڈھب ہو ملاقات

نو بخت کی یاری ہی نہ کچہ جذب ہی کامل
وہ آپھی ملے تو ملے پھر جب ہو ملاقات

دوری مین کرون نالہ و فریاد کہان تک
یکبار تو اوس شوخ سے یارب ہو ملاقات

جاتی ہے غشی بھی کبھو آتی ہین بخود بھی
کچہ لطف اوٹھے یار سے اگر اب ہو ملاقات

وحشت ہے بہت میر کو مل آئیے چلکر
کیا جانیے پھر یان سے گئے کب ہو ملاقات

سب ہوے نادم پے تدبیر ہو جانان سمیت
تیر تو نکلا مرے سینے سے لیکن جان سمیت

تنگ ہو جاویگا عرصہ خفتگان خاک پر
گر ہمین پیر زمین سونپا دل نالان سمیت

ساقی کی جو آنی کی خبر تھی
گزری ہین ساری بیخبر رات

کیا سوز جگر کہون مین ہمدم
آیا جو سخن زبان پہ رات

صحبت یہ رہی کہ شمع روئی
لے شام سے تا دم سحر رات

[illegible]

پر زلفون مین منہ چھپا کے پوچھا
اب ہوئیگی میر کسقدر رات

جاتا ہے نہین ہو جسے آزار محبت
مایوس ہون مین بھی کہ ہون بیمار محبت

امکان نہین جیتے جی ہو قید سے آزاد
مرجائیے تبھی چھوٹے گرفتار محبت

تقصیر نہ خوبان کی نہ جلاد کا کچھ جرم
تھا دشمن جانی مرا اقرار محبت

ہر جنس کے خواہان ملے بازار جہان مین
لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت

اس راز کو رکھ جی ہی مین تا جی نہ بگڑے
زنہار جو کرتا ہو تو اظہار محبت

ہر نقش قدم تیرے سر نیچے ہین عاشق
ٹک سیر تو کر آج تو بازار محبت

کم مست ہین ہم دیدۂ پر خون جگر سے
کیا ایسی ہو ساغر سرشار محبت

بیکار نرہ عشق مین تو رونے سے ہرگز
یہ گریہ ہی ہے آب رخ کار محبت

مجھ سا ہی ہو مجنون سو یہ کب ہانی غزل
ہرگز نہین اے میر سزاوار محبت

جی مین ہی یاد رخ و زلف سیہ فام بہت
روتا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت

دست صیاد تلک بھی نہ مین پہونچا جیتا
بیقراری نے لیا مجھکو تہ دام بہت

ایک دو چشمک ادھر گردش ساغر کہ مدام
سر چڑھی رہتی ہے یہ گردش ایام بہت

واشد ہوئی دلکو فقیری مین بھی نہ
کھلتی نہین گرہ یہ کسو کی دعا سے آج

جیتے ہین اختیار نہین ورنہ ہمنشین
ہم جانتے ہین موت تو اپنی خدا سے آج

ساقی ٹک ایک موسم گل کی طرف تو دیکھ
ٹپکا پڑے ہے رنگ چمن مین ہوا سے آج

تھا جی مین اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کا تو ہی نہین ہم بھی گنہگاروں کے بیچ
ہین جو رحمت کی سزاواروں کے بیچ

جی سدا ان ابروؤن ہی مین رہا
کی بسر ہم عمر تلواروں کے بیچ

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

ہین عناصر کی یہ صورت بازیان
شعبدے کیا کیا ہین ان چاروں کے بیچ

جب سے لی نکلا ہے تو یہ جنس حسن
پڑ گئی ہے دھوم بازاروں کے بیچ

عاشقی و بیکسی و رفتگی
جی رہا کب ایسے آزاروں کے بیچ

جوہر شکل اوس ماہ بن جہکو ہے شب
رہ چمک کا ہیکو ہے تاروں کے بیچ

اوسکی تش ناک رخساروں بغیر
لوٹتے یون ہیٹک انگاروں کے بیچ

بیٹھنا غیروں مین کب ہے ننگ یار
پھول گل ہوتی ہے ہین خاروں کے بیچ

قطعہ

[illegible]

ہر طرح تو ذلیل ہے ... عاشقی مین کوئی خوار ایک طرح [illegible]

قطعہ

[illegible]

ساتھ ہوا کن بیکسی کے عالم ہستی کے بیچ
عرش پر ہے ہم نے یو شان الفت کا دماغ

باز خواہ خون ہے میگروا سی کا تیری کے بیچ
اوج دولت کا ساہی یان فقر کی پستی کے بیچ

ہم سیہ کارون کا ہنسنا وہ ہے میخانی کی اور
آ سکے ہین میر مسجد مین چلے مستی کے بیچ

ردیف حای حطی

ہونے لگا گداز غم یار بے طرح
اب کچھ طرح نہین ہے کہ ہم غمزدے ہون شاد
جان بر تمہارے ہاتھ سے ہو گا نہ اب کوئی
فتنہ اوٹھیگا ورنہ نکل گھر سے تو شتاب

رہنے لگا ہے دل کو اب آزار بے طرح
کہنے لگا ہے منہ سے ستمگار بے طرح
رکھنے لگے ہو ہاتھ مین تلوار بے طرح
بیٹھے ہین آ کے طالب دیدار بے طرح

لوہو مین شور بور ہے دامان و جیب میر
بہرا ہے آج دیدۂ خونبار بے طرح

خاطر کرے ہے جمع وہ ہر بار ایک طرح
مین اور قیس و کوہکن اب جو زبان ہین
منظور اوسکو پردے مین ہین دیدار یان
سب طرح اوسکی اپنی نظر مین تھین کیا کہین

کرتا ہے چرخ مجھسے نئی یار ایک طرح
مارے گئے ہین سب یہ گنہگار ایک طرح
کس سے ہوا دو چار وہ عیار ایک طرح
ہم بھی ہو گئے ہین گرفتار ایک طرح

ردیف دال مہملہ

کیا ہے یہ جو لگا ہے آ جاتی ہے آندھی کوئی زرد
یا نگون ہے کوئی سر کھینچے ہے صحرا نورد
شوق مین یہ محمل لیلیٰ کے ہوئے گرد
اک تماشا وادی مجنون ہے ... چلی ہے گرد
وے جو دم سردی نہین مین جانتا ... کے بعد
مینہ برسا ہے کہین ... ہوا آئی سرد

[illegible]

۵۵

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد	آخر کار کیا کہا قاصد
کوئی پہونچا نہ خط مرا اوس تک	میری طالع ہین نارسا قاصد
سرنوشت زبون سوز ہو خاک	راہ کہوئی نکر تو جا قاصد
گر پڑھا خط تو تجھ پہ حرف نہین	یہ بھی میرا ہی تہا لکھا قاصد
یہ تو رونا ہمیشہ ہی مجھکو	پھر کبھو پھر کبھو بہلا قاصد
اب غرض خامشی ہی بہتر ہی	کیا کہون تجھسی ماجرا قاصد
شب کتابت کی وقت گریہ ہین	جو لکھا خط سو بہہ گیا قاصد
کہنہ قصہ لکہا کرون تا کے	بہیجا کب تک کرون نیا قاصد
ہے طلسمات اوسکا کوچہ تو	جو گیا سو وہین رہا قاصد
پاؤن پر ہی برات جسکا جواب	اوسکو گذرے ہین سالہا قاصد

نامۂ میر کو اوڑاتا ہے
کاغذ باد کر گیا قاصد

ہوون رہگذر میں تیری ہر نقش پا ہی شاہد	اوڑتی ہی خاک میری باد صبا ہی شاہد
طوف حرم مین بھی مین بھولا نہ تجھکو اے بت	آتا تہا یاد تو ہی میرا خدا ہے شاہد
شرمندہ اثر کچھ باطن مرا نہین ہے	وقت سحر ہے شاہد دست دعا ہی شاہد

یوسف کو کیونکر کے دین نسبت
کب شنیدہ ہو دیدہ کے مانند
میر صاحب بھی اوسکی یان ٹھگے گئے
[illegible] زر خریدہ کے مانند
قفس تو یان سے گئی پر [illegible]
چمن کی صبح کوئی دم کو شام ہے صیاد
بہت ہین ہاتھ ہی [illegible]

[illegible]

موند آنکھین سفر عدم کا کر / بس ہے دیکھا نہ عالم ایجاد
فکر تعمیر مین نہ رہ منعم / زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد
خاک بھی سر پہ ڈالنے کو نہین / کس خرابی مین ہم ہوئے آباد
سنتے ہو ٹک سنو کہ پھر مجھ بعد / نہ سنو گے یہ نالہ و فریاد
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم / خاک کس دل جلے کی دی برباد
بھولا جا ہے غم بتان مین جی / غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد
ترے قید قفس کا کیا شکوہ / نالے اپنے سے اپنے سے فریاد
ہر طرف ہین اسیر ہم آواز / باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد
ہمکو مرنا یہ ہے کہ کب ہوں کہین / اپنی قید حیات سے آزاد
ایسا وہ شوخ ہے کہ اوٹھتی صبح / جانا سو جائے اوسکی ہے معتاد
نہین صورت پذیر نقش اوسکا / یون ہی تصدیع کھینچے ہے بہزاد

قطعہ

خوب ہے خاک سے بزرگون کی / چاہنا تو مرے تئین امداد
نامرادی ہوئی ہو جسپہ پروانہ / وہ جلاتا پھرے چراغ مراد
پر مروت کہان کی ہے اے میر / تو ہی مجھ دل جلے کو کر ارشاد

مین منع میر تجہکو کرتا نہ تہا ہمیشہ
کہولی نہ جان تونی دل کو لگا لگا کر

نہو ہرزہ درا اتنا خموشی ای جرس بہتر
نہیں اس قافلی مین اہل دل ضبط نفس بہتر

نہوناہی بہلا تہا سانجہ اوس چشم گریانکی
نظر ای ابر تر آ بہی نہ آویگا برس بہتر

سدا ہو خار خار باغبان گل کا جہان تا نغم
سمجہ ای عندلیب اوس باغ سی کنج قفس بہتر

برا ہی امتحان لیکن نہ سمجہی تو تو کیا کرئی
شہادت گاہ مین بیچل سب اپنی بلہوس بہتر

سیہ کر دونگا گلشن وو دل سی باغبان مین بہی
جلا آتش مین میری آشیان کی خار و خس بہتر

کیا داغون سی رشک باغ ای صد آفرین الفت
یہ سکیہ ہمکو بہی ایسا ہی تہا در کار بس بہتر

قدم تیری چہوری تہی جسی اب وہ ہاتہہ ہی آئے
مرو حق مین نہونا ہی تہا یان تک دست رس بہتر

عبث پوچہی ہی مجہ سی میر مین صحرا کو جاتا ہون
خرابی ہی یہ دل رکہا ہی جو تونی تو بس بہتر

آشوب دیکہہ چشم تری سر رہی ہین جوڑ
پلکو نکی صف ہی بہٹہ گئیں منہ کو موڑ موڑ

لاکہون جتن کیی نہوا ضبط گریہ لیک
سنتے ہی نام آنکہہ سی آنسو گری کروڑ

زغم درون سی میرے تئین بیخبر رہو
اب ضبط گریہ سی ہی ادہر ہی کو سب نچوڑ

گرمی سی برشکال کی پروا ہی کیا ہمین
برسون رہی ہی جا نگر انکی یہان ہمروڑ

۵۷

[illegible]

قطعہ

اگرچہ کچھ نہین ای ہمنشین پر
جگر میں ابتر یا کی اوسکے آوے
کبہو جو آنکھ سے چلتے ہین آنسو
تو بہہ سر جاتا ہے پانی سر زمین پر
قسم وحشت محبت مین نرکھہ میر
کہ سر جاتا ہے کام اولین پر

قطعہ

غم اجاڑے کہ گیا خوابی بہی ہوگی
نظر آتی نہین ہے مرو ہیں پر
ہر آشنا کی قفس کی بہت ہے
کہ ہم وارفتہ چمن قابل نہین پر

گداز عاشقی کا میر کی سب کو آیا تہا
جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہوگئی گہل کر

گر رحم ٹک کبہو ستم مجہہ پر جفا کار اسقدر	اک سینہ خنجر سے کیا ٹکڑون یکجان تو زار اسقدر
بہاگی مری صورت سے وہ عاشق مین اوسکی شکل کر	مین اوسکا خواہان یان فلک مجہسی بیزار اسقدر
منزل پہونچنا اک طرف ذی صبر ہی دی ہر کسکو ن	یکسر قدم مین آبلے پہر راہ پرخار اسقدر
ہر جا می ہر دل مین سے عمر اور گذر کر نی وفا	گر رحم ٹک اسنے اور بیت ہو آل زار اسقدر
جز کشمکش ہووے تو کیا عالم سی ہمکو فائدہ	بے فضا ہے اک قفس ہم ہین گرفتار اسقدر

قطعہ

عیار در بغل گیسری تری عید اور ہمسے ہی گناہ
ہم یار یون یون غمزدہ خوش ہوہین اغیار اسقدر

طاقت نہین ہے بات کی کہتا تہا نعرہ زن
کیا جانتا تہا میر یون ہوجاویگا بیمار اسقدر

قیامت تہا سمان اوس خشمگین پر	کہ تلوارین چلین ابرو کی چین پر
نہ دیکہا آخر اوس آئینہ رو کو	نظر سے بہی نگاہ واپسین پر
گئے دن عجز و نالی کے کہ اب ہے	دماغ نالہ چرخ ہفتمین پر
ہوا ہے ہاتھہ گلدستہ ہمارا	کہ داغ خون بہت ہے آستین پر

تو بہہ سر جاتا ہے پانی سر زمین پر
دل و دماغ و جگر یہہ سب ایکبار
کام آئے فراق مین ای یار
کیون نہو ضعف غالب اعضا پر
مر گئے ہین فقشون کے سردار

[illegible]

قطعہ

[illegible]

ہر سحر لگ چلی تو ہے تو نسیم
ای سیہ مست ناز ٹک ہشیار
شاخ شانے نے ہزار نکلینگے
جو گیا اوسکی زلف کا اک تار

قطعہ

واجب القتل اسقدر تو ہون
کہ مجھے دیکھکر کہے ہی پکار
یہ تو آیا نہ سامنے میرے
لاؤ میری میان سے تلوار

قطعہ

آ زیارت کو قبر عاشق پر
اک طرح کا ہے یان بھی جوش بہار
نکلی ہے میری خاک سے نرگس
یعنے اب تک ہے حسرت دیدار

قطعہ

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونون ہاتھون سے تھامئے دستار
سہل سی زندگی پہ کام کی تئین
اپنے اوپر نکیجیے دشوار
چارون کا ہے مجملہ یہ سب
سب سے رکھیے سلوک ہی ناچار
کوئی ایسا گناہ اور نہین
یہ کہ کیجے ستم کسی پر یار

قطعہ

وان جہان خاک کی برابر ہے
قدر ہفت آسمان ظلم شعار

[illegible]

یارب رہ طلب میں کوئی کبتلک پھرے
تسکین دل کے بیٹھ رہوں پاؤں گاڑ کر

منظور ہو نہ پاس ہمارا تو حیف ہے
آئے ہیں آج دور سے ہم تجھکو تاڑ کر

غالب کہ دیوے قوت دل اس ضعیف کو
تنکے کو جو دکھاوے ہے پلمیں پہاڑ کر

نکلینگے کام دل کے کچھ اہل ریش سے
کچھ ڈھیلے کر چکے ہیں یہ آگے اکھاڑ کر

اس فن کے پہلوانوں سے کشتی رہی ہے میر
بہتوں کو ہمنے زیر کیا ہے پچھاڑ کر

مرتے ہیں تیری نرگس بیمار دیکھکر
جاتے ہیں جی سے کسقدر آزار دیکھکر

افسوس وے کہ منتظر اک عمر تک رہے
پھر مر گئے ترے تئیں یکبار دیکھکر

ناخواندہ خط شوق لگے چاک کرنے تو
قاصد تو کہیو ٹک کہ جفاکار دیکھکر

کوئی جو دم رہا ہے سو آنکھوں میں ہے ہنوز
کریو ٹک ایک وعدۂ دیدار دیکھکر

دیکھیں جدھر وہ رشک پری پیش چشم ہے
حیران رہ گئے ہیں یہ اسرار دیکھکر

جاتا ہے آسمان لئے کوچے سے یار کے
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھکر

تیری خرام ناز پہ جاتی ہیں جی چلے
رکھ ٹک قدم زمین پہ ستمگار دیکھکر

طالع نے چشم پوشی کی یاں تک کہ ہمنشیں
چھپتا ہے مجھسے دور سے اب یار دیکھکر

جی میں تھا اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر

مشہور ہے نگیں جو بیٹھا ہے گھر میں گڑ کر
یاں کی بشارت بھی ہے نام آوری کو لازم

دردی میں دیر و کعبہ ... تجھ سے تو میں بچھڑ کر
اب کیسا زہد و تقوی دارو ہے اور ہم ہیں
بنت العنب کی اپنا سب کچھ گیا گھسڑ کر
دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہاں کو
بنتا ہے ایک گھر یاں سو صورتیں بگڑ کر
اوس پشت لب کی ... عرق کریوں ...

[illegible]

قطعہ

ایکونکی کھال کھینچی ایکون کو دار کھینچا طاعت کوئی کرے ہی جب ابر زور جھومے	اسرار عاشقی کا پچھای یار کھلکر گر ہو سکے تو زاہد اسوقت مین گنہ کر

کیون تونی آخر آخر اسوقت منہ دکھایا
دی جان میر نے جو حسرت سی اک نگہ کر

شیخی کا اب کمال ہے کچھ اور	حال ہی اور قال سے ہے کچھ اور
وعدہ برسون کے کئے دیکھے ہین	دم مین عاشق کا حال ہی کچھ اور
سہل مت بوجھ یہ طلسم جہان	ہر جگہ یان خیال سے ہے کچھ اور
تو رگ جان سمجھتی ہو گی نسیم	اوسکے گیسو کا بال ہی کچھ اور
نہ ملین گو کہ ہجر مین مرجائین	عاشقون کا وصال ہی کچھ اور
کوز پشتی پہ شیخ کی مت جا	اوسپہ بھی احتمال ہی کچھ اور
اسمین اوسمین بڑی تفاوت ہے	کبک کی چال ڈہال ہی کچھ اور

میر تلوار چلتی ہے تو چلے
خوش خرامونکی چال ہی کچھ اور

جو دل اپنا ہوا تھا زخمی چور صبح اوس سرو مہر کی آگے	ضبط گریہ سے پڑ گئے ناسور قرص خورشید ہو گیا کافور

٦١

مشت خاک اپنی جو پامال ہے یاں سو ہے بجا
سر کو کھینچے گا فلک تک یہ غبار آخر کار

چشم وا دیکھ کر اس باغ میں کیجو نرگس
آنکھوں سے جاتی رہیگی یہ بہار آخر کار

اول کار محبت تو بہت سہل ہے میر
جی سے جاتا ہے ولی صبر و قرار آخر کار

خط میں ہے کیا سماں پسینے پر
موتی گویا جڑے ہیں مینے پر

کوئی ہوتا ہے دل طپش سے بڑا
ایک دم کے لہو نہ پینے پر

دل سے میرے شکستیں الجھی ہیں
سنگ باران ہے آبگینے پر

چاک سینے سے کھل گئے ٹانکے
کیا رفو کم ہوا ہے سینے پر

جور دلبر سے کیا ہوں آزردہ
میر اس چار دن کے جینے پر

ہم بھی پھرتے ہیں یک حشم لیکر
دستۂ داغ و فوج غم لیکر

دست کش نالہ پیش رو گریہ
آہ چلتی ہے یاں علم لیکر

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلینگے دم لیکر

اوسکی اوپر کہ دل سے تھا نزدیک
غم دوری چلے ہیں ہم لیکر

بار ہا صید گہ سے اوسکے گئے
داغ یاس آہوے حرم لیکر

ضعف یاں تک کھنچا کہ صورتگر
رہ گیا ہاتھ میں قلم لیکر

دل پہ کب اکتفا کرے ہے عشق
جائیگا جان بھی یہ غم لیکر

شوق اگر ہے یہی تو اے قاصد
ہم بھی آتے ہیں اب رقم لیکر

میر صاحب بھی چوکراہے پر عجب
ورنہ دینا تھا دل قسم لیکر

[illegible]

٦٢

[illegible]

[illegible]

جھگڑے دکھا کے باعث ہنگامہ ہی رہے
کہتے نہ تھے کہ جان سے جاتی رہینگے ہم
کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہو گیا
ہم وے ہین جنکے خون سے تری راہ سب ہے گل
تا کشتۂ وفا مجھے جانے تمام خلق
ناز و عتاب و خشم کہاں تک اوٹھائیے

پر گھر سے در پہ آئے نہ تم بات مان کر
اچھا نہیں ہے آ نہ ہمین امتحان کر
اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر
مت کر خراب ہمکو تو اوروں مین سان کر
تربت پہ میری خون سے میرے نشان کر
یارب کبھو تو مجھپہ اوسے مہربان کر

افسانے ما و من کے سنین میر کب تلک
چل اب کہ سو رہین منہ پہ دوپٹہ کو تان کر

آزار دیکھ کیا کیا اُن پلکون سے اٹک کر
جی لیگئے ہین کانٹے دل مین کھٹک کھٹک کر
سرو و تدرو دونون پھر آپ مین نہ آئے
گلزار مین چلا تھا وہ شوخ ٹک لٹک کر
کب آنکھ کھول دیکھا تیری تئین سرہانے
ناچار مر گئے ہم سر کو پٹک پٹک کر
حاصل بجز کدورت اس خاکدان سے کیا ہے
خوش وہ کہ اوٹھ گئے ہین دامان جھٹک جھٹک کر
یہ مشت خاک یعنی انسان ہی ہے کشش
ورنہ او تہائی کن نے اس آسمان کی ٹک کر
دل کام جا چاہتا ہے اب وسکے گیسو نسے
وان مر گئے ہین کتنے برسون اٹک اٹک کر
ٹک منہ سے واسکو دی شب تھے سرک گیا تھا
جاتی رہی نظر سے مہتاب سی چھٹک کر

ردیف زای معجمہ

٦٣

بعد مرنے کے بھی آرام نہین میر تجھے
اوسکے کوچے مین ہی پامال مری خاک ہنوز

شمع رکھتی ہی ہماری گور پر ماتم ہنوز

مر گئیا مین پہ سر و باقی ہین آثار ہنوز	تر ہین سب سر کی لہو سی در و دیوار ہنوز
دل ہی پر داغ چمن ہر پہ اسی کیا کیجے	ہی سجاتی ہی نہین حسرت دیدار ہنوز
بر گئی عمر ہوئے ابر بہاری گو ولے	لہو برسا رہے ہین دیدۂ خونبار ہنوز
بر نہ لیجائیو پوچھون ہون تجھی سی یہ طبیب	بر ہوا کوئی بھی اس درد کا بیمار ہنوز
بارہا مل چکی تلوار تری چال یہ شوخ	تو نہین چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز
ایکدن بال فشان ٹک ہوئے تھی خوش ہو کر	ہین غم و لکی اسیری مین گرفتار ہنوز
کوئی تو آبلہ پا دشت جنون سی گذرا	ڈوبا ہی جای ہی لوہو مین سر خار ہنوز
منتظر قتل کی وعدی کا ہون اہل سیفنے	جیتیا مرنے کو رہا ہی یہ گنہگار ہنوز
اڑ گئی خاک ہو کتنے ہی تری کوچے سی	باز آتی نہین پہ تیری ہوا وار ہنوز

قطعہ

ایک بھی زخم کی جا جسکے نہو تن پہ کہین	کوئی دیتا ہی ستا ویسی کو آزار ہنوز
ٹک تو انصاف کر ای دشمن جان عاشق	میان سی نکلی پڑی ہی تری تلوار ہنوز

قطعہ

میر کو ضعف مین مین دیکھ کہا کچھ کہیی	ہی تجھی کوئی گھڑی قوت گفتار ہنوز
ابھی اک دم مین زبان چلتی ہی رہ جاتی ہی	درد دل کیون نہین کرتا ہی تو اظہار ہنوز

ردیف سین مہملہ

[illegible]

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت ہے مجھے فرصت یک نفس

کیونکی نکلا جای بحر غم سی مجھ بیدل کی پاس
ہی پریشان دشت مین کس کا غبار ناتوان
گرم ہوگا حشر کو ہنگامۂ دعوی بہت
دور اس سے جون ہوا دل پر بلا ہی مضطرب
بوی خون آتی ہی یار صبح گاہی سی مجھے

آکی ڈوبی جاتی ہی کشتی مری ساحل کی پاس
گرد کچھ گستاخ آتی ہی چلی محمل کی پاس
کاشکی مجھکو نہ لی جاوین تئین قاتل کی پاس
اسطرح تڑپا نہین جاتا کسو بسمل کی پاس
نکلی ہی بیدرد شاید ہو کسی گھایل کی پاس

آہ نالی مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو
ای ستمکش میر ظالم ہی جگر بھی دلکی پاس

مرگیا مین ملا نہ یار افسوس
ہم تو ملتے تھے جب اہا ہا ہا
یون گنواتا ہی دل کوئی مجھکو
قتل گر تو ہمین کرے گا خوشی
رخصت سیر باغ تک نہو ئے
خوب بد عہد تو نہ ہل لیکن

ہای افسوس صد ہزار افسوس
زہاوہ بھی روزگار افسوس
یہی آتا ہے بار بار افسوس
یہ توقع تھی تجھ سے یار افسوس
یون ہی جاتی رہی بہار افسوس
میر تیرے تھا یہ قرار افسوس

کل ہمکو سیر باغ مین دل لے ہاتھ سے دیا
اک سادہ گل فروش کا آکر سبدبدوش
جاتا رہا نگاہ سے جون موسم بہار
آج اوس بغیر داغ جگر ہین سیاہ پوش

قطعہ

شب اس دل گرفتہ کو وا کر بزور سے

[illegible]

شیخ ہو دشمن زن رقاص
کیون نہ انقاص کا نجب انقاص

سال میں اب بہاری تجھسے اک باری ہے قفص
چشم نم دیدہ سے عاشق کی سدا جاری ہے فیض

سبب آئینہ نظار کہتی ہین خوبان اختلاط
ہوتی ہین یہ لوگ بہی کتنے پریشان اختلاط

تنگ آیا ہو نہین شک تنگ پوشی سے تر
اس تن نازک سے یہ جامے کو جیسان اختلاط

غیر مجھکو جو کہتے ہین محظوظ
تجھ سے ملتی ہین رہتے ہین محظوظ

سب یہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جسے آتی ہے شمع
اوس بہبو کسی کو بیٹھا دیکھ جل جاتی ہے شمع

شیخ سچ خوب ہے بہشت کا باغ
جا بینگے گر وفا کرے گا داماغ

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ

تم اور ہمسے محبت تمہین خلاف خلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط ہین تمسے ہم تنک غافل
تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ دروغ

فروغ کچہ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہے سحر دروغ دروغ

کسو کی کہنے سے مت بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

ردیف فا

آجکل کا ہیکو بتلاتی ہو گستاخی معاف
راستی یہ ہم کہ وعدے میں تمہارے سب خلاف

نہ سمجھا گیا ابر کیا دیکھ کر
ہوا تھا مری چشم تر کیطرف

ٹپکتا ہے پلکوں سے خون متصل
نہین دیکھتے ہم جگر کیطرف

مناسب نہین حال عاشق سے صبر
رکھے ہے یہ دارو ضرر کیطرف

کسی منزل دلکش ... ہر ہین
نہین میل خاطر سفر کیطرف

رگ جان کب آتی ہے آنکھو نہین میر
گئے ہین مزاج اوس کمر کی طرف

ردیف قاف

درو سے ہو جو رہے بلا ہے عشق
شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق

تو نہووے تو نظم کل اوٹھ جائے
یہی ہین شاعران خدا ہے عشق

ردیف کاف تازی

بن چین مجھکو چاہتا ہر دم ہے زیر خاک
جہاتی پہ بعد مرگ بہی دل جم ہے زیر خاک

آسودگی جو چاہے تو مرنے پہ دل کو رکھ
آشفتگی طبع بہت کم ہے زیر خاک

تنہا تو اپنی گور مین رہنے پہ بعد مرگ
مت اضطراب کر تو کہ عالم ہے زیر خاک

رویا تہا نزع مین مین دوسے یاد کر بہت
اب تک مری ہر ایک مژہ نم ہے زیر خاک

کیا آسمان پہ کھینچے کوئی میر آپ کو
جانا جہان سے سب کو مسلم ہے زیر خاک

خط آئی پہ یہی دن ہی سیہ نصیب ہمارا
نکلا تھا کہین وہ گل نازک شب مہ مین

جاتا نہین اندھیرا یہ سرکار سے اب تک
سو کوفت نہین جاتی ہی رخسار سے اب تک

دیکھا تھا کہین ساتھ ترے قد کا چمن مین
ہین میر جی آوارہ یہ دیدار سے اب تک

میر گم کردہ چمن زمزمہ پرداز ہی ایک
کچھ ہوا ہی مرغ قفس لطف سخنہا دراز
ناتوانی سے نہین بال فشانی کا دماغ
گوش کو ہوش کی ٹک کھول کے سن شور جہان

جسکے سب دام سے تا گوش گل آواز ہی ایک
نوحہ یا نالہ ہر ایک بات کا انداز ہی ایک
ورنہ تا باغ قفس سے مری پرواز ہی ایک
سبکی آواز کی پردے مین سخن ساز ہی ایک

جا ہی جس شکل سے تمثال صفت وسمین در آ
عالم آئینے کے مانند در باز ہی ایک

بالین پہ میرے آویگا تو گھر سے جب تلک
اتنا دن اور دل سے طپش کر کے کاوشین
نقاش کیونکہ کھینچ چکا تو شبیہ یار
شب کو نہ اور قصہ مری جان کا دراز
باقی یہ داستان ہی اور کل کی رات ہے

کر جاؤنگا سفر ہی مین جینا ہے تب تلک
یہ جملہ تمام ہی ہی آج شب تلک
کھینچون جو حسن ایک نازہ ہی اوسکا مین اب تلک
القصہ اب کہا کرون تجھ سے مین کب تلک
گر جان میری میر نہ آ پہونچے لب تلک

قطعہ

بھی درد جدائی ہی جو اس شب دکھائی دینگے ہم میت کی رنگون	تو آتا ہے جگر مژگان کی نوک تک اگر رہ جائینگے جیتی سحر تک

کہان پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہی اوس ہی نوحہ گر تک

دست و پا مارے وقت بسمل تک کعبہ پہونچا تو کیا ہوا ای شیخ در پئی محمل اوسکے جیسے جرس بجھ گئی ہم چراغ سے باہر	ہاتھ پہونچا نہ پائے قاتل تک سعی کر ٹک پہنچ کسی دل تک مین بھی نالان ہون ساتھ منزل تک کہیو ای باد شمع محفل تک

لگیا میر اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

جاتی ہین لوگو خرابی کو سیل آسمان تلک شاید کہ دیوی رخصت گلشن ہون بیقرار قید قفس سی چھوٹ کی دیکھا چلا ہوا اتنا ہون ناتوان کہ در دل سی اب گلہ مین ترک عشق کر کی ہوا گوشہ گیر میر	طوفان ہے میرے اشک ندامت سے ہاں تلک میری قفس کو ٹک تو چلو باغبان تلک پہونچی نہ ہوتی کاشکے ہم آشیان تلک آتا ہے ایک عمر مین میری زبان تلک ہوتا ہے ہر دن خراب جہا مین کہان تلک

ردیف کاف فارسی

ردیف لام

مقدور تک شراب سے رکھ انکھڑیوں مین رنگ
یہ چشمک پیالہ ہے ساقی ہوای گل

یہ دیکھہ سینہ زاغ سے رشک چمن ہے یان
بلبل ستم ہوا نہ جو تونے بھی کھای گل

بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہے
ای گلفروش کر تو سمجھہ کر بہای گل

نکلا ہے ایسی خاک سے کسکے دہن کی تنگ
قابل درود بھیجنے کی ہے صفای گل

بارے سرشک سرخ کی داغون سے رات کو
بستر پہ اپنی سوتی تھی ہم بھی بجای گل

اے عندلیب صلح کرین جنگ ہو چکی
لے اے زبان دراز تو سب کچھہ سوای گل

گلچین سمجھہ کے چنیو کہ گلشن مین میر کی
لخت جگر پڑی ہین نہین برگہای گل

گل کی جفا بھی جانی دیکھی وفای بلبل
یکمشت پر پڑی ہین گلشن مین جای بلبل

کر سیر جذب الفت گلچین نی کل چمن مین
توڑا تہا شاخ گل کو نکلی صدای بلبل

کہینچکے ہین خار ہو کر ہر شب ال چمن مین
اتنی لب و دہن پر یہ نالہای بلبل

یک رنگیوں کی راہین طی کرکی مر گیا ہے
گل مین رگین نہین یہ ہین نقش پای بلبل

آئی بہار و گلشن گل سے بہرا ہے لیکن
ہر گوشہ چمن مین خالی ہے جای بلبل

پیغام ہم غرض بھی سنتی نہین ہین خوبان
پہونچی نہ گوش گل تک آخر دعای بلبل

یہ دل خراش نالی ہر شب کی میر تیری
کر دینگی بی نمک ہی شور نوای بلبل

نسیم کر عندلیب کا احوال
ہین پریشان چمن مین کچھ پر و بال
تپ غم تو گئی طبیب ولے
پھر نہ آیا کبھو مزاج بحال
سبزہ نورستہ رہگذار کا ہون
سر اوٹھایا کہ ہو گیا پامال
کیون نہ دیکھون چمن کو حسرت سے
آشیان تھا مرا بھی یان پر سال

[illegible]

سرمایہ بر ہیں ہم سے کہ رو دینگے کل
آج آوارہ ہوای بال اسیران قفس

صبحگاہ وحشت ہی عالم کو ڈبو دینگی کل
یہ گل و باغ و چمن بان نہو دینگی کل

وعدۂ وصل رہا ہی شب آئندہ پہ میر
بخت خوابیدہ جو ٹک جاگتی سو دینگی کل

منہ راہی اختلاط کا بازار آج کل
لگتا نہیں ہی دل کا خریدار آج کل

اس مہلت دو روزہ میں خطرے ہزار ہیں
اچھا ہی رہ سکو جو خبردار آج کل

او باشوں کی ہی گی تجھو پانی لگی ہیں روز
مارا پڑیگا کوئی طلبگار آج کل

ملنے کی رات داخل ایام کیا نہیں
برسوں ہوی کہاں تھیں اسی پیار آج کل

گلزار ہو رہی ہے ہر ہر دم سحر کوئی یار
اک رنگ پر ہے دیدۂ خونبار آج کل

تا شام اپنا کام کھینچے کیونکہ دیکھیے
پڑتی نہیں ہی جبکو جفا کار آج کل

کعبے تلک تو سنتے ہیں ویرانہ و خراب
آباد ہی سو خانۂ خمار آج کل

ٹھوکر دلوں کو لگنی لگی ہی خرام میں
لاویگی اک بلا تری رفتار آج کل

ایسا ہی مغبچوں میں جو آتا ہی شیخ جی
تو جار ہی ہیں جبہ و دستار آج کل

حیران میں ہی حال کی تدبیر میں نہیں
ہر اک کو شہر میں ہی یہ آزار آج کل

اچھا نہیں ہی میر کا احوال ان دنوں
غالب کہ ہو چکیگا یہ بیمار آج کل

ٹک شکستہ سیر ابھی لطف بھی نہین ہے | ایک آدہ رات کو تو یان بھی سحر کرو تم
تھی چشم داشت مجھکو ای دلبران یہ تمسے | دل کو مرے اوڑا کر آنکھو نمین گھر کرو تم
اوس بزم خوش کی محرم نا آشنا ہین سارے | اسکو کہون کہ وان تک میری خبر کرو تم
ہے پیچ دار از بس راہ وصال و ہجران | ان دو ہی منزلون مین برسون سفر کرو تم
یہ ظلم ہے تو ہم بھی اس زندگی سی گذری | سوگند ہے تمہین اب جو درگذر کرو تم
روے سخن کہان تک غیرو نکی اور آخر | ہم بھی تو آدمی ہین ٹک منہ ادہر کرو تم

قطعہ

ہو عاشقو نمین اوسکی تو آؤ میر صاحب | گردن کو اپنی موسی باریک تر کرو تم
کیا لطف سے وگرنہ جب دم وہ تیغ کھینچے | سینہ سپر کرین ہم قطع نظر کرو تم

جانا کہ شغل رکھتی ہو تیر و کمان سی تم | پر مل چلا کرو بھی کسو خستہ جان سی تم
ہم اپنی چاک جیب کو سی رہتے یا نہین | پھاڑی مین پانون دینگے تو آؤ گے کہان سے تم
اب کہتے ہین خوب تو وہ بات ہی نہین | کیا کیا وگرنہ کہتے تھے اپنی زبان سی تم
تنگی بھی تم ٹھہر کہین دیکھتے ہین تنگ | چشم وفا رکھو نہ خسان جہان سی تم
جاؤ نہ دل سی نظر تن مین ہی جا سہی | پچتاؤ گے اوٹھو گے اگر اس مکان سی تم

کب آگے کوئی مرتا تھا کسی پر
جہاں نیں رکھ گئے رسم وفا ہم

تھارت کیا رہا اہل چمن سے
ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم

ہوا جسکے لیے اوسکو نہ دیکھا
نہ سمجھے میر کا کچھ مدعا ہم

اگر راہ مین اوسکے رکھا ہی گام
گئے گذرے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی
سخن یان ہوا ختم حاصل کلام

مجھے دیکھ منہ پر پریشان کی زلف
غرض یہ کہ جاتو ہوئی اب تو شام

سر شام سے رہتی ہین ہمنشین
ہمین شوق اوس ماہ کا ہی تمام

قطعہ

قیامت ہی یان چشم و دل سے رہی
چلے بس تو وان جاکے کریے قیام

نہ دیکھے جہان کوئی آنکھون کی اور
نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میرزے روز بہ ہو گیا
خرامان ہوا تھا وہ محشر تمام

گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
لیک لگ چلنے مین بلا ہین ہم

کام کیا آتے ہینگے معلومات
یہ تو سمجھے ہی نہ کہ کیا ہین ہم

[illegible]

فتنہ در سر بتان حشر خرام
ہائے رے کس ٹھسک سے چلتے ہیں

[illegible]

ردیف نون

بیکلی بیخودی کچھ آج نہیں	ایک مدت سی وہ مزاج نہیں
زر داگر یہ ہی تو مجھ بس ہے	اب دوا کی کچھ احتیاج نہیں
ہمنے اپنی سی بہت لیکن	مرض عشق کا علاج نہیں

شہر خوبی کو خوب دیکھا میر
جنس دل کا کہین رواج نہین

وحشت مین ہین بلا گر وادی مین جا پڑاؤن	مجنون کی غیرتین سب مین خیال مین لاؤن
ہنسکر کبھو بلایا تو برسون تلک رولایا	اوسکی ستم ظریفی کسکے تئین دکھاؤن
فریادی ہون تو ٹکڑے ہو ہو گری زبان ہے	نالی کو بلبلون کے خاطر مین بھی نہ لاؤن
پوچھو نہ دل کے غم کو ایسا ہو دے باران	مانند روضہ خوان کی مجلس کے تئین رولاؤن
یکدم تو چونک بھی پڑ شور و فغان سے میرے	ای بخت خفتہ کبتک تیرے تئین جگاؤن
از خویش رفتہ ہر دم فکر وصال مین ہون	کتنا مین کھویا جاؤن یارب کہ تجھکو پاؤن
عریان تنی کی شوخی وحشت مین کیا بلا تھی	تہ گرد کی نہ بیٹھی تا تن کے تئین چھپاؤن
اگلی خطون نے میرے مطلق اثر نہ بخشا	قاصد کی بدلے اب کی جادو مگر چلاؤن
دل تفتگی نے مارا مجھکو کہان مژہ دی	اک قطرہ آب تا مین اس آگ کو جلاؤن

[illegible]

قطعه

عیش و خوشی ہے شیب مین ہو گو نہ گمان — لذت جو ہے جوانی کی رنج و عتاب مین
دین عمر خضر موسم پیری مین تو نہ لو — مرتا ہے اس سے خوب ہی عہد شباب مین

قطعه

آ نکلے تھے جو حضرت میر اس طرف کہین — مین نے کیا سوال یہ اونکی جناب مین
حضرت سنو تو مین بھی تعلق کرون کہین — فرمانے لاگے رو کے یہ اوسکی جواب مین

توجان لیک تجھسے بھی آگے جو گل تھے یان
ہین آج صرف خاک جہان خراب مین

بر روئے و زلف یار ہے روز سیہ کام یان — دامن ہے منھ پہ ابر کے طالع صبح و شام یان
آوازہ ہے جہان مین ہمارا سنا کرو — عنقا کی طور زیست ہے اپنی بنام یان
وصف دہن ہے اسکے نہ آگے قلم سے چلے — یعنی کیا ہے خامہ نے ختم کلام یان
غالب ہے کہ موسم خط وان قریب ہے — آنے لگا ہے متصل اوسکا پیام یان
مت کھا فریب عجز عزیزان حال کا — پنہان کیے ہین خاک مین یہ دون نے دام یان
کوئی ہوا نہ دست بسر شہر حسن مین — شاید نہین ہے رسم جواب سلام یان
ناکام رہنے ہی کا تمہین غم ہے آج میر — بہتون کے کام ہو گئے ہین کل تمام یان

ایسے قاصد جو وہ چھوڑ ہمین کیا کرتے ہین | جان و ایمان و محبت کو دعا کرتے ہین
عشق آتش بہی جو دیوے تو نہ دم ماریں ہم | شمع تصویر ہین خاموش جلا کرتے ہین
جائی ہے نہ مرض دل تو نہین اسکا علاج | اسے مقدور تلک ہم تو دوا کرتے ہین
اوسکے کوچے مین نکر شور قیامت کا ذکر | شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
بیبسی سے تو تری بزم مین ہم بہرے بنے | نیک و بد کوئی کہے بیٹھے سنا کرتے ہین
رخصت جنبش لب عشق کی حیرت سے نہین | مدتین گذری کہ ہم چپ ہی رہا کرتے ہین
تو پری شیشے سے نازک ہے نکر دعوی مہر | دل ہین پتہر کے اونہون کے جو وفا کرتے ہین
تجہسے لگ جاکے یہ یون جاتے رہین گے حیف | دیدہ و دل نے نہ سمجھا کہ دغا کرتے ہین
فرصت خواب نہین ذکر بتان مین ہمکو | رات دن رام کہانی سی کہا کرتے ہین
مجلس حال مین موزون حرکت شیخ کی دیکھ | غیر شرعی بہی دم رقص مزا کرتے ہین
یہ زمانہ نہین ایسا کہ کوئی زیست کرے | چاہتے ہین جو برا اپنا بھلا کرتے ہین
محض ناکارہ بہی مت جان ہمین تو کہ کہین | ایسے ناکام بہی بیکار پہرا کرتے ہین
شہر ہین اس کے مصیبت زدہ غمدیدہ ہین ہم | کچھ نہین کرتے تو افسوس کیا کرتے ہین

کیا کہین میر جی ہم تمسے معاش اپنی غرض
غم کو کہایا کرے ہین لو ہو پیا کرتے ہین

ہون خاک سر راہ کوئی دم مین ہوا ہون
ناخواہ حجاب تن ہی جی مین سوختہ جی منتظر روز جزا ہون
کو طاقت و آرام و خور و خواب گئے سب
بارے یہ غنیمت ہے کہ جیتا تو رہا ہون
اتنا ہی مجھے علم ہے کچھ مین بھی بجز ہیچ
معلوم نہین خوب مجھے بھی کہ مین کیا ہون
ہے گرم سخن کہتے نکالا ہون مین کہ ایک عمر
جون شمع سر شام سے تا صبح جلا ہون

[illegible]

[illegible]

ہوا دسکی اور کو جا نا سلے تو ہم بہی ضعیف
ہزار سجدہ ہی ہر اک گام سر براہ کرین

ہوای میکدہ یہ ہی تو فوت وقت ہی ظلم
نماز چہوڑدین اب کوئی دن گناہ کرین

ہمیشہ کون تکلف ہی خوب رد یون کا
گذار ناز سی ایدہر بہی گاہ گاہ کرین

گراو ٹہینگے اسی حال سی تو کہیو تو
جو روز حشر تجہی کو نہ عذرخواہ کرین

بُری بلا مین ستم کشتہ محبت ہم
جو تیغ برسی تو سر کو نہ کچہ پناہ کرین

اگرچہ سہل ہین پر دیدنی ہین ہم بہی میر
ادہر کو یار تامل سے گر نگاہ کرین

راضی ہون گو کہ بعد از صد سال و ماہ دیکہون
اکثر نہین تو تجہکو مین گاہ گاہ دیکہون

جی انتظار کش ہی آنکہو نمین رہگذر پہ
آجا نظر کہ کب تک مین تیری راہ دیکہون

آنکہین جو کہل رہی ہین مرنے کے بعد میری
حسرت یہ تہی کہ اوسکو مین اک نگاہ دیکہون

یہ دل وہ جا ہی جسمین دیکہا تہا تجہکو بستے
کن آنکہو نسے اب اُجڑا اس گہر کو آہ دیکہون

دیکہون تو چاند اب کا گذری ہی جہکو کیسا
دل ہی کہ تیری منہ پر نے مہر و ماہ دیکہون

چشم و دل و جگر یہ سارے ہوئی پریشان
کس کس کی تیری غم مین حالت تباہ دیکہون

آنکہین جو تو نے دی ہین اے جرم بخش عالم
کیا تیری رحمت آگی اپنی گناہ دیکہون

قطعہ

[illegible]

ہم اوس سی آہ سوز دل اپنا کہین کہا
بس عشق بھر رہا ہی تمام آسمان مین

یارب کوئی تو واسطہ سرگشتگی کا ہی

جاتا ہی اک ہجوم غم عشق جی کی ساتھ
وہ وہ نہین متاع کہ ہو ہر دکان مین

[illegible]

ماتم کی ہون زمین پہ خرمن تو کیا عجب
ہوتا ہی نیل چرخ کی اس سبز کشت مین

سرمست ہم ہین آنکھون کی دیکھی سی یار کی
کب یہ نشہ ہی دختر رز کی بہشت مین

ناصح کو چاہیے کہ کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین

درد واندوہ مین ٹھہرا جو رہا مین ہی ہون
رنگ رو جسکے کبھی منہ نہ چڑھا مین ہی ہون

بدکہا مین نی رقیبونکو تو تقصیر ہوئی
کیون ہی بخشو بہی بھلا سب سی برا مین ہی ہون

اپنے کوچے مین فغان جسکی سنو ہو ہر رات
وہ جگر سوختہ و سینہ جلا مین ہی ہون

خار کو جن نی لڑی موتی کی کر دکھلایا
اس بیابان مین وہ آبلہ پا مین ہی ہون

لطف آنیکا ہی کیا بس نہین اب تاب جفا
اتنا عالم ہی یہین جاؤ نہ کیا مین ہی ہون

قطعہ

اس ادا کو تو ٹک اک سیر کر انصاف کرو
وہ برا ہی گا بھلا دوستو یا مین ہی ہون

مین یہ کہتا تھا کہ دل جن نی لیا کون ہی وہ
یکبیک بول اوٹھا اس طرف آ مین ہی ہون

جب کہا مین نی کہ تو ہی ہی تو پھر کہنے لگا
کیا کریگا تو مرا دیکھون تو جا مین ہی ہون

سنتے ہی ہنس کی ٹک اک سوچ کیا تو ہی تھا
جن نی شب رو کی سب احوال کہا مین ہی ہون

میر آوارۂ عالم جو سنا ہے تو نے
خاک آلودہ وہ ای باد صبا مین ہی ہون

قطعہ

غم کھینچنے کو کچھ تو توانائی چاہیے
سو یان نہ دلمین تاب نہ طاقت ہی جان مین

غافل نہ رہیو ہمسے کہ ہم وی نہین رہے
ہوتا ہی ابتو حال عجب ایک آن مین

وی دن گئی کہ آتش غم دلمین تھی نہان
سوزش رہی ہی اب تو ہر اک استخوان مین

[illegible]

کہان کی شمع و پروانی سے گئے مر — مہبت آتش بجان تھے اس چمن مین
کہان عاجز سخن قادر سخن ہون — ہمین ہی شبہہ یارون کی سخن مین

گداز عشق مین یہ بہی گیا میر
یہی دہو کا سا ہے اب پیرہن مین

جنکے لیے اپنی تو یون جان نکلتی ہین — اس راہ مین وے جیسے انجان نکلتی ہین
کیا تیر ستم اوسکی سینے مین بہی ٹوٹی تہی — جس زخم کو چیرون ہون پیکان نکلتی ہین
مت سہل ہمین جانو پہرتا ہی فلک برسون — تب خاک کی پردی سے انسان نکلتی ہین
کسکا ہی قماش ایسا گوڈر بہری ہین ساری — دیکہو نہ جو لوگون کی دیوان نکلتی ہین

قطعہ

گہ لوہو ٹپکتا ہی گہ لخت دل آنکہون سے — یا ٹکڑی جگر ہی کی ہر آن نکلتی ہین
کریی تو گلہ کس سے جیسی تہی ہمین خواہش — اب ویسی ہی یہ اپنی ارمان نکلتی ہین

قطعہ

جاگہ سے بہی جاتی ہو منہ سے بہی خشن ہو کر — وے حرف نہین ہین جو شایان نکلتی ہین
سو کا ہیکو اپنی تو جوگی کی سی پہیری ہی — برسون مین کبہو ایدہر ہم آن نکلتی ہین

ان آئینہ رویونکی کیا میر بہی عاشق ہین

ہنگامۂ قیامت تازہ نہیں جو ہوگا
ہم اسطرح گشتنی آشوب کرچکی ہین

رنگ پریدہ قاصد بادِ سحر کہو تر
کس کس کی ہم حوالی مکتوب کرچکی ہین

تنکا نہیں رہا ہی کیا اب نثار کیجے
آگہ ہی ہم تو گہر کو جاروب کرچکی ہین

کیا جانیے کیا ہے ای میر وجہ ضد کی
سو بار ہم تو اوسکو محجوب کرچکی ہین

جو حیدری نہیں وہ سرِ ایمان ہی نہیں
ہو گو شریف مکہ مسلمان ہی نہیں

وہ ترک صید پیشہ مرا قصد کیا کرے
دبلی ہوئی سی تن مین مری جان ہی نہیں

خال وخط ایسے قلندر لگا ہین یہ اختیین
کچہ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہیں

ہین جزو خاک ہم تو غبار ضعیف سے
سرکھینچنے کا ہم کنے سامان ہی نہیں

دیکھی ہو جسنے صورتِ دلکش وہ ایک آن
پہر صبر اوس سی ہو سکی امکان ہی نہیں

خورشید و ماہ وگل سبھی اودھر رہی ہین دیکھ
اوس چہرے کا اک آئینہ حیران ہی نہیں

یکسان ہی تیری آگی جو دل اور آرسی
کیا خوب زشت کی تجہی پہچان ہی نہیں

سجدہ اوس آستان کا نہ جسکی ہو نصیب
وہ اپنے اعتقاد مین انسان ہی نہیں

کیا تجھکو بہی جنون تہا کہ جامے مین تیری میر
سب کچہ بجا ہی ایک گریبان ہی نہیں

ہر مضمون کو اپنی محمود جانتے ہین
کیا جانے داب صحبت از خویش رفتگان کا
مجلس مین شیخ صاحب کچہ کو دجانتے ہین
مرکر بہی ہاتہ آوے تو میر مفت ہی وہ
جی کی زبان کو بہی ہم سود جانتے ہین

[illegible]

کچھ کچھ کہونگا روز یہ کہتا تھا دل مین مین
آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین

سو کل ملا مجھے وہ بیابان کی سمت کو
جاتا تھا اضطراب زدہ سا اُدھر کہین

تک سے چل کے مین برنگِ صبا یہ اوسسے کہا
کاے خانمان خراب ترا بھی ہے گھر کہین

آشفتہ جا بجا جو پھرے ہے تو دشت مین
جا گہ نہین ہے شہر مین تجھکو مگر کہین

خون بستہ اپنی کھول مژہ پوچھتا بھی گر
رکھ ٹک تو اپنے حال کو مدِ نظر کہین

آسودگی سے جنس کو کرتا ہے کون سوخت
جاتی ہے نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہین

موتی سے تیرے اشک ہین غلطان کسو طرف
یاقوت کے سے ٹکڑے ہین لختِ جگر کہین

تا کے یہ دشت گردی کہا تک یہ خستگی
اس زندگی سے کچھ تجھے حاصل بھی مر کہین

کہنے لگا وہ ہوکے پر آشفتہ یکبیک
مسکن کرے ہے در ہر مین جیسا بشر کہین

آوارہ گونکا ننگ ہے سننا نصیحتین
مت کہیو ایسی بات تو بار دگر کہین

تعیین جا کو بھول گیا ہون پہ ہے یاد
کہتا تھا ایک روز یہ اہلِ نظر کہین

بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اٹھا
کرتا ہے جا ہی باش کوئی رہگذر کہین

کتنے ہی آئے لیگئے سر پر خیال میر
ایسے گئے کہ کچھ نہین اونکا اثر کہین

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہین
یعنی تمہارے ہمسے دل آنکھین نہین ہین

[illegible]

سارے تیرا خیال رکھتے ہین
شب جو وہ مہ کبھو رہے ہین
ان بتون کا جواب وہ رکھتے ہین
ہم بھی سر سوال رکھتے ہین

۸۲

نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین	دل اوس ستم کر یہ استعار لایا ہون
پھر اختیار ہے اگر ترا یہ ہے مجبور	کہ دل کو تجھ تئین بے اختیار لایا ہون
یہ جی جو میرے گلے کا ہے ہار تو ہی لی	ترے گلے کے لیے مین یہ ہار لایا ہون

چلا نہ اٹھکے وہین چپکے چپکے پھر تو میر
ابھی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون

جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین	بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین
تری گلی سے سدا اے کشندہ عالم	ہزارون آتی ہوئی چارپائیان دیکھین
گیا نظر سے جو وہ گرم طفل آتش باز	ہم اپنے چہرون پہ اوڑتی ہوائیان دیکھین
ترے وصال کی ہم شوق مین ہو آوارہ	عزیز و دوست سبھو نکی جدائیان دیکھین
ہمیشہ مائل آئینہ ہے تجھے یا یا	جو دیکھین ہمنے بھی تو خود نمائیان دیکھین
شہا کہ کحل جواہر تھی خاک پا جسکی	اونہین کی آنکھون نے پھر سلائیان دیکھین

بنی نہ اپنی تو اوس جنگجو سے ہرگز میر
لڑائین جب سے ہم آنکھین لڑائیان دیکھین

خوش قدان جب سوار ہوتے ہین	سرو قمری شکار ہوتے ہین
تیرے بالون کے وصف مین میرے	شعر سب پیچدار ہوتے ہین

ریزۂ الماس یا مشتِ نمک ہی کیا بڑا
گرچہ کس گنتی میں ہون ہر اکدم مجہ تک تو آ
بس بہت سودا ہوا میں اب نہیں مقدور کچہ

جو میں اپنی ایسی زخمِ سینہ کو مرہم کرون
یا ادہر ہون یا اودہر کیتک شمار دم کرون
وہ طرح ڈہونڈہ ہون جس میں ربط تجہسے کم کرون

گو دہوان اُٹہنے لگا دل سے مرے پر پیچ و تاب
میر اس سے قطع ربط زلف خم در خم کرون

کیا میں نے رو کر فشارِ گریبان
کہیں مست چالاک ناخن نہ لاگے
نشانِ اشک خونی کے اڑ تے چلے ہیں
جنون تیری منت ہے مجہ پر کہ تو نے
زیارت کرون دل سے خستہ جگر کی
کہیں جا ہے یہ دور دامن بھی جلدی

رگِ ابر تہا تار تارِ گریبان
کہ سینہ ہے قرب و جوارِ گریبان
خزان ہو چلی ہے بہارِ گریبان
نہ رکھا مرے سر پہ بارِ گریبان
کہان ہوگی یارب مزارِ گریبان
کہ آخر ہوا روزگارِ گریبان

پہرون میر عریان نہ دامن کا غم ہو
نہ باقی رہے خارِ خارِ گریبان

بارہا وعدون کی راتین آگئیان
عشق میں ایذائیں سب سے پائیان

طالعون نے صبح کر دکھلائیان
رہ گئے آنسو تو آنکہیں آگئیان

چل چمن میں یہ بھی ہے کوئی روش
ناز تا کے چند بے پروائیان
شوق قامت میں ترے اے نونہال
گل کی شاخیں لیتی ہیں انگڑائیان
پاس مجھکو بھی نہیں ہے میر اب
دور پہونچی ہیں مری رسوائیان

گلہ عبث ہے تری آستانہ بوسی کا
مسیح و خضر بھی وان کم ہی بار پاتے ہیں

[illegible]

قطعہ

تڑپ ہی قیس کو دیکھین تو زمین بھی سے
غزال دشت نشان مزار پاتے ہین
وگرنہ خاک ہوئے کتنے ہی محبت مین
سو کیا بھی کہین مشت غبار پاتے ہین

لا یا ہے مرا شوق مجھے پردے سے باہر
میں ورنہ وہی خلوتی راز نہان ہوں

جلوہ ہے مجھی سے لب دریائے سخن پر
صد رنگ مری موج ہے میں طبع روان ہوں

پنجہ ہے مرا پنجۂ خورشید میں ہر صبح
میں شانہ صفت سایہ رو زلف بتان ہوں

دیکھا ہے مجھے جن نے سو دیوانہ ہے میرا
میں باعث آشفتگی طبع جہان ہوں

تکلیف نکر آہ مجھے جنبش لب کی
میں صد سخن آغشتہ بخون زیر زبان ہوں

ہوں زرد غم تازہ نہالان چمن سے
اس باغ خزان دیدہ میں میں برگ خزان ہوں

رکھتی ہے مجھے خواہش دل بسکہ پریشان
ہر دم بہوا سو قفت خدا جانے کہان ہوں

اک وہم نہیں بیش مرے ہستی موہوم
اس پر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہوں

خوش باشی و تنزیہ و تقدس تھی مجھے میر
اسباب پڑی یون کہ کئی روز سے یان ہون

اب آنکھوں میں خون دمبدم دیکھتے ہیں
نہ پوچھو جو کچھ رنگ ہم دیکھتے ہیں

جو بے اختیاری یہی ہے تو قاصد
ہمیں آکے اوسکے قدم دیکھتے ہیں

گئے داغ رہتا ہے دل گہ جگر خون
ان آنکھوں سے کیا کیا ستم دیکھتے ہیں

اگر جان آنکھوں میں اوس بن ہے یہ ہم
ابھی اور بھی کوئی دم دیکھتے ہیں

لکھیں حال کیا اوسکو حیرت سے ہم تو
گئے کاغذ و گہ قلم دیکھتے ہیں

قطعہ

[illegible]

قطعہ

ای عدم ہونی والو تم تو چلو — ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہین
ایک کہتا ہو نہین تو منہ پہ رقیب — تیری پشتی سی سوستائی ہین

دیدہ و دل شتاب گم ہون میر
سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہین

آتا ہے دل مین حال برا اپنا بہلا کہون — پھر آپ ہی آپ سوچ کی کہتا ہون کیا کہون
پروانہ پھر نہ شمع کی خاطر جلا کرے — گر بزم مین یہ اپنا ترا ماجرا کہون
مت کر خرام سر پہ اوٹھاوے گا خلق کو — بیٹھا اگر گلی مین ترا نقش پا کہون
دل اور دیدہ باعث ایذا دو نور عین — کس کے تئین برا کہون کس کو بہلا کہون
آوے سموم جاے صبا باغ سے سدا — گر شمہ اپنی سوز جگر کا مین جا کہون

جاتا ہون میر دشت جنون کو مین اب کہ
مجنون کہین ملے تو تری بہی دعا کہون

مرے آگے نہ شاعر نام پاوین — قیامت کو اگر عرصے مین آوین
بری سی سمجھے تجھے وہم و گمان سے — کہان تک اور ہم اب دل جلاوین
مزاج اپنا غیور از بس بڑا ہے — تری غم مین کسے خاطر مین لاوین
پھری ہی شیخ مجلس ہی مین نقصان — ادہر آ نکلے تو ہم بھی تجاوین

زمین مین پیٹ جا جی پارب ہم سما دین
نہ اس سا تحمل ہو نہ چال اپنا ہون
تمہارے ساتھ ہم اگر رفتار کا اپنا ہون
مر کے نہ ختم کو جاتا ہون انفعال اپنا ہون
نہ ہوسکا پیا علی الاتصال اپنا ہون
ترستہ ہون سب مین تم سے جہان مین
زبان سے ہو عرق انفعال اپنا ہون

کہین نقش پا کی طرح پایمال اپنا ہون
ہو ئی ہر زندگی دشوار مشکل آسان کر
پہرون چلون تو ہوئی یہین ہے بال اپنا ہون
ترا ہی وہم کہ یہ ناتوان ہی جا ہی مین
وگرنہ مین نہین اب ایک خیال اپنا ہون
بلا ہوئی ہے مری گو کہ طبع روشن میر
ہون آفتاب و لیکن زوال اپنا ہون

[illegible]

[illegible]

مجھسے وہ دور اگر مین یان تو سب آباد کرین
ہم تو راہب نہین ہین واقف رسم سجدہ
ہین کہ ہم شیخ حرم چاہین ارشاد کرین
ریختہ خوب ہی کہتا ہے جو انصاف کرو
چاہیے اہل سخن میر کو استاد کرین

ہجران کی کوفت کھینچے بیدم سے ہو چلے ہین
سر مار مار یعنی اب ہم بھی سو چلے ہین

گالی سوا اگر مجھسے سخن مت کیا کرو
اچھی لگی ہین مجھکو تری بدزبانیان

غیروں ہی کی سخن کیطرف گوش یار ہے
اوس حرف ناشنو نے ہماری نمانیان

یہ بیقراریان نہ کبھو اون نے دیکھیان
جان کاہیان ہماری بہت سہل جانیان

مارا مجھے بھی سانگ غیروں نہین اون نے میر
کیا خاک مین ملائین مری جانفشانیان

تا ہو سکے نہ خرقہ طامات کے تئین
حسن قبول کیا ہو مناجات کے تئین

کیفیتین اوٹھی ہین یہ کب خانقاہ مین
بدنام کر رکھا ہے خرابات کے تئین

اور یہ خرام ناز سے خوبان کے ہمنشین
ٹھوکر سے یہ اوٹھاتی ہین آفات کے تئین

ہم جانتے ہین یا کہ دل آشنا زدہ
کہیے سو کس سے عشق کے حالات کے تئین

خوبی کو اوسکی ساعد سیمین کی دیکھکر
صورت گرون نے کھینچ رکھا ہاتھ کے تئین

اتنی بھی حرف ناشنوی غیر کے لیے
رکھ کان ٹک سنا بھی کرو بات کے تئین

سید ہو یا چمار ہو اسجا وفا ہے شرط
کب عاشقی مین پوچھتے ہین ذات کے تئین

آخر کی بدسلوک ہم اب تیری دیکھکر
کرتے ہین یاد پہلی ملاقات کے تئین

آنکھون نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا
حضرت بکا کیا نکرو رات کے تئین

[illegible]

[illegible]

شکوہ کروں ہوں بخت کا اتنی غضب نہو بتان | مجکو خدا نخواستہ تمسی تو کچھ گلا نہین
نالی کیا نکر سنا نوحی مری پہ عندلیب | بات مین بات عیب ہی مین نی تجھی کہا نہین
چشم سفید و اشک سرخ آہ دل حزین ہی یان | شیشہ نہین ہی می نہین ابر نہین ہوا نہین
ایک فقط ہی سادگی تسپہ بلای جان ہی تو | عشوہ کرشمہ کچھ نہین آن نہین ادا نہین
آب وہوای ملک عشق تجربہ کی ہی مین بہت | کرکی دوای دردِ دل کوئی بھی پہر جیا نہین
ہووی زمانہ کچھ سی کچھ چھوٹی ہی دل لگا مرا | شوخ کسی ہی آن مین تجھسی تو مین جدا نہین

ناز بتان اوٹھا چکا دیر کو میر ترک کر
کعبی مین جا کی بیٹھ میان تیری مگر خدا نہین

تجھ عشق مین تو مرنی کو تیار بہت ہین | یہ جرم ہی تو ایسی گنہگار بہت ہین
اک زخم کو مین ریزۂ الماس سی چیرا | دل پر ابہی جراحتِ نوکار بہت ہین
کچھ انکھڑیان ہین اُسکی نہین اک بلا کہ بس | دل زینہار دیکھ خبردار بہت ہین
بیگانہ خو رقیب سی وسواس کچھ نہ کر | فرمادی ٹک زبان سی تو پھر یار بہت ہین

کوئی تو زمزمہ کری میرا سا دلخراش
یون تو قفس مین اور گرفتار بہت ہین

خوبرو سب کی جان ہوتی ہین | آرزوی جہان ہوتے ہین

قطعہ

۸۷

[illegible]

تیغ جفا سے خوبان بے آب سے گئے
زخم بدن ہمارے تفسیرہ ہا بیان ہین
وان رو سفید یان ہین یان رو سیاہیان ہین
جسکی نظر پڑی ہے اونکو ہی دیکھا
جب سے وہ شوخ آنکھین مین فسرا ہیان ہین
غالب تو یہ سزا ہے رحمت سے دور ہووے
درکار وان گنہ ہین یان بیگناہیان ہین

وہ گنہگار ہمین ہین کہ جنہین کہتے ہین
خون ٹپکتا ہے انوکی سے ہر پلک کی ہنوز
باغبان ہمسے خشونت سے نہ پیش آیا کر
کم نہین ہے دل پر داغ بھی اے مرغ اسیر
گل کا ایسی توڑتی وسن اغین کہ نسیم

عاشق زار چمن مرغ گرفتار چمن
کس ستمدیدہ کی مژگان ہین تہ خار چمن
عاقبت نالہ کشان بھی تو ہین در کار چمن
گل مین کیا ہے جو ہوا ہے تو طلبگار چمن
سرو بھی ہو گئی وان گرمی بازار چمن

کیا خبا ٹھہرتی ہے دیکھے گل حشر کو میر
داغ ہر ایک مرے دل پہ ہے خوندار چمن

بزم مین جو ترا ظہور نہین
شمع روشن کے منہ پہ نور نہین
کتنی باتین بنا کی لاؤن ایک
یاد رہتی تری حضور نہین

قطعہ

فکر مت کر ہمارے جینے کا
تیرے نزدیک کچھ یہ دور نہین
پھر جیئنگے جو تجھ سا ہو جان بخش
اب جینا ہمین ضرور نہین

عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسی و کوہ طور نہین

دامن پہ تیری گرد کا کیونکر اثر نہین
ہم دل جلونکی خاک جہا نمین کدہر نہین

[illegible]

عجب ہوتی ہین شاعر بہی مین اس فرقۂ عاشق کا
مزہ او نکا او ڑا لیکن یہ سمجہین تو بہتر ہے

کہ بدہ ہر گہڑی مجلس مین اسرار کہتے ہین
کہ خوبان بہی بہت اپنی تئین عیار کہتی ہین

سگ کو میر ہین اوس شیر حق کا ہون کہ جسکو سب
نبی کا خویش و بہائی حیدر کرار کہتی ہین

ایک پرواز کو بہی رخصت صیاد نہین
شیخ عزلت تو ہے خاک بہی پہنچی گی ہم
وادی چہوڑ رہین صیاد سے اپنی لیکن
کیون ہے معذور بہی کہہ یون تو سمجہے دلمین شیخ

ورنہ یہ کنج قفس بیضۂ فولاد نہین
مفت ہی سیر کہ یہ عالم ایجاد نہین
ضعف سے میر کی تئین طاقت فریاد نہین
یہ قدح خوار مری قابل ارشاد نہین

کیا کہون میر فراموش کیا اون نی تجھ
مین تو تقریب بہی کی پر تو او سے یاد نہین

آجاتین ہین نظر جو کوئی دم بہت ہے یان
یک لحظہ سینہ کوبی سے فرصت ہمین نہین
حاصل ہے کیا سوا ترائی کی دہر مین
مائل بغیر ہونا تجہ ابرو کا عیب ہے
ہم رہروان راہ فنا دیر رہ سکے

مہلت ہمین بسان شرر کم بہت ہے یان
یعنی کہ دل کی جانی کا ماتم بہت ہے یان
اوٹھ آسمان تلی سے کہ شبنم بہت ہے یان
تہی زور یہ کمان و لی خم بہم بہت ہے یان
وقفہ بسان صبح کوئی دم بہت ہے یان

روز بد ر سے بیمار اجل ہے دل کا حال
یہ سمجہکر ہمنشین اب ہین دوا کرتا نہین
گو بہا ب اجابت بحر مین تہا ہوا
ورنہ کس شب آپ کو مین بد دعا کرتا نہین
یکسان عشق و یکی آہ کسکی پاس جائین
گور مین کوئی صلا مین اب کو وا کرتا نہین
چہوٹنا ممکن نہین اپنا قفس کی قید سے
مرغ سیم آہنگ کو کوئی رہا کرتا نہین

مجلس مین تیری دیکھو کب غیر خوش لگی ہی
بیطاقتی نی ہمکو چارون طرف سی کھویا
منصور کی حقیقت تمنی سنی ہی ہوگی
شکوہ کرون تو کس سی کیا شیخ و کیا برہمن

ہم بیچ انکی اوسکی دیوار کھینچتے ہین
تصدیع گھر مین بیٹھے ناچار کھینچتے ہین
حق جو کہی ہی اوسکو یان دار کھینچتے ہین
ناز اوس بلای جان کی سب یار کھینچتے ہین

ناوک سی میر اوسکی دل بستگی تھی مجھکو
پیکان جگر سی میری دشوار کھینچتے ہین

سمجھا تنک نہ اپنی تو سود و زیان کو مین
لاوین اوسکی ہی بعد مری میری لاش کو
گردش فلک کی کیا ہی جو دور قدح مین ہے
جی جاوی تو قبول ترا غم ہی جائیو

مانا کیا خدا کی طرح ان بتان کو مین
پھر کہہ رکھا ہی اپنی ہر اک مہربان سے مین
دیتا رہونگا چرخ مدام آسمان کو مین
رکھتا نہیں عزیز ہون اس میہمان کو مین

عاشق ہی یا مریض ہی پوچھو تو میر سے
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین

کرنا لہ کشی کب تئین اوقات گذارین
ہر دم کا بگڑنا تو کچھ اب چھوٹا ہی آو
دلمین جو کبھو جوش غم اوٹھتا ہی تو تا دیر

فریاد کرین کس سی کہان جاکی پکارین
شاید کسی ناکام کا بھی کام سنوارین
آنکھونسی چلی جاتی ہین دریا کی سی دھارین

۹۰

بڑا کہنا بھی میرا خوش نہ آیا اوسکو تو رہ رہ
مری اوستاد کو فردوس اعلیٰ مین ملی جا گہہ
نگاہ چشم پر خشم بتان پر مت نظر کہنا
شراب خون بن یون ہر دل لبریز رہتا ہے

تسلی یہ دل ناشاد ہوتا ایک گالی مین
پڑہا یا کچہ نہ غیر از عشق مجھکو خرد سالی مین
ملا ہی زہر ایدل اس شراب پرتگالی مین
بھری ہین سنگریزی مین نی اس مینائی خالی مین

خلاف ان اور خوبان کی سدا یہ جی مین رہتا ہی
یہی تو میر اک خوبی ہی معشوق خیالی مین

آہ اور اشک ہی سدا ہی یہان
جس جگہہ ہو زمین تفتہ سمجھ
گو کدورت سے وہ نہ ہوے رو
رند مفلس جگر مین آہ نہین

روز برسات کے ہوا ہی یہان
کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہان
آہی کیطرح صفا ہے یہان
جان محزون ہی اور کیا ہی یہان

قطعہ

کیسے کیسے مکان ہین ستھرے
اک سسکتا ہی ایک مرتا ہے
صد تمنا شہید ہین یک جا
دیدنی ہی غرض یہ صحبت شوخ

ایک ازان جملہ کربلا ہی یہان
ہر طرف ظلم ہو رہا ہی یہان
سینہ کوبی ہو تعزیا ہی یہان
روز و شب طرفہ ماجرا ہی یہان

کبتک اس تنگنا مین کہینچے رنج	جان سے یارب ہی تو نکال ہمین
ترک سبزان شہر کرین اب	بس بہت کر چکے نہال ہمین

وجہ کیا ہے کہ میر منہ پہ ترے
نظر آتا ہے کچہ ملال ہمین

نہ کیونکہ شیخ توکل کو اختیار کرین	زمانہ ہو وے مساعد تو روزگار کرین
گیا وہ زمزمۂ صبح فصل گل بلبل	دعا نہ پہونچے چمن تک ہم اب ہزار کرین
تمام صید سر تیر جمع ہین لیکن	نصیب اوسکے کہ جسکو ترا شکار کرین
تسلی تو ہو دل بیقرار خوبان سے	یہ کاش ملنے نہ ملنے کا کچہ قرار کرین
ہمین تو نزع مین شرمندہ آکے تم نے کیا	رہا ہی ایک رمق جی سو کیا نثار کرین
رہی سہی بھی گئی عمر تیرے پیچھے یار	یہ کہہ کہ آہ ترا کب تلک انتظار کرین
کرین ہین حادثے ہر روز وار آخر تو	سنان آہ دل شب کی ہم بھی پار کرین
یہ قتل غیر ہی کیا کام ہمنشینان آج	جو دشمنی نکرے وہ تو اوس کو یار کرین

ہوا ہون خاک رہ اسواسطے کہ خوبان میر
گذار گور پہ میری بھی ایک بار کرین

یہ غلط کہ مین پیا ہو قدح شراب تجہ بن	نہ گلے سے میرے اوترا کبہو قطرہ آب تجہ بن

نہیں جیتے جی تو ملنا ہمین تجہ بغیر سونا
[illegible]

[illegible]

کہان تک یہ تکلیف مالا یطاق ۔ ہوئی مدتون ناز برداریان
خط و کاکل و زلف و انداز ناز ۔ ہوئین دام رہ صد گرفتاریان
کیا درد و غم نے مجھے ناامید ۔ کہ مجنون کو یہی تہین بیماریان
تری آشنائی سے ہی حد ہوئی ۔ بہت کی تہین دنیا مین ہم یاریان
نہ بہائی ہماری تو قدرت نہین
کہنچین میر تجھسے ہی یہ خواریان

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین ۔ وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
مثل عنقا مجھے تم دور سے سنلو ورنہ ۔ ننگ ہستی ہون مری جائے بجز نام نہین
خطر راہ وفا بلک بہت دور کھنچا ۔ عمر گذری کہ بہم نامہ و پیغام نہین
رازپوشی محبت کے تئین چاہیے ضبط ۔ سو تو بیتابی دل بن مجھے آرام نہین
بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے
کچہ تو ہی میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

کیا ظلم کیا تعدی کیا جور کیا جفائین ۔ اس چرخ نے کیان ہین ہمسے بہت ادائین
دیکھا کہان وہ نسخہ اک روگ مین بسا ہا ۔ جی بھر کبھی نہ بینا بہتر ہی کی دوائین
اک رنگ گل کی تہا یان بو نہین کیا ہے ۔ اس گلشن جہان مین ہین مختلف ہوائین

[illegible]

جب تیرو ہو چھوڑا آتش غم سے جگر و دل کباب ہین دونون

گرے خط دو سو خراب ہین دونون

تن کی معموری مین ہی دل و چشم کیا چمن آفتاب ہین دونون

ہی تکلف نقاب وہی رخسار ہو چکی ہی رسے بابِ ہین دونون

رونا اونکا ہی لعل و گہر ہی تمامی عتاب ہین دونون

لب زر لعل ناب ہین دونون

سلطان تو ہم صاحب شمشیر عالم ہین دونون

قرار جا رکھ دنیا مین علم کی اونکی ہم اقبال ہین دونون

جیسے سو جاگھ اوسکی آنکھین پڑتی ہین مست شراب ہین دونون

پاؤن مین وہ نشہ طلب کا نہین ۔ اب تو سرمست خواب ہین دونون

ایک سب آگ ایک سب پانی دیدہ و دل عذاب ہین دونون

کرون کیون کہ انکار عشق آہ مین	یہ رونا بہلا کیا ہی گر کچہ نہین

کمر اوسکی رشک رگ جان ہی میر
غرض اوس سے باریک تر کچہ نہین

نالہ قید قفس سے چھوٹ اب یکدم نہین	گوش گل سے لگتی تھی جاگے سو وہ موسم نہین
ہم پہ کھینچی تیغ تو غیرون کو لگ گئی بلا	وے اگر ہوونگے اسکے درمیان تو ہم نہین

بت برہمن کو کوئی نامحرم نہین اللہ کا
ہی حرم مین شیخ لیکن میر وہ محرم نہین

تری ابرو و تیغ و تیز تو ہمدم ہین ایک دونون	ہوئی ہین دل جگر بھی سامنے رستم ہین لیے دونون
نہ کچہ کاغذ مین ہی نہ قلم کو دردناکونکا	لکھون کیا عشق کی حالات نامحرم ہین دونون
لہو آنکھونسے بہتے وقت رکھہ لیتا ہون ہاتھون کو	جراحت ہین اگر وے دونون تو مرہم ہین دونون
کسی چشم پہ دریا کی دیا اوپر نظر رکھیے	ہمارے دیدۂ نمدیدہ کیا کچہ کم ہین دونون
لب جانبخش اوسکی مارے ہی رکھتے ہین عاشق کو	اگرچہ آبحیوان ہین ولیکن سم ہین دونون
نہین ابرو وہی ہاتھل جھلک رہی ہی تیغ بھی ابر	ہمارے کشتۂ خون مین متفق باہم ہین دونون
کہلے سینہ کو داغون پر ٹھہرتے ہین کچہ آنسو	چمن مین مہر ورزی کی گل و شبنم ہین دونون
کبھی دل رنج لگتا ہی جگر گاہی تڑپتا ہی	غم ہجران نہین جاتی کی ہمارے جسم مین یہ دونون

۹۴

جبین کا پسینہ لعل و مرجان ہین دونون

اسکے لب ہی جواب ہین ... دیدہ نمین

اسکے ... ہین دونون

اب جو دیکھو سراب ہین دونون

ردیف واو

[illegible]

ہوا کے ابر مین گر مین نہین جو تو نہو ساقی
دم افسردہ کر دے منجمد رشحات باران کو

جلین ہین کب کی مژگان آنسوونکی گر مجوشی سے
اس آب چشم کی جوشش نے آتش دی نیستان کو

غرور ناز سے آنکھین نکھولین آہ وس جفا جو نے
ملا پاؤن تلے جبتک نہ چشم صد غزالان کو

نہ سے چشم طمع خوان فلک پر خام دستی سے
کہ جام خون دے ہی ہر سحر یہ اپنے مہمان کو

لیے ناواقف شادی اگر ہم بزم عشرت مین
نہین یک رہان مجنونکی دلکی بیقراری نے

دہان زخم دل سمجھے جو دیکھا روی خندانکو
کیا ہی مضطرب ہر ذرۂ گرد بیابان کو

کسیکو واسطے رسوائی عالم ہوے جی مین رکھ
کہ مارا چاہے جو ظاہر کرے اس راز پنہانکو

گری ہے ٹوٹ کر بجلی یہی تہی سے خرمن گل پر
تنک اک ہنس کے میرے رونے پر کہ دیکھ تیرے دندانکو

غرور ناز قاتل کو لیے جا ہی کوئی پوچھے
چلا تو سونپ کر کسکے تئین اس صید بیجانکو

وہ تخم سوختہ تھے ہم کہ سرسبزی نکی حاصل
ملایا خاک مین دانہ نمط حسرت سے دہقانکو

ہوا ہون غنچۂ پژمردہ آخر فصل کا تجھ بن
نہ دی بر باد حسرت کشتۂ سر در گریبان کو

غم و اندوہ بیتابی الم بیطاقتی حرمان
کہون اے ہمنشین تا چند غمہائے فراوان کو

بہت روئے جو ہم یہ آستین رکھ منہ پر ابر کی جا
نہ چشم کم سے دیکھ اس یادگار چشم گریانکو

مزاج اس وقت ہے اک مطلع تازہ پہ کہہ مائل
کہ دے فکر سخن بیتی نہین ہرگز سخندان کو

[illegible]

بیہوشی سے آتی ہے تجھے اوسکی گلی مین
گر ہو سکے اے میر تو اوس راہ نجا تو

خط لکھکر کوئی سادہ نہ اسکو ملول ہو
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو

چاہون تو بھر کے کوئی اٹھا لون ابھی تمہین
کیسے ہی بہاری ہو مرے آگے تو بہول ہو

سر سبز جو نو خشی ہو آنکھونکو خلق کی
شاید کہ راہ یار کی ہر خاک دہول ہو

جاوین نثار ہو کے گو ہم کس بساط پر
اک نیم جان رکھین ہین سو وہ جب قبول ہو

ہم ان تو غین لگ نہین پڑتے ہین صبح و شام
ورنہ دعا کرین تو جو چاہین حصول ہو

دل لیکے لونڈے دِلّی کی کب کا پچا گئی
اب ان سے کھائی پی ہوئی شے کیا وصول ہو

ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجول ہو

کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
ہان کہو اعتماد ہے ہم کو

شوق ہی شوق ہے نہین معلوم
اوسے کیا دل نہاد ہے ہم کو

خط سے نکلے ہے بیوفائی حسن
اس قدر تو سواد ہے ہم کو

آہ کس ڈھب سے روئیے کم کم
شوق حد سے زیادہ ہے ہم کو

شیخ پیر مغان کی خدمت مین
دل سے اک اعتقاد ہے ہم کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کبتک گرہ رہی کا سینے مین دل لگی مانند
اے اشک شوق یکدم رخسار پر روان ہو

ہم دور ماندگان کی منزل رسان مگر اب
یا ہو صدا جرس کی یا گرد کاروان ہو

مسند نشین ہو گر عرصہ ہی تنگ اوسپر
آسودہ وہ کسو کا خاک آستان ہو

تا چند کوچہ گردی جیسے صبا زمین پر
اے آہ صبحگاہی آشوب آسمان ہو

گر ذوق سیر ہی تو آوارہ اس چمن مین
مانند عندلیب گم کردہ آشیان ہو

یہ جان تو کہ ہر ایک آوارہ دشت دل
خاک چمن کی اوپر برگ خزان جہان ہو

کیا ہی حباب سان یان آ دیکھ اپنی آنکھون
گر یہ رہن مین میری میرا تجھے گمان ہو

از خویش رفتہ ہر دم رہتی ہین ہم جو اوسبن
کہتے ہین لوگ اکثر اسوقت تم کہان ہو

تجہ سے تو توڑ ڈالون آئینے کو ابھی مین
گر روی خوبصورت تیرا نہ درمیان ہو

اوس تیغ زن سے کہیو قاصد مری طرف سے
ابتک بھی نیم جان ہون گر قصد امتحان ہو

ہمسایہ اوس چمن کی کتنے شکستہ پر ہین
اتنے لیے کہ شاید اک بادِ گلفشان ہو

میر و سکو جان کر تو بر شبہ بلیورہ پر
صحرا مین جو نمد مو بیٹھا کوئی جوان ہو

گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو
آرزو ہی کہ تم ادہر دیکھو

عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہی
آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو

[illegible]

دس بار عید آئی کب کب گلے ملا تو
تقریب ہم بھی تو تو پہلو تہی کرے ہے
گل گو کرے ہے دعوی خاطر میں کچھ نہ لا تو
دل کیونکہ راست آوے دعوای آشنائی
دریائے حسن وہ مہ کشتی بکف گدا تو
ہر فرد یاس ابھی سے دفتر ہے تجھ گلا کا

گر ساتھ ہی گیا تو دل مضطرب تو میر
آرام کر چکا ترے مشتِ غبار کو

اچھی لگی ہے تجھ بن گل گشت باغ کسکو
صحبت رکھی گلوں سے اتنا دماغ کسکو
یہ سوز داغ دل پہ گر بھی جلی بجا ہے
اچھا لگے ہے اپنا گھر بے چراغ کسکو
صد چشم داغ و آہ یہ دل پر مری میں وہ ہوں
دکھلا رہا ہے لالہ تو اپنا داغ کسکو
گلچین عیش ہوتے ہم بھی چمن میں جا کر
آہ و فغان سے اپنے لیکن فراغ کسکو
اوسکی بلا سے جو ہم اے میر گم بھی ہو وین
ہمسے غریب کا ہو فکر سراغ کسکو

دن گذرتا ہے مجھے فکر ہی میں تا کیا ہو
رات جاتی ہے اسی غم میں کہ فردا کیا ہو
سب ہیں دیدار کے مشتاق پر ایسی غافل
حشر برپا ہو کہ فتنہ اوٹھے آیا کیا ہو
خاک حسرت زدگان پر تو گذر بے پروا
ان ستم کشتوں سے اب عرض تمنا کیا ہو
گر بہشت آوے تو آنکھوں میں مری پھیکی لگے
جنے دیکھا ہو تجھے محو تماشا کیا ہو
شوق جاتا ہے ہمیں یار کے کوچے کو لیے
جائے معلوم ہو کیا جانے اوسنجا کیا ہو
ایک رونا ہے نہیں آہ و غم و نالہ و درد
ہجر میں زندگی کرنے کو تئیں کیا کیا ہو
خاک میں لوٹوں کہ لوہو میں نہاؤں میں میر

نزدیک سوز سینے کی رکھہ اپنے قلب کو
وہ ذل ہی کیمیا ہی جو گرم گداز ہو

ہی فرق ہی مین خیر نکر آرزوی وصل
مل بیٹھے جو اوسے تو شکوہ دراز ہو

جون تو نکلی وسکی جاہ کا پڑا کیا ہی مین
ای چشم گریہ ناک نہ افشای راز ہو

جون چشم بسمل نہ مندی آوی گی نظر
جو آنکھہ میری خونی کی جہری پہ باز ہو

ہمسے نہ غیر عجز کبھو کچہ بنا نہ میر
خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

نالہ اگر مرا سبب شور و شر نہو
پھر مر بھی جائی تو کسو کو خبر نہو

دل پہ ہوا سو آہ کے صدمی سی ہو چکا
ڈرتا ہون یہ کہ اب کہین ٹکڑی جگر نہو

برچھی سی پار عرش کی گذری نہ عاقبت
آہ سحر مین میری کہانتک اثر نہو

سمجھا ہون تیری آنکھہ چھپانی سی خوش نگاہ
مدنظر یہ ہے کہ کسیکی نظر نہو

قطعہ

کھینچے ہی دلکو زلف سی گاہی نگہہ سی گاہ
حیران ہو وی کوئی تو اس طرز پر نہو

سو دلسی بھی نہ کام چلی اوسکی عشق مین
اک دل رکھون مین تو کدہر ہو کدہر نہو

قطعہ

جس راہ ہو کی آج مین پہونچا ہون تجہہ تلک
کافر کا بھی گذار الٰہی ادہر نہو

ہمسی تو تم کو ضد سی پڑی ہی خواہ مخواہ رلاتی ہو
آنکھہ اوٹھا کر جیدہر دیکھو مین اودہر ہی سنتے جاتی ہو

وہی جانے جو حیا کشتہ وفا رکھتا ہو | اور رسوائی کا اندیشہ جدا رکھتا ہو
کام لے یار سے جو جذب رسا رکھتا ہو | یا کوئی آئینہ ساں دست دعا رکھتا ہو
عشق کو نفع نہ بیتابی کرے ہے نہ شکیب | کرے تدبیر جو یہ درد دوا رکھتا ہو
میں نے آئینہ صفت ورنہ کیا بند عرض | اوسکو مشکل ہے جو آنکھوں میں حیا رکھتا ہو
ہائے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر | درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو
اوسے تشبیہ تو دیتے ہیں یہ شاعر لیک | سیب کچھ اوس ذقن آ کے مزا رکھتا ہو
آوے ہے پہلے قدم سر ہی کا جانا درپیش | دیکھتا ہو جو رہ عشق میں پا رکھتا ہو
اسیر تو حال کے کہنے سے بھلی خاموشی | کہئے اوس سے جو کوئی اپنا کہا رکھتا ہو
کیا کرے وصل سے مایوس دل آزردہ جو | زخم ہے یار کا جیا تی لگا رکھتا ہو

قطعہ

کب تلک اسکے اسیران بلا خانہ خراب | ظلم کی تازہ جو ہر روز بنا رکھتا ہو
ایکدم کھولے زلفوں کی کمندوں کی تئیں | مدتوں تک دل عاشق کو لگا رکھتا ہو

گل ہو مہتاب ہو آئینہ ہو خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

ست تعجب کچھ اپنی باتیں کہئے تو تمکو ندامت ہے | قد قامت یہ کچھ ہے تمہارا لیکن قہر قیامت ہے

[illegible]

سایۂ گل مین لب جو پہ گلابی رکھو
ہاتھ مین جام کو لو آپ کو بدنام کرو

آہ تا چند رہو خانقہ و مسجد مین
ایک تو صبح گلستان مین بھی شام کرو

رات تو ساری گئی سنتے پریشان گوئی
میرجی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

کون کہتا ہے نہ غیرون پہ تم امداد کرو
ہم فراموش ہوؤن کو بھی کبھو یاد کرو

ہین یہان جیسے وفا پیشہ نہ پیدا کرو
نہ کرو ایسا کہ پھر میری تئین یاد کرو

ایسے ہم پیشہ کہان ہوتے ہین اے غنچہ زنان
مرگ مجنون پہ کڑھو ماتم فرہاد کرو

اے اسیران تہ دام نہ تڑپو اتنا
تا نہ بدنام کہین جنگل صیاد کرو

گو کہ حیرانی دیدار ہی اے آہ سرشک
کوئی روشن کرو آنکھین کبھی دلشاد کرو

کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہی کو بھولی ہو
آخر کار محبت کو ٹک اک یاد کرو

اول عشق ہی مین میرجی تم رونے لگے
خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیون نہو
آئینہ ہو تو قابل دیدار کیون نہو

عالم تمام اوسکا گرفتار کیون نہو
وہ ناز پیشہ ایک ہے عیار کیون نہو

مستغنیانہ تو جو کرے ہے سلوک ہے
عاشق کو فکر عاقبت کار کیون نہو

۱۰۱

[illegible]

صورت تو تیری صفحہ خاطر پہ نقش ہے
ظاہر میں اب ہزار تو مستور کیوں نہو

صافی شست سے ہے غرض مشق تیر سے
سینہ کسو کا خانہ زنبور کیوں نہو

مجنون جو دشت گرد تھا ہم شہر گرد ہیں
آوارگی ہماری بھی مذکور کیوں نہو

تلوار کھینچتا ہے وہ اکثر نشے کے بیچ
زخمی جو اسکے ہاتھ کا ہو چور کیوں نہو

خالی نہیں بغل کوئی حیوان سے مرے
افسانہ عشق کا ہے یہہ مشہور کیوں نہو

تجھکو تو یہہ قبول ہوا عشق میں کہ میر
پاس اسکے جب گیا تو کہا دور کیوں نہو

ہر دم وہ شوخ دست بشمشیر کیوں نہو
کچھ ہمنے کی ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہو

اتنو جگر کو ہمنے بلا کا ہدف کیا
انداز اس نگاہ کا پھر تیر کیوں نہو

جاتا تو ہے کہیں کو تو ای کاروان مصر
کنعان ہی کی طرف کو یہہ شبگیر کیوں نہو

حیران ہیں اسقدر کہ اگر اب کے جائیے
پھر منہ ترا انہو دیکھیے تصویر کیوں نہو

تونے تو رفتہ رفتہ کیا ہمکو ننگ خلق
وحشت ولا کہاں تئین زنجیر کیوں نہو

جون گل کسو شگفتہ طبیعت کا ہے نشان
غنچہ بھی کوئی خاطر دلگیر کیوں نہو

ہووے ہزار وحشت اسی تو بھی یار رہی
اغیار تیرے ساتھ جو ہوں میر کیوں نہو

قید حیات قید کوئی سخت ہی کہ روز
مر رہتے ہین گے اوسکی گرفتار ایک دو

کس کس پہ اسکو ہووی نظر یان ہر ایک شب
جی دے رہے ہین اسکی چشم کے بیمار ایک دو

تو تو دو چار ہو گی گیا کب کا یان ہنوز
گذرے ہین اپنی جان سے ناچار ایک دو

ابروے تیغ زن کی تمہاری قوی گیا چلی
کر دی ہی جس کا لاگتی ہی دار ایک دو

تک چشم مین بھی سرمی کا دنبالہ کھینچئے
اس مست کی بھی ہاتھ مین تلوار ایک دو

کیا کیا عزیز دوست ملی میر خاک مین
کچھ اس گلی مین ہم ہی نہین خوار ایک دو

حال دل میر کا اے اہل وفا مت پوچھو
اس ستم کشتہ پہ جو گذری جفا مت پوچھو

صبح سے اور بھی پاتا ہون اوسی شام کو تنگ
کام کرتی ہی جو کچھ میری دعا مت پوچھو

استخوان توڑی مرے اوسکی گلی کی سگ نے
جس خرابی سے مین آیا ہون اٹھا مت پوچھو

ہوش و صبر و خرد و دین و حواس و دل و تاب
اوسکے آنے مین کیا کیا نگیا مت پوچھو

اشتعال لک کی محبت نے کہ در پیست ہینکا
شہر دل کیا کہون کس طور جلا مت پوچھو

وقت قتل آرزوی دل جو لگی پوچھنے لوگ
مین اشارت کی او دونہون نے کہا مت پوچھو

خواہ مارا انہین نے میر کو خواہ آپ موا
جانے دو یارو جو ہونا تھا ہوا مت پوچھو

قطعہ

لب پہ شیون فترہ پیضون تنگ ہین اوسکے پاس | دن گیا ہجر کا جس ڈہنگ سی شب مت پوچہو

میر صاحب نتی یہ طرز نہ ہوا اسکی تو کہون
موجب آزردگی کا وجہ غضب مت پوچہو

فرصت نہیں تنگ ہی کہیں اضطراب کو | کیا آفت آگئی مرے اس دل کی تاب کو
میری ہی چشم تر کی کرامات ہی یہہ سبب | پہرتا تہا ورنہ ابر تو محتاج آب کو
گذری ہی شب خیال میں خوبان کی جاگتی | آنکہیں لگاؤ کی اونسو میں تیں سون ہون خواب کو
خط آگیا پہ اوسکا تغافل نہ کم ہوا | قاصد مرا خراب پہری ہے جواب کو
تیوری میں جیسی سو رکہی ہین ساقی خمار کی | پیتا ہون لکہ کی آنکہون سی جام شراب کو
اب تو نقاب منہ پہ نہ ڈال ظالم کہ شب ہوئی | شرمندہ سارے دن تو کیا آفتاب کو

کہنے سو میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجہاؤن کب تلک اس دل خانہ خراب کو

ردیف ہای ہوز

۱۰۴

کیا ہی اگر بدنامی و حالت تباہی ہی نہو | عشق کیسا جسمین اتنی روسیاہی ہی نہو
لطف کیا آزردہ ہو کر آپ سے ملنے کا ہیچ | تک تری جانب سے جب تک عذر خواہی ہی نہو
چاہتا ہی جی کہ ہم تو ایک جا تنہا ملیں | ناز بیجا ہی نہو ویرکم نگاہی ہی نہو
مجمع ترکان ہی کوئی دیکہیو جا کر کہیں | جس کا میں کشتہ ہوں وہ سمیں وسپاہی ہی نہو

معلوم ہی پہنچنا اب کاروان تلک تو
کوئی پر شکستہ جا ملی گلستان تلک تو
پہنچون غبار ہو کر میں آسمان تلک تو

تری کوچہ مین یکسر عاشقونکی خاطر نگاہین
جو تو گھر سے کبھو نکلے تو رکھیو پانو آہستہ

مرے آگے نہین ہنستا تو آ اک صلح کرتا ہون
بھلا مین رووُن و دریا تبسم کر تو یکدستہ

تعجب ہے مجھے یہہ سرو کو آزاد کہتے ہین
سراپا دل کی صورت جسکی ہو وہ کیا ہو وارستہ

تری گلگشت کی خاطر بنا ہی باغ و گلدستہ
پر طاؤس سینہ ہے تمامی دست گلدستہ

بجا ہے گر فلک پر فخر سی پھینکے کلاہ اپنی
کہی جو اس زمین مین میر یک مصراع برجستہ

ہم مین مجروح ماجرا ہے یہہ
وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہہ

آگ تھی ابتداے عشق مین ہم
اب جو ہین خاک انتہا ہے یہہ

بود آدم نمود شبنم ہے
ایک دو دم مین پھر ہوا ہے یہہ

شکر اوسکی جفا کا ہو نہ سکا
دل سے اپنے ہمین گلا ہے یہہ

شور سے اپنے حشر ہی پہ وہ
یون نہین جانتا کہ کیا ہے یہہ

بس ہوا ناز ہو چکا اغماض
ہر گھڑی ہمسے کیا ادا ہے یہہ

نعشین اوٹھتی ہین آج یارونکی
آن بیٹھو تو خوشنما ہے یہہ

دیکھ بیدم مجھے لگا کہنے
ہے تو مردہ سا پر بلا ہے یہہ

مین تو چپ ہون وہ ہونٹ چاٹے ہے
کیا کہون ریجھنے کی جا ہے یہہ

قطعه

قطعہ

نام مین خستہ و آوارہ بدنام مری
طرفہ صحبت ہے کہ سنتا نہین تو ایک مری
حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ دوست
درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
چشم نمناک و دل پر جگر صد پارہ
تجھکو بنی نگر غمی سے زمانی کی کہ یان

ایک عالم نے غرض مجھکو کہا کیا کیا کچھ
واسطے تیرے سُنا مین نے سُنا کیا کیا کچھ
مر گیا مین پہ مری جی مین رہا کیا کیا کچھ
آہ عالم سے مری ساتھ چلا کیا کیا کچھ
دولت عشق سے ہم پاس ہی تھا کیا کیا کچھ
خاک گن گن کی ہوئی صرف بنا کیا کیا کچھ

قطعہ

قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
پر کہون کیا رقم شوق کی اپنی تاثیر

مضطرب ہوکے اوسی مین نے لکھا کیا کیا کچھ
ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ

ایک محروم چلی میر ہمین عالم سے
ورنہ عالم کو زمانی نے دیا کیا کیا کچھ

جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تو جدا رہ
گل بے تکلفی مین لطف اوس بدن کا دیکھا
عاشق غیور جی دی ور اوس طرف نہ دیکھے

پر ہو سکے تو پیارے تک دل کا آشنا رہ
نکلا نہ پر قبا سے اے گل مس اب ہے پیارہ
وہ آنکھ جو چھپاوے تو تو بھی تک کنارہ

١٠٦

کیا کیا نہ رنج ہین تم نے بچا تین — اچہار ہا یا اے مہربان آہ
گذری ہے و لیکن کیونکہ ہماری — اس بیوفا سے نے رسم نے راہ

قطعہ

تہی خواہش دل رکھنا حمایل — گردن مین اسکے ہرگاہ و بیگاہ
اسپر کہ تہا وہ شہ رگ سے اقرب — ہرگز نہ پہنچا یہ دست کوتاہ

قطعہ

ہے ماسوا کیا جو میر کہتے — آگاہ ساری ملسے ہین آگاہ
جلوے ہین اوسکے شانین ہین اوسکے — کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
اللہ اللہ اللہ اللہ

جو ہو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب زدہ — زمین میکدہ یہ بلد ست ہیگی آب زدہ
بنی یہ کیونکہ ملی تو ہی یا ہمین سمجھیں — ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ
گری ہے جسکو ملامت جہان مین ہی ہون — اجل رسیدہ جفا دیدہ اضطراب زدہ
جدا ہوا رخ سے تری زلف مین کیونکہ — پناہ لیتے ہین سایہ کی آفتاب زدہ

لگا نہ ایک بھی میر اوسکی بیت ابرو کو

بیکلی اسکی نہ ظاہر تھی جو تو اے بلبل
دم کش میرؔ ہوئی اس لب گفتار کے ساتھ

کہتے ہیں اڑ بھی گئی جل کی پر پروانہ
سعی آتی یہ ضروری ہے اوٹھی بزم سلگ

کچھ سنی سوختگان تم خبر پروانہ
ای جگر تفتگی بی اثر پروانہ

کس گنہ کا ہے پس از مرگ یہ عذر جانسوز
آ پڑا آگ میں ای شمع سبین سے تو سمجھ

پاؤں پر شمع کے یاتے ہیں سر پروانہ
کس قدر داغ ہوا تھا جگر پروانہ

بزم دنیا کی تو دلسوزی سنی ہو گی میرؔ
کسطرح شام ہوئی یان سحر پروانہ

ردیف یای تحتانی

دل کو تسکین نہیں اشک دمادم سے بھی
اس زمانے میں گئی ہے برکت غم سے بھی

ہمنشین کیا کہوں اس رشک مہ تاباں بن
صبح عید اپنی ہے بدتر شب ماتم سے بھی

کاش اس جان المناک نکل جاوے تو
اتنا دیکھا نہیں جاتا یہ ستم ہم سے بھی

آخر کار محبت میں نہ نکلا کچھ کام
سینہ چاک و دل پژمردہ غم سے بھی

آہ ہر غیر سے تا چند کہوں جیکی بات
عشق کا راز تو کہتے نہیں محرم سے بھی

دور تیری کوچے میں لی غیرت فردوس ہے
کام گذرا ہے مرا گریۂ آدم سے بھی

[illegible]

چھوٹنا کب ہے اسیر خوش زبان
آگے ہو مسجد کی نکلی اسکی راہ
درمیان ایسا نہین اب آئینہ
ایک بوسہ مانگتے لڑنے لگے
بیچ مین ہم ہین نو تو لطف کیا

جیتے جی اپنی رہائی ہو چکی
شیخ سے اب پارسائی ہو چکی
میرے اسکے اب صفائی ہو چکی
اتنے ہی مین آشنائی ہو چکی
رسم کر اب بیوفائی ہو چکی

آج پھر تھا بے حمیت میر وان
کل لڑائی ... لڑائی ہو چکی

گلگشت کی ہوس تھی سو تو بگیر آگئے
فرصت مین یکقفس کے کیا ورد گل کو
دلی مین اُنکی آکر اون یارونکو دیکھا
کیا خوبی اس چمن کی موقوف ہے کسو پر
شکوہ نہین جو اسکو پروا نہو ہماری
عمر دراز کیونکہ مختار خضر ہے یان
نزدیک تھی قفس مین پرواز روح اپنی
یون بیٹھے بیٹھے ناگہ گردن لگی ہلانے

آئی جو ہم چمن مین ہو کر اسیر آئے
گئے تو تم ولیکن وقت اخیر آئے
کچھ وہی گتی شتابی کچھ ہم ہی دیر آئے
گل کر گئے عدم کو گھر سے نظیر آئے
دروازے جسکی ہستی کتنے فقیر آگئے
ایک آدہ دن مین ہم تو ... سیر آئے
غنچے ہو گلبنون پر جب ہم صغیر آئے
سر شیخ جی کی گویا مجلس مین پیر آئے

[illegible]

کہان یہ قیامت دلکش کہان پاکیزگی ایسے
ملے ہین ہم بہت گلزار کی نازک نہالون سے

ہدف اسکا ہوئی مدت ہوئی سینی کو تنگ
گہتا نکلی ہی لخت دل مرا تیرون کے بہالون سے

ہوا ہے پیر انہ سر عاشق ہو ظاہر مضحکہ سب کا
کسن سالی مین ملتا ہی کوئی بہی خوردسالون سے

رگ گل کوئی کہتا ہی کوئی ای میر مو اسکو
کمتر اس شوخ کی نہ تہی مین ان خوش نہالون سے

گئی جی سی چہوٹی بتون کی جفا سے
یہی بات ہم چاہتے تہی خدا سے

وہ اپنی ہی خوبی سے ہتا ہے نازان
مرو یا جیو کوئی اسکی بلا سے

کوئی ہمسے کہلتے ہین بند اس قبا کی
یہ عقدے کہلینگے کسو کی دعا سے

پشیمان توبہ سے ہوگا عدم مین
کہ غافل چلا شیخ لطف ہوا سے

نہ کہی مری خاک بہی اس گلی مین
کدورت مجہے ہے نہایت صبا سے

جگر سوئی مژگا کہنچا چاہی ہے کچہ
نگہ دیدۂ تر مین لو ہو سکے پیا سے

اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے
تعصب تجہے ہے عجب ما سوا سے

طبیب سبک عقل ہرگز نہ سمجہا
ہوا اور وعشق آہ و ونا دوا سے

تنک اے مدعی چشم انصاف وا کر
کہ بیٹہے ہین یہ قافیے کس ادا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف حکایت

شکست و شوکا او سکی پانی جمع ہو کر بنا | اور منہ دہو نی کی چھینٹون سی ستارے دیکھے

رہ گئے سوتی کر تو نے کاروان جاتا رہا
ہم تو میر اس رہ کی خوابیدہ ہین ہاری دیکھئے

یہہ چشم آئینہ دار روتھی کسو کی
سحر پای گل بیخودی ہمکو آئی
یہہ سرگشتہ جبتک رہا اس چمن مین
نہ ٹھہری ٹک اک جان برلب رسیدہ
جلایا شب اک شعلہ دل نے ہم کو
نہ تھے تجھسے نازک میانان گلشن

نظر اس طرف بہی کبھو تھی کسو کے
کہ اوس مست پیمان مین بوتھی کسو کی
برنگ صبا جستجو تھی کسو کی
ہمین مدعا گفتگو تھی کسو کی
کہ اوس تند سرکش مین خو تھی کسو کی
مبت تو کمر بیچ مو تھی کسو کی

دم مرگ دشوار دی جان اوئی
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

کس طور ہمین کوئی فریبندہ لبہاے
سو ظلم او ٹہاتی تو کبہو ور سے دیکہا
اس شوخ کی سر تیر پلک ہین کہ وہ کانٹا
عشق آنکہہ ہے جو یار کو اپنی دم رفتن

آخر ہین تری آنکہون کے دیکہنے و آے
ہرگز نہوا یہہ کہ ہمین پاس بلاے
گڑ جاتی اگر آنکہہ مین سو دل سے لکالے
کرتی نہین غیرت سے خدا کی بہی حوالے

شرط سلیقہ ہی ہر اک امر مین
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

خوف قیامت کا یہی ہی کہ میر
ہم کو جیا بار دگر چاہیے

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہہ نمایش سراب کی سی ہے

نازکی اوسکی لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

چشم دل کھول اوس بھی عالم پر
یان کی اوقات خواب کی سی ہے

بار بار اوسکے در پہ جاتا ہون
حالت اب اضطراب کی سی ہے

نقطۂ خال سے ترا ابرو
بیت اک انتخاب کی سی ہے

مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

آتش غم مین دل بھنا شاید
دیر سے بو کباب کی سی ہے

جہان سے تو رخت اقامت کو باندھ
یہہ منزل نہین بے خبر راہ ہے

نہ شرمندہ کر اپنے منہ سے مجھے
کہا مین نے کب یہہ کہ تو ماہ ہے

یہہ وہ کاروان گاہ دل کش ہے میر
کہ پھر یان سے حسرت ہی ہمراہ ہے

ڈھب ہین تیری سے باغ مین گل کے
بو گئی کچھ دماغ مین گل کے

جا ہی روغن و با کرے ہی عشق
خون بلبل چراغ مین گل کے

دل تسلی نہین صبا ورنہ
جلوہ سب ہینگے داغ مین گل کے

اس حدیقے کے عیش پر مت جا
می نہین ہی ایاغ مین گل کے

سیر کر میر اس چمن کی شتاب
ہی خزان بھی سراغ مین گل کے

عشق مین نے خوف و خطر چاہیے
جان کے دینے کو جگر چاہیے

قابل آغوش ستمدیدگان
اشک سا پاکیزہ گہر چاہیے

حال یہہ پہنچا ہے کہ اب ضعف سے
اوٹھتے پلک ایک پہر چاہیے

کم ہے شناسائے زر داغ دل
اوسکے پرکھنے کو نظر چاہیے

عشق کے آثار ہے ای بوالہوس
داغ بدل دست بسر چاہیے

دیکھیے ابر کی طرح اب کے
میری چشم پر آب کی سی ہے

میر ان نیم باز آنکھون مین
ساری مستی شراب کی سی ہے

[illegible]

گریہ ہر وقت کا نہین بے ہیچ
دل مین کوئی غم نہانی ہے

خاک تھی موج زن جہان مین اور
ہمکو دہوکا یہ تہا کہ پانی ہے

ہم قفس زاد قیدی ہین ورنہ
تا چمن ایک پر فشانی ہے

اوسکی شمشیر تیز سے ہمدم
مر رہینگے جو زندگانی ہے

غم و رنج والم نکو یان سے
سب تمہاری ہی مہربانی ہے

یان ہوئے میر تم برابر خاک
وان وہی ناز و سرگرانی ہے

قیامت ہین یہ چسپان جامی والے
گلون مین جنکے خاطر خرقی مرالے

وہ کالا چور ہے خال رخ یار
کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرالے

نہین اوٹھتا دل محزون کا ماتم
خدا ہی اس مصیبت سے نکالے

کہان تک دور بیٹھے بیٹھے کہتے
کبہو تو پاس ہمکو بہی بلالے

دلا بازی نکر اون گیسوون سے
نہین آسان کہلانی سانپ کالے

طپش نے دل جگر کی مار ڈالا
بغل مین دشمن اپنی ہمنے پالے

مگر بوئی گل آتے کاش یکچند
ابھی زخم جگر ساری ہین آلے

کسے قید قفس مین یاد گل کی
پڑے ہین اتبو جینے ہی کے لالے

[illegible]

نازکی کو عشق مین کیا دخل ہے اے بوالہوس	یان صعوبت کھینچنے کو جی مین طاقت چاہیے

تنگ مت ہو ابتدائے عاشقی ہین اسقدر
خیریت ہے میر صاحب دل سلامت چاہیئے

ہے یار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے	دکھلائی دے جہاں تک میدان ہو رہا ہے
اس منزل جہاں کی باشندے رفتنی ہین	ہر یک کے ہان سفر کا سامان ہو رہا ہے
دیہا لگائے شاید آنکھوں مین یار اپنی	آئینہ دیکھ کر کچھ حیران ہو رہا ہے
کل دیکھ کر چمن مین تجھ کو کھلا ہی جا ہے	لیتے ہزار جی سے قربان ہو رہا ہے
حال زبون اپنا پوشیدہ کچھ نہ تہا تو	سنتا نہ تھا کہ یہ صید بیجان ہو رہا ہے
ظالم ادہر کی سدھ لے ہو شمع جگا ہے	ایک آدھ دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے
قربان گہ محبت وہ جا ہے جسمین ہر سو	دشوار جان دینا آسان ہو رہا ہے

ہر شب گلی مین اوسکی روتے تو رہتے ہم تو
اک روز میر صاحب طوفان ہو رہا ہے

آہ میری زبان پہ آئی	یہہ بلا آسمان پر آئی
عالم جان سے تو نہین آیا	ایک آفت جہان پر آئی
پیری آفت ہے پھر نہتا گویا	یہہ بلا جس جوان پر آئی

۱۱۲

[illegible]

جیتے ہیں جب تلک ہم انکھیں ہی لڑتیاں ہیں
انکھیں تجھ سے خوبان کب تک دوار کرینگے

اب چاند بھی لگا ہے تیری سی جلوہ گری کرنے
شبہا ہی چندی تجھکو چھپا رکھینگے

مژگان و چشم و ابرو سب ہیں ستم کی مائل
ان آفتوں سے دل ہم کیونکر بچا رکھینگے

دیوان میر صاحب ہر یک کے ہی بغل میں
دو چار شعر انکے ہم بھی لکھا رکھینگے

تجھ سے دو چار ہوگا جو کوئی راہ جاتے
پھر عمر جائیگی اوسکو بحال آتے

گر دلکی بیقراری ہوتی بھی جواب ہے
تو ہم ستم رسیدہ کاہیکو جینے پاتے

وے دن گئے کہ اوٹھ کر جاتی تھی اوس گلی میں
اب سعی جا ہی ہے بالین سے سر اوٹھاتے

کب تھی ہمیں تمنا ملے ضعف یہ کہ تیرین
ہے زیر تیغ اسکی ہم تک تو سر ہلاتے

گر جانتے کہ یون ہی برباد جائینگے تو
کاہیکو خاک میں ہم اپنے تئیں ملاتے

شاید کہ خون دلکا پہونچا ہے وقت آخر
تھم جاتی ہیں کچھ آنسو تو نکو آتے آتے

اس سمت کو پلٹتی تیری نگہ تو ساقی
حال خراب مجلس ہم شیخ کو دکھاتے

جی و ینا و لدہی سے بہتر تھا صدم آب
ای کاش جان دیتے ہم بھی نہ دل لگاتے

شب کوتہ اور قصہ انکا دراز ورنہ
احوال میر صاحب ہم تجھکو سب سناتے

عجز سے اب یار ہوا چاہیے | ملتجی ناچار ہوا چاہیے

جسکے تئیں ڈھونڈھتے ہو سب میں ہے | کسکے طلب گار ہوا چاہیے

تاکہ وہ ٹک ان کے پوچھے کبھو | اسلئے بیمار ہوا چاہیے

زلف کسی کی ہو کہ ہو خال خط | دل کو گرفتار ہوا چاہیے

تیغ بلند اوسکی ہوئی بوالہوس | مرنے کو طیار ہوا چاہیے

مصطبۂ بیخودی ہے یہہ جہان | جلد خبردار ہوا چاہیے

مول ہے بازار کا ہستی کے یہہ | دل سے خریدار ہوا چاہیے

کچھہ نہیں خورشید صفت سرکشی | سایۂ دیوار ہوا چاہیے

گر نہ تعلق کہ یہہ منزل نہیں | آہ سبکبار ہوا چاہیے

گو سفری اب نہیں ظاہر میں میر
عاقبت کار ہوا چاہیے

یان سرکشان جو صاحب تاج و لوا ہوئے | پامال ہو گئے تو نہ جانا کہ کیا ہوئے

دیکھے نہ ایک چشمک گل بھی چمن میں آہ | ہم آخر بہار قفس سے رہا ہوئے

پچھتاؤ گے بہت جو گئے ہم جہان سے | آدم کی قدر ہوتی ہے ظاہر جدا ہوئے

تجھہ بن دماغ صحبت اہل چمن نہ تھا | گل وا ہوئے ہزار ولے ہم نہ وا ہوئے

کہان ہین آدمی عالم مین پیدا — خدائی صدقے کی انسان پر سے

تفنگ اُسکی چلی آواز پر لیک
گئی ہے میر گولی کان پر سے

تو ہے بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور — پر نہ اتنا بھی کہ ڈوبے شہر کم رویئے
وقت خوش دیکھا نہ اک دم سے زیادہ دہر مین — خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم رویئے
شادی و غم مین جہان کی ایک سے دس کا ہے فرق — عید کے دن ہنسیئے تو دس دن محرم رویئے
دیکھیا ماتم خانۂ عالم کو ہم مانند ابر — ہر جگہ پر جی مین یون آیا دمادم رویئے
ہو جدا فردوس سے یعنے گلی سے یار کے — مدتون تک کھینچئے غم مثل آدم رویئے
اب سے یون کہئے میر اُٹھی جب کہا ہے — وادی مجنون پہ بھی اے ابر اگر دم رویئے

عشق مین تقریب یہ گو نہین درکار میر
ایک مدت صبر ہی کا رکیئے ماتم رویئے

نیلا نہین سپہر تجھے اشتباہ ہے — دود جگر سے میری یہ چھت سب سیاہ ہے
ابر و بہار و بادہ سبھو نہین ہے اتفاق — ساقی جو تو بھی مل چلی تو واہ واہ ہے
سرمے سے ایسی آنکھین تمہاری نہین لگین — احوال پہ ہمارے تمہین کب نگاہ ہے
کس کس طرح سے ہاتھ نچاتا ہے وعظ مین — دیکھا جو شیخ شہر عجب دست گاہ ہے

117

[illegible]

گئے دست و پا گم جو میر آ گیا
وفا پیشہ مجلس اوسے پا گئی

یکسو کشادہ روئے پر چین نہین جبین بہی	ہم چہوڑین مہر اوسکی کاش اوسکو ہووے کین بہی
آنسو تو تیرے دامن پونچہے ہی وقت گریہ	ہنسنے نہ رکہی منہ پر ای ابر آستین بہی
کرتا نہین عبث تو پارہ گلو فغان سے	گذری ہے پار دل کی اک آہ دہ خزین بہی
ہون اختصار مین آئینہ رو شتاب آ	جاتا ہے ورنہ غافل پہر دم تو واپسین بہی
سینے سی تیر اوس کا جی کو تو لیتا نکلا	پر ساتہون ساتہ اوسکی نکلی یک آفرین بہی
ہر شب تیری گلی مین عالم کی جان جا ہے	آگے ہوا ہے اب تک ایسا ستم کہین بہی
شوخی جلوہ اسکی تسکین کیونکی بخشے	آئینون نین دلونکے جو ہی ہی پر نہین بہی
گیسو سے کچہ نہین ہے سنبل کے آفت اسکا	ہین برق خرمن گل رخسار آتشین بہی
تکلیف نالہ مت کر ای درد دل کہ ہونگے	رنجیدہ راہ چلتی آزردہ ہمنشین بہی
کس کس کا داغ دیکہین یارب غم بتان مین	رخصت طلب ہے جان ہی ایمان و دین بہی

زیر فلک جہان تلک آسودہ میر ہونگے
ایسا نظر نہ آیا یک قطعہ زمین بہی

گئی چہانوں اوس تیغ کی سر سے جبکی	جلی دہوپ مین یان تلک ہم کہ تبکی

[illegible]

جوش دل سے ہم وے جیب و گریبان ہوئے | کتنے ایک اشک ہوئے جمع کہ طوفان ہوئے
کیا جمین شہر محبت مین تری خانہ خراب | گھر سے گھر انکے ہین اس بستی مین ویران ہوئے
کسنے لی رخصت پرواز پس از مرگ نسیم | مشت پر باغ مین آئے ہین پریشان ہوئے
سبزہ و لالہ و گل ابر و ہوا ہے مے دے | ساقیا ہم توبہ کی کرنے سے پشیمان ہوئے
دعوی خوش دہنی گرچہ اسے تھا لیکن | دیکھکر منہ کو ترے گل کے تئین کان ہوئے
جام خون بن نہین ملتا ہمین صبح کو آب | جب سے اس چرخ سیہ کاسہ کے مہمان ہوئے

اپنے جی ہی نے نچاہا کہ پئین آب حیات
یون تو ہم میر اسی چشمے پہ بیجان ہوئے

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کے طاقت کی | نگاہ چشم ادہر تو نے کی قیامت کی
انہون نہین جو کہ تری محو صحبت تھے ہین | نہین ہے قدر ہزارون برس کی طاعت کی
اٹھائی ننگ سمجھ تمنے بات کے کہتے | وفا و مہر جو تھی رسم ایک مدت کی
رکھین امید رہائی اسیر کاکل و زلف | مری تو باتین ہین زنجیر حرف الفت کی
رہی ہی کوئی خرابات چھوڑ مسجد مین | ہوا منائی اگر شیخ نے کرامت کی
سوال مین نے جو انجام زندگی سے کیا | قد خمیدہ نے سوئے زمین اشارت کی

نہ میر قدر کی اوس سنگدل نے میری کبھو

قطعہ

قطعہ

[illegible]

ان دنوں نکلی ہے آغشتہ بخون ساتھ تو کو
عشق میں تیری گذرتی نہیں بن پتھر کے

رہیں ہم نالی کو کس سو دل میں اثر کر نکلی
صورت اک یہ ہی ہے عمر بسر کرنیکی

کاروانی ہے جہاں عمر عزیز اپنی میر
سو ہے درپیش سدا اسکو سفر کرنیکی

لگوائی تیہر اور برابی کہا گئے
کینچا تھا آہ شعلہ فشان نی جگر سے سر
غنچے نے سارے طرز ہمارے ہی اخذ کیے
تدبیر عشق میں ہی نکرتے قصور یار
جون سے نہ تیری کشتی کی اب رہی نشان
کیا صرف دل نشین ہو لیے نہ دلا
پھر شام آشنا نہ کبھو نکلے گلہ نشان
نے عیب ذات ہیگی خدا ہی کی تو شان

تمنے حقوق دوستی کے سب ادا کیے
برسوں تئیں پڑے ہوئی جنگل چلا گئے
ہم جو چمن میں برسوں گرفتہ رہا کیے
جو اس مرض میں ہوتے بہلے ہم دوا کیے
ہر چند بند بند ہی ادسکے جدا کیے
اغیار روسیاہ تری منہ لگا کیے
ہر صبح ان سے ہم یہ سوں تئیں ہم ملا کیے
تم لوگ جو برو کیے سجے وفا کیے

اب خاک سی اوڑتی ہی منہ اوپر و گرنہ میر
اس چشم گریہ ناک سے دریا بہا کیے

برقع کو اوٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

[illegible]

120

[illegible]

متاع ہین سب خوار ازانجملہ ہون مین بھی
ہے عیب بڑا اوسمین جسے کچہ ہنر آوے

قطعہ

ای وہ کہ تو بیٹہا ہے سر راہ پہ زنہار
کہیو جو کبھو میر بلاکش ادہر آوے

مت دشت محبت مین قدم رکہہ کہ خضر کو
ہر گام پہ اس رہ مین سفر سے حذر آوے

کرون جو آہ زمین و زمان جل جاوے
سپہر نیلی کا یہ سائبان جل جاوے

دی آگ دلکو محبت نی جب سے پہرتا ہون
مین جسطرح کسو کا خانما جل جاوے

دوا پذیر نہین اے طبیب تپ غم کی
بدن مین تک ہے تو استخوان جل جاوے

نہ آوی سوز جگر منہ پہ شمع سان ایکاش
بیان کرنے سے آگے زبان جل جاوے

ہماری نالی بھی آتش بجالی ہین یکالی
سنے تو بلبل نالان کی جان جل جاوے

ہزار حیف کہ دل خار و خس سے باندہے کوئی
خزانمین برق گری آشیان جل جاوے

نہ پوچہہ کچہہ لب ترسا بچی کی کیفیت
کہون تو دختر رز کی دکان جل جاوے

متاع سینہ سب آتش ہے فایدہ کسکا
خیال یہ ہے مبادا دکان جل جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب
مبادا آہ کرے سب جہان جل جاوے

اپنا شمار پوچھو تو مہربان جفا ہے — پر اسکے جی مین ہمسے کیا جانئی کہ کیا ہے

بالین پہ میری آکر ٹک دیکھ شوق دیدار — سارے بدن کا جی اب آنکھون مین آرہا ہے

بی اسکے رکسکے مرتی گرمی عشق ہین تو — گر ترقی مین آہ جبتک تب تک ہے کچھ ہوا ہے

شکوہ ہی رونیکا یہ بیگانگی سے میری — مژگان تر و گرنہ آنکھون مین آشنا ہے

مت کر زمین دل مین تخم امید ضایع — بوٹا جو یان اوگا ہی سو اگتی ہی جلا ہے

شرمندہ ہوتی ہین سے گے خورشید و ماہ دونون — خوبی نے منہ کی تیرے عالم قران کیا ہے

اے شمع بزم عاشق روشن ہی یہ کہ تجہ بن — آنکھون مین میری عالم تاریک ہوگیا ہے

جلتی ہی جی تنک ہین ساری علاقی سو تو — عاشق ترا مجرد فارغ ہی ہوچکا ہے

صد سحر دیکہ یہ فیمہ خط میر جی کا دیکھا
قاصد نہین چلا ہے جادو مگر چلا ہے

الم سے یان تئین مین مشق ناتوانی کی — کہ میری جان نے تن پر مری گرانی کی

چمن کا نام سنا تہا ولے نہ دیکھا ہائے — جہان مین ہمنے قفس ہی مین زندگانی کی

ملا دی خوب مری خون نے خاک بسمل گاہ — یہ تہوڑی منتین ہین مجہ پہ سخت جانی کی

بتنگ ہو نہین تیری اختلاط سے میری — قسم ہے اپنی مجھے اس گئی جوانی کی

چلا ہے کہینچنے تصویر میری بت کی تج — خدا کی واسطے صورت تو دیکھو مانی کی

قطعہ

ہر اشک مرا ہی در شہوار سے بہتر — ہر لخت جگر رشک عقیق یمنی ہے

بگڑے ہے تپ میر کشش اور جگر مین
شاید کہ مرے جی ہی پر آ بن بنی ہے

اب کرکے فراموش تو ناشاد کروگے — پر ہم جو نہونگے تو بہت یاد کروگے
زنہار اگر خستہ دلان بستیون جاؤ — کک پاس ہنر مندئی فرہاد کروگے
غیرون پہ اگر کہینچوگی شمشیر تو خوبان — اک ور مری جان پہ بیداد کروگے

قطعہ

جا گہہ نہین یان ویسے جسپر نہ کٹری ہو — کچہہ شور ہی شر ہے تو مجہے یاد کروگے
اس دشت مین اے راہ روان ہر قدم اوپر — مانند جرس نالہ و فریاد کروگے

گر دیکہوگے تم طرز کلام اوسکے نظر کر
اے اہل سخن میر کو اوستاد کروگے

خوش سر انجام تہے وہی جلد جو ہشیار ہوگئے — ہم تو ای ہمنفسان دیر خبردار ہوئے
جنس دل دو تو ن جہان جسکی بہا تہی اوسکا — یک نگہہ مول ہوا تم نہ خریدار ہوئے
عشق وہ ہے کہ جو تہی جلوتی منزل قدس — وہی ہی سوائی سر کوچہ و بازار ہوئے
سیر گلزار مبارک ہو صبا کو ہم تو — ایک پرواز نکی تہی کہ گرفتار ہوئے

شعر کہو کان نظم شاعران حال پر اتنی
پلو تک میر کو نسی کو موتی سی پروتا ہے

ہمتو اوسکے ظلم سے ہمدم سے چلے
رہ سکے ہے تو تو رو یان ہم چلے

ٹوٹے جون لالہ ستان سے ایک پھول
ہم لی یان سے داغ ایک عالم چلے

جنبش ابرو تو وان رہتی نہین
تیغ تک تلوار یان ہمدم سے چلے

تم جگر سے آیا آخر ہو گئے
اشک خونی کچھ فزو پر جم سے چلے

دیکھیے بخت زبون کیا کیا دکھائے
تم تو خوبان جیسے ہو برہم سے چلے

بھاگنے پیچھے سے تیرے گویا غزال
تیری آنکھین دیکھتے ہی رم سے چلے

مجھ سے ناشائستہ کیا دیکھا کہ میر
آتے آتے کچھ جو آنسو تم سے چلے

غیرت ہمکو فریب کیا نی طاقت ہی تو یار ہے
ان کی کتنے ذکر سے کے دلیری صید حرم کو مار ہے

باغ کو تجھ بن آہ بہائین آتش دی ہے بہار آئی
ہر غنچہ اخگر ہی ہمکو ہر گل ایک انگار ہے

جب تجھ بن لگتا ہے تیر نیچہ چاہی ہے نکلا ہاتھ سے
ہے جو گرہ سینے مین اسکو دل کہیے یا پار ہے

راہ حدیث جو تنگ بھی نکلی کون سکھاتا ہمکو ہے
روئی سخن پر کسکو دی وہ شوخ بڑا عیار ہے

کام اسکا ہے خون افشانی ہر دم تیری فرقت مین
چشم کو میری آکر دیکھ اب لوہو کا فوارہ ہے

ایک دم ہی نمود بود اپنا یعنی مانند صبح دنیا مین	یا سفیدی کی یا اخیر ہوئے ہم جو پیدا ہوئے سو پیر ہوئے

مت مل اہل دول کے لڑکون سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے

تو جو تیری ای حیرت مری آنکھون پہ کیا کم ہے کڑی ہے مو پریشان غم وفا تو نغریہ تو نی دو رنگی دہر کی پیدا ہی بانگ دل اٹھا اپنا	جو مین ہر یک ذرہ دیکھون کہ تیرہ کہ یہ کم ہے حیا کر حق صحبت کی لہ ان بکس ماتم ہے کسو کے گھر مین شادی ہے کہین ہنگامہ غم ہے

کہین آشفتگان سے میر مقصد ہووی ہے حاصل
جو زلفین اسکی درہم ہین مرا بھی کام برہم ہے

جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے اب تلک بھی مزار مجنون سے	درد بے اختیار اوٹھتا ہے ناتوان اک غبار اوٹھتا ہے

ہے بگولا غبار کسکا میر
کہ جو ہو بیقرار اوٹھتا ہے

کیا مری سرو رہ دانکا کوئی مائل کرے ہی راہ سکو ہے خدا سی جان اگر یہ وہ تجاہے تو	سیکڑون ہم خون گرفتہ ہیں قاتل کی ہی ہو طریقے مختلف کتنے ہی منزل ایک ہے

لاعلاجی ہی جو رہتی ہے مجھے آوارگی
کیجیے کیا میر صاحب بندگی بیچارگی

کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئیں
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یکبارگی

روئے گل پر روز و شب کس شوق سے رہتا ہے باز
رخنۂ دیوار ہے گی یا دیدۂ نظارگی

اشک خونیں آنکھ میں پھر لا گئی بیتابی تو
محتسب کہتا ہے مجھ پر تہمت میخوارگی

مت غریب ہو دگی کہا ان سیہ چشموں کا میر
انکی آنکھوں سے ٹپکتی ہے بڑی عیارگی

مشکل ہے ہونا روکش رخسار کی جھلک کے
ہم تو بشر ہیں اس جا پر جلتے ہیں ملک کی

مرتا ہے کیوں تو ناحق یاری برادری پے
دنیا کے سارے ناتے ہیں جیتے جی تلک کی

کہتے ہیں گور میں بھی ہیں میں وزر بیاری
جاوے کدھر الٰہی ماری ہوئی فلک کی

لاتی نہیں نظر میں غلطانی گہر کو
ہم معتقد ہیں اپنی آنسو ہی کی ٹپک کی

کل اک قطرہ نچوڑی طوفان نوح آیا
فکر فشار میں ہوں میر آج ہر پلک کی

گیسوئے وسکی میں نے کیوں آنکھ جا لگائی
جو اپنی اچھی جی کو ایسی بلا لگائی

تھا دل جو پکا پھوڑا بسیار رہی الم سے
دکھتا گیا دو چندان جوں جوں دوا لگائی

ذوق جراحت اسکا کسکو نہیں ہے لیکن
بخت اسکی جسکی ان نے تیغ جفا لگائی

کیا خراب تغافل نے اوسکی ورنہ میر
ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تہا آگی

تجھ بن خراب و خستہ زبون خوار ہو گئے
کیا آرزو تھی ہمکو کہ بیمار ہو گئے

خوبی بخت دیکھ کہ خوبان بی وفا
بی ہیچ میرے درپئے آزار ہو گئے

ہمنے بہی سیر کی تہی چمن کی پر اے نسیم
اوٹھتے ہی آشیان سے گرفتار ہو گئے

وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تھا خواب مین
بخت اپنی سو گئی کہ جو بیدار ہو گئے

اپنی یگانگی ہی کیا کرتے ہین بیان
اغیار رو سیاہ بہت یار ہو گئے

لائے تہے شبخون پر ہی خرابی تری نگاہ
بیطالعی سی اپنی وہی ہشیار ہو گئے

کیسے ہین وے کہ جیتے ہین صد سال ہمتو میر
اس چار روز کی زیست مین بیزار ہو گئے

تنگ آئے ہین دل اس جی سے اوٹھا بیٹھینگے
ہو کہون مرتے ہین کہ اب یار ہی کیا بیٹھینگے

اکی بگڑی گی اگر اون سے تو اس شہر سی جا
کسو ویرانی مین تکیہ ہی بنا بیٹھینگے

معرکہ گرم تو تک ہونی دو خونریزی کا
پہلی تلوار کے نیچے ہمین جا بیٹھینگے

ہوگا ایسا بہی کوئی روز کہ مجلس سے کبھو
ہمتو ایک آدہ گھڑی اوٹھکے جدا بیٹھینگے

جانہ اظہار محبت پہ ہوسناکون کی
وقت کی وقت لی سب منہ کو چھپا بیٹھینگے

واشد تجھ آگے آہ سے ہوتی ہی دلکی تنگ — اقلیم عاشقی کی ہوا اب بگڑ گئی
گرمی نہ دل لگے ہجر مین اوسکے جلا دیا — شاید کہ احتیاط سے یہ تپ بگڑ گئی
خط نے نکل کے نقش دلون کے اوٹھا دیئے — صورت بتونکی اچھی جو تھی سب بگڑ گئی

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتی تھی بزم گرم
کاہی کو میر کوئی دبی جب بگڑ گئی

جب تونی بیٹھتا ہون تب کیا کسر رہی ہے — سو حال وو دو دن تک جان تیر رہی ہے
آہ سحر کی میری برچھی کے وسوسی ہے — خورشید کی منہ اوپر اکثر سپر رہی ہے
آگہ تو رہیی اوسکی طرز رہ و روش سے — آنے مین اوسکے لیکن کسکو خبر رہی ہے
ان روزون اتنی غفلت اچھی نہین ادہر سے — اب اضطراب ہمکو دو دوپہر رہی ہے
آب حیات کی سے ساری روش ہوا کی — پر جب وہ اوٹھ چلی ہے ایک آدھ مر رہی ہے
تلوار اب لگا ہی بیٹھ و ان پاس رکہنے — خون آج کل کسو کا وہ شوخ کر رہی ہے
گزرسی کبھو جو آتی دیکھا ہے مین نے اسکو — تب سے ادہر ہے اکثر میری نظر رہی ہے
آخر کہان تلک ہم اک روز ہو چکین گے — برسون سے وعدہ شب ہر صبح پر رہی ہے

میر اب بہار آئی صحرا مین چل جنون کر
کوئی بھی فصل گل مین نادان گہر رہی ہے

تیری گلی سے سچ کہ کیوں مہر و مہ نکلیں
ہر کوئی جانتا ہی اس راہ میں خطر ہے

وے دن گئے کہ آنسو روتے تھے میر اب تو
آنکھوں میں لخت دل ہے یا پارہ جگر ہے

شب شمع پر پتنگ کی آنے کو عشق ہے
اس دل جلے کی تاب کے لانیکو عشق ہے

سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا
فرہاد کی جہان سے جانیکو عشق ہے

اٹھیو سمجھ کے جا سے کہ مانند گرد باد
آوارگی سے تیرے زمانیکو عشق ہے

بس اے سپہر سعی سے تیری تو روز و شب
یاں غم ستانیکو ہے جلانیکو عشق ہے

بیٹھے جو تیغ یار تو سب تجکو کہہ گئے
اے سینہ تیری زخم اوٹھانیکو عشق ہے

اک دم میں تو نے پھونک دیا دو جہان کو
اے عشق تیری آگ لگانی کو عشق ہے

سودا ہو تب ہو میر کو تو کیجے کچھ علاج
اس تیری دیکھنے کی دوانیکو عشق ہے

کچھ موج ہوا پیچان اے میر نظر آئی
شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

دلی کی نہ تھے کوچے اوراق مصور تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

مغرور بہت تھی ہم آنسو کی سرایت پر
سو صبح کے ہونے کو تاثیر نظر آئی

گل بار کرے ہیگا اسباب سفر شاید
غنچہ کی طرح بلبل دلگیر نظر آئی

اب جان جسم خاک سے تنگ آگئی بہت | کب تک اس ایک ٹوکری مٹی کو ڈھوئیے

آلودہ اوس گلی کی جو ہوں خاک سی تو میر
آب حیات سی بھی نہ وی پانو دھوئیے

شب گئی تھی باغ میں ہم ظلم کے مارے ہوے | جان کو اپنی گل مہتاب انگارے ہوے
گور پر میری پس از مدت قدم رنجہ کیا | خاک میں مجھکو ملا کر مہربان بارے ہوے
آستینیں رکھتے رکھتے دیدۂ خون بار پر | خلق بس کی طرح تو ہو گئی فوارے ہوے
وعدہ ہے سیار ہی خلاف سرو میں یکسر [illegible] | تم لڑکپن میں کہاں سے ایسے عیارے ہوے
پر تو مہر رخ عاقبت آنکھیں ہماری مندتیں | سو گئے بیہوش تھے ہم راہ کے ہارے ہوے
پیار کرنے کا جو خوبان ہم پہ رکھتے ہیں گناہ | ان سے بھی تو پوچھتے تم اتنے کیوں پیارے ہوے
تم جو ہمسے مل چلے تک رشک سب کرنے لگے | مہربان جتنے تھے اپنے مدعی سارے ہوے
آج میرے خون پر اصرار ہر دم ہے تمہیں | آئے ہو کیا جانیے تم کسکے سنکارے ہوے
لیتے کروٹ ہل گئے ہو کان کے موتی ترے | شرم سے سر در گریبان صبح کے تارے ہوے

استخوان ہو گئی تیر یاں دم خونریز میر
دانتے پڑ کر نیچے اس شوخ کی آرے ہوے

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے | زمین سخت ہے آسمان دور ہے

دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج
گرا گر یہ شیشہ تو پھر چور ہے
[illegible]
بہت سعی کریے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

[illegible]

کہان تلک نازبرداری کرو شام غریبان کی
جنون ان شورشون پر ہاتھہ کی جا لا کیا ایسی
کہین گرد سفر سے جلد ہی صبح وطن نکلے
مین ضامن ہون اگر ثابت بدن سے پیرہن نکلے

حرم مین میر جتنا بت پرستی پر ہے تو مائل
خدا ہی ہو تو اتنا بتکدے مین برہمن نکلے

قصد گر امتحان ہے پیارے
اب تلک نیم جان ہے پیارے
سجدہ کرنے مین سر کٹی ہی جہان
سو ترا آستان ہے پیارے
گفتگو ریختی مین ہمسے نہ کر
یہ ہماری زبان ہے پیارے
کام مین قتل کی مرے تن دے
اب تلک مجھہ مین جان ہے پیارے
چھوڑ جاتے ہین دل کو تیرے پاس
یہ ہمارا نشان ہے پیارے
شکلین کیا کیا کیان ہین جنہی خاک
یہ وہی آسمان ہے پیارے

قطعہ

جا چکا دل تو یہ یقینی ہے
کیا اب اسکا بیان ہے پیارے
پر تبسم کی کرنے سے تیرے
گنج لب پر گمان ہے پیارے

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

گوشۂ چشم بتان یا کنج لب اسوقت مین
جا کہین ہو تو دل اپنے کا ٹھکانا کیجے

سیکڑے غیرونکی ہان چھپ چھپ کے علم ہیہ
سارے عالم مین ہمارے تئین نشانا کیجے

رفتہ رفتہ قاصدونکو رفتگی اسسے ہوئی
جی مین ہے اکیے مقرر اپنا جانا کیجے

کلی ہے آنکھون سے تو گرد کدورت جا بجا
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجے

آبشار آنسے لگے آنسو کی پلکونسے تو میر
کب تلک یہ آب چادر منہ پہ تانا کیجے

مہوشان بیمہرین مک ہجر اندین گر مرجائیے
اب کہاں اس شہر ناپرسان سے کیدہر جائیے

کام دل کا کچہ ٹہکانا نہین کیونکر نہ ہی
آ ہی جاتا چند ونا امیدی پر کہ جائیے

مضطرب اس آستان سے اٹھکے کہیہ یا نہ کر
منہ رہا ہے کیا جو پہر اب اسکے در پر جائیے

بعد طوف قیس ہو جی زایر فرہاد بہی
وحشت سے اٹہئے تو کوہ ہو نہین رہ جائیے

شوق تہا جو یار کے کوچے ہمین لایا تہا میر
پانوئین طاقت کہان اتنی کہ اب گہر جائیے

غالب کہ یہ دل خستہ شب ہجر مین مرجائے
یہ رات نہین وہ جو کہانی مین گذر جائے

ہے طرفہ مفتن نگہ اس آئنہ رو کی
اک پلمین کرے سیکڑون خون اور مکر جائے

نہ بتکدہ ہے منزل مقصود نہ کعبہ
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدہر جائے

۱۳۲

[illegible]

تو ہی بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور
مل گئے خاک مین یان صاحب افسر کتنے

توگلے ملتا نہین ہمسے تو کیسی خرمی
عید آئی یان ہماری بر مین جامہ ماتمی

جی بھرا رہتا ہے اب آٹھون پہر مانند ابر
سیکڑون طوفان بغل مین ہین پہ مژگان نمی

حشر کو زیر و زبر ہوگا جہان تیرا ہے دل
ہے قیامت شیخ جی اوس کارگہ کی برہمی

تجھ سوا محبوب آتش طبع ای ساقی نہین
ہو پرستار و نہین تیری گر پری ہو آدمی

سامنے ہو جائین ای ظالم تو دونون ہین ایک
وہ دم شمشیر تیرا یہ ہماری بیدمی

اوس قیامت جلوہ سے بہتیرے ہمسے جی اوٹھے
مر گئے تو مر گئے ہم اوسکی کیا ہوگی کمی

کچھ پریشانی سے ہے سنبل کی جو الجھے ہے میر
یک جہان برہم کرے زلفونکی اسکی درہمی

آہ جسوقت سر اٹھاتی ہے
عرش پر برچھیان چلاتی ہے

نازبردار لب ہے جان جب سے
تیری خط کی خبر کو پاتی ہے

ای شب ہجر راست کہہ تجھکو
بات کچھ صبح کی بھی آتی ہے

چشم بد دور چشم تر ای میر
آنکھین طوفان کو دکھاتی ہے

۱۳۳

اب بچپن گیا نہین کچھ تازہ ہوا ہون بیکل
آیا ہون جب بخود مین جی اچھی جا رہا ہے
کا ہے کا پاس اب تو رسوائی دور پہونچی
راز محبت اپنا کس سے چھپا رہا ہے
گرد راہ اسکی یارب کس اور سے اٹھے گی
سو سو غزال ہر سو آنکھین لگا رہا ہے

[illegible]

مجہ سا بیتاب ہووے جب کوئی
بیقراری کو جانے تب کوئی

ہان خدا مغفرت کرے اسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

جان دی گو مسیح پر اس سے
بات کہتے ہین تیری لب کوئی

بعد میرے ہی ہو گیا سنسان
سونے پایا تھا ورنہ کب کوئی

اوسکے کوچے مین حشر تھے مجھ تک
آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی

قطعہ

کہ تلفظ طرب کا سنکے کہے
شخص ہوگا کہین طرب کوئی

اور محزون بھی ہم سنے تھے ولے
میر سا ہو سکے ہے کب کوئی

تڑپنا بھی دیکھا نہ بسمل کا اپنے
مین کشتہ ہون انداز قاتل کا اپنے

نہ پوچھو کہ احوال ناگفتہ بہ ہے
مصیبت کی مارے ہوئی دل کا اپنے

دل زخم خوردہ کی اور اک لگائے
مداوا کیا خوب گھائل کا اپنے

ٹک ابرو کو میری طرف کیجے مائل
کبھو دل بھی رکھیے مائل کا اپنے

ہوا دفتر قیس آخر ابھی یان
سخن ہے جنون کی اوائل کا اپنے

بنائین رکھین مین نئی عالم مین کیا کیا
ہون بندہ خیالات باطل کا اپنے

آگے بھی تیرے عشق سے کھینچے تھے درد و رنج
لیکن ہماری جان پر ایسی بلا نہ تھی

وہ اور کوئی ہوگی سحر جب ہوئی قبول
شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہ تھی

دیکھی دیار حسن کی مین کاروان بہت
لیکن کسو کے پاس متاع وفا نہ تھی

آئی پری سی پردۂ مینا سے جام تک
آنکھون مین تیرے دختر رز کیا حیا نہ تھی

اوس وقت سے کیا ہے مجھے تو چراغ وقف
مخلوق جب جہان مین نسیم و صبا نہ تھی

کب تھا یہ شور نوحہ ترا عشق جب تلک
دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھی

بیگانہ سا لگے ہے چمن اب خزان مین ہائے
ایسی گئی بہار مگر آشنا نہ تھی

اگلے ہمارے عہد کو حشمت کو جانتی
دیوانگی کسو کی بھی زنجیر پا نہ تھی

اتنی نہ تھا گور متان لکھا
مقام فنا و فنی مین جو دیکھ

[illegible]

[illegible]

رات گذری ہی مجھی نزع مین تو روتی روتی	آنکھین پھر جائینگے اب صبح کی ہوتی ہوتی
کھول کر آنکھ اور ٹک دیدہ جہان کا غافل	خواب ہو جائیگا پھر جاگنا سوتی سوتی

جم گیا خون کف قاتل پہ ترا میر زبس
اون نی رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتی دھوتی

یعقوب کی نہ کلبۂ احزان تلک گئی	سو کاروان مصر سی کنعان تلک گئی
باری نسیم ضعف سی کل ہم اسیر بھی	سنتا ہی ہم جی کی گلستان تلک گئی
رہتی نہ ہینگو دشت مین مجنون کو چین سی	گرہم جنون کی ماری بیابان تلک گئی
گو موسم شباب کہان گل کسی کو یاد	بلبل وہ چہچہی انہین یاران تلک گئی
کچھ آبلی دئی تھے رہ آورد عشق نی	سو رفتہ رفتہ خار مغیلان تلک گئی

سہارا تہا جیب پی کر می شوق مین نی میر
ستانہ چاک تو ٹتی دامان تلک گئے

جن جن کو تہا یہ عشق کا آزار مر گئے	اکثر ہماری ساتھ کی بیمار مر گئے
ہوتا نہین ہی اوس لب نو خط پہ کوئی سبز	عیسی و خضر کیا سبہی یکبار مر گئے
یون کانون کان گل نی نجانا چمن مین آہ	سر کو پٹک کی ہم پس دیوار مر گئے
صد کاروان وفا ہی کوئی پوچھتا نہین	گویا متاع دل کی خریدار مر گئے

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

کہانتک غیر جا سوسی کے لینی کو لگا آوی
ڑکا جاتا ہی جی اندر ہی اندر آج گرمی سی
ترا آنا ہی اب مر کو زہر ہمکو دم آخر
یہ رسم آمد و رفت دیار عشق تازہ ہی
اسیری نی چمن سی میری دل گرمی کو دہو ڈالا
امید رحم انسی سخت نا فہمی ہی عاشق کی
یہ فن عشق ہی آوی اسی طینت میں جسکی ہو
ہماری دلمیں آنی سی تکلف غم کو بیجا ہی

الٰہی اس بلا سی ناگہاں پر بھی بلا آوی
بلا سی چاک ہی ہو جاوی سینہ تنگ ہوا آوی
یہ جی صدقی گیا تھا پر نہ آوی تن میں یا پھر آوی
ہنسی وہ جا ہی میری اور رونا یوں جلا آوی
وگر نہ برق جا کر آشیاں میرا جلا آوی
یہ بت سنگیں نی الی نہی نچھوڑیں گر خدا آوی
تو زاہد پیر نابالغ ہی بی تہ تجھکو کیا آوی
یہ دولت خانہ ہی اسکا وہ جسے جا بجز جلا آوی

برنگ بوی غنچہ عمر ایک ہی رنگ میں گذری
میسر میر صاحب گر دل بے مدعا آوے

گو تنگ اسکو آوی ہی عاشق کی نام سی
زرد صفرہ ہی خوب ہمیں جسمیں صاف می

ہی میر کام میرے تئیں انھی کام سی
کیا ہمیکشو نکو اول ماہ صیام سی

پڑھتے نہیں نماز جنازے پہ اوسکے میر
دلمیں غبار جسکے ہو خاک امام سے

اچنبھا ہی اگر چپکا رہوں مجھ پر عتاب آوی
وگر قصہ کہوں اپنا تو سنتے اسکو خواب آوی

[illegible]

صید افگنون سے ملنے کی تدبیر کرینگے
اس دل کی تئین پیشکش تیر کرینگے

فریاد اسیران محبت نہین بے ہیچ
یہ نالی کسو دل مین بھی تاثیر کرینگے

دیوانگی کی شور سے کہلائین گی بلبل
آتی ہی بہار اب ہمین زنجیر کرینگے

وا اس سے سر حرف تو ہو گو کہ یہ سر جاوی
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے

رسوائی عاشق سے تسلی نہین خوبان
مر جاویگا تو نعش کو تشہیر کرینگے

یارب وہ بھی دن ہوئیگا جو مصر سے چلکر
کنعان کی طرف قافلہ شبگیر کرینگے

شب دیکھی ہے زلف اسکی بجز دام اسیری
کیا یار اب اس خواب کی تعبیر کرینگے

غصے مین تو ہووے گی توجہ تری ادہر
ہر کام مین ہم جانکی تقصیر کرینگے

نکلا نہ مناجاتیون سے کام کچہ اپنا
اب کوئی خراباتی جوان پیر کرینگے

بازیچہ نہین میر کے احوال کا لکھنا
اس قصے کو ہم کرتی ہی تحریر کرینگے

دل کیطرف کچہ آہ سے دل کا لگاؤ ہے
ٹک آپ بھی تو آؤ یہان زور باؤ ہے

اوٹھتا نہین ہے ہاتھ ترا تیغ جور سے
ناحق کشی کہان تئین یہ کیا سبھاؤ ہے

باغ نظر ہے چشم کی منظر سب جہان
ٹک ٹھہرو یان تو جا تو کہ کیسا دکھاؤ ہے

تقریب ہمنے ڈالی ہے اسی جور کی اب
جو بن پڑے ہے ٹک تو ہمارا ہی داؤ ہے

پلک کو مارتی ہم تو نظر نہین آتی
سخن کرو ہو عبث تم ہماری فرصت سے
امیر زادون سے دلی کی مل نہ تا مقدور
کہ ہم فقیر ہوئے ہین اونہین کی دولت سے
یہ جہل دیکھ کہ ان سمجھ مین اوٹھا لایا
گران وہ بار جو تہا بیش اپنی طاقت سے
رہا ہنوز گا بخود و صانع ازل بھی تب
بنایا ہو گا جب اوس منہ کو دست قدرت سے

[illegible]

اس دشت میں اے سیل سنبھل ہی کے قدم رکھ
ہر سمت کو یان دفن مری تشنہ لبی ہے

رہے حال دل کا ایسا تو رجوع کرے کہیں مبتلا
سو تو یہ کبھو ہمہ داغ ہے کبھو نیم سوز کباب ہے

کہیں کہے کہو تمہیں لوگ کیا یہی آرسی ہی کا ہے خیال
نہ کسو کی تمکو ہے ٹک حیا نہ ہماری منھ سے حجاب ہے

چلو میکدے میں بسر کرین کہ رہی ہے کچھ برکت وہین
لب ناں تو وان کا کباب ہے دم آب ناں کا شراب ہے

نہیں کھلتیں آنکھیں تمہاری ٹک کہ مآل پر بھی نظر کرو
یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسے خوب دیکھو تو خواب ہے

گئے وقت آتے ہیں ہاتھ کب ہوئے ہیں گنوا کے خراب سب
تجھے کرنا ہووے سو کر تو اب کہ یہ عمر برق شتاب ہے

کبھو لطف سے نہ سخن کیا کبھو بات کہہ نہ لگا لیا
یہی لحظہ لحظہ خطاب ہے وہی لمحہ لمحہ عتاب ہے

تو جہاں کے بحر عمیق میں سر پرہوا نہ بلند کر
کہ یہ پنجروزہ جو بود ہے کسو موج پر کا حباب ہے

رکھو آرزو مئے خام کی کرو گفتگو خط جام کی
کہ سیاہ کاروں سے حشر میں نہیں حساب ہے نہ کتاب ہے

ہے اشور سنگ جو لوگوں نے کیا پوچھنا تو کہی ہے کیا
جسے کہتے ہیں ہما جو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

سینہ ہے چاک جگر پارہ ہے دل سب خون ہے
تسپہ یہ جان بلب آمدہ بھی محزون ہے

ان آنکھوں کو بلا جی میں ہے کیونکر تاب
چشم اعجاز مژہ سحر نگہ افسون ہے

آہ یہ رسم وفا ہووے برافتادہ کہیں
اس ستم پر بھی مرا دل وسی ممنون ہے

کبھو اس دشت سے اوٹھتا ہے جو ایک بگولا
گرد نمناک پریشان شدہ مجنون ہے

کیونکہ بادہ لب جو یہ چمن میں یہ رہے
عکس گل آب میں تکلیف مے گلگون ہے

١٣٩

وہی چالاکیاں ہاتھوں کی نہیں جوں اول تیز	اب گریباں میں ہے فقط رہ گئی ہیں تار کئی
خوف تنہائی نہیں کر تو جہاں سے تو سفر	ہر جگہہ راہ عدم میں لگے یار کئی
اضطراب و قلق و ضعف میں کسطور جیوں	جان واحد ہے مری اور ہیں آزار کئی
کیوں نہوں خستہ بھلا میں کہ ستم کے تیر کے	تیر ہیں پار کئے وار ہیں سوفار کئی

اپنی کوچے میں نکلیو تو سنبھالی دامن
یادگار مژہ میر ہیں واں خار کئی

ہمسایۂ چمن یہ نہیت زار کون ہے	نالاں و مضطرب پس دیوار کون ہے
مژگاں سبھی بکھر گئیں تری بیمار چشم دیکھ	دکھ درد میں سوائے خدا یار کون ہے
نالے جو آج سنتے ہیں سو ہیں جگر خراش	کیا جانیے قفس میں گرفتار کون ہے
آیا نہ آشیانۂ بلبل میں کام بھی	مجھ سا تو خار باغ میں بیکار کون ہے

بازار دہر میں ہے عبث میر عرض مہر
ہاں ایسی جنس کا تو خریدار کون ہے

مجھ سوز بعد مرگ سے آگاہ کون ہے	شمع مزار میر بجز آہ کون ہے
بیکس ہوں مضطرب ہوں مسافر ہوں بیوطن	دوری راہ بن مری ہمراہ کون ہے
لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر	ایسا بتوں کے بیچ وہ اللہ کون ہے

آوارہ میر شاید وان خاک ہو گیا ہی
یک گرد اوٹھہ چلی ہی گاہ اسکی رہگذر سے

وعدہ وعید پیارے کچھ تو قرار ہووی | دلگی معاملت ہی کیا کوئی خوار ہووی
فتراک سے نہ باندہی دیکھو نہ تو ترپنا | کس آرزو پہ کوئی تیرا شکار ہووی
ازبس لہو پیا ہی مین تیرے غم مین گلرو | تربت سے میری شاید جشن بہار ہووی
مین مست مر گیا ہون کرنا عجب نہ ساقی | گر سنگ شیشہ میرا سنگ مزار ہووی

ای غیر میر تجھکو گر جو تیان نہ مارے
سیدہ نہووی پھر تو کوئی چار ہووی

رہی نہ پختگی عالم مین دور خامی ہے | ہزار حیف کمینون کا چرخ حامی ہی
نہ اوٹھہ تو گھر سے اگر چاہتا ہی ہوون مشہور | نگین جو بیٹھا ہی گڑ کر تو کیسا نامی ہی

ہوئی ہین فکر مین پریشان میر یارون کی
حواس خمسہ کرے جمع سو نظامی ہے

انجام دل غم کش کوئی عشق مین کیا جانی | کیا جانیے کیا ہوگا آخر کو خدا جانی
وان آرسی ہی وہ ہی یان سنگ ہی چھاتی ہی | گذری ہی جو کچھ ہم پر سو اسکی بلا جانی
ناصح کو خبر کیا ہی لذت سی غم دلکی | ہی حق بطرف اسکی چکھی ہو تو مزا جانی

سب بند جان کہین یہ عاشق سے

۱۴۰

قطعہ

قطعہ

نالۂ عجز نقش الفت ہے | رنج و محنت کمال راحت ہے
عشق ہی گریۂ ندامت ہے | ورنہ عاشق کو چشم خفت ہے
تا دم مرگ غم خوشی کا نہین | دل آزردہ گر سلامت ہے
دل مین ناسور پھر جدھر چاہے | ہر طرف کوچۂ جراحت ہے
رونا آتا ہے دمبدم شاید | کسو حسرت کی دل سے رخصت ہے
فتنے رہتے ہین اوسکے سائے مین | قد و قامت ترا قیامت ہے
نہ تجھے رحم نے اسے ٹک صبر | دل پہ میرے عجب مصیبت ہے

قطعہ

تو تو نادان ہے نپٹ ناصح | کب موثر تری نصیحت ہے
دل پہ جب میرے آ کے یہ ٹھہرا | کہ تجھے خوش دلی اذیت ہے
رنج و محنت سے باز کیونکے رہون | وقت جاتا رہے تو حسرت ہے
کیا ہے پھر کوئی دم کو کیا جانو | دم غنیمت میان جو فرصت ہے

قطعہ

تیرا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے | چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ | واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

۱۴۱

میری پرستش تری طبع اگر آوے گی / صورت حال تجھے آپہی نظر آوے گی
محو اسکا نہیں ایسا کہ جو جیتے گا شتاب / اسکی بیخودی کی بہت دیر خبر آوے گی
کتنے پیغام چمن کو ہیں سو دلمیں ہیں گرہ / کسو دن ہم تئین بھی باد سحر آوے گی
ابر مت گور غریبان پہ برس غافل آہ / ان دل آزردون کی چمین بھی لہر آوے گی
میر میں جیتے نہیں آؤنگا اسی دن جسدن / دل نہ تڑپیگا مرا چشم نہ بھر آوے گی

نازِ چمن وہی ہے بلبل سے گو خزان ہے / ٹہنی جو زرد بھی ہے سو شاخ زعفران ہے
گر اس چمن میں وہ بھی اک ہی لب و دہان ہے / لیکن سخن کا تجھسے غنچے کو منہ کہان ہے
ہنگام جلوہ اوسکی مشکل ہے ٹھہر رہنا / چتون ہے دل کی آفت چشمک بلاے جان ہے
پتھر سے توڑنے کے قابل ہے آرسی تو / پر کیا کرین کہ پیارے منہ تیرا درمیان ہے
باغ و بہار ہے وہ مین کشت زعفران ہون / جو لطف اک ادہر ہے تو یان بھی اک سمان ہے
ہرچند ضبط کرئے چھپتا ہے عشق کوئی / گذری ہے دل پہ جو کچھ چہرے ہی سے عیان ہے
اس فن کو کوئی دیکھے کیا ہو مرا معارض / اول تو مین سند ہون پھر میری یہ زبان ہے
عالم مین آب و گل کا ٹھہراؤ کس طرح ہو / گر خاک ہے اوڑی ہے اور آب ہے روان ہے
چرچا رہیگا اس کا تا حشر میکشا نمین / خونریزی کی ہماری رنگین داستان ہے

اس رشک آفتاب کو دیکھی تو شرم سی	ماہ فلک نہ شہر مین مُنہ کو دکھا سکے

قطعہ

کیا دلفریب جای ہی آفاق ہمنشین	دو دن کو یان جو آئی سو برسون نجا سکی
مشعور ہو اس پہ مردن دشوار رفتگان	یعنی جہان سی دل کو نہ آسان اُٹھا سکی

بر لونگا اس غزل کی بھی مین قافیی کو میر
پھر فکر کو نہ عہدہ ہو جسی اسکی بر آ سکے

کیا غم مین ویسی خاک فتادہ سی ہو سکی	دامن پکڑ کی یار کا جو ٹک نہ رو سکے
ہم ساری ساری رات رہی گریہ ناک لیک	مانند شمع داغ جگر کا نہ دہو سکے
رونا تو ابر کا سا نہین یار رہ جاتے	اتنا تو رو سکے کہ جہان کو ڈبو سکے
برسون ہی منتظر سر راہ پر ہمین ہوی	اس قسم کا تو صبر کسو سی نہو سکے

رہتی ہی ساری رات مری دم سی چہل میر
نالہ رہی تو کوئی محلے مین سو سکے

آتش کی شعلہ سر سی ہماری گذر گئی	بس ای تب فراق کہ گرمی مین مر گئی
منزل نہ کر جہان کو کہ ہمنے سفر سی آہ	جن کا کیا سراغ سنا وی گذر گئی
نشست نمک سی بھی تو کبھو یاد کر ہمین	اب داغ کہاتی کہاتی فلک جی تو بھر گئی

قطعہ

[illegible]

تک دادا دمیری اہل محلہ سی چاہیو
مجھ بن خراب کرتی ہی مین بی سبب مجھی
طوفان بجا ہو اشک پرشکی ہی چشم سی
[illegible]
دو حرف اسکے منہ کی تو لکھ بھیجو تب مجھی
تھا صبر جا رہا ہی چھوڑ کی تو جان بلب مجھی

قطعہ

[illegible]

حال بد گفتنی نہین میرا
تم نے پوچہا تو مہربانی کی

[illegible]

شب خواب کا لباس ہے عریان تنی مین	جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیے

قطعہ

اپنا یہ اعتقاد ہے تجہ جستجو مین یار	لے اس سرے سے اس سرے تلک خاک چہانیے
پہر یا نصیب سے بہی ہے طالع کی یاوری	مر جائین ہم تو اس پہ بہی ہمکو نجانیے

لوٹی ہے خاک و خون مین غیرونکی ساتہ میر
ایسے تو نیم کشتہ کو ان مین نہ سانیے

مرے اس رنگ کی مرجانی سے وہ غافل ہے کیا جانے	گذرنا جان سے آسان بہت مشکل ہے کیا جانے
کوئی سر سنگ سے مارو کسی کا دامن آپ مین ہو	وہ آئینے مین اپنے ناز پر مائل ہے کیا جانے
نظر مطلق نہین حیران نہین وہ سکو حال پر میرے	مرا دل اوسکی غم مین گم گیا اسکا دل ہے کیا جانے
جنونی خبطی دیوانہ سڑا کوئی عشق کو سمجھے	فلاطون سے نہین یان بحث وہ غافل ہے کیا جانے
تڑپنا نقش پا سے ناقہ پر جانی ہے اک مجنون	بیابان مین جو لیلی کا کدہر محمل ہے کیا جانے
پڑا پایا اوسکو بہتیرا کہ مت لا راز دل منہ پر	یہ طفل اشک کو دیکہا تو ناقابل ہے کیا جانے

طرف ہونا مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فن مین
یونہین سودا کبہو ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی	مین نے مر مر کے زندگانی کی

[illegible]

رفتہ آیاہ نہیں نسبت عشقی ہو تو ہاں	عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
خرقہ مندیل و ردا مست لیی جاتی ہین	شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

قطعہ

ہے موذن جو بڑا مرغ مصلی اوسکو	مستون سے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے
پاؤن رکھا نہین مسجد سے دم آخر بھی	مرنے پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے
ہر سحر ور یہ ازار مے آشامان ہے	مکر و طامات کی اک گہات چلی جاتی ہے

اک ہم ہی سے تفاوت ہے سلوک مین میر
یون تو اوروں کی مدارات چلی جاتی ہے

منصف جو تو ہے کب تئین یہ دکھ اوٹھایئے	کیا کیجیے میری جان اگر مر نجایئے
اظہار راز عشق کئی بن رہی نہ اشک	اس طفل ناسمجھ کو کہان تک پڑہایئے
تمنے جو اپنے دل سے بھلایا ہمین تو کیا	اپنے تئین تو دل سے ہمارے بھلایئے
فکر معاش یعنی غم زیست تا بہ کے	مر جایئے کہین کہ ٹک آرام پایئے
ما تے ہین کیسے کیسے لیے دلمین حسرتین	ٹک دیکھنے کو جان بلبون کی بھی آیئے
ہو ٹون ہو جیسے خاک چمن پر مین ای سپہر	گل کو بھی میری خاک پہ رو نہین لایئے

پہونچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر

[illegible]

میکدہ کو تو آ ہی آیا ہی مسجد مین میر
ہونہ نقش کہین مجلس ہی یہ پٹھانون کی
نہین وسواس جی گنوانے کے
ہائے ہائے رے ذوق دل لگانے کے
میر اسے بغیر حال ہو ست جا
اتفاقات ہین زمانے کے
دم آخر ہی کیا نہ آنا تھا
اور بھی وقت تھے بہانے کے
اس کدورت کو ہم سمجھتے ہین
ڈھب ہین یہ خاک مین ملانے کے
بس ہین دو برگ گل قفس مین صبا
نہین بھوکے ہم آب و دانے کے
[illegible]
چشم نجم سپہر جھپکے ہے
صدقے اس انکھڑیان لڑانے کے

دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے	آگے آگے تمہارے آنے سے
کب تو سوتا تھا گھر مرے آ کر	جاگے طالع غریب خانے کے

قطعه

تیر و تلوار و سیل یک جا ہیں	سارے اسباب مارخانے کے

مژہ ابرو نگہ سے اسکے میر
کشتہ ہیں اپنے دل لگانے کے

ملا غیر سے جا جفا کیا نکالی	او گت لیکے آخر ادا کیا نکالی
طبیبوں نے تجویز کی مرگ عاشق	مناسب مرض کی دوا کیا نکالی
نہیں اوس گذرگہ سے آتی ادھر اب	نئی راہ کوئی صبا کیا نکالی
دلا اوس گیسو سے کیوں لگ چلا تو	یہ اک اپنے جی کی بلا کیا نکالی
رہا ہے دریا داری قدردانی	وفا کی ہماری جزا کیا نکالی
دم صبح جوں آفتاب آج ظالم	نکلتے ہی تیغ جفا کیا نکالی

لگے در بدر میر چلاتے پھرنے
گدا تو ہوئے پر صدا کیا نکالی

کم فرصتی گل جو کہیں کوئی نہ مانے	ایسے گئے ایام بہاران کہ نہ جانے

کل صبح ہی مستی مین سر راہ آ یا
کیا سو جہے او سی جسکی ہو یوسف ہی نظر مین
پر شور سی ہی عشق مغنی پسران کی
تلوار لیے پھر نا تواب اوسکا سنا ہی
خورشید کی محشر مین طپش ہو گی گھا
اے رشک سحر بزم مین لی منہ پہ نقاب آ

یان آج مرا شیشہ دل چور ہوا ہے
یعقوب بجا آنکھو نمین معذور ہوا ہے
یہ کاسہ سر کاسۂ طنبور ہوا ہے
نزدیک مری کب کا یہ سر دور ہوا ہے
کیا ساتھ مری داغون کا محشور ہوا ہے
اک شمع کا چہرہ ہی سو یہ نور ہوا ہے

اس شوق کو ٹک دیکھ کہ ہے چشم نگران ہر
جو زخم جگر کا مری ناسور ہوا ہے

چل قلم غم کی رقم کو ئی حکایت کیجے
گو کی سر خاک قدم پر تری لوٹی اے عزیز
ہم جگر سوختو نکی جی مین جو آوی تو یہی
عشق مین آپکی گذری نہ ہماری تو مگر
مت چلا عشق کی رہ گو کہی ہو یان خضر

ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے
اپنا شیوہ ہی نہین یہ کہ شکایت کیجے
درد دل ہو کہ فلک تجھ مین سرایت کیجے
عوض جور و جفا ہم پہ عنایت کیجے
آپ ہی گمراہ ہین ہم کسکو ہدایت کیجے

کسکے کہنے کو ہی تاثیر کہ اک میر ہی سے
رمز و ایما و اشارات و کنایت کیجے

دیا دکھائی مجھے تو اسیکا جلوہ میر
پڑی جہان مین جا کر نظر جہان میری
ابھی بھی سیر باغ کی جی مین ہوس رہی
اپنی جگہ بہار مین کنج قفس رہی
مین پا شکستہ جا نہ سکا قافلہ تلک
آتی اگرچہ دیر صداے جرس رہی
لطف قباے تنگ پہ گل کا بجا ہے ناز
[illegible]

[illegible]

غفلت مین گئی آہ مری ساری جوانی
اے عمر گذشتہ مین تری قدر نجانی
تھی آئینہ دل سے ہمین تشنگی چشم
پہونچا نہ تو آیا نظر اک بوند بھی پانی
مدت سے کہین اک مشت پر آوارہ چمن مین
نکلی ہے یہ کسکی ہوس بال فشانی
بہاتی ہے مجھے اک طلب بوسہ مین یہ آن
لکنت سے ادا ہو نہ سکے اسسے بات زبانی

[illegible]

تیرے بن دیکھے مین یکدم ہون	آنکھون پر اب غبار رہتا ہے
جبر یہ ہے کہ تیری خاطر دل	روز بے اختیار رہتا ہے
دل کو مت بہول جانا میرے بعد	مجھسے یہ یادگار رہتا ہے
دور مین چشم مست کی تیری	فتنہ بھی ہوشیار رہتا ہے
بسکہ تیرا ہوا بلا گردان	سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی رنجش ایسی بات تو نہین	کوئی اخلاص و پیار رہتا ہے
تجھ بن آئی ہین تنگ جینے سے	مرنے کا انتظار رہتا ہے
دل کو گو ہاتھ مین رکھو اب تم	کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
غیر مت کھا فریب خلق اوسکا	کوئی دم مین وہ یار رہتا ہے
دلبرو دل چراتی ہو ہر دم	یون کہین اعتبار رہتا ہے

کیون نہووے عزیز دل ہا میرے
کسکے کوچے مین خوار رہتا ہے

آج کل بیقرار ہین ہم بھی	بیٹھ جا چلنے ہار ہین ہم بھی
آن ہین کچھ ہین آن مین کچھ ہین	تحفہ روزگار ہین ہم بھی
منع گریہ نکر تو اے ناصح	اسمین بے اختیار ہین ہم بھی

١٤٨

[illegible]

قطعہ

[illegible]

[illegible]

قطعہ

[illegible]

سینچے اسے لگاؤن لوگو ہی ہوس ہے
سینے مین جل کر از بس دل چاک ہوگیا ہے
کیا جانون لذت درد اوسکی جراحتون کی
یہ جانون ہون کہ سینہ سب چاک ہوگیا ہے
صحبت سے اس جہان کی کوئی خلاص ہوگا
اس فاحشہ سے سبکو امساک ہوگیا ہے
دیوار کہنہ ہے [illegible]
[illegible]

چھوڑ مت نقد وقت نسیۂ پر
آج جو کچھ ہے سو کہان کل ہے
بند ہو تجھ سے یہ کھلا نہ کبھو
دل ہے یا خانۂ مقفل ہے
سینہ چاکی بھی کام کرتی ہے
یہی کر جبتلک معطل ہے

قطعہ

ابھی ہاتھون مین شوق کی تیری
دامن بادیہ کا انچل ہے
ٹک گریبانمین سر کو ڈال کے دیکھ
دل بھی کیا لق و دق جنگل ہے

قطعہ

ہجر باعث ہے بدگمانی کا
غیرت عشق ہی تو کب کل ہے
مر گیا کوہکن اسی غم مین
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

جا نگداز اتنی کہان آواز عود و چنگ ہے
دل کے سے نالونکا ان پردون مین کچھ آہنگ ہے
رو و موے و خال و زلف ہے مین سنبل و سبزہ و گل
آنکھیں ہون تو یہ چمن آئینۂ نیرنگ ہے
بیستون کھود کیا آخر ہوے سب کار عشق
بعد ازان اے کوہکن سر ہے ترا اور سنگ ہے
آہ ان خوش قامتون کو کیونکہ بر مین لائیے
جنکے ہاتھون سے قیامت پر بھی عرصہ تنگ ہے
عشق مین وہ گھر ڈبا اپنا جس سے ہے مجنون کو ننگ
ناخلف سارے قبیلے کا ہماری ننگ ہے

[illegible]

فقیرانہ آئی صدا کر چلے	کہ میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم	سو اس عہد کو اب وفا کر چلے
شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی	کہ مقدور تک تو دوا کر چلے
وہ کیا چیز ہے آہ جسکے لیے	ہر اک چیز سے دل اوٹھا کر چلے
کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ	سو تم ہمسے منہ بھی چھپا کر چلے
بہت آرزو تھی گلی کی تری	سو یاں سے لہو مین نہا کر چلے
دکھائی دیئے یون کہ بیخود کیا	ہمین آپ سے بھی جدا کر چلے

قطعہ

جبین سجدہ کرتی ہی کرتی گئی	حق بندگی ہم ادا کر چلے
پرستش کی یان تک کہ اے بت تجھے	نظر مین سبھونکی خدا کر چلے

قطعہ

جھڑے پھول جس رنگ گلبن سے یون	چمن مین جہانکے ہم آکر چلے
بریکھا غم دوستان شکر ہے	ہمین داغ اپنا دکھا کر چلے

قطعہ

گئی عمر در بند فکر غزل	سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

خوب تھے وہ دن کہ ہم تیرے گرفتار و نہین تھے
دشمنی جانی ہے اب تو ہم سے غیروں کے لیے
مت تجثر سے گذر قمری ہماری خاک پر
مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے اودھر آنکھ اوٹھا
گرچہ جرم عشق غیروں پر بھی ثابت تھا ولے

غمزہ دوں نے تجھ کی نہیں ظلم کے مارو نہین تھے
اک سماں سا ہو گیا وہ بھی کہ ہم یاروں میں تھے
ہم بھی اک سرو رواں کی ناز برداروں میں تھے
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیماروں میں تھے
قتل کرنا تھا ہمین ہم ہی گنہگاروں میں تھے

اک رہا مژگاں کی صف میں ایک کے ٹکڑے ہو کر
دل جگر جو میر دونوں اپنے غمخواروں میں تھے

بغیر دل کہ یہ قیمت ہے سارے عالم کی
کوئی ہے محرم شوخی ترا تو میں پوچھوں
ہمیں تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو
تنک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جان بلب ہوں میں
گذرنے کو تو گذر جاویگی اپنی گذری ہے
گھڑی ہیں درد و الم میں فراق کے ایسے

کسو سے کام نہیں رکھتی جنس آدم کی
کہ بزم عیش جہاں کیا سمجھ کے برہم کی
کہ سیر و گشت نہیں رسم اہل ماتم کی
رہی ہے بات مری جان بلب کوئی دم کی
جفا جو اون نے بہت کی تو کچھ وفا کم کی
کہ صبح عید بھی یاں شام ہے محرم کی

قفس میں میر نہیں جوش داغ سینے پہ
ہوس نکالی ہے ہمنے بھی گل کے موسم کی

[illegible]

عرصہ ہے تنگ چال نکلتی نہیں ہے اور
جو چال پڑتی ہے سو وہ بازی کی بات کی

[illegible]

بعد ایک عمر کہیں تمکو جو تنہا پایا	ڈرتے ڈرتے ہی کچھ احوال سنایا ہمنے
یان فقط ریختہ ہی کہنے نہ آئے تھے ہم	چار دن یہ بھی تماشا سا دکھایا ہمنے
بارے گل باغ میں جا مرغ چمن سے مل کر	خوب ہی گل کا مزا خوب اڑایا ہمنے
تازگی داغ کی ہر شام کو بیچ نہیں	آہ کیا جانئے دیا کس کا بجھایا ہمنے
دشت و کہسار میں سر مارکے چندے تجھ بن	قیس و فرہاد کو پھر یاد دلایا ہمنے
بیکلی سے دل بیتاب کی مرگذرے تھے	سو تہ خاک بھی آرام اوٹھایا ہمنے

یہ ستم تازہ ہوا اور کہ پائیز میں میر
دل خس و خار سے ناچار لگایا ہمنے

ظالم کہیں تو مل کبھو دارو پئیے ہوئے	پھرتے ہیں ہم بھی ہاتھ میں سر کو لیے ہوئے
آ دو گے ہوش میں تو تنک اس سے بھی بچیو	اٹھو نشے میں جاتے ہو زخمی کیے ہوئے
جی ڈوبتا ہے اس گہرتر کی یاد میں	پایان کار عشق میں ہم مر جیئے ہوئے
اسی چاک دل کہ چشم سے ناصح لہو تھمے	ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سیئے ہوئے

کافر ہوئے بتوں کی محبت میں میر جی
مسجد میں آج آئے تھے قشقہ دیے ہوئے

غم سے یہ راہ میں نے نکالی نجات کی	سجدہ اس آستان کا کیا پہر وفات کی

[illegible]

جہانکی مسلخ تمام حیرت نہین ہے ذ سیر ہر گی گر مست
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکی اخر ہو گے بتنگی
بلا ہی ایسا طپیدن دل کہ صبر ہی ہی بہت مشکل
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور ون اب تم ہی ہمیگا
اگرچہ اب تو جفا ہو لیکن موئی گیہ کبھو ہمارے
سحر کو محراب تیغ قاتل کبھو جو یار و ادا کرو گر

نظر ہی ہی گی بسان بسمل کہ جو بہر تھا نکو ادا کرو گی
ہوا جو یا نکی یہ ہی تو یارو غبار ہو کر اوڑا کرو گی
دماغ اتنا کہاں رہیگا کہ دست دل با کرو گر
تمہین تو لت ہی ستانی ہی گی کہو تو اخر جفا کرو گی
جو یاد ہمکو کرو گی پیار و تو ہاتھ اپنی ملا کرو گی
تو ایک سجدہ بسان بسمل مری طرف سی ادا کرو گر

غم محبت سی میر صاحب بتنگ ہو نہین فقیر ہو تم
جو وقت ہو گا کبھو مساعد تو میری حق مین دعا کرو گی

کس حسن سی کہون مین اسکی خوش اختری کی
رکھتا نہ تھا قدم یان جو باد کی تامل
شبہا بجال سگ مین یک عمر صرف کی ہے
باہر گل اوس چمن مین چہوڑا گیا نہ ہمسی
ہمشیرہ تو ایک ہی تہا اوسکا ہمارا لیکن
گر ہی سی داغ سینہ تازی ہو ہین سارے
یہ درد تو موافق ہوتا نہین مگر اب

اس ماہ رو کی آگی کیا تاب مشتری کی
سیر اس جہانکی رہرو یہ تو نی سرسری کی
مت پوچھ اون نی مجھسے جو آدمی گری کی
سر پر ہمارے اسکی منت ہی ہر پری کی
مجنونکی طالعون نی شہرت مین یاوری کی
یہ کشت خشک تو نی اے چشم بہر ہری کی
رکھی بنا ہی تازہ اس چرخ چنبری کی

قطعہ

جی ڈہا جائے ہے سحر سے آہ
رات گذرے گی کس خرابی سے

کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے
اسکی آنکھوں کی نیم خوابی سے

برقع اٹھتے ہی چاند سا نکلا
داغ ہوں اسکی بے حجابی سے

کام تھے عشق میں بہت پر میر
ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے

دل ہے خون کی اک گلابی سے
عمر بھر ہم رہے شرابی سے

[illegible]

رہ آشنا ہے لطف حقیقت کے بحر کا
ہے رشک زلف و چشم جو موج و حباب ہے

آتش ہے سوز سینہ ہمارا مگر کہ میر
نامے سے عاشقوں کے کبوتر کباب ہے

کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم پر ہم تم سے بنائے گئے
چپکے باتیں اٹھائی گئیں سر گاڑے وہیں آئے گئے

اٹھی نقاب جہاں سے یا رب جس سے تکلف بیچ میں ہے
جب نکلے اس راہ سے ہو کر منہ تم ہم سے چھپائے گئے

کب کب تم نے سچ نہیں مانی جھوٹی باتیں غیروں کی
تم ہم کو یوں ہی جلائے گئے وے تم کو وہیں لگائے گئے

صبح وہ آفت اٹھ بیٹھا تھا تم نے نہ دیکھا صد افسوس
کیا کیا فتنے سر جوڑے پلکوں کے سائے سائے گئے

اللہ رے یہ دیدہ درائی ہوں نہ مکدر کیونکر ہم
آنکھیں ہم سے ملائے گئے پھر خاک میں ہم کو ملائے گئے

آگ میں غم کی ہو کے گداز آں جسم ہوا سب پانی سا
یعنی بن ان شعلہ خووں کے خوب ہی ہم بھی تائے گئے

ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بھی حد ایک آخر ہوتی ہے
کشتے اسکی تیغ ستم کے گور تئیں کب لائے گئے

خضر جو مل جاتا ہے گاہے آپ کو بھولا خوب نہیں
کھوئے گئے اس راہ کے ورنہ کاہے کو پھر پائے گئے

مرنے سے کیا میر جی صاحب ہم کو ہوش تھے کیا کریے
جی سے ہاتھ اٹھائے گئے پر اس سے دل نہ اٹھائے گئے

ادھر سے ابر اٹھ کر جو گیا ہے
ہماری خاک پر بھی رو گیا ہے

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

[illegible]

کیا بعد مرگ یاد کرو نگاہ وفا تجھے
سہتا رہا جفائین مین جب تک جیا کیا

اب وہ جگر طپش سے تڑپتا ہے تشنہ لب
مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

بیتابیون کے جور سے مین جبکہ مر گیا
ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا

ای آہ سرد عرصۂ محشر مین یخ جما
جلتا ہو نہین سنون کہ جہنم ٹھہر گیا

تیری ہی رہگذر مین یہ جی جا رہا ہے شوخ
سنیو کہ میر آج ہی کل مین گذر گیا

کیا خط لکھون مین رفتگی سے فرصت نہین رہی
لکھتا ہون تو پھری ہے کتابت یہی یہی

سب ہونگی خط لیے پوشیدہ قاصد آج جاتا ہے
چلا ہے یار کی کوچے کو پھر مجھسے چھپاتا ہے

تمام شد دیوان اول میر تقی

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر ذی حیات کا ہے سبب جو حیات کا
نکلے ہے جی ہی اسکے لیے کائنات کا

بکھری ہے زلف اس رخ عالم فروز پر
ورنہ بناؤ ہووے نہ دن اور رات کا

در پردہ وہ ہی معنی مفہوم نہوں اگر
صورت نہ بگڑے کام فلک کی ثبات کا

ہے مستحیل خاک سے اجزای نوخطان
کیا سہل ہے زمین سے نکلنا نبات کا

مستہلک اسکے عشق کی جانے ہین قدر مرگ
عیسی و خضر کو ہے مزا کب وفات کا

اشجار ہو وین خامہ و آب سیہ بحار
لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اوسکی صفات کا

[illegible]

مصحف کو کھول دیکھ [illegible]

ہم [illegible] نہین صوم و صلوات کا

کیا غم تجھکو نامہ سیاہی کی فکر ہے
[illegible] ضامن نجات کا

جلوہ کہین ہے نظم مین حسن قبول کا
دیوانہ مین ہے شعر گر نہین نعت رسول کا

حق کی طلب ہے گر تجھے تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے یہی خدا کے وصول کا

مطلوب ہے زمان و مکان جہان سے
محبوب سب ہے ملک کا فلک کا عقول کا

احمد کو بیچ جان رکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہو گا کسی بوالفضول کا

جن مردمان کو آنکھین دیا ان مین [illegible]
[illegible]

قطعہ

[illegible]

رکھتا قدم جو وے تو قدم کب فلک سے ہو
مخلوق آدمی نہ ہوا ایسی چال کا

شخصیت ایسی کسکی تھی ختم رسل کے بعد
تھا مشورت شریک حق لایزال کا

دوراتیوں کو دوش نبی پر قدم کو رکھ
چھوڑا نہ نام کعبے میں کفر و ضلال کا

راہ خدا میں اون نے دیا اپنے بھی تئین
پھر جو دے منہ تو دیکھو کسو آشمال کا

نسبت نہ بندگی کی ہوئی جسکی و آن درست
رونا مجھے ہے حشر میں اوسکی ہی چال کا

فکر نجات میر کو کیا مدح خوان ہے وہ
اولاد کا علی کے محمد کے آل کا

قدرت سے نہین خالی جانون کا کہپا جانا
کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا

ہم جاہ و حشم یان کا کیا کہیے کہ کیا جانا
خاتم کو سلیمان کی انگشتر پا جانا

یہ بھی ہے ادا کوئی خورشید نمط پیارے
منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا

کب بندگی میری سے بندہ کریگا کوئی
جانے ہے خدا اسکو مین تجھکو خدا جانا

تھا ناز بہت ہمکو دانست پر اپنی بھی
آخر وہ برا نکلا ہم جسکو بھلا جانا

گردن کشی کیا حاصل مانند بگولے کے
اس دشت میں سر گاڑے جون سیل چلا جانا

اس گریہ خونین کا ہو ضبط تو بہتر ہے
اچھا نہین چہرے پر لوہو کا بہا جانا

یہ نقش دلون پر سے جانے کا نہین اسکو
عاشق کے حقوق آگر ناحق بھی مٹا جانا

رفتار و طور و طرز و روش کا یہ ڈہب ہی کیا
پہلے سلوک ایسی ہی تیرے کے تھے اب ہی کیا
ہم دل زدہ [illegible]
کرتے ہو قہر لطف کی جا [illegible]
عزت بہی بعد ذلت بسیار [illegible]
مجلس مین جب خفیف کیا پھر ادب ہی کیا
[illegible]

شاید کباب کر کر کھایا کبوتر اون نی
ناسور اوڑا ہجر ہی اوسکی گلی مین پر سا

وحشی مزاج از بس مایوس بادیہ ہین
رنگ جنون مین جنگل اپنا ہوا ہی گہر سا

جس ہاتھ مین رہا کی اوسکی کمر ہمیشہ
اس ہاتھ مار ی کا سر پہ عنبر ہا ہی کر سا

سب پیچ کی یہ باتین ہین شاعرونکی ورنہ
باریک اور نازک موکب ہی اس کمر سا

طرز نگاہ اسکی دل لیگئی سبھون کے
کیا مومن و برہمن کیا گبر اور ترسا

ہم واقف طریق بیطاقتی نہین ہو
یان راہ دو قدم ہی اب دور کا سفر سا

کچھ بہی معاش ہو یہ کی ان نی اک عشق پیشہ
جب تک تو رن ہمارا جی دیکہنے کو ترسا

ملک ترک عشق کر کی آخر بہت ہوئی ہم
آدہا نہین رہا ہی اب جسم ریخ فرسا

واعظ کو یہ جلن ہی شاید کہ فربہی ہی
رہتا ہی حوض ہی مین اکثر پڑا مگر سا

انداز سے ہی پیدا سب کچھ خبر ہی اسکو
گو میر بے سر و پا ظاہر ہے بیخبر سا

تیغ ستم سے اسکی مرا سر جدا ہوا
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

قاصد کو دے کے خط نہین کچھ بھیجنا ضرور
جاتا ہی اب تو جی ہی ہمارا چلا ہوا

وہ تو نہین کہ اشک تھمی ہی نہ آنکھ سے
نکلے ہی کوئی لخت دل اب سو جلا ہوا

حیران رنگ باغ جہان تھا بہت رکا
تصویر کی کلیکی طرح دل نہ وا ہوا

جاتی نہ قدر اس گھر شب چراغ کی
تقصیر جان دینے مین ہمنے کبھو نہ کی
گرمی چراغ کی سی نہین وہ مزاج مین
وہ آگ بھر رہا ہے خدا جانے غیر نے
اتنا کہا تھا فرش تری رہ کی ہم ہون کاش
اب گھٹتے گھٹتے جان مین طاقت نہین رہی
تنگی لگا ہے کرنے دم اپنا بھی ہر گھڑی
کی چشم تو نے باز کہ کھولا در ستم

دل ریزہ حذف کیطرح مین اٹھا دیا
جب تیغ وہ بلند ہوئی سر جھکا دیا
اب دل فسردگی سے ہون جیسے بجھا دیا
میری طرف سے اوسکی تئین کیا لگا دیا
سو تو نے ماری مار کے آکر بجھا دیا
تک لگ چلی صبا کہ دیا سا بڑھا دیا
کڑھنے نے دل کے جی کو ہمارے کھپا دیا
کس مدعی خلق نے تجھکو جگا دیا

کیا کیا زیان میر نے کھینچے ہین عشق مین
دل ہاتھ سے دیا ہے جدا سر جدا دیا

ہمنے نگر آگے تھا یہی آزار عشق کا
بے پردگی بھی چاہ کا ہوتا ہے لازمہ
زندا نے سیکڑون مرے آگے رہا ہوئے
خواہان مرگ مین ہی ہوا ہون مگر بنا
منصور نے جو سر کو کٹایا تو کیا ہوا

جیتا رہا ہے کوئی بھی بیمار عشق کا
کھلتا ہی ہے نداں یہ اسرار عشق کا
چھوٹا نہ مین ہی تھا جو گنہگار عشق کا
جی منچیہ ہی یہ ہے ہی خریدار عشق کا
ہر سر کہین ہوا ہے سزاوار عشق کا

قطعه

قطعه

[illegible]

خط سے وہ زور صفائی حسن اب کم ہو گیا
چاہ یوسف تھا ذقن سو چاہ رستم ہو گیا

سینہ کوبی سنگ سے دل خون ہونے میں رہی
حق بجانب تھا ہمارے سخت ماتم ہو گیا

ایک سا عالم نہین رہتا ہے اس عالم کے بیچ
اب جہان کوئی نہین تھا یان ایک عالم ہو گیا

آنکھہ کے لڑتے ترے آشوب سا برپا ہوا
زلف کے درہم ہوئے ایک جہان برہم ہو گیا

کرتی ہی نہین ترک بتان طور جفا کا
شاید ہمین دکھلاوینگے دیدار خدا کا

ہی ابر کی چادر شفقی جوش سے گل کی
میخانہ کی ہان دیکھیے یہ رنگ ہوا کا

بہتیری کی گرد جس کلاہونکی پڑی ہی
کیا ذکر ہی واعظ کی مصلی اور ردا کا

مرجائیگا باتو نہین کوئی غمزدہ یون ہی
ہر لحظہ نہو ممتحن ارباب وفا کا

تدبیر تھی تسکین کی یہ لوگونکی ورنہ
معلوم تھا مدت سے ہمین نفع دوا کا

ہاتھ آئینہ رویون سے اٹھا بیٹھیں کیونکر
بالعکس اثر یاقی تھے ہم اپنی دعا کا

آنکھہ اسکی نہین آئینہ کی سامنے ہوتی
حیرت زدہ ہون یار کی مین شرم و حیا کا

برسون سے تو یون ہی کہ گھٹا جب امنڈ آئی
تب دیدۂ تر سے بھی ہوا ایک جھڑا کا

آنکھہ اوس سے نہین اٹھتی کی صاحب نظرونکی
جس خاک پہ ہوگا اثر اسکی کف پا کا

تلوار کی سائی ہی مین کاٹی ہو تو اے میر
کس دل زدہ کو ہوئی ہی یہ ذوق فنا کا

رہتا ہے ہڑی یون سے مری جو ہما لگا
کچھ درد عاشقی کا اسی بھی مزا لگا

غافل نہ سوز عشق سے رہ پھر کباب ہی
گر لاگ بھی اس آگ کا تک دل کو جا لگا

دیکھا ہمین جہان وہ تہان آگ ہو گیا
بھڑکا رکھا ہی لوگون نی اوسکو لگا لگا

مہلت تنک بھی ہو تو سخن کچھ اثر کرے
مین اوٹھ گیا کہ غیر تری کانون آ لگا

[illegible]

[illegible]

ہم پلہ اپنا کون ہے اس معرکے کے بیچ | کس کے ترازو یار کا تیر نگہ ہوا

ایسا فقیر ہونا بھلا کیا ضرور تھا
دونوں جہان میں میر عبث روسیہ ہوا

مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا
پہونچے ہے کوئی اوس تن نازک کے لطف کو
میں جو کہا کہ آگ سی سلگی ہے دل کے بیچ
بل کیوں کھائے ہے کہ لگا رہنے اب تو وان
تھے اختلال اگرچہ مزاجوں میں کب سے لیک
رہتا نہیں ہے آنکھ سے آنسو ترے لیے

مجلس میں شمع سا بند یکایک او چھل پڑا
گل کو چمن میں جامے سے اپنے نکل پڑا
کہنے لگا کہ یوں ہی کوئی دن تو چل پڑا
بالوں میں اور پیچ میں پگڑی کی بل پڑا
ہلنے میں اوس پلک کی نہایت خلل پڑا
دیکھی جو اچھی شے تو یہ لڑکا مچل پڑا

سر اسکے پانوں سے نہیں اوٹھتی ستم ہے میر
گر خوش غلاف نیمچہ اسکا او گل پڑا

دل فرط اضطراب سے سیماب سا ہوا
شاید جگر گداختہ یک لخت ہو گیا
دی دن گئے کہ اشک سے چہرہ کا وسا کیا
اکدن کیا تھا یار نے قد ناز سے بلند

چہرہ تمام زرد و زر ناب سا ہوا
کچھ آب دیدہ رات سے خونناب سا ہوا
اب رو لگ گئے ہیں تو تالاب سا ہوا
خجلت سے سرو جو کے چمن آب سا ہوا

ہیہات کبھی گران محبت میں قدر خاک
پہرو قرار تم نہیں ہے دل بے گداز کا
اس لطف سے نہ غنچہ نرگس کھلا کبھو
کھلنا تو دیکھ اس مژہ نیم باز کا
کوتاہ تھا فسانہ جو مر جاتے ہم شتاب
جی پر وبال سب ہے یہ عمر دراز کا
مارا نہ اپنے ہاتھ سے مجکو ہزار حیف
کشتہ ہوں یار میں تو ترے امتیاز کا

[illegible]

طرفہ آتش خیز سنگستان ہے دل | مقتبس یان سے ہے شعلہ طور کا

قطعہ

مر گئے پر خاک سے سب گبرو نانا | مت جھکو سر کو کسو مغرور کا
ٹھیکرے کو قدر ہے اسکو نہین | ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا

قطعہ

ہو کہڑا وہ تو پری سی ہے کہڑی | منہ کھلے تو جیسے چہرا حور کا
دیکھہ اوسے کیونکر ملک ہیچک نہو | آنکھہ کے آگے یہ مکھڑا نور کا

چشم ہنہی سے کبہو رہتی نہین
کچھ علاج ای میر اس ناسور کا

نظر مین طور رکھہ اوس کم نما کا | بہروسا کیا ہے عمر بیوفا کا
گلو نکمے پیرہن ہین چاک سارے | کہلا تھا کیا کہین بند اوس قبا کا
پرستش اب اسی بت کی ہے ہر سو | رہا ہو گا کوئی بندہ خدا کا
بلا ہین قادر انداز اسکی انکہین | گیا یکہ جنازہ جسکو تاکا
بجا ہے عمر سے اب ایک حسرت | گیا وہ شور سر کا زور پا کا
ہراوا خاطرون سے تھا وگرنہ | ہدایت مرتبہ تہا انتہا کا

لگا تھا روکی جب ...
اوس شعلوم ... تب جلوہ وا لگا
اوسے چشمہ ... کی ساوی
نہین ... شیوہ ...
کہین اس زلف ... کا
پڑا ہی ... جو جیسا لگا
بجا تو دور صوفی خانقہ سے
یہین تو ہاس ... ہوا لگا

قطعہ

بکا خون میں کیون ایسا سا پر چکا
نمونہ ہے یہ آشوب و بلا کا
کرو دن ... رخصت ورنہ شتاب
دم ... دیگا شور اس ... کا
... کسو کی خبر نہین رکہتا
کہ مین ... زبون ہون ... نہین رکہتا
... آنکہہ ... سے اسکی دن ...
ہمارا حال تو ہم نظر نہین رکہتے

[illegible]

ہوئی آخر کو ساری کام ضائع ناشکیبی سے
دم بسمل ہمارے زیر لب کچھ کچھ کہا سب نے
کبھو غیر کرو وہ تو ڑ بیٹھا وو ہیں یار و نسے
کبھو سر گرم بازی ہے ہمو نسے یان بھی آجاتا

کوئی دن اور تاب ہجر دل لاتا تو کیا ہوتا
جو وہ بیرحم بھی کچھ منہ سے فرماتا تو کیا ہوتا
لیے جاتا اگر تک جاہ کا ناتا تو کیا ہوتا
ہمیں بکچند اگر وہ اور بہلاتا تو کیا ہوتا

گئے ہے میر کو کل قتل کرنے اسکے در پہ سے
جو وہ بھی گھر سے باہر اینے تک آتا تو کیا ہوتا

ہیں عشق کیا جو خط لے ادہر نامہ بر چلا
سدہ لے گئی تری بھی کوئی زلف مشکبو
لڑکا ہی تھا نہ قاتل ناکردہ خون ہنوز
اے مایہ حیات گیا جس کنے سے تو
ملیا بھی آج رات کہئیں رہنے کی سی ہے
دیکھوگے کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب
پرمے رہا بہار میں سارے ہزار حیف

یعنی کہ فرط شوق سے جی بھی ادہر چلا
گیسوے پیچدار جو منہ پر بکھر چلا
کپڑے گلے کے سارے ہمارے جو بھر چلا
آفت رسیدہ بہرہ کوئی دم میں مر چلا
کس خانمان خراب کے گھر سے تو گھر چلا
تیر مژہ اوس ابرو کمان کا اگر چلا
لطف ہوا میں شیخ بہت بیخبر چلا

قطعہ

تجسے تکلف اسکا چلا جاے ہے سو ہے
کل راہ میں ملا تھا سو منہ ڈہانپ کر چلا

لبہن تو سوا پایا گل بہو لونکی ووکان پہ
اس مرغ کی بہی جیب مین کیا شوق چمن کا تہا

بیڈون قدم تیرا پڑتا تہا لڑکپن مین
رونا ہمین اول ہی اس تیری چمن کا تہا

مرغان قفس ساری تسبیح مین تہی گل کی
ہر چند کہ ہر اک کا ڈہلکا ہوا منکا تہا

سب سطح ہی پانی کا آئینہ کا سا تختہ
دریا مین کہین شاید عکس اسکی بدن کا تہا

خوگر نہین ہم یون ہی کچہ ریختہ کہنے سے
معشوق جو اپنا تہا باشندہ دکن کا تہا

ہوون تئین تم جسدم سج نکلے تہی اک بیجا
اوس دن ہی تمہین دیکہا تہا مزا ٹہکا تہا

رہ میر ہی غریبانہ جاتا تہا چلا روتا
ہر گام گلا لب پہ یاران وطن کا تہا

یہ روش ہی دلبرونکی نہ کسو سی ساز کرنا
کوئی خاک سی ہو یکسان وہی انکو ناز کرنا

کوئی عاشق انکی کیسی نقل کیا معیشت
انہین ناز کرتی رہنا انہین جی نیاز کرنا

رہین بند میری آنکہین شب و روز ضعف سی جو
نہ ہوا مجہی میسر کبہو چشم باز کرنا

یہ بہی طرفہ ماجرا ہی کہ اوسی کو چاہتا ہون
مجہی چاہیی ہی جس سی بہت احتراز کرنا

نہین کچہ رہا تو اونکا تجہی یہ ضرور ہی اب
ہوس اور عاشقی مین ٹک اک امتیاز کرنا

کوئی عاشقونکی ہیبت سی کہون نہ اونکی ہی
انہین بات ہو جو تہوڑی اسی بہی دراز کرنا

یہی میر کہینچی قشقہ در و دیر پر تہی ساجد
نہین اعتماد قابل انہو نکا نماز کرنا

نے صبر اگر نہ ہو تو ہے نقش پا پڑا
آتا ہے اسکی پاس سے عاشق اٹھا ہوا

اوٹھتا ہے سبزہ دل آتش جوش سا تو ہے
جاتا ہے دور نون آنکھون سے دریا بہا ہوا

جون سید نیم کشتہ تڑپتا ہے ایک سا
کیا جانیے کہ دل کو مری کیا بلا ہوا

خط آچکے پر جو گرم وہ پرکار مل چلا
مین سادگی سے جانا کہ اب آشنا ہوا

ہم تو لگے کنارے ہوے غیر ہمکنار
اونکی ہی عید اونکے ہی گھر مین رہا ہوا

ہون برق مجھکو ہنستے نہ دیکھا کسو نے آہ
پایا تو ابر سا کہین روتا کھڑا ہوا

جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ مین
وہ آج مین سنا تو ہے میرا کہا ہوا

پایا مجھے رقیب نے آ اوسکی زیر تیغ
درخواہ یار سے مدعی کا مدعا ہوا

بیمار مرگ سا تو نہین روز اب تر
دیکھا تھا ہمنے میر کو کچھ تو بھلا سا ہوا

کل اے آزردہ گلستان سے گذر ہمنے کیا
گل لگے کہنے کہو منہ ادھر ہمنے کیا

گر گئے خواب سے بیدار تھین صبح کی باد
بید بانغ اتنے جو ہو ہم پہ مگر ہمنے کیا

سیر تلوار کی منہ پر تری ہم آئے چلے
کیا کرین اس دل خستہ کو سپر ہمنے کیا

نیمچہ ہاتھ مین مستی سے لہو سی آنکھین
سج تری دیکھکے اے شوخ حذر ہمنے کیا

پانو کی نیچے کی مٹی بھی نہوگی ہمسی
کیا کہین عمر کو اس طرح بسر ہمنے کیا

سب ہین یکسان جب فنا یکبارگی طاری ہو
ٹھیکرا اس سر کا مین کیا سر فغفور کیا

لطف کر حرف و سخن پہلے جو تجھ بن فریب
مر تین جاتی ہین اون باتو نکا اب مذکور کیا

[illegible]

تسکین دل ہو تب کہ کبہو آ گیا بہی ہو
برسون سی اسکا آنا یہی صبح پر رہا

اسن نقش رخ کو بہولی مجہو مدتین ہوئین
لیکن مرا نہ گریہ یہ شام و سحر رہا

رہتی تو تہے مکان یہ ولی آپ مین نہ تہے
اس بن ہمین ہمیشہ وطن مین سفر رہا

اب چہیڑ یہ رکھی ہی کہ پوچہی ہے بار بار
کچہ وجہ بہی کہ آپ کا منہ ہی اوتر رہا

اک دم مین یہ عجب کہ مری سر پہ پہر گیا
جو آب تیغ برسون تری تا کمر رہا

کاہیکو مین نی میر کو چہیڑا کہ اون نی آج
یہ درد دل کہا کہ مجہے درد سر رہا

دل دفعتہً جنون کا مہیا سا ہو گیا
دیکہی کہان وہ زلف کہ سودا سا ہو گیا

ٹک جوش سا او ٹہا تہا مری دیدہ تر کو
دیکہا تو ایک پل ہی مین دریا سا ہو گیا

بی رونقی باغ ہی جنگل سی بہی پری
گل سو کہہ تیری ہجران کانٹا سا ہو گیا

جلوہ ترا تہا جب تئین باغ و بہار تہا
اب انکو دیکہتے ہین تو صحرا سا ہو گیا

کل تک تو ہم وی ہنستے چلی آئی تہے یہین
مرنا بہی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

دل کی تراشد کی لیی گل باغ مین ٹہک گیا
سن گلہ بلبل سی گل کا اور بہی جی رک گیا

عشق کی سوزش نی دل مین کچہ بہو ڑا کیا ہنر
لگ اوٹہی آگ نا گاہی کہ گہر سب پہک گیا

چاہیے جیتے جی گزرے اسکا نام
منہ میں جبتک زبان ہے گویا

سربسر گیں ہے لیک وہ پرکار
دیکھو تو مہربان ہے گویا

حیرتِ روی گل سی مرغ چمن
چپ ہے یوں بے زبان ہے گویا

مسجد ایسی بھری بھری کب ہے
میکدہ اک جہان ہے گویا

جائے ہے شور سے فلک کی طرف
نالۂ صبح یان ہے گویا

بسکہ ہیں اس غزل میں شعر بلند
یہ زمین آسمان ہے گویا

وہی شور مزاج شیب میں ہے
میرا تبک جوان ہے گویا

ان سختیوں میں کرکے میلان خواب پر تھا
بالین کی جای ہر شب یاں سنگ زیر سر تھا

اون ابرو و مژہ سے کب میری جبین ڈر تھا
تیغ و سنانکی منہ پر اکثر مرا جگر تھا

ان خوبصورتوں کا کچھ لطف کم ہے مجھ پر
یکمو ورنہ اس جا پر یوں ہی کا گذر تھا

تیشے سے کوہکن کے کیا طرفہ کام نکلا
اپنے تو ناخنوں میں اس طور کا ہنر تھا

عصمت کو اپنی دان تو روتی ملک ہے پر کر
لغزش ہوئی جو مجھ سے کیا عیب میں بشر تھا

کل ہم وہ دونوں یکجا ناگاہ ہو گئے تھے
وہ جیسے برق خاطف میں جیسے ابر تر تھا

ہوش اڑ گئے سبھوں کے شور سحر سے اسکے
مرغ چمن اگرچہ اک مشت بال و پر تھا

بالفعل تو ہی قاصد محو اس خط و مسود
تابوت پہ بھی میری تہہ تربت یہی پاتے
ہے حق بطرف اسکی یون عشق گیا ہے تو
کیا کہیے کہ پہر دست بار تے ہم گذری
صنعت گریبان میرے کہین سنگ کون اس
ناگہ جو کہی ہم سو چہین کیا بی خبر آیا
اس محل میں ماتم کی کیا خوب بسر آیا
سچ ایسے تری دیکھی پہلو بہی نظر آیا
یون آپنا زمانہ تو بین یار بسر آیا
ہتے کہو وہ ملتا ایسا نہ ہنر آیا

درہی کی تین نکتے ہو آگئین آنکہین تو
وہ ظالم سنگین دل کب میر کی گہر آیا

یار ہے میر کا مگر گل سا
یان کوئی انہی جان دو دشوار
دود دل کو ہماری ٹک دیکہو
شوق ان اسکے لینے بالونکا
کب تہی جرات رقیب کی اتنی
اک نگہ ایک چشمک ایک سخن
باری مستون نی ہوشیار رکہی
شرم آتی ہی پہر تجہی اور رہا
کہ سحر نالہ کش ہی بلبل سا
دان وہی ہی سو ہی تسابل سا
یہ بہی پیچ اب ہی کاکل سا
یان چلا جاتی ہی تسلسل سا
تم نی بہی کچہ کیا تغافل سا
انہین بہی تمہاری تامل سا
دی کی کچہ محتسب کا منہ بلسا
خط ہوا شوق ہی ترسل سا

کبہو بہی اد سکو تو دل سے رہے پایا
اونہونکا طائر سدرہ نشین شکار رہوا
فریب تہا وہ کوئی دن جو ہے بار رہوا
بہت دنونسی درونی مین اضطراب سا تہا
جگر تمام ہوا خون تب قرار ہوا
شکیب میر جو کرتا تو ننگ رہ جاتا
ادہر کو جا کے عبث پر عیب خوار ہوا
ایک دل کو ہزار داغ لگا
اندرونی مین جیسے باغ لگا

[illegible]

ہم نہ جانا تھا اختلاط اس نا اہل بازی گور کا	گرم بازی گیا تو ہم کو بھی بہلا گیا
کیا کروں ناچار ہوں ہر نسخہ اطبا رہیں	دل لگی روز و شب کی بیتابی سے جی گھبرا گیا
جی کوئی لگتا ہے اسکی اوٹھہ گئی پر بالین	گل نہ ہو بیمار اکہا میسے نہ ٹک ٹھہرا گیا
ہو گئی تحلیل سب اعصاب کی باگزار	رفتہ رفتہ ہجر کا اندوہ مجھکو کھا گیا

یوں نہیں کہتا تھا کوئی دیسی کو باندہو ہو کے گلے
پر وہ پہندنا سا ہوا آیا میر بھی پہندا لگیا

دل عشق میں حیران دیکھا آنکھوں کو گیا دیکھا	پیغمبر کنعان نے دیکھا نہ کہ کیا دیکھا
مجروح ہے سب سینہ تسکیر ہے نمک باشتہ	آنکھوں کی لڑائی کا ہم خوب مزا دیکھا
یکبار ہے آنکھ اپنی او سپر نہ پڑی مرتی	سو مرتبہ بالین پر ہم سر کو اوٹھا دیکھا
کاہش کا مری اب کیا تمہیں تعجب ہے	بیماری دل والا کوئی بھی بھلا دیکھا
آنکھیں گئیں پھر تجھ بن کیا کیا نہ عزیزوں کی	پر تو نہ مروت سے ٹک ونکو نہ جا دیکھا
جی دیتے ہیں مرنے پر سب شہر محبت میں	کچھ ساری خدائی سے یہ دستور نیا دیکھا

کچھ دلکو گنوا آیا ہے یا بیچ اوٹھا یا ہے
اے میر تجھے بینے کچھ آج خفا دیکھا

ناگہہ جو وہ ستم ایجاد آگیا	دیکھ کے اسے طور سیکے خدا یاد آگیا

١٦٩

عزت و عشق کہاں جمع ہوا سا ہمدم
ننگ خواری تھا اگر دل کا لگانا کیا تھا
گر خط سبز سے اسکے تمہیں تھی چڑ لاگی
پھر بھلا میر جی یہ زہر کا کھانا کیا تھا
وارد گلشن غزل خوان وہ جو در ان بیان ہوا
دامن گل گریہ خونین سے سب افشان ہوا

[illegible]

زلف کی خون ہو عشق خوبان میں کیا کیا رنگ
چہرون کو غازہ ہوا ہونٹھون کا رنگ پان ہوا

تم جو کل اس راہ نکلے برق سے ہنستے گئے
ابر کو دیکھو کہ جب آیا ادھر گریان ہوا

جی سے جانا بن گیا اوس بن ہمین یکبارگی
کام تو مشکل نظر آتا تھا پر آسان ہوا

جب سے ناموس جنون گردن بندھا ہے تب سے میر
جیب جان وابستہ زنجیر تا دامان ہوا

آیا ہے ابر جب کا قبلہ سے تیرا تیرا
مستی کے ذوق میں ہیں آنکھیں بہت سی خیرا

خجلت سے اون لبون کے پانی ہوئے چلے ہیں
قند و نبات کا بھی نکلا ہے خوب شیرا

مجنون نے حوصلے سے دیوانگی نہیں کی
جاگہ سے اپنے جانا اپنا نہیں وتیرا

اس راہزن سے ملکر دل کیونکہ کھو نہ بیٹھیں
انداز و ناز اوسکے غمزہ اوچھائی گیرا

کیا کم ہے ہولناکی صحرای عاشقی کی
شیرون کو اس جگہ پر ہوتا ہے قشعریرا

آئینے کو بھی دیکھو پر ٹک دہر بھی دیکھو
حیران چشم عاشق دیکھا ہے جیسے ہیرا

نیت یہ سب بنا ہے یان مسجد اک بڑی تھی
پیر مغان موا سو اسکا بنا خطیرا

ہمراہ خون تلک ہوٹنگ پاؤنگی چھوٹی سے
ایسا گناہ مجھسے وہ کیا ہوا کبیرا

غیرت سے میر صاحب سب جذب ہو گئے تھے
نکلا نہ بوند لوہو سینہ جو انکا چیرا

وہ اتو کش کا بھی پر کیا ہے سر گرم جفا
ہا تھہ پر رکھہ ہا تھہ اب وہ دو قدم چلتا نہیں

ماری تلوار دنکر ان نی بہتونکو اتو کیا
جن نی بالش خواب کا برسون اُ بازو کیا

پہول نرگس کا لیے بہو جیک کہڑا تہا راہ مین
کسکی چشم پر فسون نی میر کو جادو کیا

عاشق تری لاکہون ہو مجہہ سا نہ پیدا ہوا
مدت ہوئی الفت گئی برسون ہوئی طاقت گئی
کل صبح سیر باغ مین دل در میر آگ گیا
وی دن گئی جو یان کبہو دشہتا تہا دسی جو شر
کتنو ہی دل بیجان ہوی کتنو نمانا کیا ہو کر
مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکہا چاہیے
جون حسن ہی اک فتنہ گر تون عشق بہی ہی پردہ دور
فرہاد و مجنون وون گئی ہم اور وا ہو یون خلے

تجہہ پر کوئی ای کام جان دیکہا نہ یون تہا ہوا
دل مضطرب ایسا نہ تہا کیا جانیے اب کیا ہوا
بلبل نی بولا منہہ سی کچہہ گل ٹک نہ مجہہ سی وا ہوا
اب لگ گئی رونی جہان یلی رتی دریا ہوا
چلنی مین اسکی دو قدم ہنگامہ اک برپا ہوا
ای اہل مسجد اس طرف آیا ہو نمین بہکا ہوا
وہ شہرۂ عالم ہوا مین خلق مین رسوا ہوا
اس عارضی سی چاہ کی وہ کونسا اچہا ہوا

یا صرف خط ہی درمیان یا گیسوؤن کا ہی بیان
کیا میر صاحب کی تئین پہر اندنون سودا ہوا

تمام روز جو کل مین پیے شراب پہرا
لبسان جام لیے دیدۂ پر آب پہرا

قطعہ

اوس کام جان و دل نے عالم کا جان مارا
زلفوں کی درہمی سے برہم جہان مارا

بلبل کا آشیان دم نہ لکھو لگا ہماری
ایسا کنہون نے جیسی جوانی مین ہان مارا

خون کچھ نہ تھا ہمارا مر گو نہ خاطر اوسکو
للہ اک ہمین بہی یون مہربان مارا

چشمہ حسن کا وہ آیا نظر نہ مجھکو
اس راہ زن نے غافل کیا کاروان مارا

صبر و حواس دونوں سب عشق کے زبون ہین
مین کاوش مژہ سے عالم کو جہان مارا

کیا خون کا مزا ہے ای عشق تجھکو لازم
ایک ایک دم مین تو نے سو سو جوان مارا

ہم عاجزون پہ آکر یون کو وہ غم گراہی
جیسے زمین کے اوپر ایک آسمان مارا

کب جی بچی ہے یارو خوش رو و بتان سے
گر شام بچ گیا تو پھر صبح آن مارا

کہتے نہ تھے کہ صاحب تنا کرو ہاں نگہ سے
اس غم نے میر تمکو جی سے ندان مارا

یہ میر ستم کشتہ کسو وقت جوان تھا
انداز سخن کا سبب شور و فغان تھا

جادو کی پری پرچہ ابیات تھا اوسکا
منہ تکیے غزل پڑہتی عجب سحر بیان تھا

جس راہ سے وہ دل زدہ دلی مین نکلتا
ساتھ اوسکے قیامت کا سا ہنگامہ روان تھا

افسردہ نہ تھا ایسا کہ جون آب زدہ خاک
آندھی تھی بلا تھا کوئی آشوب جہان تھا

کس مرتبہ تھی حسرت دیدار مری ساتھ
جو پہول مری خاک سے نکلا نگران تھا

زلف نے تیری گر نور تار ریز ہا یا ہوتا
گھر کے آگے کہ زنی نقش اگلی عاشق کی
اسپتہ دروازہ تلک تو بھی تو آیا ہوتا
اس روش سے نہ قدم تو نے اٹھایا ہوتا

کیا کہون بیتابی تپش سے کہ ناچار اس بغیر
کیا ہمین کو یار کی تیغ نے کہا کر دم لیا
دو قدم ساتھ اس جفا جو کی چلا جاتا ہو جی
آنکھہ کچھ اپنی ہوا سکے ساتھ سوتی ہی نہین

دل مری سینی مین دو دو ہاتھ اوچھل کر گیا
ایسی بہتیرو نکو یہ اژدر نگل کر رہ گیا
بوالہوس عیار تہا دیکھا نہ ٹل کر رہ گیا
جون وہ خونخوار اس ریح دیکھی دہل کر رہ گیا

ایک ڈھیری راکھہ کی ہی صبح جائی میر پر
برسون سے جلتا تہا شاید رات جل کر رہ گیا

طریق خوب ہی آپسمین آشنائی کا
ہوا ہی کنج قفس ہی کی پر پری مین خوب
یہین ہین دیر و حرم اتنی ہی حقیقت ہی
نپوچھہ منہ دی لگانی کی خوبیان اپنی
نہین جہانمین کسطرف گفتگو ویسی
کسو بہار مین جون گونکن سراب بارین
بجہار ہاتہ دل شیخ شور محشر سے
رکہا ہی باز ہمین دربدر کی پہرنے سے
ملا کہین تو دکہاوینگے عشق کا جنگل

نہ پیش آوی اگر مرحلہ جدائی کا
کرہی کی سال تلک لطف تہا رہائی کا
دماغ کسکو ہی ہر در کی جبہہ سائی کا
جگر ہی خستہ تری پنجۂ حنائی کا
یہ ایک قطرۂ خون ہی طرف خدائی کا
خیال ہمکو بہی ہی بخت آزمائی کا
جگر بہی چاہی ہی کچہ تہا سنا دائی کا
سرون یہ اپنی ہی احسان شکستہ پائی کا
بہت ہی خضر کو غرہ ہی رہنمائی کا

تھا لطف زیست جسسے وہ اب نہیں میسر
مہندی لگی تھی پیر کی یاد نہیں کیا یار
یہ بیری کسو کا ہمکو ہو سکے ہی
دیکھی نہ ہیں جاتی ہر گز خرد دری مین
رہتی تھی بید ماغی اک شور یا ہین نیز

مدت ہوئی کہ ہمنی جینیسے ہاتھ اوٹھایا
ہنگام خون عاشق سر پر جو تو نہ آیا
رکھتا ہے داغ ہمکو قامت کا اسکی سایا
دانستہ باؤلا ہم اپنے تئین بنایا
آنکھوں کے مند گئے پر آرام سا تو پایا

گل پھول سے بھی تو جو لیتا ہے منہ کو پھیری
مکھڑے سے کسکے تو نے اے میر دل لگایا

نکتہ مشتاق و یار ہے اپنا
بیخودی لیگئی کہاں ہمکو
روتے پھرتے ہین ساری ساری رات
دیکے دل ہم جو ہو گئے مجبور
کچھ نہیں ہم مثال عنقا ایک
جسکو تم آسمان کہتے ہو

شاعری تو شعار ہے اپنا
دیر سے انتظار ہے اپنا
اب یہی روزگار ہے اپنا
اس مین کیا اختیار ہے اپنا
شہر شہر اشتہار ہے اپنا
سو دلون کا غبار ہے اپنا

صرفہ آزار میر مین نکرو
خستہ اپنا ہے زار ہے اپنا

١٧٣

۱۷۵

ہمسے کہ تجھی کو جاتے ہین	جاتا نہین احتراز تیرا
مل جنسے شراب تو پے ہے	کہدیتے ہین دو ہے راز تیرا
کچھ عشق و ہوس مین فرق بھی کر	کیدہر ہے وہ امتیاز تیرا

کہتے نہ تھے میر مت کڑھا کر
دل ہو نہ گیا گداز تیرا

منہ لگا ہی کرے ہے جس تس کا	حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہون	دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے برے مغبچے کے تیور لیک	شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھین سے کھل رہین ہین سب	ہاتھہ دستہ ہوا ہے نرگس کا

قطعہ

بحر کم ظرف ہے بسان حباب	کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض ای ابر چشم تر سے اوٹھاو	آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کسکو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

آنسو مری آنکھون مین ہر دم جو نہ آجاتا	تو کام مرا اچھا پردے مین چلا جاتا

[illegible]

وان سی تو نامہ بر کو یہی کہا جواب صاف — مین سادگی سی لاگو ہون خط کی جواب کا

ٹپکا کرے ہی زہر ہی صرفا وس نگاہ سے — وہ چشم گھر ہی غصہ و ناز و عتاب کا

لایق تمہارے بھیجنے ہی سکے مصراع قدر یار
مین معتقد ہون میر ترے انتخاب کا

خندۂ دندان نما کرتا جو وہ کافر گیا — گوہر تر جون سرشک آنکھون سی سب کی گر گیا

کیا گذر کوئی محبت مین نسی ہی کھیل ہی — پاؤن رکھا جسنی کہ وہ سر سی ہوا و سکا گیا

کیا کوئی زیر فلک اونچا کرے فرق غرور — ایک پتھر حادثی کا آلگا سر پھر گیا

نیزہ بازان مژہ مین دل کی حالت کیا کہون — ایک ناکسی سپاہی دشمنون مین گھر گیا

بعد مدت اسطرف لایا تھا اسکو جذب عشق — بخت کی برگشتگی سی آتے آتے پھر گیا

تیز دست اتنا نہیں وہ ظلم مین اب فرق ہی — جینی لوہا تھا کرتا تیغ ستم کا کر گیا

سخت ہمکو میر کی مرجانیکا افسوس ہی
تمنے دل پتھر کیا وہ جان سی آخر گیا

اس بدزبان نی حرف سخن آہ کب کیا — چپکے ہی چپکے اون نی ہمین جان بلب کیا

طاقت سی میری دل کی خبر تجھکو کیا تھی — ظالم نگاہ چشم ادھر کی غضب کیا

یکسان کیا نہیں ہی ہمین خاک رہ سی آج — ایسا ہی کچھ سلوک کیا اون نے جب کیا

[illegible]

جب بات سر پٹکنے سے تاثیر کچھ نکلی
ناچار میر منڈ کری سی مار سو رہا

لعل پر کب دل مرا مایل ہوا
اٹھ گئیں آنکھیں اوٹھالی دل نے چوٹ
ناشکیبی سے گئی ناموس فقر
ایک تھے ہم وے نہوتی ہست اگر

اوس لب خاموش کا قایل ہوا
یہ تماشائی عبث گھایل ہوا
عاقبت بوسے کا مین سایل ہوا
اپنا ہونا بیچ مین حایل ہوا

میر ہم کس ذیل مین دیکھا وسکی آنکھ
ہوش اہل قدس کا زایل ہوا

کوئی فقیر یہ ای کاشکے دعا کرتا
کبھو جو آن کے ہمسے بھی تو ملا کرتا
چمن مین پھول گل ابکی ہزار رنگ کھلے
فقیر بستی مین تھا تو تراز یان کیا تھا
علاج عشق نے ایسا کیا نہ تھا اسکا
قدم کے چھونے سے استاد گی مجھی سے گئی
بدی تتیجہ ہے نیکی کا اس زمانے مین

کہ مجھکو اوسکے گلی کا خدا گدا کرتا
تو تیرے جی مین مخالف نہ اتنی جا کرتا
دماغ کاشکے اپنا بھی ٹک وفا کرتا
کبھو جو آن نکلتا کوئی صدا کرتا
جو کوئی اور بھی مجنون کی کچھ دوا کرتا
کبھو وہ یان تو مری ہاتھ بھی لگا کرتا
بھلا کسو سے جو کرتا تو تو برا کرتا

دیوان سوم
۱۷۷

کوئی سادہ ہی اوسکو سادہ رکھے
رکھے ہاں مین تو وہ عیار ہے
محبت سے پاکوئی جی کا ہے روگی
سدا مین تو رہتا ہون بیمار ہے
گل و سرو اچھی سبھی ہین ولے
نہ نکلا چمن مین کوئی یار ہے
جو ایسا ہی غم ہم کو سمجھو ہو ...

[illegible]

حرف نشنو کوئی آگہی تھا
نہ ... سو یہان گیا
دل کو مت جان کہ وہ بھی گیا
تا قصہ سے جنا یہ مکان گیا

قطعہ

پھر سے تیرے تلاش مین ارباب
ایک ہم ہین سو یون نہ جان گئی
اب جو عیسے فلک پہ ہے سو وہ بھی
شوق مین بر یون خاک جہان گئی
کون جی سے نجات گاہ میسر
حیف یہ ہے کہ تو جوان گیا

ہنگام شرح غم جو قلم خامہ شق ہوا
سوز درون سے نامہ کباب ورق ہوا
بند اخدا سے ہم تو اگر گذری آپ سے
مرنا ہے جو کوئی او سے کہتے ہین حق ہوا
دل مین رہا نہ کچھ تو کیا سب غلط شوق
یہ شعر جب تمام تو سب نسق ہوا

عجب کیا جو اس زلف کا سایہ دار
پھر سے ترا تون کو بھی پریدار سا

نہین میر مستانہ صحبت کا باب
مصاحب کرو کوئی ہشیار سا

حیران ہی لحظہ لحظہ طرز عجب عجب کا
کہتے ہین کوئی صورت ہے معنی یا نہین ہے
نسبت درست جسکی اس شوخ سے پائے
افسوس ہی نہین تو انصاف دوست در نہ
سودائی ایک عالم اسکا بنا پھرے ہے
منہ او سکی منہ کی اور شام و سحر کہون

جو رفتہ محبت واقف ہی اسکی ڈھب کا
یہ وجہ ہی کہ عارف منہ دیکھتا ہی سبکا
ہی درہم اور برہم حال اسکی روز و شب کا
شایان لطف دشمن شایستہ مین غضب کا
ہر چند عزلتی ہے وہ خال کنج لب کا
اب ہاتھ سے دیا ہی سر رشتہ مین ادب کا

کیا آج کل سے او سکی یہ بی توجہی ہے
منہ اون نے او سطرف سے پھیرا ہی میر کب کا

سیکڑون ہی کسونکا جان گیا
وائے احوال اس جفا کش کا
داغ حرمان ہی خاک مین بھی ساتھ
کل نہ آئی مین ایک یان تیرے

پر یہ تیرا نہ امتحان گیا
عاشق اپنا جسے وہ جان گیا
جی گیا پر نہ یہ نشان گیا
آج سو سو طرف گمان گیا

[illegible]

[illegible]

کیا کم تہا شعلہ شوق کا شعلے سے طور کر
تہہر ہی وان کہ جل گئی جا کر جہان گرا

ڈوبا خیال جاہ زنخدان مین اسکے میر
دانستہ کیون کوئین مین بہلا یہ جوان گرا

آتی ہی آتی تیری یہ ناکام ہو چکا
وان کام ہی رہا تجہے یان کام ہو چکا

موسم گیا وہ ترک محبت کا ناصحا
مین اب تو خاص و عام مین بدنام ہو چکا

یا خط چلی ہی آتی تہی یا حرف ہی نہین
شاید کہ سادگی کا وہ ہنگام ہو چکا

ناآشنا ہی حرف تہا وہ شوخ جب تہی
ہمسے تو ترک نامہ و پیغام ہو چکا

تڑپی ہی جب کہ سینے مین اچہلی ہی دو دو ہاتہہ
گر دل یہی ہی میر تو آرام ہو چکا

سنبل تمہاری گیسو ونکی غم مین لٹ گیا
ابرو کی تیغ دیکہہ مہ عید کٹ گیا

عالم مین جان کی مجہکو تنزہ تہا تو مین
آلودگی جسم سی پانی مین آٹ گیا

ظلم و جفا و جور پہ اصرار اس قدر
ہٹ دیکہہ تیری ال اپنا بہی ہٹ گیا

اب وہ سمان نہین ہے کہ وہ کام جان خلق
مغموم ہمکو دیکہہ کی دو ڑا لپٹ گیا

دشوار ہمسے ہینگی جو بیڑہ ہب بہٹی ہی جیب
بیطور یون سی اسکی دل اپنا تو بہٹ گیا

دامان جیب دو نون ہوئی ٹکڑی ایک جا
ابکی یہ کام ہاتہہ سی میر سمٹ گیا

۱۷۹

کچھ زرد و زرد چہرہ کچھ لاغری بدن میں
کیا عشق میں ہوا ہے ای میر حال تیرا

فرو آتا نہیں سر ناز سے انکے امیروں کا — اگرچہ آسمان تک شور جاوے ہم فقیروں کا
تبسم سحر ہے جب یہان سے لب سرخ ہوں اُسکے — دلوں میں کام کر جاتا ہے یان جادو کی تیروں کا
سر کنار اسکے دربان یہ بس ہے ہر شکوہ بھی مشکل — سر زنجیر زیر سر رکھے ہیں ہم اسیروں کا
گئی بہتوں کی سر لڑکوں نے جو بانکے ہنسوں باندھے — شہید کہ میں نہیں ان بانکے نونکی سرخ چیروں کا
قفس کے جیاک سے دیکھوں نہیں تو تنگ آتا ہوں — چمن میں غنچہ ہو آتا گلوں پر ہم صفیروں کا
ہماری دیکھتے زیر نگین تھا ملک سب جن کے — کوئی اب نام بھی لیتا نہیں ان ملک گیروں کا

دل ہر کو توان یلکون نے ہی سب جہان مارا تھا
کیا میر اون نے خالی یونہی ترکش اپنے تیروں کا

ہوئے ہیں سودائیاں جسکے لیے چھوڑا دیار اپنا — ہوا وہ بے مروت بے وفا ہرگز نہ یار اپنا
خدا جانے ہمیں اس بیخودی نے کس طرف پھینکا — کہ مدت ہو گئی ہم کھینچتے ہیں انتظار اپنا
ذلیل اسکی گلی میں ہو رہیں تو ہو آنکھ اوگی کیسی — کہ رنجش اس جگہ ہووے جہان ہو اعتبار اپنا
اگرچہ خاک اڑا دی دیدۂ تر نے بیابان کے — دلی نکلا نہ خاطر خواہ رونے سے غبار اپنا
کیا بر وضع لوگوں نے جو دکھایا رات کو ہمتی — ہوا صحبت میں ان لڑکوں کی ضائع روزگار اپنا

۱۸۰

۱۸۱

اتفاق ایسے پڑے ہم تو منافق تھے
چرخ ناساز نے غیروں میں اسے یار کیا

ایسے آزار اٹھانے کا ہمین کب تھا دماغ
کوفت نے دل کی تو جینے سے بھی بیزار کیا

جی ہی جاتی سنے ہین عشق کی مشہور ہے
کیا کیا ہم نے کہ اس راز کو اظہار کیا

دیکھیے اس ماہ کو جو کتنے مہینے گذرے
بڑ گئی کاہش دل ایسی کہ بیمار کیا

نالۂ بلبل بیدل سے ہے پریشان بہت
موسم گل نے مگر رخت سفر بار کیا

میر اے کاش زبان بند رکہا کرتے ہم
صبح کی بو لنے نے ہمکو گرفتار کیا

شب رفتہ میں اوسکے در پر گیا
سگ یار آدم گری کر گیا

شکستہ دل عشق کی جان گیا
نظر پھیری تو نے تو وہ مر گیا

ہوئے یار کیا کیا خراب اوس بغیر
وہ کس خانہ آباد کے گھر گیا

گشندہ تمہارا کہاں ہے ناکردہ خون
مجھے دیکھکر مختصر ڈر گیا

بہت رفتہ رہتے ہو تم اسکے اب
مزاج آپ کا میر کیدہر گیا

بے طاقتی میں تو تو اے میر مر رہیگا
ایسی طپش سے دل کو کوئی جگر رہیگا

کیا ہے جو راہ دل کی طے کرتے مر گئے ہم
جون نقش پا ہمارا تا دیر اثر رہیگا

اب نہ اٹھا جاتا نہیں مجھ پاس پھر ٹک بیٹھ کر
گرد اسکے جو پھرا سر کو میرے چکر ہوا
کب کیا جاتا تھا یون آنکھوں نہیں جیسا ہے تھا
پھول خوش رنگ ور اسکا فرش پر چھکا ہوا
کیا کسی کی تم نہیں پر حال فرہاد و قیس
کون سا بیمار دل کا آج تک بہتر ہوا

ازار دل نہیں ہے کسو دین میں روا رکھا
اس راہ خوف میں بتوں نے ستم کیوں روا رکھا
ہم سر چڑھے عشق میں کیوں ہاتھ اٹھا رکھا
اس بوالہوس نے ذوق تپش بھی جگا رکھا
کیا میں ہی محو جنگ انجم ہوں عاشق ہے
اس ہم نے ایک جینے کو کیا کر نگار رکھا
کیا زہر چشم یار کو کوئی بیان کرے
جسکی طرف نگاہ کی اسکو سلا رکھا
ہر چند شعر میر کا دل معتقد نہ تھا
بہ اس غزل کو بہتری سے سنا رکھا
مین جوانی میں ... سے ہاتھ اٹھا رکھا
گردن پہ شیشہ ہی میں دست رہا

چمکتے پلکوں سے ہر رومال جس گھڑی سر کا	طرف ہوا نہ کبھو ابر دیدۂ تر کا
کبھو تو دیر میں ہوں میں کبھو ہوں کعبے مین	کہاں کہاں لیے پھرتا ہے شوق اس در کا
غم فراق سے پھر سوکھ کر ہوا کانٹا	بچھا جو پھول اٹھا کوئی اسکے بستر کا
اسیر جبر گر میں ہو جاؤں میں تو ہو جاؤن	وگرنہ قصد ہو کسکو شکار لاغر کا
ہمیں کہ جلنے سے خوگر ہیں آگ میں ہیں ہیں	محیط مین تو تلف ہوتا ہے سمندر کا
قریب خط کا نکلنا ہوا سو خط ہو خوف	غبار رو ہو کس طور میرے دلبر کا
بتا کہ کہے کار ستا اوسے بہلاؤں راہ	نشان جو پوچھے کوئی مجھ سے یار کے گھر کا
کسو سے مل چلے ٹک وہ تو ہے بہت ورنہ	سلوک کا ہیکو شیوہ ہے اوس ستمگر کا
شکستہ بالی و لب بستگی ہے اپنی نجات	چمن میں شور مرا تبلک بھی ہے پر کا
تلاش دل نہیں کام آتی اس رخ نہیں	کہ چاہ میں تو ہے مرنا پڑا شناور کا
پھرے ہے خاک ملے منہ پہ یا ندے پہنے	یہ آئینہ سے ہے نظر کردہ کس قلندر کا

نہ ترک عشق جو کرتا تو میر کیا کرتا
جفا کشی نہیں ہے کام ناز پرور کا

حلقہ ہوئی وہ زلف کمان کو چھپا رکھا	طاق بلند پر اسے سب نے اٹھا رکھا
اس بہر سے دل لگی لاگ وہی متصل رہی	گو چرخ نے بصورت ظاہر جدا رکھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہی جنس دل کی گران قدر تھی		ولے جب تنک تو خریدار تھا
بہت روئی ہم شبنم و گل کو دیکھ		کہ جیسا ہمین بھی کہین پیار تھا
مجھے ای دل چاک کیا شانہ سا		کسو زلف سے کچھ سروکار تھا

گیا میر یان سے کرو سے جو یاد
کھو گئے کہ مشکین عجب یار تھا

دل گیا مفت اور دکھ پایا		ہو کے عاشق بہت مین پچتایا
مر گیا تیشہ سنگسار کیا		نخل ماتم مرا یہ پھل پایا
یہ شب ہجر سر کری ہے پری		ہو سفیدی کا جس جگہہ سایا

صحن مین میر اے گل مہتاب
کیون شگوفہ تو کھلنے کا لایا

چاک کر سینہ دل مین پھینک دیا		کھینچے ایذا ہمیشہ کسکی بلا
تمکو مبارک رہے خدا ای بتان		مر گئے ہمتو کرتے کرتے وفا
سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان		دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

اوٹھ گیا میر وہ جو بالین سے
پھر مری جان مجھ مین کچھ نہ رہا

۱۸۳

دم گفتگو ابھی کوسے جان کیون ہو
وہ پاس آن بیٹھے کسو کی حساب کیا
سو بار اپنا کھینچے تنک جا زمین چلی
دل ہی اگر بچا تو یہ سے اضطراب کیا
بس اب نہ ہم کہلاؤ ہمارا دماغ نا رہو
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا
دوزخ سو عاشقون کو تو دوزخ نہین ہے کچھ

[illegible]

جادو کرتی ہین اک نگاہ کی بیچ
ہائی رے چشم دلبران کی ادا

بات کہنے مین گالیان دیتی ہو
سنتے ہو میری جز بانکی ادا

دل چلے جاتی ہین خرام کی ساتھ
دیکھی چلتے مین ان بتان کی ادا

خاک مین سلکے میر ہم سمجھے
بدادائی تھی آسمان کی ادا

رہا مین تو عزت کا اعزاز کرتا
چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا

نہوتا مین حسرت مین محتاج گریہ
جو کچھ آنسوؤن کو بس انداز کرتا

نہ ٹھہرا مرے پاس دل ورنہ اب تک
اوسے ایسا ہی مین تو جانباز کرتا

جو جانو کہ در پردے ایسا وہ دشمن
تو کاہیکو الفت سی مین ساز کرتا

تو تمکین سے کچھ نہ بولا وگرنہ
مسیحا صنم ترک اعجاز کرتا

گلوگیر ہی ہو گئے یاوہ گوئے
رہا مین خموشی کو آواز کرتا

زیارت گہ کبک تو ہو بلا سے
فلک آ میر کی خاک پر ناز کرتا

عید آیندہ تک رہیگا گلا
ہو چکی عید تو گلے نہ ملا

ڈوبا لوہو مین دیکھنا سرخار
حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا

۱۸۴

رکھتا تھا ہاتھ مین سر رشتہ بہت سینے کا
رہ گیا دیکھ رفوچاک مری سینے کا

اے طپش لوہو پیے میرا جو تو چھوٹ گئی
کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لوہو پینے کا

اسمین حیران ہون کس کس کا گلا تجھسے کرون
بدگمانی کا تغافل کا ترے کینے کا

میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

عشق سے دل پہ تازہ داغ جلا
اس سینہ خانہ مین چراغ جلا

میر کی گرمی تمسے اچنچا ہے
کس سے ملتا ہے وہ دماغ جلا

ردیف باے

اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب
مجھ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب

جب مین شروع قصہ کیا آنکھین کھول دین
یعنی تھی مجھکو چشم نمائی تمام شب

چشمک چلی گئی تھی ستارونکی صبح تک
کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب

بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری کی
تھی دشمنون سے اسکے لڑائی تمام شب

نبتہی گذری وعدے کی شب وہ نہ آپھر
ایذا عجب طرح کی اٹھائی تمام شب

سنتا ہے کس سے دلسے گذر جائین سو کہان
بلبل نے گو کہ نالہ سرائی تمام شب

اب تشنگان عشق کی ہین کام کو وہ لعل
کیا آب کو جو ہووے عقیق یمن مین آب

تب قیس جنگلون کی تئین آگ دے گیا
ہم پھر چلے ہین وے نئے اب سارے بن مین آب

سن سوز دل کو میرے بہت روئی رات شمع
پھر ان نے بزم لائی ہین پھر پھر لگن مین آب

دیکھو تو کس روانی سے کہتے ہین شعر میر
در سے ہزار چند ہے انکے سخن مین آب

جیسا مزاج آگے تھا میرا سو کب ہے اب
ہر روز دل کو سوز ہے ہر شب تعب ہے اب

سدھ کچھ سنبھالتے ہی وہ مغرور ہو گیا
ہر آن بے دماغی و ہر دم غضب ہے اب

دوری سے اسکی آہ عجب حال مین ہین لوگ
کچھ بھی جو پاس وہ نکرے تو عجب ہے اب

طاقت کی جس سے تاب جفا تھی سو ہو چکی
تھوڑی سی کوفت مین بھی بہت سا تعب ہے اب

دریا چلا ہے آج تو بوس و کنار کا
گر جی چلاوے کوئی روا نا تو ادب ہے اب

جان بخشیان جو بیشتر از خط کیا کئے
انہین لبون سے خلق خدا جان بلب ہے اب

رنجش کی وجہ آگے تو ہوتی بھی تھی کوئی
رو پوش ہم سے یار جو ہے بے سبب ہے اب

بے جا وہ اوپرے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
جانا مرا ادہر کو بشرط طلب ہے اب

جاتا ہون دن کو ملنے تو کہتا ہے دن کو میر
جو شب کو جایئے تو کہے ہے کہ شب ہے اب

[illegible]

گذری ہے میر تو تنہا دن رات آگ مین
ہے سوز دلسے زندگی اپنی ہمین عذاب

جو کہو تم سو ہے بجا صاحب
ہم برے ہی سہی بھلا صاحب

سادہ ذہنی مین نکتہ چین تھے تم
اب تو ہین حرف آشنا صاحب

ندیا رحم ٹک بتون کے تئین
کیا کیا ہائے یہ خدا صاحب

بندگی ایک اپنی کیا کم ہے
اور کچھ تم سے کہیے کیا صاحب

مہر افزا ہے منہ تمہارا ہی
کچھ غضب تو نہین ہوا صاحب

خط کے ہٹنے کا تمسے کیا شکوہ
اپنے طالع کا یہ لکھا صاحب

بھر گئین آنکھین تم نہ آن پھرے
دیکھا تمکو بھی واہ وا صاحب

شوق رخ یاد لب غم دیدار
جی مین کیا کیا مری رہا صاحب

بھول جانا نہین غلام کا خوب
یاد خاطر رہے مرا صاحب

کسنے سن شعر میر یہ نہ کہا
کہیو پھر ہائے کیا کہا صاحب

عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کرتے ہیں
جہانتک آن بیٹھے ہم کہا آرام کرتے ہیں

ہزارون خواہش مردہ ہی سر دلسے نکالا ہے
قیامت جی یہ دیدار کو تک عام کرتے ہیں

قطعہ

[illegible]

ردیف تا

[illegible]

[illegible]

۱۸۸

گفتگو تا ہووے سو ہووے نہ غیبت نہ گلہ	خانقہ کی سی نہیں بات خرابات کی بات
سنکے آواز سگ یار ہوے ہم خاموش	بولتے وان ہیں جہاں ہووے مساوات کی بات
منہ اوپر اور سخن زیر لبی غیر کے ساتھ	اس فریبندہ کی ناگفتنی ہے گھات کی بات
اس لیے شیخ ہے چپکا کہ پڑی شہر میں شور	ہم سمجھتے ہیں یہ شادی و طامات کی بات
یہ کسی آشفتہ کی جمعیت دل تھی منظور	بال بکھرے تیری منہ پر کہیں ہیں اُنکی بات

گفتگو وصفوں سے اس ماہ کی کر کرئے میر
کاہش افزا ہی کروں اوسکی اگر ذات کی بات

ہم تو چشم رکھتے تھے دلداریاں بہت	سو التفات کم ہے دل آزاریاں بہت
دیکھیں تو کیا دکھائے یہ افراط اشتیاق	لگتی ہیں تیری آنکھیں ہمیں پیاریاں بہت
جبتک بلا حلول ہے جفائیں تھیں اٹھ سکیں	کرنے لگا ہوا تو ستمگاریاں بہت
آزار میں تو عشق کی جاتا ہے بھول جی	یون ہوئیں نہیں تو یاد میں بیماریاں بہت

شکوہ خراب ہونے کا کیا جا ہے ہیں میر
ایسے تو اے عزیز ہیں یاں خواریاں بہت

یاد آیا ہی کہ ہنگامہ رہا کرتا تھا رات	شور شر سے میر کے اک فتنہ رہا کرتا تھا رات
کام کیا تھا جیب و دامن سے مجھے پیش از جنون	سینے کی اپنی میں بیٹھا کیا کرتا تھا رات

[illegible]

ہے کسکی صورت آنکہ اصوات واعظا
کب آدمی کی جنس کرے ہے پکار بات

آہو کو اسکی چشم سخن گو سے مت ملا
شہری سے کر سکے ہے کہین بہی گنوار بات

یون بار گل سے آنکی جہکی ہین نہال باغ
جہک جہک کے جیسے کرتے ہین دو چار بات

آزردہ دلکو حرف پہ لانیکا لطف کیا
کرتی ہے خون چکان مرے لب سے گذار بات

مرجان کوئی کہے ہے کوئی ان لبونکو لعل
کچہ رفتہ رفتہ پاویگی پہر رہیگی قرار بات

یون چہیڑ چہیڑ میر تلف ہوگا کب تلک
کچہ ہو وے پہر کر اس سے بہی ایکبار بات

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو پرائی بات
پر ہمسے تو تہمی نہ کبہو منہ پہ آئی بات

جانی نہ تجہکو جو یہ تصنع تو اوس سے کر
قسمیں بہی تو تہی نہیں رہتی بنائی بات

لگ کر تند رو رہ گئے دیوار باغ سے
رفتار کی جو تیری صبا نے چلائی بات

کہتے تہے اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے لیک
وہ آگیا تو سامنے ہو سکی نہ آئی بات

اتبو ہوئی ہین ہم بہی تری ڈہب سے آشنا
وان تو نے کچہ کہا کہ ادہر ہمنے پائی بات

بلبل کی بولنے مین سب انداز ہین مرے
پوشیدہ کب رہی ہے کسیکی اوڑائی بات

پہر کا تہارا تہ دیکہہ کر وہ شعلہ خو مجہے
کچہ رو سیہ رقیب نے شاید لگائی بات

عالم سیاہ خانہ ہے کسکا کہ روز و شب
یہ شور ہے کہ دیتی نہیں کچہ سنائی بات

پایا کہ جہان در میان ہے کہ یہان تلک سوچ
عشق مین ہے تو طبیب یہان تلک سوچ
بیتاب دل اور اسے کہین مت کر
قتل مین میر کے مہربان تلک سوچ
سر سری مت جہان سے جا غافل
پاؤن تیرا پڑے جہان تلک سوچ
بہیل اتنا پڑا ہے کیون یہان تو
یار اسکے گہر کہان تلک سوچ
ہو نہ تم اپنا ہلانہ سمجھے بن

[illegible]

کیا سبب ہے اب کنان پر جو کوئی پاتا نہین
میر صاحب آگے تو رہتے تھے اپنے گھر بہت

ملامت گر نہ مجھکو کر ملامت
جلے کو اور تو اتنا جلا مت

گلے مل عید قربان کو سبہو نکے
ہمارا آہ تم کاٹو گلا مت

ترے نا آشنائی کرہین بندے
نہ وہ اب ربط نے صاحب سلامت

بہت رونے نے رسوا کر دکھایا
نہ چاہت کی چھپی ہمسے علامت

کبھو تلوار وہ کھینچے ہے اے میر
لڑی قسمت تو سر کو ٹک بلا مت

ردیف جیم فارسی

آگ سا تو جو ہوا ای گل تر آن کی بیچ
صبح کی باد نے کیا مہو نک دیا کانکے بیچ

ہم نہ کہتے تھے کہ مت بیٹھ کہین رخ نہ دکھا
اک خلاف آیا نہ ہندو و مسلمان کے بیچ

با وجود ملکیت نہ ملک مین پایا
وہ تقدس کہ جو ہے حضرت انسان کے بیچ

پاسبان سے تیرے کیا دور جو ہو ساز رقیب
ہے نہ اک طرح کی نسبت سگ و دربان کے بیچ

جیسی عزت میر کی دیوانگی امیر ونمین ہوئے
ویسی ہی انکی بھی ہو گی مری دیوانگی بیچ

ساتھ ہی اس اس کے غزیبان کی یہ وحشت کرنا
پگڑی انجھی ہے مری اب تو بیابان کے بیچ

190

[illegible]

[illegible]

قطعہ

بلبل خموش و لالہ و گل دونوں سرخ زرد   شمشاد محو بیکلی اک نسترن کے بیچ
کل ہم بھی سیر باغ مین تھے ساتھ یار کے   دیکھا تو اور رنگ ہے سارے چمن کے بیچ

قطعہ

یا ساتھ غیر کے ہے تمہین ویسی بات چیت   سو سو طرح کے لطف ہین اک اک سخن کے بیچ
یا پاس میرے لگتی ہے چپ ایسی آن کر   گویا زبان نہین ہے تمہارے دہن کے بیچ

فرہاد و قیس و میر یہ آوارگان عشق
یو نہین گئی ہے سب کے رہی من کی من کے بیچ

جو کچھ ہے ہر چند نہین یار کی گفتار کے بیچ   دیر لیکن ہے قیامت بھی دیدار کے بیچ
کسکی خوبی کے طلبگار ہین عزت طلبان   خرقے بکنے کو چلے آتے ہین بازار کے بیچ
خضر و عیسے کے تئین نام کو جیتا سن لو   جان ہے ورنہ کب اسکی کسو بیمار کے بیچ
اگلی کیا پیچ تمہارے تھے بس عاشق کو   بال جوڑا اور گہر سنے لگے دستار کے بیچ
عشق ہے جسکو ترا اوس سے تو رکھ دل کو جمع   زندگی کی تو نہین امید اس آزار کے بیچ
ہم بھی اب ترک وفا ہی کرینگے کیا کرے   جنس تو بکتی نہین آپکی سرکار کے بیچ
دیدنی دشت جنون ہے کہ بہہ بھولی با کی   مین تو موتی سے پرو رکھین ہین ہر خار کے بیچ

گر دلی تو ہو ستم یہ نہیں ہنر کی حواس
کچھ اور ہو گئی جو گلستہ جہان کی طرح

نقشہ الہی دل کا مرے کون لے گیا
کہتے ہیں سارے عرش میں اس مکان کی طرح

مرغ چمن نے روز رولایا سبھو کو تیں
میری غزل پڑہی تھی شب اک روضہ خوان کی طرح

لگ کر گلے سے اسکے بہت میں بکا کیا
ملتے تھے سرو باغ میں کچھ اس جوان کی طرح

ہو کچھ نہیں تو بجلی سے ہی پھول پڑ گیا
ڈالی چمن میں ہم نے اگر آشیان کی طرح

یہ باتیں رنگ ہماری ہے ورنہ میر
آجاتی ہے گلی میں کبھو اس دہان کی طرح

دور گردوں سے ہوئی کچھ اور میخانے کی طرح
پھر نہ آویں کیونکی آنکھیں میری پیمانے کی طرح

آنکلتا ہے کبھو ہنستا تو ہے باغ و بہار
اوسکی آمد میں ہے ساری فصل گل آنے کی طرح

جیسے انجم میں اپنی کشتی آگر نہ تھی
سیکھ لی تارون نے اوسکی آنکھ جھپکانے کی طرح

ہم گرفتار و نسے وحشت ہے اگر ہے تو غزالا
کوئی تو بتلاؤ اوسکے دام میں لانے کی طرح

ایکدن دیکھا جو آتے بید کو تو کہہ اٹھا
اس شجر میں کتنی ہے اس میرے دیوانے کی طرح

آج کیہ شہر وفا کی کیا خبر آئی ہے نئی
عشق نے مدرسے یان ڈالی ہے ویرانے کی طرح

پیچ ساکچھ ہے زلف و خط ویسا ہی بناؤ
ہے دل صد چاک میں بھی نسبت شانے کی طرح

اسطرح جیسے گزر جاتی ہیں آنکھیں موند کر
دیدنی ہے درد مندوں کی بھی مر جانے کی طرح

یان ناز سر کشتی سی کیا دیکھتا نہین ہے
جب مہر ادہر سی نکلا جاتا وہ گہر سی نکلا

کج اس چمن مین ٹھہری گلگلی کلاہ تا چند
رکہتا ہی داغ دیکھین یہ اشتباہ تا چند

ایذا بہی کہینچ جگر جو ہے عشق ہی کی ہو
اسطرح مرتی رہی ای میر آہ تا چند

تجہ بن ای نو بہار کے مانند
ہوئے سنچے شاید جگر تک آتش عشق
کو دماغ اوسکی رہ سی اوٹھنی کا
کوئی نکلی کلی تو لالہ کی
سرو کو دیکھ غش کیا ہمنے
ہار کر شب گلے پڑی اوسکے
برق تڑپی بہی بہت ویسے نہ ہوگی

چاک ہو دل انار کے مانند
اشک ہین سب شرار کے مانند
بیٹھے اب ہم غبار کے مانند
اس دل داغدار کے مانند
تہا چمن مین وہ یار کے مانند
ہم بہی ہو لو نکے ہار کے مانند
اس دل بیقرار کے مانند

قطعہ

اون نے کہینچی تہی صید گہ مین تیغ
اوسکے گہوڑے کی آگی سے نہ ٹلے
زخم کہا بیٹھیو جگر پہ مت

برق ابر بہار کے مانند
ہم بہی دبلے شکار کے مانند
تو بہی جیسے دل فگار کے مانند

ردیف ی

رفتار مین یہ شوخی رحم ای جوان زمین پر
لاتا ہے تازہ آفت قدم زمان زمین پر
آنکھیں تلین ہین گی برسون وہین سبہی تک
ہوگا قدم کا تیرے جسجا نشان زمین پر
مین مشت خاک یارب بار گران غم تہا
کیا کیجیے پڑا ہے اک آسمان زمین پر
آنکھون مین پھرتی ہین لوگونکی تیری ادا مین
ٹک دیکھہ کر قدم رکھ ای کامجان زمین پر

۱۹۸

[illegible]

اسیر میر نہوتے اگر زبان رہتے
ہوئی ہماری یہ خوش خوانی سحر صیاد

لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید
بکھرے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گذری
بال اسکے بکھر گئے شاید

کچھ خبر ہوتی تو نہوتے بے خبر
صوفیان بیخبر گئے شاید

ہین مکان وسرا وجا خالی
یار سب کوچ کر گئے شاید

آنکھہ آئینہ رو چھپاتے ہین
دلکو لیکر مکر گئے شاید

لوہو آنکھون مین اب نہین آتا
زخم اب دل کے بھر گئے شاید

اب کہین جنگلون مین ملتے نہین
حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی بہی قفس مین ہے دشوار
کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اٹھتا
رات کو میر گھر گئے شاید

نہی تھی مجہ اک اس سے مدت کے بعد
سو پھر بگڑ گئی پہلی ہی صحبت کے بعد

جدائی کے حالات مین کیا کہون
قیامت تھی ایک ایک ساعت کے بعد

ہوا کوہکن بی ستون کہود کر
یہ راحت ہوئی ایسی محنت کے بعد

[illegible]

۱۹۵

کیا سر جھکا رہے ہو میر اس غزل کو سنکر
بارے نظر کرو ٹک اے مہربان زمین پر

کیا کیا نہ ہمنے کھینچے آزار تیری خاطر
اب ہوگئی ہین آخر بیمار تیری خاطر

غیروں کی بیدماغی بیتابی جہاتی داغی
یہ سب ستم اٹھائے ای یار تیری خاطر

کیا جانیے کہ ہے تو کیا جنس بیش قیمت
جاتی ہین بکڑی جامی بازار تیری خاطر

اکبار تو نے آکر خاطر نہ رکھی میری
مین جی سے اپنے گذرا سو بار تیری خاطر

مین کیا کہ آہ کافر دین کی اکابرون نے
قشقی لگائی پہنے زنار تیری خاطر

گو دل دہسک ہی جاوے آنکھین ابل ہی آوین
سب اونچ نیچ کی ہے ہموار تیری خاطر

ایک آن تیری ای ابر ہر جہکے نباوے
سو سو مین نے کھینچی تلوار تیری خاطر

کیا چیز ہے تو پیاری مفلس ہین داغ پیکر
پیسے لئے پہرین ہین زردار تیری خاطر

تجھسے دوچار ہونا پھر آہ بن نہ آیا
دی جان میر جی نے ناچار تیری خاطر

ای صبا گر شہر کے لوگون مین ہو تیرا گذار
کہیو ہم صحرا نوردون کا تمامی حال زار

خاک دہلی سے جدا ہمکو کیا یکبارگی
آسمان کو تہی کدورت سو نکالا یون غبار

منصب بلبل غزلخوانی تہا سو تو ہی ابر
شاعری زاغ و زغن کا ہو کہو اب شعار

[illegible]

خط کتابت سے یہ کہتی تھی نہ ہوویگی تجھے
آوینگی گھر یار کے تیری خبر کو بار بار

جب گیا مین یاد سے تب کسکا گھر کاہے کا یار
آفرین صد آفرین ای مردمان روزگار

اب بیابان در بیابان ہے مرا شور و فغان
گو چمن مین خوش کی تھی میری بجا نے نالۂ زار

ہے مثل مشہور یہ عمر سفر کوتاہ ہے
طالع برگشتہ بھی گرتے ہین اب امداد کار

اک پر افشانی مین بھی ہے یہ وطن گلزار سا
سامعونکی چھاتیان نالو نسے ہوویگی فگار

شنہ پر آوینگے سخن آلودۂ خون جگر
کیونکہ یاران زمان سے چاک ہے دل جون انار

لبسے لیکر تا سخن ہین خونچکان شکوے بہرے
لیک ہے اظہار ہر ناکس سے اپنا ننگ و عار

جب بھلے گو تلخکامی کھینچے اسمین ترے
بیت بخشی طبع نازک پر ہے اپنی ناگوار

آج سے کچھ بیحسابی جور کن مردم نہین
انسے اہل دل سدا کھینچے ہین رنج بیشمار

کام کے جو لوگ صاحب فن ہین سو محسود ہین
یہی تھی کرتی رہینگے حاسدان نابکار

بس قلم رکھ ہاتھ سے جانے بھی دے حرف میر
کاہ کی جا ہے نہین کہسار ہو تو بے وقار

آغشتہ خون دل سے سخن تھے زبان پر
رکھیو نہ تم نے کان ٹک اس داستان پر

کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

بد دلبری کے فن و فریب اتنی عمر مین
جھنجھلاہٹ تو آوے ہے اسکے سیان پر

بزاز کی گو دیکھو کہ خوش بہت پہنچی
بیٹھا وہ اس فاحشہ سے آکر دکان پر
موزون کر دیکھا اور یہی بیت پڑہا ہم جی
بیجای کوئی بات کسو کی زبان پر
کیا پایا نہ لوگ کیسے جاتی ہین جان پر
اطفال شہر لائی ہین آفت جہان پر
کھاں دونوں اشارہ ابرو ہین تیز تیز
کیا بات مغز بھر رکھی ہے یہ تلوار سان پر

[illegible]

[illegible]

آشفتگی کی مشہور پریشان نظری ہے
سو بار کہا غیر سے صحبت نہیں اچھی
کیون آنکھو نمین سرمے کا تو دنبالہ کھینچے ہے

تو سادہ ہے آئینوں کو نہ دیدار دیا کر
اس حیف کو مجلس مین نہ تو بار دیا کر
مت ہاتھ مین ان مستون کی تلوار دیا کر

کچھ خوب نہین اتنا ستانا بھی کسو کا
ہے میر فقیر اسکو نہ آزار دیا کر

طاقت نہین ہے جا نمین کہ رہنا تعب ہے اور
ہر چند چپ ہون لیک مرا حال ہے عجب
آنکھ اسکی اوسطرح سے نہین ہے تی تکا دیکر
کیا کہیے حال دلکا جدائی کی رات مین
دل لیگئی دکھاکے رخ خوب کو تبہے
اس دل لگی کے روگ کو نسبت مرض سے کیا
طور اگلی تیری ملتے نہین اسطرح سے ٹک
کیا بات تیری ای ہمہ عیاری و فریب

بے لطفیان کرو ہو یہ تسپر غضب ہے اور
احوال پرسی تو نکرے تو عجب ہے اور
اب خوب دیکھتے ہین تو چتون اکا ڈھب ہے اور
گزری ہے کب کہانی کہو سو یہ شب ہے اور
اب منہ چھپا ہو بیٹھے یہ حسن طلب ہے اور
اپنا یہ جلتے رہنا ہے کچھ اور تب ہے اور
وہ اور کچھ تہا ہمسے تو پیار سے یہ اب ہے اور
آنکھین کہین ہین اور سخن زیر لب ہے اور

اسباب مرگ کے تو مہیا ہین سارے میر
شاید کہ زندگانی کا اپنی سبب ہے اور

۱۹۷

[illegible]

مرتی ہی جان دیتی ہین وار فتگان عشق
ہی میر راہ و رسم دیار وفا کچہ اور

چمکی ہی جب سی برق سحر گلستان کی اَور
جی لگ رہا ہی خار و خس آشیان کی اور

وہ کیا یہ دل لگی ہی فنا مین کہ رفتگان
منہ کر کی بھی سوئی کبھو سیر جہان کی اور

رنگ سخن تو دیکھ کہ حیرت سی باغ مین
رہ جاتی ہینگی دیکھ کی گل اس دہان کی اور

آنکھین سی کھل ہی جاینگی جو مر گیا کوئی
دیکھا نہ کر غضب سی کسو خستہ جان کی اور

کیا بیخبر ہی رفتن رنگین عمر سے
جوئی چمن مین دیکھ ٹک آب روان کی اور

یان تاب سعی کسکو مگر جذب عشق کا
لاوی اسیکو کھینچ کسو ناتوان کی اور

یارب ہی کیا مزا سخن تلخ یار مین
رہتی ہین کان سبکی اوسی بدزبان کی اور

یا دل [illegible] تھی جگہہ یا کہ تجہ بغیر
اب دیکھتا نہین ہی کوئی اس مکان کی اور

آیا کسی مکدر خاطر ہی زیر خاک
جاتا ہی اکثر اتہو غبار آسمان کی اور

کیا حال ہو گیا ہی ترے غم مین میر کا
دیکھا گیا نہ ہمسی تو ٹک اوس ہوا کی اور

نئے طور سیکھے نکالے ڈھب اور
مگر اور تھے تب ہوئے ہو اب اور

ادا کچھ ہے انداز کچھ ناز کچھ
تہ دل سے ہے کچھ اور زیر لب اور

[illegible]

نہ دیکھی ایک وا غنچہ و دلکی اس گلستان میں
کھلی باقی ہزاروں غنچہ دلگیر بہی آخر

سرو کار آہ کب تک خامہ و کاغذ سوں ہوے
رکھی ہی تہارے احوال کی تحریر بہی آخر

پھری ہی بادلا سا پیچھے ان شہری غزالوں کے
بیابان مرگ ہوگا اس جلین سی میر بہی آخر

رہا جاؤں چپ کیونکی براجی مین ٹہان کر
آؤ بہلا کبہو تو سو جاؤ زبان کر

کہتے ہین جلتے وقت ملاقات سے ضرور
جاتی ہین ہم بہی جان سی تنگ دیکہو آن کر

گیا لطف تہا کہ میکدہ کی پشت بام پہ
سوتی تہو مست چادر مہتاب تان کر

آیا نہ جل کر یان تئین وہ باعث حیات
مارا ہی اون نی جان سی ہمکو تو جان کر

ایسی ہی تیرہ دست ہو خونریزی مین تیغ پھر
رکہو گی تیغ جور کے یک چند میان کر

یہ بیمروتی کہ نگہ کا مضایقہ
اتنا تو میری جان نہ مجہسی سیان کر

رنگین گور کرنی شہیدونکی رسم ہے
تو بہی ہماری خاک پہ خونکی نشان کر

رکہتا تہا وقت قتل مرا امتیاز ہائے
سو خاک مین ملایا مجہی سب مین سان کر

تم تیغ جور کہینچ کی گیا سوچ مین گئے
مرنا ہی اپنا جی مین ہم آئی ہین ٹہان کر

وہ دن گئی کہ طاقت دل کا تہا اعتماد
اب یون کہڑی ہی کہ نہ مرا امتحان کر

اوس گوہر مراد کو پایا نہ ڈہونڈے میر
ہا یان کار مرگئی یون خاک چہان کر

ردیف زای

عاشق کو اسکو گریہ خونین کا ورد کیا
کیا جانے وہ کہ گذری ہے یارونکی جی پہ کیا
برسون مین نامہ بر سے مرا نام جو سنا
گھگھیا کے رات کی تئین یا جبین تو بہت [illegible]
کیا کیا کرے ہے جتنین قاصد سے لیتے خط
سو بار ایکدم مین گیا ڈوب ڈوب جی
خط سے ہے بیوفائی حسن اسکی آئینہ
سو عقد ہے فرط شوق ہے پیش اودکے [illegible]

افسوس نہین ہے آنکھ سے جسکی گرا ہنوز
مطلق کسو سے اس کا نہین دل لگا ہنوز
کہنے لگا کہ زندہ ہے وہ ننگ کیا ہنوز
ناواقف قبول ہے لیکن دعا ہنوز
حالانکہ وہ ہوا نہین حرف آشنا ہنوز
پر بحر غم کی پایاب ہے نہ کچہ انتہا ہنوز
ہم سادگی سے کہتے ہین چشم وفا ہنوز
وہان بند اس قبا کے نہین ہے وا ہنوز

یان میر ہم تو پہنچ گئے مرگ کے قریب
وان دلبرون کو ہے وہی قصد جفا ہنوز

ہے میری تو ہو رونے کا آثار سا ہنوز
کبتک کھنچے گی صبح قیامت کی شام کو
مدت ہوئی کہ خون جگر مین نہین رہے
سایہ سا آ گیا تہا نظر اسکا ایک دن
برسون سے گل چمن مین نکالے ہین رنگ رنگ

گو چہ کوئی کوئی ہے چمن زار سا ہنوز
عرصے مین مین کہڑا ہون گنہگار سا ہنوز
جاتا ہے آنسوون کا چلا تار سا ہنوز
مبہوت مین پہرون ہون پریدار سا ہنوز
نکلا نہین ہے ایک رخ یار سا ہنوز

ردیف سین

[illegible]

خندہ و چشمک حرف و سخن زیر لبی — کہیے جو ایک دو افسون تجہی دلدار کی پاس

داغ ہونا نظر آتا ہی دل لادن کا آخر — یہ جو اک خال پڑا ہی تری رخسار کی پاس

خط نمودار ہوئی اور بہی دل ٹوٹ گئی — یہ بلا نکلی نئی زلف شکن دار کی پاس

درِ گلزار پہ جانی کی نصیب اپنی کہان — یو نہین سر لیے گا قفس کے کبہو دیوار کی پاس

کیا رکہا کری ہو آئینی سی صحبت ہر دم — تک کبہو بیٹہو کسو طالب دیدار کی پاس

دل کو یون لیتی ہو کہٹکا نہین ہے جو یہ تا — تربیت پائی ہی تمنی کسی عیار کی پاس

مور جیسی لگی تنگ شکر کو آکر — خط نمود ابہی یون لعل شکربار کی پاس

جسطرح کفر بندہا ہی گلی اسلام کہان — یون تو تسبیح بہی ہم رکہتی ہین زنار کی پاس

ہم نہ کہتی تہی نہ مل مغبچون سی ای زاہد — ابہی تسبیح دہری تہی تری دستار کی پاس

نارسائی سبہی نوشتی کی میری دور گہنیچی — اتنی مدت مین نہ پہونچا کوئی خط یار کی پاس

اختلاط ایک تمہین میری ہی غم کش سی نہین
جب نہ تب یون تو نظر آتی ہو دو چار کی پاس

عزت نہین ہی دل کی کچہ اس دلربا کی پاس — رہتی ہی آرسی ہی دری خود نما کی پاس

پہرون شبہو نکو غم مین تری جاگتی رہی — ہو آ نہین جگر سو گری دل و فا کی پاس

راہ روش کہین ہین جدا درد مند عشق — رنجیار یہ کہڑی نہین ہوتی دوا کی پاس

[illegible]

آلودہ گرنہ مستی کو جا رہے کو جسم کی
ہشیار رہ یہ عارضی ہی لباس پاس
وحشی ہی ہم ربط ہی اس سی خلاف عقل
بیٹہی سو جا کی کیا کوئی ایسی اداس پاس

ردیف شین

گل کو ہوتا صبا قرار ای کاش
رہتی ایک آدہ دن بہار ای کاش

[illegible]

شش جہت اب تو تنگ ہے ہم پر
اس سے ہوتی نہ ہم دو چار ای کاش

مرتے بھی تو ترے ہی کوچے میں
ملتے یاں جا ہے گور روا رای کاش

ان لبوں کی گلی سے دل سے بھرا
چل پڑے بات بیش یار ای کاش

بے اجل میر اب پڑا مرنا
عشق کرتے نہ اختیار اے کاش

کیا کہیے کیا رکھیں ہیں ہم تجھ سے یار خواہش
یک جان و صد تمنا یک دل ہزار خواہش

لے ہاتھ میں قفس صیاد چل چمن تک
مدت سے ہے ہمیں بھی سیر بہار خواہش

نے کچھ گنہ ہے دل کا نے جرم چشم اس میں
رکھتی ہے ہم کو اتنا بے اختیار خواہش

حالانکہ عمر ساری مایوس گذری تس پر
کیا کیا رکھیں ہیں اس کے امیدوار خواہش

غیرت سے دوستی کی کس کس سے ہوجے دشمن
رکھتا ہے یار ہی کی سارا دیار خواہش

ہم مہرورز کیونکر خالی ہوں آرزو سے
شیوہ یہی تمنا فن و شعار خواہش

اٹھتی ہے موج ہر یک آغوش ہی کی صورت
دریا کو ہے یہ کس کا بوس و کنار خواہش

صد رنگ جلوہ گر ہے ہر جادہ غیرت گل
عاشق کی ایک یاں ہے کیونکر قرار خواہش

یکبار بر نہ آوے اس سے امید دل کی
اظہار کرتے کب تک یوں بار بار خواہش

کرتے ہیں سب تمنا پر میر جی نہ اتنی
رکھو گے یار تم تو پایان کار خواہش

[illegible]

قصہ حج ہی تو شیخ کو بیچل تلب یعنی کہ دل عجب زر ہے حق کی دینے کو چاہیئے ہے کیا	کعبے جانے کو یہ بھی جزر ہے شرط اُسکے نقاد سے کو نظر ہے شرط یان نہ اسباب نے ہنر ہے شرط

دل کا دینا ہے سہل کیا اے میر
عاشقی کرنیکو جگر ہے شرط

کرتے نہیں ہیں اوس سے دنیا کے ہم اختلاط تنک گرم ہیں ملون تو کبھی آہ ہے خنک ایسا نہو کہ شیخ دغا دیوے ہمنشین بیگانگی بھی سے چلی جاتی ہے خصوص	ہوتا تھا اگلے لوگون مین بھی باہم اختلاط اورون سے تو وہ بیچ اور سے ہر دم اختلاط ابلیس سے کرے ہے کوئی آدم اختلاط رکھتا ہے یون تو یار سے اکعالم اختلاط

کس طور اتفاق پڑے صحبت اوس سے دیکھ
ہے میر بیدماغ وقیامت کم اختلاط

ردیف عین

تیری نہو دشنام گر بزم مین آ جاوے شمع کیا جاتی ہین تجھ سی سب یہی جگہ سے سرکشی کسکے تئین ہوتا ہے قطع زندگانی کا یہ شوق	ہو جلی [illegible] اپنا یہ ہنر کہلائے شمع [illegible] یان کا [illegible] مجلس [illegible] سرکشانی کو گلی مین نہ جمع مین رکھائے شمع

[illegible] نفع
[illegible] نفع
[illegible] نفع
[illegible] نفع

ردیف غین

[illegible]

مقدور تک تو چھاتی کے سینے چھپائی داغ	آخر کو روئے کار سے پردہ اٹھے گا کیا

دل کی گرہ میں غنچۂ لالہ کے رنگ میر
سوز دروں سے کچھ نہیں ہے اب سوائے داغ

ردیف فا

میلان دل ہے زلف سیہ فام کی طرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف

دل بن نہ عدل داور محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اس پہلوئے فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹے ہے آرام کی طرف

یک شب نظر پڑا تھا کہیں تو سو اب مدام
رہتی ہے کون چشم تری بام کی طرف

آنکھیں جنہوں کی زلف قدح یار سے لگیں
دے دیکھتی نہیں سحر و شام کی طرف

جوں چشم یار بزم میں لگ پڑی ہے آج
ٹک دیکھ شیخ مے کی بھری جام کی طرف

خار اشتکاف و سینہ خراش ایک سے نہیں
لیکن نظر نہیں ہے تجھے کام کی طرف

دل یک سر رہے ہیں جنکے نہیں ہے ہمیں ہے شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اس بت کافر کی شکل میر
جاتا نہیں ہے جی تنک اسلام کی طرف

ردیف قاف

میر جی زرد ہوتے جاتے ہو
کیا کہیں تمنے بھی کیا ہے عشق

ردیف کاف

دیکھے تھے تیرے کان کے موتی کی اک جھلک
جاتی نہیں ہے اشک کے رخسار کی ڈھلک

یارب کہ اشتیاق نکلتا ہے جال سے
ملتے پھرے ہیں خاک میں کسکی لئے فلک

طاقت ہو جسکے دل میں وہ دو چار دن رہے
ہم ناتوان عشق تمہارے کہاں تلک

برسوں ہوئے کہ جان سے جاتی نہیں خلش
ٹک مل ان گئے تھے آگے مرے وہ پھر پلک

آئے نہ ہاتھ میر کے میت پہ کل نماز
تابوت پر تھے اسکے پٹے کثرت ملک

عزت اپنی اب نہیں ہے یار کو منظور تک
پاس جاتا ہوں تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر میں کہتے رہینگے لوگ دیر
اس فسانے کے تئیں ہونے تو دو مشہور تک

پشت پا مارے تئیں شاہی پہ گدائی کو بھی عشق
دیکھیو ہم بیان کا خدا کے واسطے دستور تک

چاہنے کا مجھ سے بھی قدرت کا کیا ہے اعتبار
عشق کرنا کو کسو کے چاہیے مقدور تک

حق تو سب کچھ تھا ہی حق جانے کسو کے واسطے
حوصلہ سے بات کرتا کاش کے منصور تک

منکر حسن بتاں کیونکر نہووے شیخ شہر
حق ہے اسکے اور وہ آنکھوں سے ہی معذور تک

خاک پڑ ہے سدا جبین نیاز ۔ اور کوئی ہو جبہ سا کیا خاک

تربت میر پر چلے تم دید
اتنی مدت میں وان رہا کیا خاک

آج کل سے کچھ نہ طوفان زا ہے چشم گریہ ناک
یون نرووَ تو نہ رو ورنہ رو دو چار ہے
دیسے آگے ٹک قدم رکھو تو پھر پتی ہے لہر
بے گداز دل نہین امکان رونا اسقدر
سوجہتا اپنا کریں کچھ ابر تو ہے مصلحت
سنبزی یہ رونی سے میرے گوشہ گوشہ دشت کا

موج زن بر سو نسیسے ہے دریا ہی چشم گریہ ناک
ہر قدم اس دشت مین پیدا ہی چشم گریہ ناک
سیر قابل ہے یہ دیدنے اک جلا ہے چشم گریہ ناک
تہ کو ہم پہنچو خوب تو ہمپہ وا ہے چشم گریہ ناک
جوش غم سے جیسے نابینا ہے چشم گریہ ناک
باعث آبادی صحرا ہے چشم گریہ ناک

وہ حنائی پا مری آنکھون ہی مین پھرتے ہین میر
یعنے ہر دم اوسکی زیر پا ہی چشم گریہ ناک

سو خونچکان لگی ہین اب سے مری بان تک
ملنے مین میرے گاہی ٹک تم جیا نہ اونے
ہر چند مین نے سر پہ اس رہ کی خاک ڈالی
ان ٹہریونکا جلنا کوئی ہما سے پوچھو

جی رہ گیا ہے ظالم اب رحم کر کہان تک
حاضر رہا ہو نہین تو اپنی طرف سے جان تک
لیکن نہ پہنچین آنکھین اس پا نوکی نشان تک
لاتا نہین ہے منہ وہ اب میری استخوان تک

ردیف کاف فارسی

[illegible]

تو ہم مین اور پیت مین مست ہے گیسو کو جل
ہوتی ہین فتنہ سازیہی ور رہیانکی لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بہت بھلے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جانکی لوگ

پتے کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین یہ آپس بدگمان کے لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستانکی لوگ

فردوس کو بھی آنکھ اٹھا دیکھتے نہین
کس درجی سیر چشم ہین کوہی بتانکی لوگ

کیا سہل جیسے ہاتھ اٹھا بیٹھے ہین ہاے
یہ عشق پیشگان ہین الہی کہانکی لوگ

منہ تکتے ہی رہے ہین سمرا محفلونکی بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبانکی لوگ

کیا عشق خانہ سوز کے دلمین چھپی ہے آگ
اک ساری تن بدن مین بھڑک یک بیک ہوئی آگ

گلشن بھرا ہے لالہ و گل سے اگرچہ سب
پر اس بغیر اپنے تو بہا مین لگی ہے آگ

پاؤن مین پڑ گئے ہین پھپھولے تمام
ہر گام راہ عشق مین گویا دبی ہے آگ

جل جل گئے سب عمارت دل خاک ہو گئے
کیسے نگر گو آہ محبت نے دی ہے آگ

اب گرم و سرد دہر سے یکسان نہین ہمے
پانی ہو دل ہمارا کبھی تو کبھی ہے آگ

کیونکر نہ طبع آتشین اوسکی ہمین جلائے
ہم شت جنس کا حکم رکہین وہ پری ہے آگ

کب لگ سکی ہے عشق جہان سوز کو ہوا
ماہی کی زیست آب سمندر کا جی ہے آگ

[illegible]

[illegible]

اس ابرو کمان پہ جو قربان ہین ہم	ہمین کو نشانا بتاتی ہین لوگ
نہ سویا کوئی شور شب سے ہمارے	قیامت اذیت اوٹھاتے ہین لوگ

ان آنکھون کے بیمار ہین میر ہم
بجا دیکھنے ہمکو آتے ہین لوگ

ردیف لام

ماہ بے آسان ہے دشنام سہل	یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل
جون نگین مین کے جگر کاوی بہت	کب نکلتا ہے کسو کا نام سہل
جان دی یارون نے تب آنکھین لگین	کسنے پایا آہ یان آرام سہل
مدعے ہو چشم شوخ یار کا	کیا نگاہون مین ہوا بادام سہل

تمنے دیکھا ہوگا پلکین میر کا
ہمکو تو آیا نظر وہ خام سہل

پوشیدہ کیا رہی ہے قدرت نمائی دل	دیکھے نہ بستیون مین زور آزمائی دل
ہے تیرہ یہ بیابان گرد و غبار سے سب	دے راہ کب دکھائی بے رہنمائی دل
اندوہ غم سے اکثر رہتا ہون مین مکدر	کیا خاک مین ملی ہے میری صفائی دل
پیش آوے کوئی صورت منہ موڑتی صفا کی	آئینہ سان جنہین ہے کچھ آشنائی دل

ظالم بہت ہم ازردہ کیا ہے ان پلکون کا پاس
ہمارا ایسے امید پر امیدوار دل

٢٠٨

[illegible]

غنیمت جان فرصت آج کی دن — سحر کیا جانی کیا ہو شب ہی حامل
اگرچہ ہم نہین ملنے کے لایق — کسو تو طرح ہمسے بہی ہسلا مل
لیا زاہد نے جام بادہ کف پر — محب بحمد اللہ کہ لا عقد انامل
وہی پہنچے تو پہنچے آپ ہم تک — نہ یان طالع رسا نہ جذب کامل
ہوا اول عشق کی سختے سے ویران — ملایم چاہیئے تہا یان کا عامل

پس از مدت سفر سے آگئے ہین میر
گئین وہ اگلے باتین تو ہے جاہل

ردیف میم

کچہہ نپوچہو بہک رہے ہین ہم — عشق کے مے سے چہک رہے ہین ہم
سوکہہ غم سے ہوئی ہین کانٹا سے — پر و بالو مین کہٹک رہے ہین ہم
وقفۂ مرگ اب ضروری ہے — عمر طے کرتے تہک رہے ہین ہم
کیونکے گرد علاقہ بیٹہہ سکے — دامن دل جہٹک رہے ہین ہم
کون پہنچے ہے بات کی تہ کو — ایک مدت سے بک رہے ہین ہم
اونئے دینی کہا تہا بوسۂ لب — اوس سخن پہ اٹک رہے ہین ہم
نقش پاسے رہی ہین کس آنکہیں — کسکی یون راہ تک رہے ہین ہم

سرون په ہاتہہ کبہی تیغ پر کبہو اوسکا | کچہ ایک قسم نہین میری آشنا کی قسم

جد ال دیر کی رہبان سنتین کہان تک میر
اٹہو حرم کو چلو اب تمہین خدا کی قسم

اب سوکہی ہی جاتی ہے سب کشت ہوس ظالم | ای ابر تر آکے ٹک ادہر بہی برس ظالم
صیاد بہار ابکی سب لوٹ گیا مین یان | ٹک باغ تلک لے چل میرا بہی قفس ظالم
کس طور کوئی تجہسے مقصود کرے حاصل | نی رحم ترے جی مین نے دلمین ترے ترس ظالم
کیون سر چڑہے ناحق ہم بخت سیاہ ہوکے | مت پیچ مین پگڑی کی بالونکو گہرس ظالم
جون ابر مین روتا تہا جون برق تو ہنستا تہا | صحبت نہ رہی یون ہی ایک آدہ برس ظالم
کیا کہوئی تہے محمل یان گرم حکایت سے | چل راہ مین کچہ کہتا مانند جرس ظالم
مطلق نہین گنجایش اب حوصلی مین اپنے | آزار کوئی کہینچے یون کب تئین بس ظالم
سر رشتہ ہستی کو ہم دیچکی ہاتہونسے | کچہ ٹوٹی ہی جاتی ہین اب تار نفس ظالم

تا چند رہیگا تو یون داغ غم اس مہ کا
چہاتی تو گئی تیری ای میر ہلس ظالم

محرم ہے کسو ہر وہون کا شکوا اب ہم | بیوجہہ غضب نہی کا پوچہین جو سبب ہم
تدبیرین کرین اپنی تن زار و زبون کی | افراط سے اندوہ کی ہون آپ مین جب ہم

کچھ مہندی ہی مین میر نہین لوگ جیب چاک
ہے میرے ریختون کا دوانا دکن تمام

بخت سیہ کی نقل کرین کس سے جان ہم
کیونکر نہ اس چمن مین ہون تنگنا ہم
باہر گلی مین سیکڑون جس جا ملیح سے
گذری ہے جی مین کہ وہ دہن گاہ وہ کمر
جاتی نہین اوٹہائی یہ آب سر گرانیان
لوہو کہان ہے گریئہ خونین سے تن کے بیچ
وہ تو ہی ہے کہ مرتے ہین سب تیرے طورتیر
گذری ہے بسکہ اسکی جدائی دلون پہ شاق
منظور سجدہ ہے ہمین اس آفتاب کا
ظاہر ہوا نمین ہی ہماری دم اور رہو
مطلق جہان مین ہنی کو جی چاہتا نہین
نقصان ہوگا اوسمین نہ ظاہر کہان تلک

مہندی لگی قدم سے ہوئی پائمال ہم
یان بہول سونگہہ سونگہہ کے ہے منہ وبال ہم
یا زلف و خط کو دیکتے ہین یا خال خال ہم
کیا جانی لوگ کہتے ہین کیا کیا خیال ہم
مقدور تک تو اپنی گئے ٹال ٹال ہم
کرتے ہین منہ کو اپنی طمانچون سے لال ہم
حور و پری کو جان کی کب مین وبال ہم
منہ نوچ نوچ لے ہین علی الاتصال ہم
ظاہر مین یون کرین ہین نماز زوال ہم
آئی نہ پہر تمہاری گئے تک بجال ہم
اب تم بغیر لنتے ہوئے ہین وبال ہم
ہووینگے جس زمانے کے صاحب کمال ہم

تا کب گمان ملیگا وہ دامن سوار میر

بہرین آنکھین لہو سے رہنے لگین ۔ یہ رنگ اپنا دیکھا مروت سے ہم

نہ مل میر اب کے امیرون سے تو
ہوئے ہین فقیر ان کی دولت سے ہم

کب تک رہینگے پہلو لگائے زمین سے ہم ۔ یہ درد اب کہین گے کسو نازنین سے ہم

تلوار کتنے کہائے سجدہ مین اسطرح ۔ فریادی ہونگے ملکے لہو کو جبین سے ہم

فتراک تک یہ سر جو نہ پہونچا تو یا نصیب ۔ مدت لگے رہے ہین ترے دامان زین سے ہم

ہوتا ہے شوق وصل کا انکار سے زیاد ۔ کب تجھسے دل اٹھاتے ہین تیری نہین سے ہم

چھپا جی جو شرمندگی کرے نور ماہ پر ۔ دیکھے عجب سفیدہ تیرے آستین سے ہم

یہ شوق صید ہونے کا دیکھ کہ آپ کو ۔ دکھلایا صیدگہ مین نیاز مبین سے ہم

تکلیف درد دل کی نکر تنگ ہونگے کب ۔ یہ بات روز کہتے رہے ہمنشین سے ہم

اڑتی ہے خاک شہر کی گلیوں مین اب جہان ۔ سونا لیا ہے گود مین بہر کر زمین سے ہم

آوارہ گردی اپنی کہینچی میر طول کو
اب چاہینگے دعا کسو گوشہ نشین سے ہم

ردیف نون +

مدعی مجھکو کہڑے صاف برا کہتے ہین ۔ چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین

۲/۲

کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تلک ہے
پڑا ہوگا ہمارے آشیان مین

پھری ہے چھانتا ہے خاک اے میر
ہوس کیا ہے مزاج آسمان مین

نہین تجھ ال لعل دلبر بامین
غریبانہ کوئی شب روز گریان
اوٹھاتے ہاتھ کیون نومید ہوکر
کئے ہے ہر کوئی اللہ میرا
کفن مین ہے نہ پہنا وہ بدن دیکھہ
ادہر جانیکو آمد ہے تو ہے لیکن
بلا تہ دار بحر عشق نکلا
ملے ہر سون وہی بیگانہ ہے وہ

گھر پہنچا تبسم اب لبقا مین
ہمیشہ کون رہتا ہے سرا مین
اگر پاتے اثر کچھہ ہم دعا مین
عجب نسبت ہے بندہ مین خدا مین
پنہچے تو ہے مین بہتیرون کی جا مین
سبکپائی سے ہے باد صبا مین
نہ ہمنے انتہائی ابتدا مین
ہنر ہے یہ ہماری آشنا مین

اگرچہ خشک ہین جیسے پر کاہ
اوڑے ہین میر جی لیکن ہوا مین

مرمر گئے نظر کر اوسکے برہنہ تن مین
گل پھول سے کب اس بن لگتے ہمین انکھین

کپڑے اوتارے اول جب پہنچے ہم کفن مین
لائی بہار ہمکو زور آور ہی چمن مین

[illegible]

فردوس ہو نصیب پر آدمی تہا خوب
ملک دل کی بہتر اری مین جا کہین چی چلے
تم دل سے ہو گئی سو خرابی بہت رہی
اللہ ری نازکی نہین آتی خیال مین
حالت یہ ہے کہ بیخبری دم بدم ہے یان

دل کھو یا نہ اُن گیسوؤن خوش پس کتین
ہر دم طپش سے ہر اہٹی میرے جگر گتین
پہر ہی بسا ؤ آنکے اس اجڑی نگر گتین
کس کس طرح سے باندہتی ہین اس کمر گتین
وے ابتلک بہی آتے نہین ٹک خبر گتین

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچھ ہمین نہین
کیا جانیے کہ میر گئے ہم کدہر گتین

کیا کہون دل بخود تو ہو پیدا گیا ہون مین
داغ ہون کیونکہ نہ مین پریشان رہے نہ تب
ہجر مین ہوس طفل بازی کوشش کے رہتا ہون جب
ہون گرسنہ چشم مین دیدار خوبان کا بہت
آب سب ہوتا ہون پا کر آپ کو جیسے حباب
ایک جاگہ کب ٹہرنی دی ہے مجھکو روزگار
ہے کمال عشق پر بیطاقتی دل کی دلیل
آسمان معلوم ہوتا ہے ورے کچھ آگیا

پہر جو یاد آتا ہے وہ چپکا سا رہجاتا ہون مین
بوریا پوشون ہی مین شعلہ جو پاتا ہون مین
جا کے اکثر کو نہین ٹک اپنے دل کو بہلاتا ہون مین
دیکھنی پر انکی تلوارین کمر اُٹھاتا ہون مین
یعنے اس تنگ عدم ہستی ہی شرماتا ہون مین
کیون تم آتو گتاز ہو اتنا آنچل جاتا ہون مین
جلوۂ دیدار کی اتاب کب لاتا ہون مین
دور اُٹھے آہ کیسا کیسا گھبراتا ہون مین

[illegible]

بیٹھنے سے کسو دل صاف کی سرعت تو چرچے
خوب سا کرتی ہا مل تو اتر پانے میں

آتش عشق نے راون کو جلا کر مارا
گرچہ لنکا سا تھا اُس دیو کا گھر پانی میں

جوشش اشک میں شب دل ہی گیا سینے سے
کچھ نہ معلوم ہوا اب کے اثر پانی میں

بردباری ہی میں کچھ قدر ہے گو جی ہو فنا
عود پر لکڑی ہے ہے ڈوبی نہ اگر پانی میں

چشم تر ہی میں ہے کاش و ہر رو سے خوش رنگ
پھول رہتا ہے بہت تازہ و تر پانی میں

رووں تو آتش دل شمع نمط بجھتی نہیں
مجھکو لیجا کے ڈبو دیوین مگر پانی میں

گریۂ و زار میں بیتابی دل طرفہ نہیں
سیکڑوں کرتی ہیں پیر اک ہنر پانی میں

برگ گل جوں لگذر آب سے آتی ہیں چلے
رونی سی وہ نہیں میری لخت جگر پانی میں

محو کر آپ کو یوں ہستی میں اسکی جیسے
بوند پانی کی نہیں آتی نظر پانی میں

وہ کہ آنکھ سے جاوے تو نکلے آنسو میر
اتنا رویا ہوں کہ ہوں تا بہ کمر پانی میں

جوشش اشک سے ہوں آٹھ پہر پانی میں
گرچہ ہوتی ہیں بہت خوف و خطر پانی میں

ضبط گریہ نے جلایا ہے درونہ سارا
دل اچنبھا ہے کہ ہے سوختہ تر پانی میں

آب شمشیر قیامت ہے برندہ اسکے
یہ گوارا ہے نہیں ہاتھ ہیں ہر پانی میں

طبع دریا جو ہو آشفتہ تو پھر طوفان ہے
آہ بالوں کو یہ اگندہ مگر پانی میں

دل پریشانی مجھ سی ہی کہیں گل کی رنگ
ایک شمیک ہی چلی جاتی ہی گل کی ہیری اور
خوا تو آخر کیا ہی گلیو مین تو نے مجھے
خاک اوڑا تا اشک افشان نکلو مین تو پہر
کیسے جانی سی نہین کچھ محبکو اتنا شوق

انکو جون غنچہ کیون کر آہ مین یکجا کرون
لیعنے بازار جنون مین جاؤن کچہ سوا کرون
تو سہی ای عشق جو تجکو بہی مین سوا کرون
وشت کو دریا کرون یا بستی کتین صحرا کرون
چال وہ تبلا کہ مین دل مین کسو کے جا کرون

اب کی ہمت صرف کر جا ئی جی اچہی مرا
پہر دعا ای میر مت کر یوا گر ایسا کرون

کیا کو فتین اوٹہائین ہم انکی درد و غم مین
کو قیس منہ کو نوچی فرہاد سر کو چیرے
اہل نظر کسو کو ہوتی ہے محو میت
کلفت مین گذرے ساری مدت تو زندگی کی

ترپا ہزار نوبت دل ایک ایک دم مین
یہہ کیا عجب ہے ایسی ہوتی ہین لوگ ہم مین
انکہونکے اندہی ہم تو مدت ہی حرم مین
آسودگی کا منہ اب دیکھین گے ہم عدم مین

کرتے ہین میر ملکر و اغطسی حبس دم کا
کیا یہہ بہی آگئے ہین اپنے پوچ گو کی دم مین

عشق مین جی کو صبر و تاب کہان
بیکلی دل سے ہے کے تماشا تھے

اس سے آنکہین لگین تو خواب کہان
برق ہین لیسے اضطراب کہان

دیکھے ہین کیا کیا ڈہلکتے اشک میر
بیٹھے موتی سے پروتے عشق مین

کرتے ہین ہو کہ جی مین ٹہانی ہین
خوبرو کسکی بات مانتے ہین

مین تو خوبان کو جانتا ہی ہون
پر مجھے یہہ بہی خوب جانتے ہین

جا ہمین اوس گلی مین گر رہنا
ضعف و بیطاقتی بہانے ہین

پوچھہ اہل طرب سے شوق اپنا
وے ہی جانے جو خاک چہانتے ہین

اب تو افسردگی ہی ہے ہر آن
وے نہ ہم ہین نہ وے زمانے ہین

قیس و فرہاد کے وو عشق کے شور
اب مرے عہد مین فسانے ہین

دل پریشان ہو تمہین تو خوش ہو گ
عشق مین جنکے جی ٹہکانے ہین

مشک و سنبل کہان وہ زلف کہان
شاعرون کے یہہ شاخسانے ہین

عشق کرتے ہین اوس پری رو سے
میر صاحب بہی کیا دوانے ہین

آپ اوس جنس کی ہین ہم بہی خریدارون مین
بکر ہے جانی بکی جسکے لیئے بازارون مین

باغ فردوس کا ہی رشک وہ کوچہ لیکن
آدمی ایک نہین اوسکے ہوادارون مین

ایک کے بہی وہ برے حال مین آیا کبہو
لوگ اچہی تہی بہت یار کی بیمارون مین

[illegible]

اس گو ہنگ سے ہلا کہ بجا دل نہین رہے
اب کی جنون مین فاصلہ شاید نہ کچہ رہے

اس گوخر سے گہر سے دم آئی ہین ناک مین
دامن کی چاک اور گریبان کی چاک مین

کیسے لطافت اوس تن نازک کی میر کیا
شاید یہہ لطف ہوگا کسو جان پاک مین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
سن شور گل قفس مین مرا داغ سب ہوا ہے
کب وکشتی ہو میری وفی مین ہے تجہ سے
تم تو بگئے دکہا کر ٹک برق کی سی جہلکے
ہم مر گئی ولیکن سوز دروں ہی ہے
ہجران ہر گہڑی ہی سو سو بہرہ ہی تعب سے

لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان
کیا پہول گل کہلے ہین اکبی بہار مین یہان
دریا بہری ہین ایک ایک دامن کے تار مین یہان
آیا بہت تفاوت صبر وقرار مین یہان
ایک آگ لگ اوٹہی ہے کنج مزار مین یہان
روز شمار یار وہی کس شمار مین یہان

جن راتون میر ہمکو رونے کا مشغلہ تہا
رہتا تہا بحر اعظم سو تو کنار مین یہان

آج ہمارے گہر آیا تو کیا ہے یان جو نثار کرین
خاک ہوئے برباد ہوئے پامال ہوئے سب محو ہوئے
زرد رخ رونا ہر دم کا شاہد ہے ایسا ہو

الا کہنچ بغل مین تجہکو دیر تلک ہم پیار کرین
اور شداید عشق کی رہ کی کیسے ہم ہموار کرین
چاہت کا انصاف کرو تم کیونکر ہم انکار کرین

[illegible]

[illegible]

219

کیا کیا کیا تامل اس فکر مین کہ یہ گل — سمجھا نہ آپ کو مین کیا جانیے کہ کیا ہون
ہوتا ہے گرم کیا تو اے آفتاب جب بی — یک آدہ دم مین مین تو شبنم نمط ہوا ہون
پیری سے جھکتے جھکتے پہنچا ہون خاک تک مین — وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون

مجھکو بلا ہے وحشت اے میر دور اسسے
جا لگہ سے جب اٹھا ہون آشوب سا اٹھا ہون

کوچے مین تیری میر کا مطلق اثر نہین — کیا جانیے کدہر کو گیا کچھ خبر نہین
ہے عاشقی کی بیچ ستم دیکھنا ہی لطف — مرجانا آنکھین موند کے یہ کچھ ہنر نہین
کب شب ہوئی زمانے مین جو پھر رو نہ ہوا — کیا ای شب فراق تجھی کو سحر نہین
ہر چند ہمکو مستون سے صحبت رہی ہے لیک — دامن ہمارا ابر کے مانند تر نہین
گلگشت اپنے طور یہ ہی سو تو خوب یان — شائستہ پریدن گلزار پر نہین
کیا ہو جی حرف زن گذر دوستی سے آہ — خط لیگیا کہ راہ مین پہر نامہ بر نہین
آنکھین تمام خلق کی رہتی ہین اوسکی اور — مطلق کسو کو حال پہ میرے نظر نہین
کہتے ہین سب کہ خون ہے ہوتا ہوا سکے چشم — زانو تو گھر بلا ہے یہی تو جگر نہین

جا کر شراب خانے مین رہتا نہین تو پھر
یہ کیا کہ میر جمعے کی رات گھر نہین

ان دلبرونکی آنکهه نهین جای اعتماد
صحبت سے رہین یہ چاہئے پہتیس نظر رہین

فردا کہ فکر آج نہین مقتضای عقل
کل کے بہی دیکہہ لیوینگے کل ہم اگر رہین

تیغ وتبر رکہا نکرو پاس میر کے
ایسا نہو کہ آپ کو ضائع وہی کرہین

دلکو لکہون ہون آج وہ کیا مدعا لکہون
دیوانون کو جو خط لکہون تنہا لکہون تو کیا لکہون

کیا کیا لقب ہین شوق کے عالم مین یار کے
کعبہ لکہون کہ قبلہ اوسی یا خدا لکہون

حیران ہو میر سے حالمین کہنے لگا طبیب
اس دردمند عشق کے مین کیا دوا لکہون

وحشت زدونکو نامہ لکہون مین نہ کسطرح
مجنون کو اسکے حاشئے پہ مین دعا لکہون

کچہہ روبرو ہوئی پہ جو سلجہے تو سلجہے میر
جی سے اوبہنے لگا اسے کیا ماجرا لکہون

جیسے سے ہے اسکی ابروی خمدار درمیان
رہتی ہے میری خلق سے تلوار درمیان

برپا ہوا ہجوم سے ایک حشر تازہ دان
آیا جہان کہین قدم یار درمیان

اسکام جان ہین ہم مین ہوا ہے حجاب چشم
یون ہی ہے آہ کب تہین دیوار درمیان

سو بار اسے فتنے جہانمین اٹہی وے
دیکہی نہ ہمنے وہ کمر ایکبار درمیان

کیا کہئے آہ جیکو قیامت ہی انتظار
آتا نہ کاش وعدۂ دیدار درمیان

تم تو پھر آپ انکو یہ کہتے چلے ہو کل لیکن
ہیکل ایسا ہے رہا شب تو یہ بیمار کہان

دل کی خواہش ہو سکیو تو کمی دلکی نہین
اب یہی جنس بہت ہے یہ خریدار کہان

خاک مین ان چہاتے ہین کیون پھر دو دلکی لیے
ایسا پہنچے ہے ہم پھر کوئی غمخوار کہان

دم زدن مصلحت وقت نہین ہے ہمدم
ہمین کہنا کیا ہے مرے پر لب اظہار کہان

شیخ کی آخر ہی کی دیر ہے میخانے مین پھر
سبحہ سجاد کہان جبہ و دستار کہان

ہمسے ناکس تو بہت پھرتے ہین جی دیتے ولے
زخم تیغ اوسکی اوٹھانیکا سزاوار کہان

تو نے بھی گر دریغ سخن نکالا خط سبز
باغ شاداب جہان مین گل بے خار کہان

خنبلا نے عقل کی سر رشتے کئی گم سارے
اب جو ڈھونڈو تو گریبان کی کوئی تار کہان

لو کہ گردن تیغ ہین یان کوئی لہو مین بیٹھے
ہاتھ اوٹھاتا ہے جفا سے وہ ستمگار کہان

ڈوبا لوہو مین پڑا تھا ہمکی پیکر میر
یہ نجانا کہ لگی ظلم کی تلوار کہان

اے مجہسے تجھکو سو ملی تجھسا پنایا ایک مین
سو سو کہین تو نی مجھے پھر لایا ایک مین

عالم کی مین نے سیر کی مجکو جو خوش آیا سو تو
سب سے رہا مخطوط تو تجکو بہایا ایک مین

یہ جوش غم ہونی ہی مین لہو ہر ہر دیتی ہین
چشم جہان آشوب سے دریا بہایا ایک مین

تہا شکوہ دعوے عشق کا لیکن نہ ٹھہرا کوئی بھی
بالفعل اپنے یا نسی دلکے اوٹھایا ایک مین

گر نسیم صباہی گاہ سموم	اس چمن مین ہوائین کیا کیا ہین
شور ہے ترک شیخ کا لیکن	چپکے چپکے دعائین کیا کیا ہین

منتظر دیدۂ قصر دل اے میر
شہر تن مین بہی جائین کیا کیا ہین

فراق آنکہ لگنے کی جا ہے نہین	پلک سے پلک آشنا ہے نہین
گلہ عشق کا بد و خلقت سے ہے	غم دل کو کچہ انتہا ہے نہین
محبت جہان کے تہان ہو چکے	کچہ اس روگ کی بہی دوا ہی نہین
دکہایا گئے یار اوس رخ کا سطح	کہین آرسی کو حیا ہی نہین
وہ کیا کچہ نہین حسن کے شہر مین	نہین ہے تو رسم وفا ہے نہین
چمن محو اوس رنگ خوش کا ہے سب	گلی ترک کی اب وہ ہوا ہے نہین

نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہے نہین

دل الکی کیسے کیسے جہگڑے مچا دیے ہین +	یہ وضع یار کے لڑکے کیا خوش ملے ہین
گہبراؤ لگتیا ہین رک رک کے تئین جاہین	کرتی ہین جو وفائین اون ہی کو صلے ہین
کیا قدر تہی سخن کے جیہان بہی جا صحبتین تہین	ہر بات جایزہ ہی ہر بیت پر صلے ہین

شب آنکھوں سے دریا سا بہتا رہا
انہین نے کنارے لگایا ہمین

ہمارا نہین تمکو کچھہ پاس رنج
یہہ کیا تمنے سمجھا ہے آیا ہمین

لگی سر سے جون شمع پا تک گئی
سب اس داغ نے آہ کھایا ہمین

جلین پیش و پس جیسے شمع و پتنگ
جلا وہ بہی جنے جلایا ہمین

ازل مین ملا کیا نہ عالم کے تئین
قضا نے یہی دل دلایا ہمین

رہا تو تو اکثر الم ناک میر
ترا طور کچھہ خوش نہ آیا ہمین

کیا عبث مجنون پئے محمل ہے میان
یہہ دوانا باولا عاقل ہے میان

قند کا کون اسقدر مائل ہے میان
جو ہے اون ہونٹھون ہی کا قایل ہے میان

ہمنے یہہ مانا کہ واعظ ہے ملک
آدمی ہونا بہت مشکل ہے میان

چشم تر کی خیر جاری ہے سدا
سیل اس روازری کا سائل ہے میان

مر سکے پیچھے تو راحت سچ ہی لیک
بیچ مین یہہ واقعہ حائل ہے میان

دل لگی پامالی ستم ہے قہر ہے
کوئی یون دلتا ہے آخر دل ہی میان

آج کیا فردا ای محشر کا ہراس
صبح دیکھین کیا ہو شب حائل ہے میان

دل تڑپتا ہے نہین کیا جانیئے
کس شکار انداز کا بسمل ہے میان

۲۲۳

ہمدم جو میری حیرتی فرط شوق دل
کیا جانو دل کسو سی تمہارا لگا نہین

آئینے پر سے تنگ نہین اٹھتی تری نظر
اس شوق کس کے منہ سی تجہی کچہ حیا نہین

رنگت ور بو تو دلکش و دلچسپ ہین کمال
لیکن ہزار حیف کہ گل مین وفا نہین

تیر ستم کا تیری ہدف کب تلک ہون
آخر جگر ہے لوہے کا کوئی توا نہین

لگنے تو آنکہین منہ دہنا ئین اور ادہر سے ہر آن
ایک آ وہ دن مین نکنے یان کیا کچھ ہیا نہین

گئے تہے ہمیں پر سے تو کبھی چل رہو
مغموم کا ہمیکو ہو تمہارے خدا نہین

کیا کہین آتش ہجران سے گلی جاتی ہین
چہاتیان سلگین ہین ایسی کہ جلی جاتی ہین

گوہر گوش کسو کا نہین جی سے جاتا
آنسو موتی سے مری منہ پہ ڈہلی جاتی ہین

یہی مسدود ہے کچہ راہ وفا ورنہ ہم
سب کہین نامہ و پیغام چلے جاتے ہین

بارہا ہان و گل و داغ نہین کبہی ہستا تہے
شجر باغ وفا ہو سے پہلے جاتے ہین

حیرت عشق مین تصویر سی رفتہ ہی ہے
ایسے جاتی ہین ہم ہی تو بہلے جاتی ہین

ہجر کی کوفت جو کہنچی ہین انہین سے پوچھو
دل وہی جاتی ہین جی اپنے جاتی ہین

یاد قد مین تیری آنکھوں سی بہی ہین جوئین
گرد کسو باغ مین ہم سرو تلی جاتے ہین

دیکہین پیش آوے ہی کیا عشق مین اب تو جو
ہم بہی اس راہ مین سرگاڑی چلی جاتی ہین

ردیف واو

لا میرے اور یار بیچ ایک خوش کمر کو ۔ قدرت ہے اسکی ڈالکی کل پھیر دے ادہر کو
بیطاقتی مین شب کی پوچھو نہ ضبط میرا ۔ ہاتھون مین لیکر کما و انتون تلے جگر کو
پہولا پہلا نہ اتنک ہرگز درخت خواہش ۔ برسون ہوئے کہ دون ہون مین ال اس شجر کو
سہے روزگار میرا ایسا یہ کہ یار و ۔ مشکل ہے فرق کرنا ٹک شام سے سحر کو
ہر چند ہی سخن کو تشبیہ درّ سے لیکن ۔ باتین مری سنو تو تم پہینک دو گہر کو
نزدیک ہے کہ جاوین ہم آپ سے اب آ ؤ ۔ ملتے ہین دوستون سے جاتی ہوئی سفر کو

کب میر ابر ویسا برسا تھا کہ اندہیری ۔ جیسا کہ روتے ہمنے دیکھا ہے چشم تر کو

نہ حائل آرسی گا رہ سراپا درد ہو گا تو ۔ نہ گلچین باغ حسن ظالم زرد ہو گا تو
یہ پیشہ عشق کا ہے خاک چہنوا ئیگا صحرا کے ۔ ہزار اے بیوفا جون گل چمن پرورد ہو گا تو
غبار او ٹھنے لگی گا تیری رہ زر کے بیٹھے ۔ بسان گرد باد آخر بیابان گرد ہو گا تو
علاقہ دل کا لکھوا ئیگا دفتر ہاتھ سے تیرے ۔ تجرد کی جریدہ مین قلم سا فرد ہو گا تو

نہ ایکدم صبح تک بہی آنکھ لگنی دیگا دل جلنا ۔ یہی پہر میر سا سرگرم آہ سرد ہو گا تو

نہ میرے باعث شور و فغان ہو	ابھی کیا جانئے بیان کیا سمان ہو
ہی مشہور عالم مین وو عالم	خدا جانے ملاپ اسے کہان ہو
جہان سجدہ مین ہمنے غش کیا تھا	وہین شاید کہ اُس کا آستان ہو
نہ ہووے وصف ان بالون کا مجھسے	اگر ہر مو مرے تن پہ زبان ہو
جگر تو چھین گیا تیر ان کے مارے	تمہاری کس طرح خاطر نشان ہو
نہ دل سے جا خدا لے تجکو سوگند	خدائی مین اگر ایسا مکان ہو
تم اے نازک تنان ہو کہ سب کے	تمنائے دل و آرام جان ہو
بلی مک اب کہ اُسنے مار ڈالا	کیے کچھ کوئے گر جی کے امان ہو

قطعہ

سنا ہے چاہ کا دعوا تمہارا	کہو جو کچھ کہ چاہو مہربان ہو
کنارا یون کیا جاتا نہین ہے	اگر پائے محبت درمیان ہو

ہوئے ہم پیر سو ساکت ہین اب میر
تمہاری بات کیا ہے تم جوان ہو

مت سگ یار سو دعوا مساوات کرو	اس کنے بیٹھنے پاؤ تو مباہات کرو
صحبت آخر ہو ہے یار نکرو پھر افسوس	متصل ہو سکے تو ہمسے ملاقات کرو

طول رکہتا ہے درد دل میرا
لکہنے بیٹہیون تو خط مترسل ہو

ہو جو مجھہ بادہ کش سے عرس مین تو
جب کہ قلقل سے شیشے کی قل ہو

دیر رہنے کے جا نہین یہ چمن +
بوے گل ہو صفیر بلبل ہو

مجھہ دوانے کی مت پلا زنجیر +
کہین ایسا نہو کہ پہر غل ہو

منکشف ہو رہا ہے حال میر
کاش ٹک یار کو تامل ہو +

سب حال سے بیخبر ہین ہان تو
ہر ہمزہ وہ شہر ہے جہان تو

اس تن پہ نثار کرتے لیکن
اپنے ہی نظر مین ٹہرے جان تو

ہر باد ند سے کہین سراسر
رہتی تہین شمع سان زبان تو

کیا اسکے گئے ہے ذکر دل کا
ویران پڑا ہے یہ مکان تو

کیا کیا نہ عزیز خوار ہونگے
ہونے دو اسے اب ہے جوان تو

غنچے لگے منہ تمہارے لیکن
صحبت کا اسے سبب ہے ہو وہان تو

کیا اسے رکہین امید بہبود
پہرتا ہے خراب آسمان تو

یہ طالع نارسا ہی جاگین +
سوجاے ٹک اسکا پاسبان تو

مت تربت میر کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشان تو

زنہار اپنی آنکھ میں آتا نہیں وہ صید | پیوٹا دو سار جسکے جگر میں نہ تیر ہو
ہوتے ہیں میکدے کی جوان شیخ جی بہت | پھر در گذر یہ کرتی نہیں گو کہ پیر ہو
کسطرح آہ خاک مذلت سے میں اوٹھوں | افتادہ تر جو مجھسے مرا دستگیر ہو
حد سے زیادہ جور و ستم خوشنما نہیں | ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو
دم بھر نہ ٹھہرے دل میں نہ آنکھوں میں ایک پل | اتنے سے قد پہ تم بھی قیامت شریر ہو
ایسا ہے اسکے گھر کو بھی آباد دیکھیو | جس خانمان خراب کا یہ دل مشیر ہو

قطعہ

تسکین دل کے واسطے ہر کم بغل کے پاس | انصاف کر کہ کب تئیں مخلص حقیر ہو
یک وقت خاص حق میں مرے کچھ دعا کرو
تم بھی تو میر صاحب و قبلہ فقیر ہو

ملا یا رب کہیں اس صید افگن سے سگ کو | گرافشان کیجئے خون آپ سے اسکی دامن کو
گئے وہ سابقی سارے خصوصیت ہی پیارے | کبھو در تک تو آ بارے ہماری دلکی تسکین ہو
یہی جاتی نہیں بس اب لگی گھونٹ سے مجھسے | بہت پی پی گیا ورنہ تری میں اشک خونین کو
نہ لکھیں یار کو محضر ہمارے خون ناحق کا | دکھا دیوینگے ہم محشر میں اسکے دست رنگین کو
بجز حسرت نہیں آتی کوئی شکل اب ہرا سے | دکھایا ہے نگہ چہرہ ترا صورت گر چین کو

جنبش بھی اسکی آگی ہو تھون کو تو ہیو
یون اپنے طور پہ تم باتین بہت بنا لو

دو نعرون ہی مین سب کے ہوگا مکان ہوکا
سن رکھو کان رکھہ کر یہ بات لستی ڈالو

نام خدا ستم مین تم نامور تو ہوئے
پر ایک دو کو یون ہی لسد بار ڈالو

زلف اور خال و خط کا سودا نہین ہے اچھا
یار و ابھی تو سر سے جلد اس بلا کو ٹالو

یاران رفتہ ایسے کیا دور تر گئے ہین
ٹک کر کے تیز گامی اس قافلے کو جالو

بازاری ساری ویسی ہی کہتے ہین راز بیٹھے
جنکو ہمین کہا ہے تم منہ سے مت نکالو

یون رفتہ اور ہجو وکب تک رہا کروگے
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو

اتنا کہا ہے ہم سے تمنے کبھو کہ آؤ
کاہیکو یون کھڑے ہو وحشی سے بیٹھہ جاؤ

یہ چاند کے سے ٹکڑے چھپتے نہین چھپائے
ہر چند اپنے منہ کو برقع مین تم چھپاؤ

دو چار تیر یار و اس سے بھلی ہے دوری
تم کھینچ کھینچ مجکو اس پلے پر نہ لاؤ

ہو شرم آنکھہ مین تو بہاری حجاز سے ہے
مت کر کہ شوخ چشمی آشوب سا اٹھاؤ

اب آئی ہو تو آؤ ہر لحظہ جی گھٹے ہے
پہر لطف کیا جو آکر آدہا بہی تم بناؤ

تھی سحر یا نگہہ تھی ہم آپکو تھے بھولے
اس جادو گر کو گویا پھر بھی تنک کھاؤ

بار یگئی سو گذری جی بھر بہر آئے ہین کیا
آیندہ میر صاحب دل مت کہین لگاؤ

یار و خصوصیت تو رہی اپنی اسکے ساتھ — میر اکہو جو حال تو اس سے جدا کہو

آشفتہ مو حواس پریشان خراب حال — دیکھو مجھے تو خبطی و دیوانہ سڑا کہو

کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر ہے

خط تمنے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو

رکھی گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو — جی مین ہمنے یہ کیا ہے اب مقرر ہو سو ہو

قطرہ قطرہ اشکباری تا کجا پیش سحاب — ایکدن تو ٹوٹ پڑ اے دیدۂ تر ہو سو ہو

بند مین ناز و نعم ہے گر رہے کیونکر فقیر — یہ فضولی ہے فقیری مین میسر ہو سو ہو

آگے کوچے سے ترے جاتا ہون کب جن آج شب — تیر باران ہو کہ برسے تیغ یکسر ہو سو ہو

صاحبی کیسی جو تمکو بھی کوئی تم سا ملا — پھر تو خواری ہے و زاری بندہ پرور ہو سو ہو

کب تلک فریاد کرتے یون پھرین بے قصہ سے — داد لیجے اپنی اس ظالم سے اوڑ کر ہو سو ہو

بال تیرے سر کے آگے تو جیون کے ہین وبال — سر منڈا اگر ہم بھی ہوتے ہین قلندر ہو سو ہو

سختیان دیکھین تو ہمسے چند کھچواتا ہے عشق — دلکو ہمنے بھی کیا ہے اب تو پتھر ہو سو ہو

کہتے ہین ٹھہرا ہے تیرا اور غیرون کا بگاڑ

ہین شریک اے میر ہم بھی تیرے بہتر ہو سو ہو

جون غنچہ میر اتنے نہ بیٹھے رہا کرو — گل پھول دیکھنے کو بھی ٹک اوٹھ چلا کرو

جی مین تو ہی کہ دیکھیے آوارہ میر کو
لیکن خدا ہی جانے وہ گھر مین ہو یا نہو

ملتفت ہوتا نہیں ہے گاہ تو
تجھسے کتنی جان سے جاتی رہی
بیخودی رہتی ہی اب اکثر مجھے
اوسکے دل مین کام کرنا کام ہے
فرش ہین آنکھین ہی تیری راہ مین
جی تلک تو منہ نہ موڑین تجھسے ہم
کاہش دل ہی دو چندان کیون نہون
دل وہی کیا کی ہی یون ہی چاہیے

کس قدر مغرور ہے اللہ تو
کس کی میت سے گیا ہمراہ تو
حال سے میرے نہین آگاہ تو
یون فلک پر کیون نجا اے آہ تو
آہ ٹک تو دیکھ کر چل راہ تو
گر جفا و جور خاطر خواہ تو
آنکھ مین آوے نہ دو دو ماہ تو
ای زہی تو آفرین و واہ تو

میر تو تو عاشقی مین کھپ گیا
مت کسیکو چند روز اب چاہ تو

عنایت ازلی ہی جو دل دیا مجھکو
تنک شراب ضعیف الدماغ ہو ساقی
بچار ہے کوئی مردا ساکہ تاک خاموش

محل شکر ہے آتا نہین گلا مجھکو
دم سحر سے پہ زور ست پلا مجھکو
ہلا کہین لب جان بخش کو جلا مجھکو

[illegible]

گلی مین وسکی رہا جا کی جو کوئی سو رہا
لب سوال نہ اک بوسہ کی لیے کہولون
زمانہ یار نہین اپنی بخت سے اتنا
جفا و جور و ستم اوسکے آپ ہی سہنے
ہزار موسم گل تو سگئے اسیری مین

وہی تو جا وہی ہے وان جب کسو کی آئی ہو
ہزار مہر و محبت مین بینوائی ہو
کہ مدعی سے اوس سے ایکدن لڑائی ہو
جو اپنے حوصلے مین کچھ بہی اب سمائی ہو
دکہائی دیے ہے موئی ہی یہ اب رہائی ہو

چمکتے دانتون سے اوسکے ہوئی ہے روکش میر
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگب ہنسائی ہو

ہوتی کچھ عشق کی غیرت بہی اگر بلبل کو
مین ذرا یاد رہا تہا بہی اس شوخ نے جب
مستی اُن آنکہو نسے نکلی ہے اگر دیکہو خوب
جیسی ہوتی ہے کتاب ایک ورق بن ناقص

صبح کر باوسے لگ لگنے ندیتے گل کو
بگڑی کر پیچ سے باندہا تہا اوٹہا کاکل کو
خلق بہ نام عبث کرتی ہے جام مل کو
نسبت نام اسی طور ہی جز سے کل کو

ایک لحظے ہی مین بل سارے نکل جاتے میر
پیچ اوس زلف کی دیتے تہی دکہا سنبل کو

اب اسیری سے بچین تو دیکہنگے گلشن کبہو
ہم بہی اک امید پر اس صید گہ مین ہین پڑے

تہا ہمارا بہی چمن مین ای صبا مسکن کبہو
کہتے ہین آتا ہے ادہر وہ شکار افگن کبہو

[illegible]

یاد جب آتی ہی وہ زلف سیاہ | سانپ سا چہاتی پہ پہر جاتاہے آہ
کہل گیا منہ اتبو اس محبوب کا | کچہ سخن کی بہی نکل آوے گی راہ
شرم کرتے سے ہے مراسر کاٹ کر | سوتوانی اور ٹیڑہی کی کلاہ
یار کا وہ ناز اپنا یہ نیاز | دیکہیے ہوتاہے کیون کر یون نباہ
دین مین اوس کافر بیرحم کی | اجر اک رکہتاہے خون بی گناہ
پتہرون سے سینہ کوبی مین سنے کی | دلگی ماتم مین مری چہاتی پہ سراہ
مول لی چک مجکو آنکہین موند کر | دیکہہ تو قیمت ہی میری یک نگاہ
لذت دنیا سے کیا بہرہ ہمین | پاس ہی رنڈی ولی ہی ضعف باہ
روٹہہ کر کیا آپ ملنے مین لطف | ہووے وہ بہی تو کہو ٹک عذرخواہ
ضبط بہتیرا ہی کرتے ہین ولے | آہ اک منہ سے نکل جاتی ہی گاہ
اوسکو روکے رفتہ ہی آئین یان | آج سے تو کچہ نہین یہ جی کی جاہ
دیکہہ رہتے دہوکے اوس رخسار کے | دایہ منہ دہوتی جو کہتے ماہ ماہ

شیخ تو نے خوب سمجہا میر کو
واہ وا اسے بے حقیقت واہ واہ

ہمسے کیون الجہا کرے ہی آ سمجہ اے نا سمجہ | کج طبیعت جو مخالف ہین انہون سے جا سمجہ

بندی کی زر و دل کو کوئی نہین ہو کچہا	ہر ایک بی حقیقت یان ہی خدا رسیدہ
کیا وسوسہ ہی مجکو عزت سی جینی کا یان	نکلا نہ میری دل سی یہ خار نا خلیدہ
ہم کاٹرہ کر جگر بہی آگی تمہارے رکہا	پہر یا نصیب اس پہ تم جو ہوئی کبیدہ
سائی سی اپنی وحشت ہمکو رہی ہمیشہ	جون آفتاب ہم بہی کیسے رہی جریدہ
منصور کی نظر تہی جو دار کی طرف سے	پہل وہ درخت لایا آخر سر بریدہ

ذوق سخن ہوا ہی اتو بہت ہمین بہی
لکہہ لینگی میر جی کی کچہ شعر چیدہ چیدہ

لطف کیا ہی کسو کی چاہ کے ساتھہ	چاہ وہ ہی جو ہو نباہ کے ساتھہ
وقت کٹ ہی نہ کی ہاتھہ دل پر رکھہ	جان جاتی رہی نہ آہ کے ساتھہ
عشق مین ترک سر کئی ہی بنے	مشورت تو بہی کر کلاہ کی ساتھہ
ہوا گر چند آسمان پہ وسلے	نسبت اوس مہ کو کیا ہی ماہ کی ساتھہ
سفری وہ جو مہ ہوا تا دیر	چشم اپنی تہی گرد راہ کی ساتھہ
جا نوبہ تو ان آنکھون کا دیکھا	جی کہچے جاتی ہین نگاہ کے ساتھہ

میر سی تم بری ہی رہتی ہو
کیا شرارت ہی خیر خواہ کے ساتھہ

مہر ٹی ہین اوسکی آنکھین آنکھون تلے ہمیشہ
تصدیع ایک دو دن ہووے تو کوئی کھینچے
اک اس مغل بچے کو وعدہ وفا نکرنا
لب تک وفا کریگا یون حوصلہ ہمارا
اس جسم خاکی سے ہم مٹی مین اٹ رہے ہین
آئندہ در روندہ باد سحر کبوتر

رہتا ہے آب دیدہ یان تا گلے ہمیشہ
ترڑ ہے جگر ہمیشہ چھاتی جلے ہمیشہ
کچھ جا کہین تو کرنا آرے ہی ہمیشہ
در پیش درد اکثر غم جی ہی ہمیشہ
یون خاک مین کہا تک کوئی رلی ہمیشہ
قاصد نیا ادہر کو کبتک چلے ہمیشہ

مسجد مین جل کر بیٹھے جمعے کے دن نبے تو
ہوتے ہین میر صاحب وان دن ڈہلے ہمیشہ

آوے کہنے مین رہا ہو غم سے گر احوال کچھ
بے زری سے داغ ہین لیکن لبون پر چہرے ہین
کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا
دل ترا آیا کسو کی بیچ مین جو سدہ گئی
ماہ سے ماہی تلک اس داغ مین ہین مبتلا
ایکدن کنج قفس مین ہم کہین رہ جاینگے
کیا اوس آتشباز کے لونڈے کا اتنا شوق میر

جان بلب رہتی ہین پرتی نہین ہین چال کچھ
کہئے حاجت ہے لوگون سے جو ہوں نا اگر کچھ
یاس کلی ہو چکی تو پھر نہین اشکال کچھ
متصل رکہے رہا کرتی ہین منہ بال کچھ
کیا بلا سے جان ہے میر تمہارا حال کچھ
بیکلی گل بن بہت رہتی ہے اسکی سال کچھ
یہ چلی ہے دیکھہ کر اسکو تمہاری چال کچھ

احوال میر جی کا ہے شام سحر کچھ
پیدا نہین جہان مین قید جہان سے کر رستہ
مانند برق ہین یان وے لوگ جستہ جستہ
ظالم بھی نہین ہے ہر اعم زنی مرثگان
مرجھا رہا کسو ون یون کوئی سینہ خستہ

ردیف یای

کچ نسیم کو دیر [illegible]
کلاہ سے کرامت سے [illegible]
رکہتے ہین ہم تو ذوق شہیدان عشق کا [illegible]
یان لطف تہ بنالہ ہی [illegible]
چہاتی رکی رہی [illegible] نہین ہے
شاد و کسو سے وقت محروم ہی [illegible]
افغان [illegible] نہو [illegible] ہی دم
یہی معاش ہو [illegible] جہان [illegible]
تجہ صبح [illegible] یان [illegible]

نہ ٹہہری ایک بہی چشمک بسان تو انکہون مین	کلیجا جل گیا ای عمر تیری تو شتابی سے
نکل آتی ہو گہر سے چاند سے یہ کیا طرح پکڑی	قیامت ہو رہیگی ایکدن اس بیحجابی سے
یہ جہگڑا اتنگ آ کر مین رکہا روز شمار اوپر	کرون کیا تم تو لڑنی لگتی ہو حرف شتابی سے
بہت رویا نوشتی پر مین اپنی دیکہ قاصد کو	کہ سر ڈالی غریب آتا تہا خط کی جوابی سے

مبادا کاروان جاتا رہے تو صبح سوتا ہی
بہت ڈرتا ہون مین اے امیر تیری پر خوابی سے

آنکہین نہین یان کہلتی ادہر کو نظر بہی ہے	سدہ اپنی نہین ہمکو کچہ تمکو خبر بہی ہے
گو شکل ہوائی کی سر چرخ تئین کہینچا	ای آہ شرر افشان کچہ تجہ مین اثر بہی ہے
اس منزل دلکش کو منزل نہ سمجہیے گا	خاطر مین رہے یان سے درپیش سفر بہی ہے
مجہ حال شکستہ کی تا چند یہ بیوقری	کچہ کسر مین اب میری ای شوخ کسر بہی ہے

یہ کیا کہ ہنہ تو جیسے نے چاک کری سینہ
کر عرض جو کچہ تجہ مین اے امیر ہنر بہی ہے

دوری مین اوسکی گور کنارے ہم آ رہے	جی رات دن جنہون کی کہین انہین گیا رہے
اوس آفتاب حسن کی ہم داغ شرم مین	ایسے ظہور پر بہی وہ منہ کو چہپا رہے
اب جسکی حسن خلق یہ بیہودہ ہین لوگ	اوس بیوفا سی ہم بہی بہت آشنا رہے

جلن نہین مریض محبت بہلا رہے
آ سے کبہو جو وان سے تو یان ہی نہی آو
آخر کو میر اوسکی گلی مین جا رہے
ہم مست ہی ہو دیکہا آخر مزا نہین ہے
ہشیاری کے برابر کوئی نشا نہین ہے
شوق وصال ہی مین جی کہپ گیا ہمارا
یا آنکہہ ایک دم وہ ہمسے جدا نہین ہے
ہر صبح اٹہہ کی تجہسے مانگون ہون مین تجہی کو

[illegible]

کسکو لاگ کہ نہ لہو مین ڈبایا اسکو | اوسکی شمشیر کی جو دل ہی بہا کیا کیا کی
جان کی ساتھ ہی آخر مرض عشق گیا | جی بہا اتنک نہوا ہمنے دوا کیا کیا کی
اون نے چہوڑی نہ طرف جور و جفا کی ہرگز | ہمنے یون اپنی طرف سی تو وفا کیا کیا کی
سجدہ اک صبح تری در کا کرون اس خاطر | مین نے محراب مین راتونکو دعا کیا کیا کی
آگ سی بہکتی ہی دن رات رہا کی تن مین | جان غمناک تری غم مین جلا کیا کیا کی

میر نے ہونٹون سی اوٹھ سکی نہ اٹھایا جی کو
خلق اونکی تئین یہ سنکی کہا کیا کیا کی

کب تلک حوال یہ جب کوئی ترا نام لی | عاشق بیچارہ دونون ہاتہہ سی دل تہام لی
ناتوانی سی اگر مجہہ مین نہوین ہی جی تو کیا | عشق جو چاہی تو مردی سی بہی ناکام لی
پہلوی عاشق نہ بستر سی لگی تو ہی بجا | دل سی آفت ہو بغل مین جسکی کیا آرام لی
اسدل نالان پہر اوس زلف سیہ مین جا چکا | آج یہ بیمار دیکہین کسطرح سی شام لی
شاخ گل تیری طرف جہکتی جو ہی ای مست ناز | چاہتی ہی تو بہی سیر ہی ہاتہہ سی اک جام لی
دلکی آسائش نہین اوس کاکل زلف یار مین | یہ شکار مضطرب ہی دم نہ زیر دام لی
عزت ای پیر مغان کچہہ چاہیونکی ہی ضرور | آئی ہین تیری کنی ہم جامہ احرام لی
کیا بلا مفتی کا لونڈا اسی چڑہا ہی اندنون | آدمی ہی گو یا کہ مجہہ پر قاضی کا اعلام لی

بیٹھیں ہیں ہر گہ کو تو دریا سے رو او ہیں تیز
جوشش خروش تھی تو تب ہم لگے کنارے

لاتی نہیں ہو مطلق سر تم فرو خدا سے
یہ ناز خوبرویان بندے ہیں ہم تمہارے

کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواق ہے یہ
چشمک زنی میں شکوے یون ہی نہیں ہیں تارے

لگ کر گلے نہ سوے اس منہ پہ منہ نہ رکھا
جی سے گئے ہم آخر ان حسرتوں کے مارے

بیتابی ہے دونوں کو بیخوابی ہے شبوں کو
آرام و صبر دونوں مدت ہوئی سدھارے

آفاق میں جو شہرت اہل کرم جو سنتے
ہم رو سون رعد آسا بیتاب ہو پکارے

جل بجھ ہو اب تو بہتر مانند برق خاطف
جون ابر کسکے آگے دامن کوئی پسارے

تمنے تو عاشقی میں کھویا ہے جان کو بھی
صدقے ہیں میر جی کی دل ڈھونڈھتے ہیں وارے

اس باغ بے ثبات میں کیا دل صبا لگی
کیا کیا نہال دیکھتے ہیں پاؤں آ لگے

حرص و ہوس سے باز رہے دل تو خوب ہے
ہے قہر اس کلی کی تئیں گر ہوا لگے

تلخ ابتدا ہی جی کو بھی لگتی ہے اس نمط
جیسے کسو کی زخم پہ تیر اک دوا لگے

کسکو خبر ہے کشتی تباہوں کے حال کی
تختہ مگر کنارے کوئی بہکی جا لگے

ایسے لگی ہے گریہ ہیں بہت ساتھ کی گردش
جانے دو ایسی جور پری سی بلا لگے

وہ ہی چمن فسرروز تو بلبل ہی سانحہ
گل ایسے منہ کے آگے بھلا کیا بھلا لگے

جا لگتا تھا جو سیر سے [illegible]
کاروان جاتا رہا ہم ہائے سو آرہے [illegible]
بوئے گل بیٹھی [illegible]
ہم سے [illegible]
یارب کسو تو دوست کی [illegible]
سب جا رہے [illegible]
عالم تمام [illegible]
مقصود [illegible]
[illegible]

ہر کوئی اس مقام مین دس روز — اپنی نوبت بجائے جاتا ہے
کھل گئی بات تھی سو اک اک پر — تو وہی منہ چھپائے جاتا ہے
یان بلتھین نکل گیا وان غیر — اپنی ٹکی لگائے جاتا ہے
روئے کیا دل و جگر کے تئین — جی بھی یان تو ہائے جاتا ہے
کیا کیا ہے فلک کا مین کہ مجھے — خاک ہی مین ملائے جاتا ہے
نہ جھین کچھ ہے انکی تئین ہر گام — عرق شرم آئے جاتا ہے

قطعہ

جائے غیرت ہے خاکدان جہان — تو کہان منہ اوٹھائے جاتا ہے
دیکھہ سیلاب اس بیابان کا — کیسا سر کو جھکائے جاتا ہے

وہ تو بگڑے سے ہے میر سے ہر دم
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

کعبے مین جان بلب تھے ہم دوری بتان سے — آئے ہین پھر کے یارو ابھی خدا کی یان سے
تصویر کی سے طایر خاموش رہتے ہین ہم — جی کچھ اچٹ گیا ہے اب نالہ و فغان سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان — رکھتی ہے چھیڑ میری خاشاک آشیان سے
کیا خوبی اوسکی منہ کی ای غنچہ نقل کریے — تو تو نہ بول ظالم بو آتی ہے دہان سے

چلتا نہین ہی دل پہ کچھ اسکی بس و گرنہ
عرش ۂ عاجزون سی اکثر ہلا گیا ہی

ہم گو نہون جہان مین آخر جہان تو ہو گا
تو نی بدی تو کی ہی ظالم بہلا گیا ہی

ہی منہ پہ میر کی کیا گرد ملال تازہ
یہ خاک مین ہمیشہ یونہین رلا گیا ہی

کیا تن نازک ہی جان کو بہی حسد جس تن پہ ہی
کیا بدن کا رنگ ہی تہ جسکی پیراہن پہ ہی

گرد جب اٹھتی ہی اک حسرت سی رہ جاتی ہین [illegible]
وحشیان دشت کی آنکھ اس شکار افگن پہ ہی

کثرت پیکان سی میری ہو گئی ہیئت ہی اور
اب شرف دلکو ہماری پارۂ آہن پہ ہی

کون یون ای ترک رعنا زینت فتراک تہا
خون سی گل کاری عجب اک زین کی دامن پہ ہی

سر اٹھانی کی نہین ہی ہمکو فرصت عشق مین
ہر دم اک تیغ جفا کی تازہ یان گردن پہ ہی

نوحہ کر کر مجھکو دکھلایا غم دل نی نہان
شیون اب موقوف یارو نکا کی شیون پہ ہی

ہو چکا رہنا ہمارا بستی مین آخر کب تلک
نالۂ شب سی قیامت روز مرد و زن پہ ہی

خرمن گل سی لگی ہین وی ری سی کو ٹک دیکھ
تو ہی روزی سی ہماری رنگ اک گلخن پہ ہی

دی بہری پلکین الٹ دیتی ہین صف ای آہنین
اب لڑائی ہند مین سب اس سپہ پٹن پہ ہی

تو تو کہتا ہی کہ مین نی اس طرف دیکھا نہین
خون ناحق میر کا پہ کسکے پہر جہون پہ ہی

مرین شوق پرواز گلشن مین کیونکر
اسیرون کی یان کون پروا کری ہی

قیامت ہی ہر دم الم پر بلا کری ہی
بنی صورتین کیسی کیسی بگاڑا رہا ہین

سمجھتی نہین ہم فلک کیا کری ہی
خطا و قشا ان کیا خون دل سی تو بو لا

بہت اتہو نگہین اٹہا کر رہا ہی
ہلاک آپ کو ہم مت کر دوا سنی

کسو کی وہی شعور آ ہو ابیا کری ہی

[illegible]

مرتے ہوئے بھی ہمکو صورت نہ آ دکھائی
وقت اخیر اپنا منہ کو چھپا کے بیٹھے

عزلت نشین ہوئے جب دل وداع ہو گیا
یعنے کہ عاشقی مین ہم گھر جلا کے بیٹھے

جو کفر جانتے تھے عشق بتان کو وے ہی
مسجد کو آ گئے آخر قشقہ لگا کے بیٹھے

شور متاع خوبی اس شوخ کا بلا تھا
بازاری سب دکانین اپنی بڑھا کے بیٹھے

کیا اپنی اور اسکی اب نقل کریے صحبت
مجلس سے اٹھ گیا وہ ٹک ہم جو آ کے بیٹھے

کیا جانیے تیغ اسکی کب ہووے عاشق
یون چاہیے کہ سر کو ہر دم جھکا کے بیٹھے

قطعہ

بہو لونکی سیج پر سے جو بید ماغ اٹھے
مسند پہ ناز کی کے جو تیوری چڑھا کے بیٹھے

کیا غم اوسے زمین پر بے برگ و ساز کوئی
خار و خسک ہی کیون نہ بستر بچھا کے بیٹھے

وادی قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب
مرشد کی ڈھیر پر ہی شاید کہ جا کے بیٹھے

جانے مین قتل گہ سے ترا اختیار ہے
پر جا مین جو گئی ہین سو رہ پر غبار ہے

ہم آپ سے گئے سو آئے کہان سے گئے
مدت ہوئی کہ اپنا ہمین انتظار ہے

بس وعدۂ وصال سے کم دے مجھے فریب
آگے ہی مجھکو تیرا بہت اعتبار ہے

سر تابی اوس سے طائر قدسی نکر سکے
اوس ترک صید بند کا وہ تو شکار ہے

جتنے رہنگے کیونکر ہم اے طبیب نادان
بیمار اس سی تسپر مطلق دوا نہ پہونچے

لایق تری نہین ہے خصمی غیر لیکن
وہ باز کیون کہ آوے جبتک سزا نہ پہونچے

ہر چند میر خوبان سر سجدہ نہین مارے
پر اونکی دامنون تک دست دعا نہ پہونچے

بن آہ دل کا رکنا بیجا نہین ہمارا
کیا حال ہووے اوسکا جسکو ہوا نہ پہونچے

اپنے سخن کی اس سے کس طور راہ نکلی
خط اوس طرف نجاوے قاصد گیا نہ پہونچے

وہ میر شاہ خوبی بہر قدر دور اسکی
درویش بینوا کی اوس تک صدا نہ پہونچے

کرتا ہے کب سلوک وہ اہل نیاز سے
گفتار اوسکی کبر سے رفتار ناز سے

یون کب ہمارے آنسو پچھین ہین کہ تو نے شیخ
دیکھا کبہو اپنے ہر مژہ نیم باز سے

خاموش رہ سکے نہ تو بڑھ کر بہی کچہ نہ کچہ
سر شمع کا کٹے ہے زبان دراز سے

اب جا کسو درخت کے سایے مین بیٹھیے
اسطور پہر نہ لگ تمکین پر گو ساز سے

یہ کیا کہ دشمنون مین مجھے سان نے لگے
کرتے کسو کو ذبح بہی تو امتیاز سے

مانند شمع ٹپکے ہے پڑتی ہین انہو اشک
کچہ جلتے جلتے ہو گئی ہین ہم گداز سے

شاید کہ آج رات کو تہی میکدے مین میر
کہیلے تہا ایک مغبچہ مہر نماز سے

ہمسایۂ مجبور رات کو روہا ہی کرے ہین
سو سکتے نہین بیچارے مری نالہ کشی سے
اب ہم بہی بڑے بیٹھتے ہین آنکہ کسی سے
اس شیخ کا تمکین سے آنا ہے قیامت
کہتا ہے کہ آ ہم نفسان تم تو ابہی سے

کیا رنگ و بو باد سحر سب ہین گم راہ	کیا ہی جو اس چمن مین ہی ایسی ہوا چلی
تو دو قدم جو راہ چلا گرم اے نگار	مہندی کف کی آگ دلونمین لگا چلی
فتنہ ہی اسی شہر مین برپا ہزار جا	تلوار اسکی چال پہ کیا ایک جا چلی

یہ جور و جور کش تھی کہان آگی عشق مین
تجھ سے جفا و میر سے رسم وفا چلی

آہ رو کون جانی وائی کس طرح گھر کی ترے	گاڑ دیوین کاش مجھکو بیچ مین در کی ترے
لالہ و گل کیون نہ پھیکی اپنی آنکھونمین لگین	دیکھنے والی ہین ہم تو رنگ احمر کی ترے
ڈیرہ ڈالی ہی اکی گو کہ بلبل تو ہی چپ	یاد ہین سبکی تئین وی چہچہی پر کی ترے
آج کا آیا تجھی کیا یاد وی ہم حیران ہین	ڈھونڈھنی والی جو ہین الشیخ اکثر در کی ترے
دیکھ اسکو حیف کھا کر سب مجھی کہنے لگی	وائی تو گھر ہین یہی اطوار دلبر کی ترے
تازہ تر ہوتی ہین گل سے بھی تو نازکی نہال	صبح اٹھتی ہین بچھی جو پھول بستر کی ترے
مشک عنبر طبلہ طبلہ کیون منہو کیا کام ہے	ہم دماغ آشفتہ ہین زلف معنبر کی ترے
جیمین وہ طاقت کہان جو ہجر مین سمہلا رہین	اب ٹھہرتی ہی نہین ہین پاؤن ٹک سرگر کی ترے
داغ جیسے سحر جو ہین بلبل کی دلبر کسکی ہین	یون تو آئی گل ہین ہزارون آشنا زر کی ترے
کوئی آب زندگی پیتا ہی یہ زہر اب چھوڑ	خضر کو شتی ہین سب مجروح خنجر کی ترے

کیا تمھین چھاؤن تو اور ہم کب ہو
سمل چڑھی سلام سب ہو
بھی ہم کا سمجھنا کب ہو
تحسین اور سگا کی مقام سب ہو

جو ہی سو پائمال غم ہے میر
چال بیڈول ہے زمانے کی

قطعہ

[illegible]

جگر سب جل گیا لیکن یہ باقی نہین اپنی
صبا داس آتشین خو کو مخالف کچہ لگا دیوے

کوئی بہی میر سے درویش سی یون دور پہرتا ہی
ٹک اس درویش سی مل جل کہ تجہکو کچہ دعا دیوے

کیا خور ہو طرف یار کے روشن گہری سی
مانا ہی حضور اسکی چراغ سحری سے

سبزان چمن ہووین برابر تری کیون کر
لگتا ہی تری ساق کو بہی ننگ پری سے

ہشیار کہ ہی راہ محبت کی خطرناک
مارے گئی ہین لوگ بہت بیخبری سے

ایک آن مین عنائیان تری تھین سو سو
کب عہدہ برائی ہوئی اس شیوہ گری سے

زنجیر تو پاؤن مین لگی رہنے ہمارے
گیا اور بہی رسوا کوئی آشفتہ سری سے

جب لب تری یاد آتی ہین آنکہون سی ہمارے
تب ٹکڑی نکلتی ہین عقیق جگری سے

عشق آنکہون سی تجہے کہی کیا میر چہپی ہے
پیدا ہی محبت تری مژگان کی تری سے

کچہ کرو فکر مجہ دوانے کی
دہوم ہے پہر بہار آنے کی

دل کا اوس کنج لب سی دی ہی نشان
بات لگتی تو ہی ٹہکانے کی

وہ جو پہرتا ہی مجہسے دور ہی دور
ہے یہ تقریب جی کی جانے کی

تیز یون ہی نہ تہی شب آتش شوق
تہی خبر گرم اوسکے آنے کی

ایک سمین ہم فقرا سے اگر صحبت رکھتے تھے
اور تھی توفیق نہین تو یہ کی ہمت رکھتے تھے
[illegible]

[illegible]

کل کہتے ہیں اس بستی میں میر جی مشتاقانہ ہو کر
تجھ سے کیا ہے جان کر دشمن وے بھی محبت رکھتے تھے

باریک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے
دل ہاتھ ہو سے آوے اسکا خیال کیا ہے

جو بیکلی ہے ایسی جا ہے گلو کی اتنی
کیا جانے ہم صفیر و ثواب کی سال کیا ہے

پہونچا ہے ہم علاقہ اے عزتی کسو سے
کرنا معاش اکیلے اتنا کمال کیا ہے

آغاز تو یہ ہے کچھ روتی ہیں خون ہر دم
کیا جانے عاشقی کا یارو مآل کیا ہے

پامال راہ اسکی کر کیا عزیز دیکھے
آئے نہ جب سمجھ میں گردن کی جال کیا ہے

وہ سیم تن ہو ننگا تو لطف تن پہ اوسکے
سوچے گئے تھے صدقہ اک جان مال کیا ہے

سرگرم جلوہ اوسکو دیکھے کوئی سو جانے
طرز خرام کیا ہے حسن و جمال کیا ہے

قطعہ

مین بنو اعزا تھا بوسے کو اون لبوں کے
ہر دم صدا ہی تھی دیر گذر زوتا ل کیا ہے

مر چپ ہی لگ گئی جب ان نے کہا کہ کوئی
پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

گہ آپ میں نہیں ہو گہ منتظر کہیں ہو
کچھ میر جی تمہارا ان روزوں حال کیا ہے

جیسے اندرہ محرم عشق کب تک دل لگے
عید سی ہو جائے اگر ہاں لگے جو تو گلے

[illegible]

نازو خشم و بید ماغی و سطر فسوسب ہین کچہ
دیکہہ گل کو ٹک کہ ہر یک سر کچہ پا لیتا ہی یار
کانپتا ہون مین تو تیری ابرونکی خم ہو ہے
اشک پر در پیچ جاتی آتی تہی چشم زار سے

کچہ کسو بہی طور کی رنجش بہلا اید ہر سری ہے
اس سے پیدا ہی کہ عزت اس چمن مین زر سے ہے
قشقہ پرہ کیا مجہی تلوار کی کچہ ڈر سی ہے
ہر نگہہ کا تار یا تار رشتہ گوہر سی ہے

باد دیدہ ہی مین پڑ ا پاتی ہین جب تب تجکو میر
کیا خفا ہی خانمان برباد کچہ تو گہر سی ہے

نہ گلشن ہین چمن پر اپنی بلبل تجہکو چاوی ہے
نہین ٹک بیٹہنی دیتی تم اپنی بزم مین ہمکو
رہائی جنگل باز فلک سی مجہکو مشکل تہی
گلی مین اپنی قدر عن کر رکہو آئی نہ پاؤن مین
طپش سی رنگ اڑ جاوی تو قلق سی جان گہبراوی
در گلزار پیشہ از صبح وا کی باغبان مست کر
کوئی صورت نہین اس گہر سی اب تیری نکلنی کی
مجہی منظور کیا ہی زلف خال و خط خوبان سی
لگی ذہن او رس وا دی مین گمراہی کی ہی باعث

سپاس ایزدکی کرچنی کہ یہ ڈالی نوادی ہے
مروت رسم تہی مدت کی تمنی اٹہادی ہے
مرے یہ نبر چڑہا کسی ہوانی جہر بادی ہے
کہین کیا اور بہی دل کی لگانی کی منادی ہے
دریا ہی دل آہی ہمکو یا کوئی بلادی ہے
اڑا لیتی ہی مٹی بہی صبا اک جور بادی ہے
قیامت کی ہی چمن نئی آہ سی تجکو کہادی ہے
خدائی دیکہنی کی لت سی آنکہونکو لگادی ہے
سلیم الطبع کو تو یا نو الکاہر کشش بادی ہے

رو تا پہرا ہون برسون ہو چمن چمن مین
کو چہ مین اسکی یکسر گلکاری ہو گئی ہے
یک جا اگر بہت سے ناتمامی ور نہ
سب مین وہی حقیقت یان ساری ہو گئی ہے
جیسے خاک کی برابر ہمکو کیا فلک نے
طبع خشن مین تب کچہ ہمواری ہو گئی ہے
مطلق اثر نہ دیکہا مدت کی آہ و زاری
اب نالہ و فغان سی بیزاری ہو گئی ہے

[illegible]

[illegible]

رہے خیال نہ کیون ایسے ماہ طلعت کا | اندھیرے گھر کا ہمارے وہی اجالا ہے
دلون کو کہتے ہین ہوتی ہے راہ آپس مین | طریق عشق بھی عالم سے کچھ نرالا ہے

ہزار بار گھڑی بھر مین میر مرتے ہین
انہون نے زندگی کا ڈھب نیا نکالا ہے

بے مہر و وفا ہے وہ کیا رسم وفا جانے | الفت سے محبت سے مل بیٹھنا کیا جانے
دل دیر کی ہے جاتی کچھ بتخانے سے کعبے کو | اس راہ مین پیش آوے کیا ہمکو خدا جانے
ہے محو رخ اپنا تو آئینے مین ہر ساعت | صورت ہے جو کچھ دل کی سو تیری بلا جانے
کچھ اسکی نہ ہے مٹھی اس باغ مین گذری ہے | جو زخم جگر اپنے جون غنچہ چھپا جانے
کیا سینے کی جلنے کو ہنس ہنس کے اڑاتا ہون | جب آگ کوئی گھر کو اس طور لگا جانے
مین منتی بھی بیجاؤن دروازے کی اسکی تو | اس درد محبت کی جو کوئی دوا جانے
اپنے تئین بھی کھانا خالی نہین لذت سے | کیا جانے ہوس پیشہ چکھے تو مزا جانے
یون شہر مین بہتیرے آزاد و ہندی ہین | تب جانیے جب کوئی اس ڈھب سے ستا جانے
کیا جانون رکھو روزے یا دار وہ ہے مشکل | کردار وہی اچھا تو جسکو بھلا جانے

آگاہ نہین انسان اے میر نوشتے سے
کیا جانیے ہے میر جو طالع کا لکھا جانے

پرچھیون پر کہین نہ بٹ جاوے
دل صفوف مژہ مین تنہا ہے
وہ بھی آ نکلا تو تماشا ہے
شور بازار مین ہے یوسف کا
مجکو یکسر ہزار سودا ہے
دل مین ہر گہہ خیال و خلوت ہے
وصل عقل اوس مقام مین کیا ہے
شور ہم ہی جنون کا جس جا ہے
ایسی کہانی اگرچہ [illegible]
[illegible]
دیکھو مین [illegible]
[illegible]

کوئی ہر دل کھینچے جاتی ہین ادہر	فضولی ہے تجسس یہ کہ کیا ہے
مرون مین اسمین پارہ جاؤن جیتا	یہی شیوہ مرا مہر و وفا ہے
صبا اودہر گل اودہر سرو اودہر	اسکے باغ مین اتبو ہوا ہے
تماشا کردنی ہے داغ سینہ	یہ پہول اس تختے مین تازہ کہلا ہے
ہزارون ان نئی ایسی کی ادائین	قیامت جیسے ایک اسکی ادا ہے
جگہ افسوس کی ہے بعد چند ے	ابھی تو دل ہمارا بھی بچا ہے

قطعہ

جو چپکے ہون کہو چپکے ہو کیون تم	کہو جو کچھ تمہارا مدعا ہے
سخن کریے تو ہووے حرف زن مین	بس اب منہ موند لی مین نے سنا ہے

قطعہ

کب اس بیگانہ خو کو سمجھے عالم	اگرچہ یار عالم آشنا ہے
نہ عالم مین ہے نے عالم سے باہر	یہ سب عالم سے عالم ہی جدا ہے

لگا مین گرد سر پہرنے تو بولا
تمہارا میر صاحب سر پہرا ہے

دیوانگی مین گاہ ہنسے گاہ رو چکے	وحشت بہت تہی طاقتین ہاتی کہو چکے

نظر آتے نہین تنہا ہے
آج تک فتنہ ایک برپا ہے
دل کھینچے جاتے ہین اوسکی اور
سارے عالم کی یہ تمنا ہے
برسون رکہتا ہے دیدہ تر پر
پارہ دامن کا سینہ دریا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جیکو بچار کہینگے تو جا بجا لگیگے عشق مین
ہر چند میر صاحب و قبلہ ہین منکر ہے

دل خستہ پاس ہم عشق سی اوٹھایا چاہیے
ایکدن تہ کر بساط ناز جایا چاہیے

یہ قیامت اور جی پر کل گئی پالیسے ہین
دل خس و خاشاک گلشن سے لگایا چاہیے

خانہ ساز دین جو ہے واعظ سو یہ خانہ خراب
زینت کی خاطر جسی مسجد کو ڈہایا چاہیے

کام کیا بال ہما سی چتر شہ سے کیا غرض
سر پراک دیوار ہی کا اسکی سایا چاہیے

اتقا پر خانقہ والی بہت مغرور ہین
مست ناز ایدہر اونسے یکبار لایا چاہیے

کیا ریون ہی مین پڑی رہیگا ساقی کی روش
ابر ہے ہوتی ابکی موسم گل کا آیا چاہیے

یہ ستم تازہ کہ اپنی ناکسی پر کر نظر
جن سے بگڑا چاہیے اون سے بنایا چاہیے

جی نہین رہتا ہے ٹک ناچار ہمکو اسکی اور
گرتی پڑتی ضعف مین بہی روز جایا چاہیے

گاہ برقع پوش ہو گہ ہو پراگندہ کرو
تمکو ہمسے منہ بہر صورت چھپایا چاہیے

وہ بہی تو ٹک دست تیغ اونکی جاتی قدر میر
زخم سارا ایکدن اسکو دکہایا چاہیے

عشقین فراست ہوئی خلطت کی تہمت ہوئی
آخر آخر جان دی یارون نے یہ صحبت ہوئی

عکس اس بیدید کا تو متصل رہتا ہے صبح
دن جو ہے کیا جانون آئینے کی کیا صورت ہوئی

گو بنی روز جزا ہی مرنا کشتنین ابنی ہوا
لیکن اس بیماری جانکاہ سے فرصت ہوئی
بے زبان جو کہتے ہین ہمکو سو چپ رہ جائینگے
شہر کی مین جشن کو ہر بات کی رخصت ہوئی
ہم نہ کہتے تہی کہ نقش اوسکا نہین نقاش سہل
چاند سارا لگ گیا تب نیم رخ صورت ہوئی
اس غزل پر شام سی تو صوفیونکو وجد تہا
ہم نہین معلوم ہم مجلس کی کیا حالت ہوئی

[illegible]

ہو سکتی ہین سدّ رہ پلکین کہین رونے کی
تب تو نہ زبان چھوٹے تب کاہیکا صرفہ ہے
دل جانی ہے جون وکر شبنم نہ کہا گل سے
خط رسم زمانہ تھی ہمنے ہی لکھا اسکو
رنگ گل و بوے گل ہوتے ہین ہوا دونون

تنکون سے گرہی ہے کب ریا جو بہا چاہیے
بے صرفہ کہی کیون جو کہیے کہ کہا چاہیے
اب ہم تو چلے یان سے رہو تو جو رہا چاہیے
تہ دل لکھی کیونکر عاشق جو لکھا چاہیے
کیا قافلہ جاتا ہے جو تو بھی چلا چاہیے

ہم میر ترا مرنا کیا چاہتے تھے لیکن
رہتا ہے ہوئی بن کب جو کہیے ہوا چاہیے

آنکھ پڑیون کو اسکی خاطر خواہ کیونکر دیکھیے
گرچہ زردی رنگ کی بہی ہجر کی ہے وے ولے
ایکی گل ہم بہی پروانے کے اور چشمک زنی ہے نو
آتی ہو جب جان یان آنکھون مین آ رہتی ہو وہ
اتنا بے سرخی ابہی سے ہے تو آگے ہم نشین
دیر و کعبے سے ہی اٹک جہپکی نہ چشم شوخ یار
پڑ رہے یون صید گہ کی گنج مین تو حسن کیا
برسون گذری خاک ملتی منہ آئینے کی طرح

سو طرف جب دیکھیے لیکے نگہ اودہر دیکھیے
منہ مراد یکہو ہو گیا یہ کو فتح جی پر دیکھیے
اور دل اپنا بہی جلتا ہے بہت پر دیکھیے
دیکھیے ہمکو تو یون بیمار مضطر دیکھیے
بنگلا وی لیسے کیسے دیدۂ تر دیکھیے
شوق کی افراط سے تا چند گہر گہر دیکھیے
عشق جب سے تب گلی کو زیر خنجر دیکھیے
کیا غضب ہے آنکہ اوٹھا کر تک تو ادہر دیکھیے

ہم ہوئے عشق سے تو واقف نہین یان لیکن
سینے مین جیسے کوئی دل کو ملا کرتا ہے
کیا ہے جیسے دراغ دل ہے تاب وی جاتا ہے سارا
اور بت کی ایک شکایت راہ و روش کی کہیے
پردے مین ۲۰ سو کی ہمت نہ الکرتا ہے
جانے وہی جو کوئی ظالم وفا کرتا ہے
[illegible]

نہ آنے کا ہے وہ بیگانہ دیکھا مگر ہرگز ... [illegible]
[illegible]

نہ نپ [illegible] جب سے بیمار ہوا ... [illegible]
[illegible]

قطعہ

گھہ سرگذشت آنی فرہاد کی نکالے … مجنون کا گاہی قصہ بیٹھا لکھا کرے ہے

ایک آفت زمان ہی یہ میر عشق پیشہ +
پردی مین ساری مطلب اپنے ادا کرے ہے

یار بن تلخ زندگانے تھے … دوستے مدعی جانے تھے
سر سے اسکے ہوا گئے نہ کبھو … عمر برباد یو نہین جانی تھے
لطف پر اسکے ہمنشین مت جا … کبھو ہم پر بہی مہربانے تھے
ہاتھ آتا جو تو تو کیا ہوتا + … بر سون تک ہمنے خاک چھانی تھی
شیب مین فائدہ تامل کا … سوچنا تب تہا جب جوانی تھی
میرے قصے سے سب کی نیندین نین … کچھ عجب طور کی کہانی تھی
عاشقی جی ہی لے گئی آخر … یہ بلا کوئی ناگہانی تھی +
اوس رخ آتشین کی شرم سے رات … شمع مجلس مین پانی پانی تھی +
پہر سخن نشنوی ہے ویسے ہے … رات ایک آدہ بات مانی تھی
کوئی قاتل سے بچ کے نکلا خضر … اسی مین اسکی زندگانی تھے
فقر پر بہی تہا میر کے ایک رنگ … کفنی پہنے سو زعفرانے تھے

مشتاق ہم جو ایسے سو ہم ہی ہے بے پروا
ہے پر غبار عالم جانا ہی یان سے اچھا
گل باغ مین گئے تھے روئی چمن چمن ہم
جانان کی رہ سے آنکھین جس تس کی لگ رہی تھین

جب اس طرف سے نکلے تب منہ کو اپنے ڈھانکے
اس خاکدان مین رہ کر کیا کوئی خاک چھانکے
کچھ سرو مین جو پائی انداز اس جوان کے
رفتہ ہین لوگ ساری یان پانو کے نشان کے

خمیازہ کش رہی ہی اے میر شوق سے تو
سینے کے زخم کی کہہ کیونکر رہین گے ٹانکے

برسون ہوئے گئے ہوئی اس مہ کو بام سے
تڑپے اسیر ہونی جو ہم یک اٹھا غبار
دنبالہ ہر نگاہ ہے صد کاروان اشک
محو اس دہان تنگ کے ہین گو کوئی کچھ کہو
یوسف کی پیچھے خوار زلیخا عبث ہوئی
لڑکے ہزارون جھولیمین پتھر لیے ہین ساتھ
وہ ناز سے چلا کہین تو حشر ہو چکے
جھک جھک سلام کرنے سے سرکش ہوا اور
وے دن گئے کہ آنکو یک جا معاش تھے

کاہش مجھے جو ہے وہی ہوتی ہی شام سے
سو جہانا ہمکو دیر تلک چشم دام سے
برسے ہے ابر چشم بڑی دہوم دہام سے
رہتا ہے ہمکو عشق مین کام اپنے کام سے
کب صاحبی رہی ہی بھلا ایسے غلام سے
مجنون بہر لہے کاہیکو اس ازدحام سے
پھر بحث آپڑیگی اسیکے خرام سے
ہو بیٹھے ناامید جواب سلام سے
آتا ہے اب تو ننگ اسی میر نام سے

ٹہیری ہے چرخ نیلے پہ انجم کی چشم شوخ
اس قصر مین لگا جو ہی کیالاجورد ہے

کسسے جدا ہوسے ہین کہ ایسے ہین دردمند
منہ میر جی کا آج نہایت ہے زرد ہے

وہ کہان ہو ہم جو دیکھے گئے چشم تر سے
ابر کیا کیا اوٹھے ہنگامی سی کیا کیا برسے

ہو برافروختہ وہ بت جو می احمر سے
آگ نکلی ہے تماشی کہ تئین تہپر سے

وہب کچہہ اچہا نہین برہم زدن شر رکا
کاٹ ڈالیگا گلا اپنا کوئی خنجر سے

تہا نوشتی مین کہ یون سوکہکے مرجاوینگے
استخوان تن پہ نمودار ہین سب مسطر سے

یون تو ہم درس گنہ کی بان ہم ہی تبان کہتے ہین
بات کو طول نہین دیتے خدا کی ڈر سے

یہ کہنے جو چلے ہی کہ ہو وہ فتنہ خرام
شہر مین شور قیامت اٹہی ہی ہر گہر سے

عشق کی کوچہ مین پہر پاؤن نہین کہنے کو ہم
ایکی ٹل جاتی ہے کلوا ئہہ اگر سر سے

مہر کی اسی توقع غلطے اپنے سے تہے
کہین دلداری ہوئی ہی ہے کسو دلبر سے

کوچہ یار ہے کیا طرفہ بلاخیز مقام
آتے ہین فتنہ و آشوب چلی اودہر سے

ساتہہ سونا جو گیا اوسکا بہت دل تڑپا
برسون پہر میر یہہ پہلو نہ لگی بستر سے

مرادان پیر مرشد ہے مجہے ہے اعتقاد آسے
فراموش آپکو کرنا محبت مین زیادہ سے

253

چشمین کہین ہین جو شتابی کہین ہین چار رہے
آثار اب تلک ہین یارو نکی چشم تر کی

رہنی کی اپنی جاتو نی ویر ہے نہ کعبہ
اوٹھی جو اوسکی در سی تو ہو جیی کدہر کے

اس شعر و شاعری پر اچہی ہنر ہی نہ ہمسے
محو خیال شاعریون ہی ہین اوس کر کے

دنیا مین ہے بسیرا یارو سرای کا سا
یہ رہروان ہستی عازم ہین سب سفر کے

وی لی ہی چہاتیان ہین تو نسی جو ہر بہین
کیا ہی جو بوالہوس نے دو چار زخم کہائی جگر کے

تہ بیخودی کی اپنی کیا کچہ وری ہی رہی ہا
ہم بیخبر ہوئی ہین پہونچی کسو خبر کے

اس آستان کی دوری سی دم لگی تہا صبوحی
کیا کیسی آہ غم سے گہر کی ہو ٹوٹ در کے

خاک ایسی عاشقی مین سکدای بھی گئی گل
پاؤن تجنی سے اوسکی پر میر جی نہ سر کے

ہم نہ کہتے تہے رہیگا ہم مین کیا یاں سے گئے
سو ہی بات آئی اوٹہی آس پاس سے جان سے گئے

کیا بخود رہنا ہمارا کچہ رکہی ہے اعتبار
آپ مین آئی کہ ہو ہم تو مہمان سے گئے

جب تلک رہنا بنا دل تنگ غنچے سی سے رہے
دیکہئے کیا گل کہلیگا اب گلستان سے گئے

کیا غزالون سے کہو ہم بن وحشت بسیار ہے
کوہ بہی لائق ہی جب ہم بیابان سے گئے

لائی آفت خانقاہ و مسجد او پر وہ نگاہ
صوفیان بن سی گئی سب شیخ لائی ایمان سے گئے

دور کر خط کو کیا چہرہ کتابی اپنی صاف
اب قیامت ہی کہ سارے حرف قرآن سے گئے

[illegible]

شمس و قمر کی دیکھی جی او سمین جا رہی ہے
اوس دلفروز کی بہی رخسار ایسے ہی تہے

دامن کے پاٹ سارے تختے ہوئی چمن کے
لب اوسکے سرشک خونین و رکار ایسے ہی تہے

لوہو نہ کیون لاوی اونکا گداز ہونا
لیں دل جگر ہمارے غمخوار ایسے ہی تہے

ہر دم جراحت آسا اکب رہتی ہے ٹپکتے
ین دیدہ نمین کیا خونبار ایسے ہی تہے

آزارہ وہ دلونکا جیسا کہ تو ہے ظالم
اگلے زمانے مین بہی کیا یار ایسے ہی تہے

ہو جائے کیون نہ دوزخ باغ زمانہ ہم پہ
ہم بر حقیقتون کی کردار ایسے ہی تہے

دیوار سے پٹک سر مین ہو موا تو بولا
کچہہ اس ستمزدہ کی آثار ایسے ہی تہے

اک حرف کا بہی اون کو دفتر ہی کر دکہانا
کیا کہیے میر جی کی بسیار ایسے ہی تہے

کبہو میر اوس طرف آ کر جو چہاتی کوٹ جاتا ہے
خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے

خرابی دل کی کیا انبوہ درد و غم سی پوچھو ہو
وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر لوٹ جاتا ہے

شکست اوس سنگ آئی ہی بخود عاشق ہیچ دلبر
نشے مین مست سے جیسے کہ شیشہ پہوٹ جاتا ہے

نہ یون ہو وی کہ اودہہ جاون ہے افسوس کچہہ جاکہ
جب ایسا طائر خوش لہجہ بنس کر چہوٹ جاتا ہے

نہین کچہہ عقل مین آتا کہ دیوانا سا میر ادہر
کبہو آتا ہو ہے کیدہر کو مارے روٹ جاتا ہے

[illegible]

وہ گئی تھی جبا کر ابھی تو اس گلی مین سے پکار
چپکے چپکے میر جی تم اوٹھ کے پھر کیدہر چلے

غیرت سے دیکھ جسکو جا یہان کو گہر بنی ہی
پردے مین چشم ڈہکنے دیوار و کو بنی ہے

ہین دل گداز جسکی کچہ چیز یان وے ہین
ہوتی ہین ملتفت تو پہر خاک ہی رہنی ہے

شب جوش غم سے جسدم لگتا ہی دل تپیدنے
ہر زخم سینہ اسدم یک چشم تر بنی ہے

یان ہر گہڑی ہماری صورت بگڑتی ہیگی
چہرہ ہے وہان تو لکہ دو دو پہر بنی ہے

شکر کے صاف طینت نکلی ہی ورنہ ہوتے
پانی کہرہ جو ہووے تو پہر گہر بنی ہے

ہے شعبدہ کی فن مین کیا دست میکشون کو
زاہد او نہون مین جاکر آدمسی خر بنی ہے

نکلے ہی صبح ہی یہان صندل ملی جبین کو
عالم مین کام کسکا بی دردِ سر بنی ہے

سارے کنونکی اسی دل ہو جائیگی تلانے
صحبت ہماری وسکی ٹک ہی اگر بنی ہے

ہر یک سے ڈہب جدا ہی سارے زمانیکا
بنتے ہی جس کسو کی یک طور پر بنی ہے

برسون لگی رہی ہین جب مہر و مہ کی آنکہین
تب کوئی ہمسا صاحب صاحب نظر بنی ہے

یاران دیر و کعبہ دونو بلا رہے ہین
اب دیکہین میر اپنا جانا کدہر بنی ہے

یک عمر دیدہ ہاے ستمدیدہ تر رہے
آخر کو بیہوش بیہوش ہی تہر گر رہے

٢٥٦

بو گئی کمہلا ہی جاتی ہو نزاکت ہائی رے
ہاتھ لگتے میلی ہوتی ہو لطافت ہائی رے

یار بی پروا و مغرور ہمین بی اختیار
پیش کچہ جاتی نہین منت سماجت ہائی رے

سختے کھینچے کوہکن نی قیس نے رنج و تعب
کیا گئی برباد ان یارون کی محنت ہائی رے

شور اوٹہتا ہی ہو ہوتی جلوہ گر ہو ناز سے
ہیچنا قد کا بلا آفت قیامت ہائی رے

خانقہ والی ہی کچہ تہہ نہین الفت میں خوار
کہین گیسون کی گئی ہی مفت عزت ہائی رے

عشق مین افسوس ہی افسوس اپنا کر چکے
زیر لب کہتے رہی ہم ایک مدت ہائی رے

رنجکنے ہی کی ہے قابل یار کی ترکیب میر
واہ وا ری چشم و ابرو قد و قامت ہائی رے

رشتہ کیا ٹہیرے گا جیبی کہ نازک ہے
چاک دل پلکون سے مت سے کہ رفو نازک ہے

شاخ گل کا ہے کیا اس لطف سی لچکی ہے کہین
لاگ والا کوئی دیکھے تجھے تو نازک ہے

چشم انصاف سی بیرقع کو اوٹھا کے دیکھو
گل کی منہ سی تو گئی پردہ وہ رو نازک ہے

لطف کیا دیوے تہین نقش حصیر درویش
بوریا پوشون سی پوچھو تو یہ تو نازک ہے

بیر سی کہتا ہی تو آتا ہی نظر یار کا رنگ
کسقدر ہائی رے وہ جلد گلو نازک ہے

گل سمجھ کر نہ کہین بیکلی کر دی لگیو
بلبل اوس لالہ رخ شرمگین کی خو نازک ہے

رکھی تا چند خیال اس سر شیر کا میر
دل تو کا پنا ہی کرے ہی کہ سبو نازک ہے

٢٥٧

ہین پاؤن اسکی نازکی گل برگ سی بجا ہے
عاشق جو رنگ زمین انکو کتین چھپاوے

یون خاک منہ پہ مل کر کبتک پڑا کرو نہین
یارب زمین پھٹے تو یہ روسیہ سماوے

اے کاش قصہ میرا ہر فرد کو سناوے
تا دل کسو سے اپنا کوئی نہ یہان لگاوے

ترک بتان کا مجسے لینے مین قول تو نہین
کیا ان سے ہاتہ اوٹھاؤن گو سر مین جان جاوے

عاشق کو مر گئی ہی بنتی ہی عاشقی مین
کیا جان جسکی خاطر شرمندگی اوٹھاوے

جی مین بگڑ رہا ہے تب میر چپ ہے بیٹھا
چھیڑو ابھی تو کیا کیا باتین بنا کے لاوے

تجھ کنے بیٹھے گھٹا جاتا ہے جی
کاہشین کیا کیا اوٹھا جاتا ہے جی

یون تو مردے سے پڑے رہتے ہین ہم
پر وہ آتا ہے تو آجاتا ہے جی

ہائے اسکی شربتی لب سے جدا
کچھ بتاسا سا گھلا جاتا ہے جی

اب کے اوسکی راہ مین جو ہو سو ہو
یا دبی آتا ہے یا جاتا ہے جی

کیا کہین مستے کہ اوس شعلہ بغیر
جی ہمارا کچھ جلا جاتا ہے جی

عشق آدم مین نہین کچھ چھوڑتا
ہولے ہولے کوئی کہا جاتا ہے جی

اوٹھ چلے پر اوسکے غش کرتے ہین ہم
یعنے ساتھ اوسکے چلا جاتا ہے جی

آنہین پھرتا وہ مرتے وقت سب
حیف ہے اس مین رہا جاتا ہے جی

چولے یہان سے مسکی پہ آنکہین وہین چپکین	جب پیرہن گل بہی اس خوبی سے چٹ جاوے

ہے میر عجب کوئی درویش برشتہ دل
بات اسکی سنو تم جہاتی بہی بلبن جاوے

میر دریا ہے سنے شعر زبانی اسکی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اسکی

خاطر بادیہ سے دیر مین جاویگی کہین
خاک مانند بگولی کی اڑانی اسکی

ایک ہی عہد مین اپنی وہ پراگندہ مزاج
اپنی آنکہون مین نہ آیا کوئی ثانی اسکی

منہ تو ہو چار کا دیکہا ہے ہر بستی سے تمنے
اسی انداز سے تہی آتش کشانی اسکی

بات کی طرز کو دیکہو تو کوئی جادو تہا
پر ملی خاک مین کیا سحر بیانی اسکی

کہر کا تعوید رکہین اسکو بہت بہاتی ہے
وہ نظر پاون پہ وہ بات روانی اسکی

اوسکا وہ تجز تمہارا یہ غرور خوبی
منتین اونی بہت کین پہ نمانی اسکی

کچہ لکہا ہے تجہے ہر برگ پہ اے رشک بہار
رقعہ وارین ہین یہ اوراق خزانی اسکی

سرگذشت اپنی کس اندوہ سے سب کہتا تہا
سو گئی تم نہ سنے آہ کہانی اسکی

مرثیے دل کی کئی کہکے دئے لوگون کو
شہر دلی مین ہی سب پاس نشانی اسکی

میان سے نکلے ہی پڑتی تہی تمہاری تلوار
کیا عوض چاہ کا تہا خصمئے جانی اسکی

آبلی کی سی طرح ٹہیس لگی پہوٹ بہی
درد مندی مین گئی ساری جوانی اسکی

تک گریبان مین سر کو ڈال کے دیکھ	دل بھی دامن وسیع صحرا ہے
دلکشی اوسکے قد کی سے معلوم	سرو بھی یون جوان رعنا ہے

دست و پا گم سے گئے ہین تو نے میر
تیری بیطاقتی سے پیدا ہے

وہی سوزش ہوئی پھر جسسے اب تک سائیان ہین	ہما کی آشیانی مین جلے ہین استخوان میرے
عزیزان غم مین اپنے یوسف گم گشتہ کی ہر دم	چلے جاتے ہین آنسو کاروان در کاروان میرے
تمہاری دشمنی ہم تو دوستون سے لانہایت ہے	وگرنہ انتہا کینے کو بھی ہے مہربان میرے
لب و لہجہ غزلخوانی کا کسکو آج کل ایسا	گھڑی بھر کو ہوئی مرغ چمن ہمداستان میرے
نظر مت بند رہی پھر کر کے آنسوئی جہان پھرتون	ہوئے پرواز کے قابل پر ٹوٹے پر جہان میرے
کہا تک سر کو دیوار سے یون مار رکہے کوئی	رکھو تمکین اب پیشانی نصیب اپنے کہان میرے
مجھے پامال کر یکسان کیا ہی خاک سے تو بھی	وہی ہے صبح و شام در پئی آسمان میرے
خزان کی باد صرصر مین گلشن کی تطاول تھا	تبرک ہو گئی یکدست خار آشیان میرے
کہا مین تو قسمین طفلان تھی بازار کی کیا کیا	سخن مشتاق ہین اب شہر کے پیر و جوان میرے
زمین سر سبز ہو تہا کبک ذی رفتار رنگین سے	خرامان ناز سے ہے تو بھی اے سرو روان میرے

سخن کیا میر کرتے حسرت و اندوہ حرمان سے

جبسے دیکھا اوسکو ہنستے جی ڈوبہا جاتا ہی میر
اس خرابی کی یہ چشم روسیہ پانی ہوئے +

جنون کا عبث میرے مذکور ہے
جوانی دوانی ہے مشہور ہے
کہو چشم خونبار کو چشم تم
خدا جانے کب تک یہ ناسور ہے
فلک پر جو مہ ہے تو روشن ہے یہ
کہ منہ سے تیری نسبت دور ہے
گدا شاہ دونو ہین دل باختہ
عجب عشق بازی کا دستور ہے
قیامت ہی ہوگا جو رفع حجاب
نہ بے مصلحت یار مستور ہے
ہم اب ناتوانون کو مرنا ہے صرف
نہین وہ کہ جینا بہ منظور ہے
ستم مین ہمارے قسم ہے تمہین
کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے
نیاز اپنا جس مرتبے مین ہے یان
اسی مرتبے مین وہ مغرور ہے
ہوا حال بندے کا کچھ خراب
خدائے ابھی اسکے معمور ہے

گیا شاید اوس شمع رو کا خیال
کہ اب میر کے منہ پہ کچھ نور ہے +

آج کچھ بیتاب سے ہے وہ بھی
کیا ہے مست شراب ہی وہ بھی
مین ہی جلتا نہین حسد اوس سے
دور مجھسے کباب ہے وہ بھی

[illegible]

[illegible] ٢٦١

اب چمن مین جا نکلتے ہین تو جی لگتا نہین
پھول گل بھی میر اس بن دل بہت بیزار ہے
[illegible]

[illegible]

کیا جانوں شبنم تہ سے او وہر دل پہ کیا ہوا
کسکو خبر ہے میر سمندر کے پار کے

جب نسیم سحر ادہر جاہے
ایک سناٹا ہٹا گذر جاہے

کیا اس آئینہ رو سے کہیے ہاے
وہ زبان کیسے پہر مکر جاہے

جب سے سمجھا کہ ہم چلا ہو ہین
حال پہ سے ٹک آکے کر جاہے

وہ کہلے بال سو وے ہے شاید
رات کو جی مرا بکہر جاہے

دور اگرچہ گیا ہوں مین جی سے
کب وطن میرے یہ خبر جاہے

وہ اگر حت چہڑ ہا رہا ایسا
آج کل جی سے مہ اتر جاہے

جے نہین میر مین نہو لوتند
بات کہتے لبے وہ مر جاہے

وزدیدہ نگہہ کرنا پہر آنکہہ ملانا بہی
اس لوٹتے دامن کو پاس آ کے اٹہانا ہے

پامال عاشق کو منظور رکہی جانا
پہر چال کڈہب چلنا ٹہوکر نہ لگانا ہے

برقع کو اٹہا دینا پر آدہی ہی چہرے سے
کیا منہ کو چہپانا ہی کچہہ جہنکے دکہانا ہی

وکیہ آنکہیں مری نیچا کر رہنا تہہ ہی
ظاہر مین ستانا ہی پر چپکے جتانا ہی

صحبت ہی یہ ویسی ہی ہوا ہی جانکی آسایش
ساتہہ ان کی سونا ہی پر منہ کو چہپانا ہے

اس تنگنائی دہر مین تنگی نفس نے کی | جون صبح اکدم ہی رہے ہم جو یان رہے

اک قافلے سے گرد ہماری نہ تک اوٹھے
حیرت ہے میر اپنے تئین ہم کہان رہے

کیا حال بیان کرے عجب طرح پڑی ہے | وہ طبع تو نازک ہے کہانی یہ بڑی ہے
کیا فکر کرون مین کہ ٹلی آگی سے گردون | یہ گاڑی مری راہ مین بیڑوا اڑی ہے
ہی چشمک انجم طرف اس مہ کی اشارا | دیکھو تو مری آنکھ کہان جا کی لڑی ہے
کیا اپنی شمر ریزی کہین پلکون کی صف کے | ہم جانتے ہین ہم پہ جو یہ باڑھ جہڑی ہے
وے دن گئی جو پہرون لگی رہتی تہین آنکھین | اب یان ہمین مہلت کوئی پل کوئی گہڑی ہے
ایسا نہوا ہوگا کوئی واقعہ آگے | اک خواہش دل ساتہ مری جیتے گڑی ہے
کیا نقش مین مجنون ہی کی تہی فنگی عشق | لیلے کی بہی تصویر تو حیران کہڑی ہے
جاتی ہین چلے متصل آنسو جو ہماری | ہر تار نگہ آنکھون مین موتی کی لڑی ہے
کہینچتا ہے نہین ہمسے قد خم شدہ ہرگز | یہ سست کمان ہاتہ پر اب کتنی کڑی ہے
گل کہائی ہین افراط سے مین عشق مین اسکے | اب ہاتہ مرا دیکھو تو بیوٹونکی چہڑی ہے

وہ زلف نہین منعکس دیدۂ تر میر
اس بحر مین اشعار سے زنجیر پڑی ہے

[illegible]

نہ بہائیں تجھے میری باتیں و لیکن نہ — رہی رہ ہو تم ٹھہرو نہیں اس گفتگو سنے

رقیبوں سے سر جوڑ بیٹھو ہو کیوں کر — ہمیں تو نہیں و سیتے تک پاؤں چھونے

پھر اس سال سے پھول سونگھا نہ میں نے — دوانا کیا تھا مجھے تیری بو نے

مدا وا نکرنا تھا مشفق ہمارا — جراحت جگر کے لگے دکھنے دو نے

کٹر یا کسو کو کھپایا کسو کو — ہرائی ہی کے سبب اوس خوبرو نے

وہ کسرا کہ ہے شور جسکا جہانمیں — پڑین ہینگے اسکے محل آج سونے

تری چال ٹیڑہی تری بات روکھے +
تجھے میر سمجھا ہے یان کم کسو نے

پڑہ بازی سے چرخ گردان کے — سر ہمارے ہین گوے میدان کے

جی گیا اوسکے تیر کے ہمراہ — تہے تواضع ضرور مہمان کے

ہین یہ مژگان وابرو کہ خنجر و تیغ — ترچھی پلکین ترے بھوین بانکے

پھوڑ ڈالینگے سر ہی اوسکے پر — منت اوٹھتے نہیں ہے دربانکی

سیر دامن سے گفتگو کر سے + — بات بگڑی لب گریبان کے

اوس بت شوخکی ہی طینت مین — دشمنی میرے دین وایمان کے

آدمی سے ملک کو کیا نسبت — شان ارفع ہے میر انسان کے

[illegible]

وہ دیدہ ہے شکستگی دل سے
کیا عمارت غمون نے ڈھائی ہے

ہے تقنع کہ لعل ہین وے لب
یعنی اک بات سے بنائی ہے

دلسے نزدیک اور اتنا دور
کسے اوسکو کچھ آشنائی ہے

بیستون کیا ہے کوہکن کیسا
عشق کی زور آزمائی ہے

جس مرض مین کہ جان جاتی ہے
دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے

یان ہوئے خاک سے برابر ہم
وہان وہے ناز خودنمائی ہے

ایسا موتی ہے زندہ جاوید
رفتۂ یار تھا جب آئی ہے

مرگ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دوانے نے موت پائی ہے

سیر کی ہمنے ہر کہین پیارے
پھر جو دیکھا تو کچھ نہین پیارے

خشک سال وفا مین ایک مدت
پلکین لوہو مین تر رہین پیارے

یک نظر دیکھنے کی حسرت مین
آنکھین تو پانی ہو بہین پیارے

پہنچے ہے ضعف سے یہ اب حالت
جہان بیٹھا رہا وہین پیارے

تجھ گلے مین رہے ہے میر مگر
دیکھین ہین جب نہ تب نہین پیارے

کب ہی میر ملک داروں سے
وہ گدائی شہ ولایت ہے

مطرب سے غزل میر کی کل میں نے پڑھائی
اللہ رے اثر شب کے تئیں رفتگی آئی

اس مطلع جانسوز نے آ اوس کے لبوں تک
کیا کہیے کہ کیا صوفیوں کی چھاتی جلائی

خاطر کے علاقے کے سبب جان کھپائی
اس دل کے دہڑکنے سے عجب کوفت اٹھائی

گو اوس رخ مہتابی سے داماں چاندنی چھٹکی
یاں رنگ شکستہ سے ہی چھٹتی ہے ہوائی

ہر بحر میں اشعار کے عمر کو کھویا
اس گوہر نایاب کی کچھ بات بنائی

بہتیرے نے ٹیلیں اوس آبروے خوار کے ہلتے
لاکھوں نہیں اوس دل و باش نے تلوار چلائی

دل اور جگر جل کے مرے دونوں ہوئے خاک
کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا آگ لگائی

قاصد کے تصنع نے کیا دل کے تئیں داغ
بیتاب مجھے دیکھہ کے کچھ بات بنائی

چپکی ہی مری آنکھہ لب لعل بتاں سے
اس کے تئیں جانتی ہے ساری خدائی

میں دیر پہونچ کر نہ کیا قصد حرم پھر
اپنی سے جرس نے کی بہت ہرزہ درائی

فریاد نہیں نکہوں ہے گلزار میں ہر صبح
بلبل نے مری طرز سخن صاف اوڑائی

مجلس میں مری ہوتی رہا کرتی ہے چشمک
یہ بات مری ضد سے نہیں کن نے بتائی

گردش میں جبیں میر مہ و مہر و ستارے
دن رات میں رہتی ہے یہ چشم نمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان سوم

میرے مالک نے مرے حق میں یہ احسان کیا
خاک ناچیز تھا میں سو مجھے انسان کیا

اوس سرے دل کی خرابی ہوئی اے عشق دریغ
تو نے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا

ضبط تھا جب تئیں چاہت نہ ہوئی تھی ظاہر
اشک نے بہ کے مرے چہرے پہ طوفان کیا

انتہا شوق کی وا کی جو صبا سے پوچھے
اک کف خاک کو ئی اون نے پریشان کیا

مجھکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

دین و دل کا غمکو آسان ناتوان سے لے گیا
یا محبت سے کہکے یہ بار گران میں لے گیا

دل اگر کہتا ہوں تو کہتا ہی وہ یہ دل ہی کیا
جانتا باطل کسو کو یہ قصور فہم ہے
یان کوئی رات دن تو قصہ کرکی قصہ آگی کا کر
تنگ رہی ہین اوسکی سو ہم تنگ ہی ہین ایک ہی
وہ حقیقت ایک ہی سارا نہین ہے سب ہی تو
جوش میری دل مین ایسی ہی کہ ہو نہین وہ تم بیخود
کہتے ہین ظاہر ہی ایک ہی لیلی ہفت اقلیم مین
ہمتو سو سو بار مرتے ہین ایک ایک آن مین
شاخ پر گل یا نہال او دہر جہکی جہاتی ہین سب

ایسی نادان لربا کی بلنی کا حاصل ہی کیا
حق اگر سمجھی تو سب کچھ حق ہی یان باطل ہی کیا
کاروان گاہ جہان ہر قدمی منزل ہی کیا
دیدہ حیران ہمارا دیدہ بسمل ہی کیا
آپ سا ہر رنگ مین یہ اور کچھ شامل ہی کیا
وہ کشندہ یہ نہین کہتا ہی کہ تو گھایل ہی کیا
اس عبارت کا نہین معلوم کچھ مجمل ہی کیا
عشق مین اوسکی گذرنا جان سی مشکل ہی کیا
قامت دلکش کا اسکی سرو ہی مائل ہی کیا

مرثیہ میری بھی دل کا رقت آور ہے بلا
محتشم کو میر مین کیا جانون اور مقبل ہی کیا

ان دلبرون سے رابطہ کرنا ہے کام کیا
حیرت ہی کہولین چشم تماشا کہان کہان
کی اک نگاہ گرم جہان اونسے مل گئے
شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہین

کر ایک سلام پوچھا صاحب کا نام کیا
حسن و جمال ایسا ہی اسکا خرام کیا
عاشق کو دلبرون سے سلام و پیام کیا
کیا جانئین سجدہ کہتی ہین کسکو سلام کیا

٢٦٨

اڑکر لگی ہے پانوین زلف اسکی پیچدار — بازی نہین یہ سانپ جو کوئی کہلائیگا
اوڑتی رہیگی خاک جنون کرتی دشت دشت — کچھ دست گریہ بےسروسامان بھی پائیگا

ورپے ہے اب وہ قاتل عہد گسل جو بہت
دیکھین تو میر کے تئین کوئی بچائیگا

وہ جو گلشن مین جلوہ ناک ہوا — پھول غیرت سے جلکے خاک ہوا
اسکے دامن تلک نہ پہونچا ہاتھ — تھا سر دست جیب چاک ہوا
کس قدر تھا خبیث شیخ شہر — اسکے مرنے سے شہر پاک ہوا
ڈرگئے اس رشک خور کی گرمی سے — کچھ تو ہے ہمسے جو تپاک ہوا

میر ہلکان ہو گیا تھا بہت
سو طلب ہی مین پھر ہلاک ہوا

کیا رونے ہمین کو یون آن کرکے مارا — مہر بت دگر سے طوفان کرکے مارا
تربت کا میری لوح آئینے سے کر ہے — یعنی کہ اُن نے مجھکو حیران کرکے مارا
بیگانہ جان اون نے کیا چوٹ راتکو کی — منہ دیکھہ دیکھہ میرا پہچان کرکے مارا
پہلے گلے لگایا پھر دست جور اوٹھایا — مارا تو اون نے لیکن احسان کرکے مارا
ہوس مست عہد نے کیا کی تھی قسم مجھی سے — بہتون کو اون نے عہد و پیمان کرکے مارا

اعجاز منہ تکی ہی تری لب کے کام کا
کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا

رقعہ نہین جو آوی ہے سو تیر مین بندھا
کیا دیجئے جواب اجل کی پیام کا

کچہ سدھ سمبہالتی ہی کبھی ان دنگ بگڑی بہیر
ممنون مین نہین ہون جواب سلام کا

منہ دیکھو بدر کا کہ تری روکشی کرے
تو یون ہی نام لی ہی کسو نا تمام کا

نوبت ہے اپنی جب سی ہی کوچ کا ہی شور
بجا سنا نہین ہی کبھو یان مقام کا

کنج لب اوسکا دیکھ کی خاموش رہ گئے
یعنی کہ تھا مقام یہ ختم الکلام کا

اوس رو و مو کی محو کو کیا روزگار سی
جلوہ ہی کچہ جدا ہی مری صبح و شام کا

صاحب ہو مار ڈالو مجھے تم وگرنہ کچہ
جز عاشقی گناہ نہین ہی غلام کا

کب اقتدا ہو مجھ سے کسو کی سوائی میر
بندہ ہون دل سے مین بھی سید امام کا

ہو نشان کیون نہ تیر خوبان کا
مجھ پہ تو وا ہوا ہے طوفان کا

ناتہ زنجیر ہو جنون مین رہا
اپنی زنجیرہ گریبان کا

چمکے دیکھو جھکتے وہ لب سرخ
ذکر یان کیا ہی لعل و مرجان کا

ایک رہزن ہی اوسکے کافر زلف
غم ہی رہتا ہے دین و ایمان کا

عمر آوارگی مین سب گذری
کچہ ٹھکانا نہین دل و جان کا

جو تیر چلا اوسکا سو میری طرف آیا — اس عشق کی میدان مین مین ہی تو نشانا تھا

جب تو نے نظر پھیری تب جان گئی اسکی — مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا

کب اور غزل کہتا مین اس زمین مین لیکن — پر دے مین مجھے اپنا احوال سنانا تھا

کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہے کہ دوانا تھا

سہل ایسا تھا آخر جی سے مرا جانا تھا — ٹک رنجہ قدم کر کر مجھ تک اسے آنا تھا

کیا موگی پریشانی کیا پردے مین پنہانی — منہ یار کو ہر صورت عاشق سے چھپانا تھا

لذت سے تہا خالی جانا تہ تیغ اسکے — اے صید حرم تجھکو اک زخم تو کھانا تھا

کیا صورتین بگڑی ہین ہشتاق نکی ہجران مین — اس چہرے کو اے خالق ایسا نہ بنانا تھا

مت سہل ہمین سمجھو پہونچے تھے بہم تب ہم — برسون تئین گردون نے جب خاک کو چھانا تھا

کیا ظلم کیا بیجا مارا جیون سے ان نے — کچھ ٹھور بھی تھی اسکی کچھ اسکا ٹھکانا تھا

اے شور قیامت اب وعدے سے قیامت ہے — خوابیدہ مرے خون کو ظالم نہ جگانا تھا

ہو باغ و بہار آیا گل پھول کہین پایا — جلوہ اسے یان اپنا صد رنگ دکھانا تھا

کہتے نہ تھے ہم وان سے پھر آ چکے جیتے تم
میر اس گلی مین تمکو زنہار نہ جانا تھا

عاشقوں کی پائمالی میں اسے اصرار ہے
یعنی وہ محشر خرام اب پاؤں پھیلانے لگا

چشمک اس مہ کی سی دلکش ہے پر ان آنکھوں کی
گو ستارہ صبح کا بھی آنکھ جھمکانے لگا

کیونکر اس آئینہ رو سے میر ملئے بے حجاب
وہ تو اپنے عکس سے بھی دیکھو غیرانے لگا

ضبط کرتی کرتی اب جو لب کو میں نے وا کیا
سو بھی رہتا ہوں یہ کہتا ہائے دل نے کیا کیا

آنکھ پڑتی تھی تمہارے منہ پہ جب تک چین تھا
کیا کیا تم نے کہ مجھ بیتاب سے پردہ کیا

گور ہی اوسکو جنھکا عشق جسکی ہاں
اس طبیب بدشگون نے کسکی تئین اچھا کیا

دیکھ خط کی مجھکو رستے بند ہو جاتی ہیں اب
عشق نے کیا کوچہ و بازار میں رسوا کیا

لوگ دل دیتے سنے تھے میر وے گزرا ہے جی
ایک اپنے طور پر ان نے بھی اک سودا کیا

سینہ کوبی ہے طپش سے غم ہوا
دل کے جانے کا برا ماتم ہوا

آنکھیں دوڑیں خلق جادوگر گئی
اوٹھ گیا پردہ کہاں او وہم ہوا

کیا لکھوں رویا جو لکھتے جوں قلم
سب مرے نامے کا کاغذ نم ہوا

ہم جو اس بن خوار ہیں حد سے زیاد
باریاں تک آن کر کیا گم ہوا

آگیا یوں ہی خراماں وہ تو پھر
حشر کا ہنگامہ ہی برہم ہوا

مین گلستا نمین آ کی عبث آشیان کیا
بلبل نے بہی نہ طور گلون کا بیان کیا

سہر اسکی ابروان کا خم و تاب ہی وہی
تلوار کے تلے بہی مرا امتحان کیا

دو دن کسکو دوس دشمن جانی تہی دوستی
اس سو دنیا صریح مین نقصان جان کیا

گالی ہی حرف یار قلم نے قضا کی ہاے
صورت نکالی خوب دلی بدزبان کیا

اس جنس خوش کی بیچ کہیا مین جو اوکیا
مین نے کسو کا کیا اکیا اپنا زبان کیا

لڑکے جہانا باد کی یک شہر کرتے ناز
آجاتے ہین بغل مین اشارا جہان کیا

مین منتظر جواب کا نامے کے مر گیا
ناچار میر جان کو اودہر روان کیا

وفا تہی مہر تہی اخلاص تہا تلطف تہا
کبہو مزاج مین اسکے ہمین تصرف تہا

جو خوب دیکہو تو ساری وہی حقیقت ہے
چہپا نا چہرے کا عشاق سے تکلف تہا

امیر عشق نہین باد خواہ خون رکہتے
ہمارے قتل مین اوسکو عبث توقف تہا

نہ پوچہو خوب ہی بد عہد یونکی مشق اوسکو
ہزار عہد کئے پر وہی تکلف تہا

جہان مین میر سے کاہیکو ہوتے ہین پیدا
سنا یہ واقعہ جن نے اوسے تاسف تہا

جنون مین ساتہ تہا کل لڑکونکا لشکر جہان تہا
چلی آتی تہی جا بہ روان اوسکے تہر جہانین تہا

[illegible]

میر کو کتنے دنوں سے رہتی تھی بیطاقتی
رات دل تڑپا بہت شاید کہ مر کر رہ گیا

مجھ زار نے کیا گرمیٔ بازار سے پایا	گبریت نمط جن نے لیا مجھکو جلایا
بیتاب تہ تیغ ستم دیر رہا مین	جب تک نہ گئی جان مجھے صبر نہ آیا
جاتا فلک دون نے کہ سر سبز ہوا مین	گر خاک سے سبزہ کوئی پژمردہ اگا یا
اس رخ نے بہت صورتین گونگی کر دین	اس قد نے قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا
ست راہ سخن دیکھ مہر آپہی تو کہی گا	کیون مین نے محبت کی عبث منہ کو کھلایا
ہر چند کہ تھی مجھکو جلاے ترے لب	پر گالیان اتنی دین انہون کچھ نہ چبایا
گردش مین رہا کرتی ہین ہم دیدہ نین ایکے	آنکھون نے تیری خوب سا ہمکو دکھایا
کس سے وزیہ اندوہ جگر سوز تہا آگے	کب شب لب یارب تھی مری یون نہین خدایا
ارن جی کے الجھنے کی ہے جھگڑے ہی مین کٹتی ہے	رات اسکی خیالات سے رہتی ہین قضایا

کیا کبھی در باغ اسکا کہ گلگشت مین گل میر
گل شاخون سے جھک آئے تھے پر منہ نہ لگایا

جب گل کبھی ہے اپنے تئین یار کی رو سا	تب آنکھون تلی میری اتر تا ہی لہو سا
تحقیق کرون کس سے حقیقت کے نشے کو	خضر اب اسی کہتا ہے آتش کبھی مو سا

[illegible]

کیا تمکو پیار سے وہ اے میر منہ لگا دے
پہلے ہی چومے تم تو کاٹو ہو گال اسکا

زار رکھا بیحال رکھا بیتاب رکھا بیمار رکھا
حال رکھا تھا کچھ بھی ہمنے عشق نے آخر مار رکھا

میلان اسکا تھا کاہیکو جانب الفت کیش نگر
اپنی طرف سے ہمنے اب تک اس ظالم سے پیار رکھا

عشق بھی ہم میں ہائے تصرف کیسے کیسے کرتا ہے
دلکو چاک جگر کو زخمی آنکھوں کو خونبار رکھا

کیا پوچھو ہو دین کے اکابر فاضل کامل صاحب رنج
عزت والے کیا لوگوں کو گلیوں میں اُن نے خوار رکھا

کام اس سے ایکطور رہے لیتے بطور اسکو نے ہونے تو
حیف ہے میر سپہر دون نے ہمسے اسکو نہ یار رکھا

دل رات دن رہے ہے سینے میں عشق جلتا
ہر چند چاہتا ہوں پر جی نہیں سنبھلتا

اب تو بدن میں سارے اک پھنکے ہے ہے آتش
وہ مہر گر سے لگتا تو یوں جگر نہ جلتا

شب ماہ چاردہ تھا کس حسن سے نمایان
ہوتا بڑا تماشا جو یار بھی نکلتا

اے رشک شمع گویا تو موم کا بنا ہے
مہتاب میں تجھے کو دیکھا ہے یوں پگھلتا

تکلیف باغ ہمکو یاروں نے کی دگر نہ
گل پھول سے کوئی دم اپنا بھی دل بہلتا

رونیکا جوش ویسا آنکھوں سے ہے بعینہ
جیسے ہو رود کوئی برسات میں اُبلتا

کرتا ہے دے سلوک اب تو جسے کہ جان جاوے
ہم میر یوں نہ مرتے اسپر جو دل نہ چلتا

دیر میں حرم میں گذر اپنا نہ گیا اودہر کہاں — شاہ جی کہیے کدہر سے آپ کا آنا ہوا
کیا کہیں حسرت لئے جیسے جہاں سے کوئی جائے — یار کے کوچے سے اپنا اسطرح جانا ہوا

میر تیر ان جور کیشوں کے جو کہائی بیشمار
چہاتی اب چہلتی ہے میری ہی جگر چہانا ہوا

کیا کہوں حال کہیں دل زدہ جا کر اپنا — دل غم اپنا ہی محبت میں نہ دلبر اپنا
دوری یار میں ہے حال دل ابتر اپنا — ہمکو سو کوس سے آتا ہی نظر گہر اپنا
یک گہڑی صاف نہیں مجہسے ہوا یار کبہی — دل بہی جوں شیشہ ساعت کے ہے مکدر اپنا
ہر طرف آئینہ داری میں ہے اسکے رو کی — شوق سے دیکہے منہ ہووی ہی کیدہر اپنا
لب بلب رکہہ کے نہ اس گلکی کبہو ہم سوئے — نہ بساط خسک و خار ہی بستر اپنا
کسطرح حرف ہو واضح کا سوختہ ہم میں — سختیاں کہینچتی ہی دل ہوا پتہر اپنا
کیسی سوائی ہوئی عشق میں کیا نقل کریں — شہر و قصبات میں ہر کوئی ہے گہر گہر اپنا
اوس گل تر کی قبا کے کہیں کہولی تہی بند — رنگوں گلبرگ کے ناخن ہی معطر اپنا
تجہسے بے رحم کی لگ لگنی ند سے ہرگز — زور چلتا کچہ اگر چاہ میں دل پر اپنا
بیٹہیں کچہ آؤ میں ہم تو ہیں ہر صورت سے — مثل آئینہ نہیں چہوڑتی ہم گہر اپنا
دل بہت کہینچتی ہی یار کے کوچہ کی زمین — لوہو اس خاک پہ گرنا ہی مقرر اپنا

نہ کہا کچھ نہ آ پھرا نہ ملا	کیا جواب ان پھرے سوالون کا

دم نہ لے اسکی زلفون کا مارا
ہیر کاٹا جیے نہ کالون کا

احوال نپوچھو کچھ ہم ظلم رسیدون کا	کیا حال محبت کے آزار کشیدون کا
دیوانگی عاشق کی چھونہ لبابی ہے	صد پارہ جگر سبہی ہے ہم جامہ دریدون کا
عاشق ہو دل اپنا تو گلگشت گلستان مین	جدول کے کناری کی نوبادہ دمیدون کا
ناچار گئے مارے میدان محبت مین	پایا نہ گیا چارہ کچھ اوسکی شہیدون کا
سپتے کو کہین کسوسے ہوتی ہے ہمین وحشت	کیا طور ہے ہم اپنے سائے سے رمیدون کا
کیا کیا نہ گیا اوس بن صبر اور دماغ و دل	رونق گئی بشرے کی سے پہر نور بہی دیدون کا

کرتی ہین بس پارسائی دل شاد گلی تنگ کر
سو میر وہ ملنا ہی اب ترک ہے عیدون کا

سطح جو ہاتھون مین تہا اسکے رخ گلفام کا	ہاتھ ملنا کام ہے اب عاشق بدنام کا
کچھ نہین عنقا صفت پر شہرۂ آفاق ہون	سیر کے قابل ہے ہونا ہمین میری نام کا
ہجر کی راتین بڑی چھوٹی جو تکتے تین نہین	اسمین کچھ نقصان ہوتا تہا مگر ایام کا
روئیون یا زلف مین اسکی تو پہر روتا رہون	صبح تک جاتا نہین ہے منہہ آیا شام کا

ہمیشہ التفات اسکی کسو کے بخت سے ہوگا
نہین تقصیر بندہ مین تو اسکی لطف گاہ گاہی کا

برنگ کہربائی شمع اسکا رنگ ہمکو ہے
دماغ سیر اسکو کب ہے میری رنگ کاہی کا

کہ بیٹھینگے عہدے پیش اسکے اور کیا یارو
کیا ہے لڑکون نے دینا انہونکو تاج شاہی کا

خراب احوال کچھ بکتا پھرے ہے دیر و کعبے مین
سخن کیا معتبر ہے میر سے واہی تباہی کا

دکھیون مین اپنے آپ کو خون ناب سو تہا
جی دل کے اضطراب سے بیتاب سو تہا

اکر کہڑا ہوا تہا لعبت حسن جلوہ ناک
اپنی نظر مین وہ در نایاب تہا سو تہا

ساعون سر سے بہادون مین کہے پکون نے
سبزہ ہماری پلکون کا سیراب تہا سو تہا

درویش کچھ کہا سا سبزہ ملک شاہ سے
تیرہ قیر کلاہ پاس جو اسباب تہا سو تہا

کیا بہاری رہی قافلے یاران سے چلے گئے
تجہکو وہی خیال گدران خواب تہا سو تہا

ہر سون سے ہے تفاوت سجادہ و زنہار
ہر میل دل جو سو مگی ناب تہا سو تہا

ہم خشک لب جو روتی رہے جو مین بہ چلے
پر میر دست عشق کا بی آب تہا سو تہا

ردیف بای

ماہ صیام آیا ہے کہ قصد اعتکاف اب
جا بیٹھین مسجد مین مجلس سے بکف اب

۲۷۸

بجلی سی اک تجلی آئی تھی آسمان سے	آنکھیں لگا رہے ہیں اہل نظر اودھر سب
اس ماہ بن تو اپنی دکھہ میں بسر ہوئی ہے	کل رات آ گیا تو وہ دکھہ گیا بسر سب

قطعہ

کیا فہم کیا فراست ذوق و بصر سماعت	تاب و توان و طاقت یہ گھر گئی سفر سب
منزل کو مرگ کی تا آخر مجھے پہنچنا	بھیجا ہے میں نے اپنا اسباب بیشتر سب

دنیا میں حسن و خوبی میر ایک عجب شی ہے
رندان و پارسایان جس پر رکھیں نظر سب

شاید ہمیں سنبھلے ٹوٹی زنجیر میر صاحب	اب کیا مری جنون کی تدبیر میر صاحب
همسر نکلتے تو وہ تیغ کھینچ نہ سکتے	اپنا گناہ اپنی تقصیر میر صاحب
کھینچتے نہیں کمان اب ہے ہوائی گل کے	باد سحر لگی ہے جون تیر میر صاحب
کب ہیں جوانی کی سی اشعار شور آور	شاید کہ کچھ ہوئے ہیں اب پیر میر صاحب

تم کس خیال میں ہو تصویر سے جو چپ ہو
کرتے ہیں لوگ کیا کیا تقریر میر صاحب

سب آتش سوزندہ کیسی ہے جگر اب	بے صرفہ کرے صرف نہ کیون دیدۂ تر آب
پھرتی ہوا دہری خاک بھی مشتاق کسو کی	سر مار کے گرتا ہے پہاڑون سے بسر آب

بے سبب آتا نہیں اب دمبدم عاشق کو غش | درد کھینچا ہے نہایت رنج اوٹھایا ہے بہت

وادی و کہسار میں روتا ہوں ڈاڑھیں مار مار | دلبران شہر نے مجھکو ستایا ہے بہت

وا نہیں ہوتا کسو سے دل گرفتہ عشق کا | ظاہرا غمگیں اسے رہنا خوش آیا ہے بہت

میر گم گشتہ کا ملنا اتفاقی امر ہے +
جب کبھو پایا ہے خواہشمند پایا ہے بہت

عجب نہیں ہے نہ جانے جو میر چاہ کی ریت | سنا نہیں ہے مگر یہ کہ جوگی کسکے میت

مت ان نمازیوں کو خانہ ساز دیں جانو | کہ ایک اینٹ کی خاطر یہ ڈھاتے ہیں کتنے بیت

غم زمانہ سے فارغ ہیں مایہ باختگان | قمار خانۂ آفاق میں ہے ہارے جیت

ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے | ہماری عندیٔ میں تو ہے وہ خبیث پلیت

کسو کی بستر سنجاب و قصر سے کیا کام | ہماری گور کی ہی ڈھیر میں مکان ہے بہت

ہوئی ہیں سوکھ کے عاشق طنبورے سی تانت | رقیب دیکھو تو گاتی ہیں بیٹھے اور ہی بیت

شفق سے ہیں در و دیوار زرد شام و سحر | ہوا ہے لکھنؤ اس رہگذر میں پیلی بھیت

کہا تھا ہمنے بہت بولنا نہیں ہے خوب | ہماری یار کو سو اب ہیں سی بات پہ چیت

ملی تھی میر سے ہم کل کنار دریا پر
فتیلہ مو وہ جگر سوختہ تھی جیسے امتیت

منہ دکھاتی ہے آرسی ہر صبح	تو بھی اپنی تو ٹک دکھا صورت
خوب ہے چہرۂ پری لیکن	آگے اسکے ہی کیا بلا صورت

قطعہ

کب تلک کوئی جیسے صورت نا	آپ سے پیارے بنا بنا صورت
ایک دن تو یہ کہہ کہ ملنے کے	تو بھی ٹھیرا کے کوئی لا صورت

حلقے آنکھوں میں پڑ گئے منہ زرد
ہو گئی میر تیری کیا صورت

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت	مر چلے ہجر میں ہی یا قسمت
ایک بوسی پہ بھی نہ صلح ہوئے	ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار	وان بھی ہر ایک کی ہے جدا قسمت
پھول چن چن انھوں نے سبھونکو دئے	زخم تیغ اوسنے اپنی تھا قسمت

کیا ازل میں ملا نہ لوگوں کو
تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

زخم جھیلے داغ بھی کھائے بہت	دل لگا کر ہم تو پچھتائے بہت
جب تب جاگہ سے تم جایا سے گئے	ہم تو اپنی اور سے آئے بہت

ردیف جیم ✦

کلیون کو تو نے چٹ پٹ ای باغبان چن توڑا	بلبل کے دل جگر کو ظالم لگی ہی کیا چٹ
جی ہی جی ہی نہ میرا تو اسکو کیا کرو نین	ہر چند بیٹھتا ہون مجلس مین وسی ہٹ ہٹ
دیتی ہی طول بلبل کیا نالہ و فغان کو	دم لگے اولجھنے سے ہے یہ عاشقونکی ہپٹ
مردی یہ تھی ہم ایسے دریا پہ جب تھا یکہ	اس گھاٹ گاہ و بیگہ ہنی لگا تھا جمگھٹ
رک رک کے دل ہمارا بیتاب کیون ہو گا	کثرت سے درد و غم کی رہتا ہی اسپہ جھرمٹ

شب میر سے ملے ہم اک وہم رہ گیا ہے
اسکے قیاس سو مین اتنو گیا بہت لٹ ✦

خدا جانے ہو وی گی کیا نہایت	اجل تو ہے دلکی مرض کی ہدایت
سخن عشق آغشتہ خون ہے ولیکن	نہین لب مری آشنائی شکایت
نہین یہ گنہگار ملنے کے قابل	کرم کیجئے تو مہربانی عنایت
گیا آسمان پہ ہو نالہ تو کیا ہے	نہین یار کی دل مین کرتا سرایت

ہمین عشق مین میر چپ لگ گئی ہے
نہ شکر شکایت نہ حرف و حکایت

ردیف ثای

تری جستجو یار کی ہے عبث	یہ کوشش گنہگار کی ہے عبث

۲۸۲

فرہاد و قیس میں مجھے جا ہو پوچھہ لو
آخر تو میں نے طول دیا بحث عشق کو
آئی جو لب پہ آہ تو میں اوٹھہ کھڑا ہوا
اقبال دیکھہ اس ستم و ظلم و جور پر
دل اس چمن میں بیتوں سے میرا لگا و لے

مشہور ہی فقیر بہی اہل وفا کے بیچ
کوتاہی تم ہی مت کرو جور و جفا کے بیچ
بیٹہا گیا نہ مجھسے تو ایسی ہوا کے بیچ
دیکھوں ہوں جسکو ہی وہ اوسکی عطا کے بیچ
بوئے وفا بنائی کسو آشنا کے بیچ

جوش و خروش میر کے جاتے رہے نہ سب
ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے بیچ

ردیف حای حطی

یاد آگیا تو بہنے لگیں انکہیں جو کی طرح
چسپاں قبا وہ شوخ سدا غصے ہی رہا
گالی لڑائی آگی تو تم جانتے نہ تھے
ہم جانتے تھے تازہ بنائی جہان کو لیک
سرسبز ہم ہوئے تھے جو زرد ہو چلے
وہ دن کہاں کہ مست سر انداز خم میں تھے
تسکین دل کی کب ہوئی سیر چمن سے

کچھہ آگئی ہی سرو چمن میں کسو کی طرح
چین جبیں سے اوسکی اوٹھائی تو کیطرح
اب یہ انکا دہنے سے گفتگو کی طرح
یہ منزل خراب ہوئی ہی کبہو کی طرح
اس کشت میں پڑی ہی یہ بیماری ہنو کیطرح
سر تیر جو جڑا ہی شکستہ سبو کی طرح
گو ہول دلمیں آگئی کچھہ اسکی کیطرح

۲۰۳

ردیف را

ہمیں اسیر تو ہوتا ہے اپنا اچہا یاد
کشش نہ دام کی دیکہے نہ کوشش صیاد

نہ ورد مندی سے یہ راہ تم چلو ورنہ
قدم قدم پہ تہی یاں جای نالہ و فریاد

ہزار فاختہ گردن میں طوق پہنے پہرے
اسے خیال نہیں کچہ وہ سرو ہے آزاد

جہاں میں اتنی ہی آشوب کیا ہے تنگی بسر
ابہی پڑیگا میری خون بیگنہ سے زیاد

چمن میں اٹہتی ہیں سنا ہے سوای بلبل
جگر خراش یہ نالے ہیں تیری منہ سے زیاد

ثبات قصر و در و بام و خشت و گل کتنا
عمارت دل درویش کی رکہو بنیاد

چمن میں یار ہمیں لیگئے تہے وا نہوئے
ہمارے ساتہ بہی غم ہی دل ناشاد

ہمیں تو مرنیکا طور اوسکی خوش بہت آیا
طواف کرتے ہو ہو نخل ماتم فرہاد

نظر نکرتے طرف صید کی دم بسمل
یہ ظلم تازہ ہوا اوس کشندی سے ایجاد

چلے نہ تیغ اگر ہم نگاہ عجز کریں
ہمارے اور نہ کیے خدا کرے جلاد

کب آئی دلمیں کہ انصاف ہم پہ لطف کیا
وہی ہے خشم وہی یاں سے جا وہی بیداد

تمام ریختہ بیچا کہیں اتہو پہر بس مرگ
کہا کہنوں نے تو کیا عز اسمہ استاد

اگرچہ کنج بہی ہے پر خرابیاں ہیں بہت
نہ پہر خرابی میں اے میر خانمان آباد

عشق تو ہو بہی گیا سبتل ہیں ہے سو درد
پہول میری خاک سے نکلیں گے بہی تو زرد زرد

کیون گریبان کو پہرون پہاڑے نہ میر
دامن اسکا تو گیا ہے چہوٹ کر

اے مرغ چمن صبح ہوئی زمزمہ سر کر	دم گہٹ گیا ہے تہ دل سے کوئی ٹکڑے جگر کر
وہ آئینہ رو باغ کی پہولون مین جو دیکہا	ہم رہ گئے حیران اسی منہ پہ نظر کر
ہے بیخبری مجہکو تری دیکہہ سے ساقی	ہر لحظہ مری جان مجہے میری خبر کر
جس جا سے سراپا مین نظر جاتی ہے اوسکی	آتا ہے مرے جی مین یہین عمر بسر کر
فرہاد سے تہر پہ ہوئین صنعتین کیا کیا	دل جاکے جگر کاوی مین کچہہ تو ہنر کر
پڑتی نگہہ اوس شوخ کی ہوتا ہے وہ اُچہل	رہ جاوے ہے جیسے کہ کوئی بجلی سی ڈر کر
معشوق کا کیا وصل ورے ایسا ہے سرا ہے	تا شمع پتنگا ہی جو پہنچا ہے تو مر کر
بلبشب طرف اوس چہرہ تابان سے ہوا تہا	پہر چاند نظر سے نہ چڑہا جی سے اوتر کر

کسب اور کیا ہوتا عوض ریختے کے کاش
پچہتائی بہت میر ہم اس کام کو کر کر

جب ہمکلام ہوتا ہے وہ ہمسے یان کہا کر	کس رنگ سے کرے ہے باتین چبا چبا کر
تہی جملہ تن لطافت عالم مین جانکی ہمکو	مٹی مین لٹ گئی ہے اس خاکدان مین آکر
سعی و طلب بہت کی مطلب کے تئین نہ پہنچے	ناچار اب جہان سے بیٹہیں ہین ہاتہ اوٹہا کر

۲۶۵

مبارک تمہین میر ہو عشق کرنا

صاف غلطان خون مین ہے نخچیر یار
گو تہی کے میرے طواع عمر نے
اکثرون کے پانؤنمین بیڑی ہوئی
ہے کشیدہ جیسے تیغ آفتاب

بہت ہم تو کچہا ہو دل کو لگا کر

لگ گیا رنگ اسکے دل سے تیر یار
جور مین تو کچہ نہی تقصیر یار
ہاتہ مین سونیکی وہ زنجیر یار
میان مین رہتی نہین شمشیر یار

میر ہم تو نا رہے کہینچا کیے
کیون سے کوئی کہینچے ہے تصویر یار

مذہب ہے میری کیا تجہی میرا دیار اور
چلتا ہے کام مرگ کا خوب اسکو دور مین
بندی کو ان فقیرونین سے گئی نہ شہر کے
دلکو تو لاگ ہی ہے تکون راہ کب تلک
بسمل پسند کب کے ترپنا ندیکہنا
مین اسکی گرد رہ کا رہا منتظر بہت
دردسر اب جو عشق کا ہے گو تنک سا ساتہ ہے
کاہیکو اس قرار سے تہا اضطراب و قلق

مین اور یار اور مرا کار بار اور
ہوتا ہے گرد شہر کی روز اک مزار اور
صاحب نے میری مجہکو دیا اعتبار اور
اس پہ ہے یک عذاب شدید انتظار اور
ہے میری صید پیشہ کا طور شکار اور
سو آنکہین ہو نون لائین مری لک غبار اور
کچہہ نشہ ہی اور ہے اسکا خمار اور
ہوتا ہے ہاتہ رکہنی سے دل بیقرار اور

[illegible]

سر کاٹکر ہم اسکے قدم تک تلمو رکہا	ٹیڑہی ہی اوسکی طرف کلاہ اسطرف ہنوز
مدت سی مثل شب ہے مرا تیرہ روزگار	آتا نہین وہ غیرت ماہ اسطرف ہنوز
پتہرا گئین ہین آنکہین مری نقش پا کے طور	پڑتی نہین ہے یار کی راہ اسطرف ہنوز
جسکی جہت سی مرنیکے نزدیک پہنچی ہم	پہرتا نہین وہ آنکہوں راہ اسطرف ہنوز
آنکہین ہماری مند چلین ہین جیسے بغیر یار	وہ دیکہتا ہی ٹک نہین آہ اسطرف ہنوز

ہر سون سے میر ماتم مجنون ہے دشت مین
روتا ہی آکے ابر سیاہ اسطرف ہنوز

ردیف سین

گلامت توڑ اپنا اسے جرس بس	نہین اس راہ مین فریاد رس بس
کبہو دل کی نہ کہنے پائی اسے	جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
گل و گلزار سے کیا قیدیون کو	ہمین داغ دل و کنج قفس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو	کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
بہت کم دیتے تہے بادل دکہائی	رہے ہم ہی تو روئی اس برس بس
کسو محبوب کے ہو گور پر گل	ہمارے خاک کو ہی خار و خس بس
چمن سے گر غم مین سینہ داغ ہی میر	بہت نکلی ہماری بہی ہوس بس

[illegible]

[illegible]

کتنے یہ فتنے ہیں ہو جب شور کے ... قد و خد و گیسو و لعل و خموش
مر گیا اس ماہ بن میں کیا عجب ... چاندنی سے ہے جو میرا قبر پوش
نہائی می پا در اپنی میں سنے کی ... اور کیا کرتے ہیں مفلس و رو نوش
در دستوں کا درد دل ٹک گوش کر ... گر نصیب دشمنان ہے درد گوش

جب نہ تب ملتا ہے بازاروں میں میر
ایک لوطی ہے وہ ظالم سرفروش

طرح خوش ناخوش اسکی ادا خوش ... خوشا ہم جو نہ کہیے ہمکو ناخوش
نہیں ناساز فقر اپنا کسو کا ... خرابی کی ہماری ہے ہوا خوش
تبوان کے غم میں نالان جب تب ہان ... نہ راضی خلق مجھسے نے خدا خوش
گلی کتنو عجب گل ہے دل پریشان ... کسو کی اس چمن میں گذری کیا خوش
جہان تنگ کر ہنسی ہی کی جاتی ... کوئی دن میں تکلف سے رہا خوش
رہا ہو تو نہیں کرتا زمزمہ میں ... مری اس باغ میں گذری سدا خوش

گیا اس شہر سے میر آخر
تمہارے طرز بد سے کچھ نہ تھا خوش

فکر میں مرگ کے ہوں سر و رہ پیش ... ہے عجب طور کا سفر در پیش

ردیف صاد

ردیف طا

ہم نہ سمجھی رابطان نعو خطون سنی تھا غلط		ہوتی ہین ہر نحو غلط یہہ ہوگیا یہہ کیا غلط

کتنے ہو کیا کیا لکھا ہے خط مین مجھکو میر نے
کب کہا کنے نے سب جھوٹھ افترا بیجا غلط

ردیف ظای معجمہ

جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ		مزا عمر کا ہے جوانی سے حظ
نہین وہ تو سب کچھ یہہ بی لطف ہے		نہ کھانے مین لذت نہ پانی سے حظ

کہا درد دل رات کیا میر نے
اٹھایا بہت اس کہانی سے حظ

ردیف عین

آگی جب اس نشین پر جسا سکی آتی ہو شمع		پانی پانی شرم سے فرط سے ہوتی جاتی ہو شمع
ہے مری ہر اک غزل پر اجتماع		خانقہ مین کرتے ہین صوفی سماع
وجد مین رکھتا ہے اہل فہم کو		میرے شعر و شاعری کا استماع
نیم بسمل تھے پڑے دنیا ہم کہ		اس شکار انگن گاہی گا اختراع
کچھ ضرر عاید ہوا میری ہے اوک		ورنہ اسے سنکو پنچا انتقاع
یار دشمن ہوگیا اسکے سبب		ہے متاع دوستی ہی کیا متاع

ردیف غین

ردیف فای

پیش مژگاں جو ہر سے رہے ہے خنجر	اسکے زلفوں کے دام ہے موقوف
کہہ کے صاحب کبھو بلانے تھے	سو وقار غلام ہے موقوف
اقتدا میر ہمیں ہے کسکے ہوئے	اپنے اب ہاں امام ہے موقوف

ردیف قاف

کیا حقیقت کہوں کہ کیا ہے عشق	حق شناسوں کا ہاں خدا ہے عشق
دل لگا ہو تو جی جہان سے اٹھا	موت کا نام پیار کا ہے عشق
او تدبیر کو نہیں کچھ دخل	عشق کے درد کی دوا ہے عشق
کیا ڈوبا یا صحرا میں غم کے	سنے جانا تھا آشنا ہے عشق
عشق سے جا نہیں کوئی خالی	دل سے لے عرش تک بھرا ہے عشق
کوہ کن کیا پہاڑ کاٹے گا	پردے میں زور آزما ہے عشق
عشق ہے عشق کرنے والوں کو	کیسا کیسا بہم کیا ہے عشق
گو مقصد کو عشق بن پہنچے	آرزو عشق مدعا ہے عشق

میر مرنا پڑے ہے خوباں پر
عشق مت کر کہ یہ بلا ہے عشق

گر با دیئے میں تجکو بہا لیکے داغ سوا | مجنوں کو میرے اور سبی کیسہ داغ سوا

ردیف کاف اول

ردیف کاف دوم

[illegible]

چاک دل ہے انار کے سے رنگ	چشم پر خون فگار کے سے رنگ
کام میں ہے ہوا ہی گل کی موج	تیغ خونریز یار کے سے رنگ
تاب ہی میں رہے ہی اسکی زلف	افعی پیچدار کے سے رنگ
گیا جوا افسردگی کے ساتھ کھلا	دل گل نے بہار کے سے رنگ
برق ابر بہار نے بے لیے	اب دل بیقرار کے سے رنگ
کنج نخچیرگہ میں ہیں ماموں	ہم ہے لاغر شکار کے سے رنگ
عمر کا بے سر رنگ جاتا ہے	ابلق روزگار کے سے رنگ
برگ گل میں نہ وے لگتے ہوگے	کف پاے نگار کے سے رنگ

اس بیابان میں میر محو ہوئے ✤
ناتوان اک غبار کے سے رنگ ✤

ردیف لام

انکی ہزار رنگ گلستان میں ہے گل	پہر اسکی بغیر اپنے تو جی کو نہ بہائی گل
بلبل کو ناز کیون نہ خیابان گل پہ ہو	کیا بانی جسے چہاتی پہ پہر کہ کہائی گل
کب تک حنائی پانوں اسکے یہ بیکلی	لگ جائی ٹک چمن میں وہ آکہ پائی گل
ناچار ہو چمن میں نہ رہئے کہوں ہوں جب	بلبل کہے ہے اور کوئی وان سرا گل

٢٩١

[illegible]

سکندر سو کی مالک سات اقلیموں کا آخر کو
گیا دوستہی خالی ہاتہ یہ کچہ کر گیا حاصل

بلا نحط مروت ہی کہ ہر محصول غلے پر
کہیں سے چار دانے لا ولیوین بجا حاصل

نہ پہنچے کیونکی نقصان ہم تو قید ہین تعین گے
نہ ووہی ہے کوئی نکلی تو ایسی ہووے خدا حاصل

عبارت خوب لکہی شاعری انشا طرز نیکی
دلی مطلب ہے گم دیکہیں تو کب ہو مدعا حاصل

بہت مصروف کشت و کار تہی مزرع مین نیکی
اٹہا محشر سے ہاتہ آخر ہمین یہ کچہ ہوا حاصل

پہر امت میسر اپنا گران گوشونکی مجلس مین
سنے کوئی تو کچہ کہئے بہی ایسے کہنے کا حاصل

ردیف میم

جی کی تئین چہپاتی نہیں یون تو غم سے ہم
پر تنگ آگئی ہین تمہاری ستم سے ہم

اپنے خیال ہی مین گذرتی ہے اپنی عمر
پر کچہ نپوچہو سمجھے نہیں جاتی ہم سے ہم

زانو پہ سر ہے قامت خم گشتہ کی سبب
پیری مین اپنی آن لگی ہین قدم سے ہم

جون حلقہ میر حاج کا ہی خوار جانا نہ
تنہائی مین جو آئی ہین چل کر حرم سے ہم

رونے ہی آن دیکہہ کی ہم کو کیا نہ رحم
اک چشم داشت رکہتی تہی مژگان نم سے ہم

بد عہدیان ہے کرتی گئی اسکو سال و ماہ
اب کب تسلی ہوتی ہین قول و قسم سے ہم

زنار سا بندہا ہی گلے اپنے اب تو کفر
بدنام ہین جہان مین عشق صنم سے ہم

جو کچھ آوے سالک کے آگہی خبر
ہمیں سرکشی سر بلندی ہے کیا

رکھا ہمنے اب گھر سے با ہر قدم
رہے ضعف میں ہم تو سر در قدم

کہیں کیا کف پا میں میر آبلے
چلیں ہم سر خار پر ہر قدم

میر آج وہ بدمست ہے ہشیار رہو تم
جی جاوے کسیکا کہ رہے تم کو قسم ہی
دو محو جمال اپنے ہے پروا نہیں اسکو
اس معنے کی اوراک سے حیرت ہے حاصل
یکبارہ ہوا دل کے تسلے کا وہ باعث
ہو لطف اسی کا تو کوئی کام کو پہنچے

ہے بے خبری اسکو خبردار رہو تم
مقدور تلک در پے آزار رہو تم
خواہان رہو تم اب کہ طلبگار رہو تم
آئینہ نمط صورت دیوار رہو تم
یہ کیا کہ اسی طور پہ ہر بار رہو تم
تسبیح گلے ڈالکے زنار رہو تم

کیا میر بری چال سے جینے کی چلی ہے
بہتیرا اپنے تئیں اب مار رہو تم

اٹک شتاب جاتی ہیں ورنہ جہاں سے ہم
ہر بات کے جواب میں گالی کہاں تلک
وعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو دلمیں بھی

کچھ ہو رہیں غم میں ترے نیم جان ہے ہم
اب جان بلب ہوے ہیں تمہارے زبان سے ہم
یہ حال ہے تو دیر رہینگے کہاں سے ہم

نسبت تو ہمدگر ہے گو دور کی ہو شب	ہم مین نوای بلبل ہو گل کی تنک بو تم

دیکھیہ اشک سرخ بولا سئے رنگ ورلائیے
ہین میر منہ پر آنسو یار روتے ہو لہو تم

ردیف نون

ٹھنڈی سانسین بھرین ہین جلتی ہین کباب ہین ہین
لگے پہلو سے ہم آتش مین ہین گہ آب مین ہین

ساتھ اپنے نہین اسباب مساعد مطلق
ہم بھی کیھے گیا ہین عالم اسباب مین ہین

غفلت دل سے ستم گذرین ہین ستو جیہ
قافلے چلنے کو تیار ہین ہم خواب مین ہین

عشق کی ہین نگے ہو سر گشتہ پڑی ہین جو لی
کشتیان کلیہ مین ہے سو گیا انکی گرداب مین ہین

دور گیا اسی جو بیٹھی ہے اغیار اپنا دور
پاس اس طور کی بہی عشق کی آداب مین ہین

ہے فراغ منہ تابان سحر فراغ سے کلے
دل جلے پر تو نہ سو تری مہتاب مین ہین

ہم بہی اس شہر مین ان لوگون سے ہین خانہ خراب
میر گھر بار جنون کی رہ وسیلاب مین ہین

گئے تو ہمنشین رنگ تصرف یکچہ دکھاوین
الگ مٹیا خانہ بند ورن لوگون سے جاوین

نہین ہوا ادب اتنا کہ گل سے منہ لگاوین
جگہ ہو گئی ہے تنگ ری گر چمن کی اور رہ جاوین

گیا ہر اضطراب دل ذکیا مجکو سبک آخر
کہان تک یار کی کوچہ سے جا جا کر ہرا آوین

کہا گیا اندوہ مجھکو دوستان رفتہ کا | ڈہونڈہتا ہی جی بہت پر اب انہین پاؤن کہان

تہا وہ فتنہ ملنے کے گون کب کسی درویش سے
کیا کہین ہم میر صاحب سے ہوئی مفتون کہان

عشق نے خوار و دلیل کیا ہم سر کشون کو بہت پہرے ہین
ہر شب ہین سر گشتہ و نالان ہر کوچہ برزن پہرے ہین
دل لشکر مین ایک سپاہی ان نے ہمسے چہین لیا
بنجو داسکی زلف و رخ کی کہ اسکو آئین پہرے
نقش کسکو در و سینہ گرم طلب ہین ویسے رنگ
ہر صبح اگر شمشیر سرون پہ ہوئین نہار نہین

شور و درد و داغ و الم سب کو گہیری پہرے ہین
پاس نہین اب بہی یکہون کب ان سے تیر پہرے ہین
ہم درویش طالب ہین اسکی دیر مین ہی پہرے ہین
ہم کہتی ہین تسلی دلکو ساتھ ہمہ سویرے پہرے ہین
جیسے خیالی پاس لئے تصویر چہیڑے پہرے ہین
سیدہ ہے جانی والی ادہر سے کسکے پہیرے ہین

پانو نگار آلودہ کہین ساتھ تجھ کو میر نے دیکھے تہے
صبح تلک اب ہے آنکھون مین اسکے پانون کی تہرے ہین

جمع ہوتے نہین حواس کہین
دسلے و داشک سے نکلی ہر آس
باد خوشبو ہی آئی ہین وان سے
بوس جو مین کہین ہے سر پر خاک

جائین یان سے جو ہم اداس کہین
او سون بجھتی نہین ہے پیاس کہین
کوئی چہپے ہے گل کے باس کہین
ٹکڑے ہو کر گیا لباس کہین

۲۹۵

مضطرب ہو ایکدم تو تدارک ہی ہو کیا
منفعل ترا ہی ... کب تلک ہاتھ ملتے رہین

[illegible]

ہے سبک ہونا یہ میر افراط شوق سے مجلس میں
وہ تو نہیں سنتا دل ہی دل میں سے باتیں بناتا ہوں

قتل میں میرے یہ صحبت ہے کہ غم غصے سے محبت ہے
تو ہو نہ پاتا ہوں تلوار اپنی اسکی کہتا ہوں

آنکی میری صحبت کتنی دو دم ڈال ایک گھر ہی
بخشش کیوں کا ہے کو خشونت غصہ کیا یہ جتاتا ہوں

شہر رواں ہیں اپنا شہر وہ شہر و ملک جاتا ہوں نکل
پاس نہیں پاتا جو اسکو کہا کیا میں گھبراتا ہوں

پیار کی خط کو گلی میں اس شہر میں سب تشہیر کیا
سامنے ہوں فا کے کیونکر اسی شہر میں جاتا ہوں

پہلے فریب لطف سے اسکے کچھ نہوا معلوم مجھے
اب جو چاہے بدلیں طرحیں کٹ ہٹا ہوں تجھتا ہوں

مجرم اس خاطر تا ہوتا ہوں میں بے معنے شوخی کر
نہ گناہ میں جا کر اسکی پانوں کو ہاتھ لگاتا ہوں

دیکھیے ان پلکوں کے اکثر میر ہوں بیخود تنگ آیا
آپ کو پاتا ہوں تو پھر اسوقت نہیں میں پاتا ہوں

کبھو ملے ہی سو وہ یوں کہ پھر ملا نہ کریں
گر ہی ہے آپکی شکایت کہ ہم گلا نہ کریں

ہوئی یہ چاہ میں مشکل کہ جی گیا ہوتا
نہ رہتے جیتے اگر ہم مسا ہلا نہ کریں

ہمارے حرف پریشان میں لطف رکھتی ہیں
جنون ہے بحث جو وحشت میں جا قلا نہ کریں

صفائے دل جو ہوئے تک تو دیکھیں ہیں کیا کیا
ہم ایسے آئینہ کو اپنے کیوں جلا نہ کریں

وہاں میں نگہ فتیار ہوں کہیں مہ و مہر
خدا کرے کہ تیرے رخ سے مقابلہ نہ کریں

دل اتنا ہمسے ہے بیزار اگر ہے جیتے
کسو سے ہم بھی دلے پھر معاملا نہ کریں

[illegible]

چلتی ہین تیغ ٹہوکر لگتے ہی میر ولکو
چالین ہین دلبرونکی سب سے نرالیان ہین

رفتگان مین جہان کے ہم بہی ہین | ساتھ اس کاروان کے ہم بہی ہین
شمع ہے سر دیکہیے برباد | کشتہ اپنی زبان کے ہم بہی ہین
ہم کو مجنون کو عشق مین مت پوچہ | ننگ اس خاندان کے ہم بہی ہین
جس چمن زار کا ہے تو گل تر | بلبل اس گلستان کے ہم بہی ہین
نہین مجنون سے دل قوی لیکن | یار اوس ناتوان کے ہم بہی ہین
بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم | خاک اس آستان کے ہم بہی ہین
گو شب اس در سے دور پہرتے ہین | پاس تو پاسبان کے ہم بہی ہین
وجہ بیگانگی نہین معلوم | تم جہانکے ہو وان کے ہم بہی ہین
مر گئے مر گئے نہین تو نہین | خاک سے منہ کو ڈہانکے ہم بہی ہین
اپنا شیوہ نہین کجی یون تو | یار جی ٹیڑہے بانکے ہم بہی ہین

اس سری کے ہے پارسائی میر
معتقد اس جوانکے ہم سب ہین

نئی گردش ہے اسکی ہر زمان نہین | خلل سا ہے دماغ آسمان نہین

دل و دلی دونو اگرہین خراب — پہ کچہہ لطف اس اجڑی گہر مین بہی ہین

چلو میر کے تو تجسس کے بعد
کہ وے وحشی تو اپنے گہر مین بہی ہین

نگر شوق کشتون سے جانی کی باتین — نہین آتین کیا تجہکو آنی کی باتین

سماجت جو کی بوس لب تو بولا — نہین خوب یہ مار کہانی کی باتین

زبانین ہر لتی ہین ہر آن خوبان — یہ سب کچہہ ہین بگڑی ہانی کی باتین

نظر جب کرو زیر لب کچہہ کہے ہے — کہو یار کے آستانی کی باتین

سہے جا سے گالی اگر دوستی ہو — بہری ہی ہلے ہین لگانی کی باتین

ہمین دیر و کعبے سے کیا گفتگو ہے — چلی جاتی ہین یہ سیانی کی باتین

مگر ہی چکے پا رسے ہم تو یارو — کہو دیکہہ اب اس سے بنانی کی باتین

کیا سیر گل مین نے دیوان مجنون — خوش آئین بہت اس روانی کی باتین

بہت ہرزہ گوئی کی یان میر صاحب
کہو وان کے کچہہ منہ دکہانی کی باتین

کیا کہون سودے اسکی زلف کے تدبیر مین — ظل محدود چمن میں ہون مگر زنجیر مین

گل تو تجہہ بن انکی خاطر بہت کرتا ہی لیک — وا نہین ہوتا ہر نگ غنچہ تصویر مین

صورت آئینہ مین یک ویکتہ تو کیا صورت ہے | ہدبر زبانی تجھے اس منہ پہ سزاوار نہین
دل کے الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون اے ناصح | تو کسو زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اشک کے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا ہے زنجیر نہیں سن دام نہین مار نہین +

چمکنا برق کا کرتا ہے کار تیغ ہجران مین | برسنا مینھ کا داخل ہے اوس بن تیر باران مین
بھرے رہتے ہین سنگ پھول ہی جیسے گریبان مین | وہ کیا جانے کہ کل کیا ہے جگر کے میرے دامان مین
کہین شام و سحر رویا تھا مجنون عشق لیلی مین | ہنوز آشوب و نون سے قیامت رہتا ہے بیابان مین
خیال یار مین سنگ گے ہی یکسے یارہ یان ہر دم | اگر ہجران مین زندانی ہوون پہ پہلو بو گلستان نہین
رکھا عرصہ جنون پر تنگ مشتاقونکی ورمی سے | کسے مارا ہے آہا اوس کہنی فی سنمکہ کے ہو میدان مین
جہان سے دیکھیے اک شعر شور انگیز نکلے ہے | قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا میر کے دیوان مین
جو دیکھو تو نہین ہے جال پنہا حسن سے خالی | دیک الماس کے سی ہے ہماری چشم حیران مین
خرابی آگئی دین مین کئی ملت اوسی دیکھی | ملے سے اسکے رخنے پڑ گئی لوگونکی ایمان مین
نکل آتا ہے گھر سے سر گرمی ننگی ہمن باہر | برا ہے آپ پر ملنے عیب آس سا لیکن جان مین
ستم کی تیر اسکی میر کے سینے مین بہت ٹوٹے | کیا جاتا ہے مشکل فرق دل و پیکان مین
ہوا ابر مین کیا میر ہستا باغین و تنہا | گری ہے جی سی بجلی آج کچھ صحن گلستان مین

تن میں جب تک ہے جان تکلف سے ہے
ہم میں اسمیں ابھی حجاب ہے میاں

گو نہیں میں کسو شمار نہیں یاں
عاقبت ایک دن حساب ہے میاں

گو دماغ و جگر کہاں وہ قلب
یاں عجب ایک انقلاب ہے میاں

زلف بل کہا رہی ہے گو اُسکے
دل کو اپنی تو پیچ و تاب ہے میاں

لطف و مہر و وفا وہ کیا جانے
ناز ہے خشم ہے عتاب ہے میاں

لوہو اپنا پیون ہون چپکا ہون
کسکو اس بن سر شراب ہے میاں

چشم وا یاں کی چشم بسمل ہے
جاگنا یہ نہیں ہے خواب ہے میاں

منہ سے کچھ بولتا نہیں قاصد
شاید اودہر سے اب جواب ہے میاں

دل ہے اپنا نہیں فقط بیچین
جی کو بھی شور اضطراب ہے میاں

چاہیے وہ کہے سو کہہ رکھیں +
ہر سخن میر کا کتاب ہے میاں

گرفتہ دل ہوں سر ارتباط مجھکو نہیں
کسو سے شہر میں کچھ اختلاط مجھکو نہیں

جہاں ہو تیغ بکف کوئی سادہ جا لگتا
اب اپنی جان کا کچھ احتیاط مجھکو نہیں

کرے گا کون قیامت کو ریسمان بازی
دل و دماغ گذار صراط مجھکو نہیں

جسے ہو مرگ سا پیش استحالہ کیونکر ہو
اس اپنے جینے سے کچھ انبساط مجھکو نہیں

[illegible]

سخن مشتاق ہے عالم ہمارا
بہت ہی تنگ ہے بیچ کسن لطافت سے
کوا دیکھا نہ کوئی غاربین نے شوق کے مارے
بہت تہا شور وحشت بین سے سیر سوچ کے میرے

تفاوت ہے مری مجموعہ و عقد ثریا مین
بعینہ راہ اندہا سا چلا اسکی تمنا مین
لکہی تصویر تو زنجیر پہلے کہینچ لی ہمین

جدائی کی تعب کہینچے نہین ہین میر راضی ہون
جلاوین آگ مین یا مجکو پہینکین قعر دریا مین

شہرون ملکون مین جو یہ میر کہاتا ہے میان
عالم آئینہ ہے جسکا وہ مصور بے مثل
قسمت اس بزم مین لائی کہ جہان کا ساقی
ہو کے عاشق تری جان وصل و دین کہو بیٹہے
حسن یک چیز ہے ہم ہو وین کہ تو ہو ناصح
جہگڑا اس حادثی کا کوہ گران سنگ کو بہی

دیدنی ہے یہ بہت کم نظر آتا ہے میان
ہاے کیا صورتین پردہ مین بناتا ہے میان
دیکہے ہے سبکو ہمین زہر پلاتا ہے میان
جیسا کرتا ہے کوئی ویسا ہی پاتا ہے میان
ایسی شے سی کوئی بہی ہاتھہ اُٹھاتا ہے میان
جون پر کاہ ارا سی لی جاتا ہے میان

کیا پری خون ہے جو رات تو نکو جگاوے ہے میر
شام سے دل و جگر و جان جلاتا ہے میان

جاے سے ہے جی نجات کے غم مین
نزع مین میری ایکدم ٹہہرو

ایسی جنت گئی جہنم مین
دم ابہی ہین آزار اک دم مین

٣٠١

خلق لکاکیون وبال رکہتے ہین
تیغ کہینچے ہین جب پر خوش خرام
ماہ خور منہ پر ڈہال لیتے ہین
دلبران نقد دل کو عاشق سے
جان کر اپنے مال لیتے ہین
ہین گدا ہم بہی ورے دو جہان
کرکے اک ہی سوال لیتے ہین

[illegible]

اس ہجر میں پاس تیغ تھا کل نہ تیغ
جلتا ہی تنگ تو دیکھ کے چل یا نو سے نفس
کس کس ادا سے ریختے میں نے کہے ولے

ہیں جان دی ہی حسرت پابوس کنار میں
آنکھیں تی بجھ گئی ہیں تیری رہگذار میں
سمجھا نہ کوئی میری زبان اس دیار میں

ترک ہو ذرا متصل وہ کہاں الیسی روز و شب
ہے فرق میر برق و دل بیقرار میں

کیسی وفا و الفت کہاتی عبث ہو قسمیں
ساون تو ابکی ایسا برسا نہیں جو کہیے
گھبرا کے یوں لگی ہی سینے میں دل ترپنے
جاں کاہ ایسے نالہ لوہے سی تو نہو دیں
اب اغری سی دیکھے ہیں سارے رنگین دکھائی
ای ابر ہم بھی برسوں روتے بہا گئے ہیں

مدت ہوئی اٹھا دیں تمنہ یہ ساری رینیں
روتا رہا ہوں میں ہی دن رات اس برس میں
جیسے اسیر تازہ بیتاب ہو قفس میں
بیتاب دل کسو کا رکھتا ہی کیا جرس میں
پر عشق بھر رہا ہی ایک ایک میری نس میں
دریا بہنے ہی پڑے ہیں وادی کے خار و خس میں

کیا میر بس کری ہی اب زاری آہ شب کی
دل آگیا ہی اسکا ظالم کسو کی بس میں

روتی ہیں نالہ کش ہیں یا رات دن جلے ہیں
جوں دود عمر گزری سب پیچ و تاب ہی میں

ہجران میں اسکے ہمکو بہتیرے شغل ہیں
اتنا ستا نہ ظالم ہم بھی جلے بلے ہیں

کفن کیا عشق مین ہین نے ہی پہنا
پیام اوس گل کو اسکی ہاتھہ دیتے
جیو خوش یا کوئی ناخوش ہمین کیا
ہمین فرہاد و مجنون جس سے چاہو
سراپا ہے ادا و ناز ہے یار
بلا زلف سیاہ اسکی ہے پیچ

کھنچے لوہو مین بہتیرون کی جا مین
سکہائی نہوتی گر صبا مین
ہم اپنے محو مین ذوق فنا مین
تم آکر پوچہو تو شہر وفا مین
قیامت آتی ہے اُسکی ادا مین
وطن دل نے کیا ہے کس بلا مین

ضعیف و زار تنگی سے ہین ہر چند
ولیکن میر اوڑتے ہین ہوا مین

نچین جبہ عاشق اگر دست پائین
جھکنے لگا خون تو جاے سرشک
رہین کسکو سانسی کہ اب ضعف سے
خدا ساز تہا آزریت تراش
چلا یار کی اودر جاتا ہے جی
جگر سوز ہین اسکے لعل خموش
ہمین بے نیازی نے ٹہلا دیا

خدا نہ سے ان کو جو سر کہائین
ابہی دیکہین آنکہین ہمین کیا دکہائین
مزاجی ہی کرنے لگا سائین سائین
ہم اپنے تئین آدمی تو بنائین
جو ہو اختیار ہی تو اودہر نجائین
طلب کر سے اودہر تو باتین بنائین
کہان اتنی طاقت کہ منت اٹھائین

مصرع کوئی کوئی کبھون موزون کرون ہون مین
کس خوش سلیقگی سے جگر خون کرون ہون مین
بات اپنی ذہب کی کوئی کرے وہ تو ہے کبھون
بیٹھا خموش سامنے ہوں ہون کرون ہون مین
اوس بن نظر مین ہے کرو دے ہی تو سے کہے
کاہیکو چشم جانب گردون کرون ہون مین
اتنا ہی بیل باغ سے ہر چند رات کو
افسانہ کہتے سیکڑون افسون کرون ہون مین

کیا جانئیے ... [illegible]
راہ درویشی ... [illegible]

[illegible]

کہنے لگا کہ لب سے ترے لعل خوب ہے
اس رنگ ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہین
پہونچا نہو گا منزل مقصود کے تئین
خاک رہ اسکی جسکا غبیر کفن نہین
سکو خرام ناز سے مت خاک مین ملا
دلسے ہے جنکو راہ یہ انکا چلن نہین
کل کام آدمی ہے تری منہ کے نثار کے
صحبت رکھی جو تجھسے یہ اوسکا دہن نہین

کل جا کے ہمنے میر کی ہان یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یان تو وہ غربت وطن نہین

ہجر تا چند ہم اب وصل طلب کرتے ہین
لگ گیا ڈھب تو بے اسی شوخ سے ڈھب کرتے ہین
روز اک ظلم نیا کرتے ہین یہ دلبر اور
روز کہتے ہین ستم ترک ہم اب کرتے ہین
لاگ ہر جی کے تئین اپنی اسے یار سے یک
اور سب یارون کا ہم لوگ تو سب کرتے ہین
تم کبھو میر کو چاہو سو کہ چاہین ہین تہین
اور ہم لوگ تو سب انکا ادب کرتے ہین
ہون بجا اس محبوبہ عالم کے لیئے
حال سن سن کے مرا لوگ عجب کرتے ہین

میر سے بحث یہ تھی کہ جو تھی حرف شناس
اب سخن کرتے ہین کوئی تو غضب کرتے ہین

مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا ادہر سے یان
جاتی رہیگی جان اسی رہگذر سے یان
وہ آپ چلکے آوے تو شاید کہ جی رہے
ہوتی نہین تسلی دل اب خبر سے یان

[illegible]

جب نام دل کا کوئی لی بیٹھتا ہے ناگہ — منہ دیکھ ہم جگر کا ماتم کیا کرین ہین
مستون کی بات کیا ہے جو کوئی اوسپہ جاوی — ہم گفتگو نشے مین در ہم کیا کرین ہین
حکم فسانہ سازی پیدا کرین ہین سب کو — افسون ہم اوسکے اوپر جو دم کیا کرین ہین

کچھ چال میرجی کی آتی نہین سمجھ مین
ہم بھی سلوک اون سے اب کم کیا کرین ہین

ردیف واو

قتل کیجو پر غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوانی دو — جان سے بھی ہم جاتی رہین ہین تم بھی آؤ جانی دو
جان سلامت لیکر جاوی کعبہ تو سلامت گھر ہے — ایک جراحت اون ہاتھون کا صید حرم کو کھانی دو
اوسکی گلی کی خاک سے ہمکو ہین ان لوگون ہی سے — ایک اگر جی لی بھی گیا تو آتی ہین جانی دو
کرتی ہو تم نیچی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہے — برسون سے بہر رہتی ہین جا ہم آنکھ سے آنکھ ملانی دو
کیا کیا اپنی ہو ہو پہنچیگی دم مین مرنیگی دم لینی نہ پاوینگی — دل جو بغل مین رہ نہین سکتا اسکو سوے بکانی دو
اسکی بہت ہے شور بہاران ہمکو مت زنجیر کرو — دل کی ہوس ٹک ہم بھی نکالین ہو مین ہمکو مچانی دو
عرصہ کتنا سارے جہان کا وحشت پر جو آ جاوین — پاؤن تو ہم پھیلاوینگی پر فرصت ہمکو پانی دو
کیا جاتا ہے اسمین ہمارا چپکے ہم تو بیٹھین ہین — دل جو سمجھنا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانی دو
ضعف بہت ہے میر نہین پر اکثر گلیمین مت جاؤ — صبر کرو کچھ اور بھی صاحب طاقت جی مین آنی دو

سر کاٹ کے دلدار کے انداز تو دیکھو
پامال ہے سب خلق جہاں ناز تو دیکھو
کچھ سوجھ نہیں پڑتی ہمیں [illegible] سے
تک ہوش کی آنکھوں کو کر باز تو دیکھو

تم بن چمن کی گل نہیں چڑھتے نظر کبھو
یہ کیا روش ہے آؤ چلے تک ادھر کبھو

دریا سی آنکھیں بہتی رہتی تھیں سو کہاں
ہوتی ہے کوئی گوشۂ پلک اب تو تر کبھو

جی جانے ہے جو اپنی یہ ہوتی ہے بار بار
جاتے ہیں اس گلی میں کہاں ہم مگر کبھو

آنکھیں سفید ہو چلی ہیں راہ دیکھتے
یارب انھوں کا ہوگا ادھر بھی گذر کبھو

مدت ہوئی ہے نامہ کبوتر کو لے گئے
آجاتی ہے کچھ اڑتی سی ہم تک خبر کبھو

ہم جستجو میں ان کی گئے دست و پا بھی گم
افسوس ہے کہ آئے نہ وہ راہ پر کبھو

غم کو تمھارے دل کی نہایت نہیں ہے میر
اس قصے کو کروگے بھی تم مختصر کبھو

یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں بیدار رہو
ہم نے کر دی ہے خبر تم کو خبردار رہو

آپ تو ایسے بنے اب کہ جلے جی سب کا
ہم کو کہتے ہیں کہ تم جی کو تئیں مار رہو

لاگ اگر دل کو نہیں لطف نہیں جینے کا
الجھے سلجھے کسو کاکل کے گرفتار رہو

گرچہ وہ گوہر تر ہاتھ نہیں لگتا لیک
دم میں دم جب تئیں ہے اس کے طلبگار رہو

سارے بازار جہاں کا ہے یہی مول اے میر
جان کو بیچ کے بھی دل کے خریدار رہو

کرنا شعار خوب ہے عجز و نیاز کو
بے وقر جانتے ہیں دل پر گداز کو

۳۰۶

کھینچنا رنج و تعب کا دوستاں عادت کرو
روٹھہ کر منتا نہیں وہ شوخ یوں کیونکر کوئی

کب تلک ہی صورتگراں حیراں پھرو ہر روی یار
اُنس اگر ان نوخطاں شہری سے منظور ہے

کچھ نہو جو محبت پر ورزہ کی کم فرصتی
عشق میں کیا دخل ہے نازک مزاجی کے تئیں

تب کسو نا آشنائی مہر سے الفت کرو
عذر چاہا ہو دیر تک مدت تلک منت کرو

نقش اسکا کھینچ کر کہنے کی کوئی صورت کرو
اپنی پرچھائیں سے بھی جوں خامہ تم وحشت کرو

جوں ہی جا بیٹھے لگا کہنے انہیں رخصت کرو
کوہکن کی طور سے جی توڑ کر محنت کرو

پہلے دیوانی ہوئے پھر میر آخر ہو گئے
ہم نہ کہتے تہے کہ صاحب عاشقی تم مت کرو

پھر فردوس ہو آدم کو الم کاہیکو
کہتے ہیں آویگا اب ہر روز قیامت رفتار

یہ بھی اک ڈھب ہے نہ ایذا نہ کسو کو راحت
نرگس اون آنکھوں کو جو لکھہ گئی نا بینا تھی

اوسکی تلوار سے گر جان کو رکھتے نہ عزیز
چشم پوشی کا مری جان تمہیں لپکا ہے

میری آنکھوں پہ رکھو پانو تو آؤ لیکن
وقفہ اولاد ہے وہ باغ تو غم کاہیکو

چلتے پھر دہینگے تب تئیں ہم کاہیکو
رحم موقوف کیا ہے تو ستم کاہیکو

اپنی نزدیک ہیں سب دوست قلم کاہیکو
مردُم اس خواری سے تو صید حرم کاہیکو

کہاتی ہو دیدہ درائی سے قسم کاہیکو
رکہتے ہو ایسی جگہہ تم تو قدم کاہیکو

ہمکو دیوانگی شہروں ہی میں خوش آئی ہے
دشت میں قیس رہو کوہ میں فرہاد رہو

گرنا جگر ضرور ہے دل داوگان کو بھی
وہ بولتا نہیں تو تم آپ ہی کچہ چھیڑو
اے غافلان دہر یہ کچہ راہ کی سی بات
چلنے کو قافلے ہین یہان تم بھی ہو سو
گردش مین جو کوئی ہو رکھو اوس کی کیا امید
دن رات آپ ہی یہ چرخ مین ہے آسمان تو
کیسون ہوئی ہو ذلیل تم اتنا تو مت دبو

کیا آنکھہ بند کرکی مراقب ہوئی ہو تم
جاتی ہین کیسی کیسی سمین چشم وا کرو

موقوف ہرزہ گردی نہیں کچہ قلندری
زنجیر سر اوتار کے زنجیر پا کرو

ہرچند اس متاع کی اب قدر کچہ نہیں
پر جس کسو کی ساتھہ رہو تم وفا کرو

تدبیر کو مزاج محبت مین دخل کیا
جانکاہ اس مرض کی نہ کوئی دوا کرو

طفلی سی تمنے لطف و غضب اختلاط کئی
تک میر کو جدا کرو غصہ جدا کرو

بیٹھے ہو میر ہو کی در کعبہ پہ فقیر
اس روسیہ کی باب مین بھی کچہ دعا کرو

سر پہ عاشق کی نہ یہ روز سیہ لایا کرو
جی الجھتا ہے بہت مت بال سلجھایا کرو

تاب مہر کی تاب کب ہے ناز کی سے یار کو
چاندنی مین آفتابی کا مگر سایا کرو

گرچہ شان کفر ارفع ہو ولی اے گمرہان
ایک دو ہم سون کو بھی زنار بندھایا کرو

شوق سی دیدار کی بھی آنکھون مین کھینچ آیا جی
اس سمین مین دیکھنے ہمکو بہت آیا کرو

کوہکن کی ہر قدم گاہ آخر اے اہل وفاق
طوف کرنے بیستون کا بھی کبھی جایا کرو

فرق یار و غیر مین بھی ہے تمہان کچہ چاہیے
اتنی ہٹ دھرمی بھی کیا انصاف فرمایا کرو

کب میر اوسکے منہ کا دیکھنا آتا ہے میر
پھول گل سے اپنے دل کو تم بھی بہلایا کرو

رہتا ہے پیش دیدۂ تر آہ کا سہاؤ
برسیگی برف عرصۂ محشر مین دشت و دشت

جیسے مصاحب بر کی ہوتی ہی کوئی باؤ
گر میری سرد آہونکا وان ہو گیا جاؤ

حاصل کوئی امید ہوئی ہو تو مین کہون
خون ہی ہوا گئی ہین میری دل مین سی چاؤ

آنکھونکی آگی رو دی سی میری محیط ہے
ابرون سی جا کہو کوئی پانی پیو تو آؤ

رہتی تہی اشک خونین مین ڈوبی سب آستین
اس چشم بحر خونکی کبہو دیکھی ہین چڑہاؤ

اظہار درد اگرچہ بہت ہی نمک سے ہے پر
ٹک بیٹھو تو دکہاوین تمہین چہاتیونکی گہاؤ

آ عاشقونکی آنکھونمین ٹک کبہو بدل تو دیکھ
ان منتظرون سی بہی ہی بہت دور تک کہاؤ

صحبت جو اسی رہتی ہی کیا نقل کری ہائے
جب آگئی ہین ہم تو کہا آئی یان سی جاؤ

صد چاک اپنے دل سی تو بگڑا ہی کی رہ رفت
افسون کیا ہی شانی نی جو اس سے ہی بناؤ

اس ہی زمین مین میر غزل ایک اور لکھ
گو خوش نہ آوی سامعون کو بات کا بڑہاؤ

سب کہا گئی جگر تیری پلکون کی گاڈ گاڈ
ہم سینہ خستہ لوگون سی بس آنکھہ مت لگاؤ

آنکھون کا جز برسنی سی ہتہیا کی کم نہین
پل مارتی ہی پیش نظر ہاتھی کا ڈہاؤ

کشتی چشم ڈوبی سی رہی بحر اشک مین
آئی نہ یار ہوتی نظر عاشقونکی ناؤ

سینے کی اپنے زخم سی خاطر ہو جمع کیا
دل ہی کی اور یاتی ہین سب رو ہو کا بہاؤ

ہمکو تو یار اعشق نے آخر ... یاد رہے | دیر جہان مین تم جو ہو تو کسو سے بھی الفت مت کریو
میری طرف کی ... بات کوئی کہتے جو | آنی نہ آنی رہ جانی پھر تم بھی منت مت کریو
گئے سو کیا اب پیچھے دیکھو گو مین ... مین جاؤن | ہمکو قسم ہے حرف و سخن کی مجھ سے فرصت مت کریو

ہوش نہیں رہتا تو مین تک میر آگئے ہین پرسش کو
جانے سے آگے او نکو ہمارے بیماری رخصت مت کریو

ردیف ہای ہوز

مین کیا کہون جگر مین لہو میرے کم ہے کچھ | کچھ تو الم ہے دل کی جگہ اور غم ہے کچھ
پوشیدہ تو نہیں ہے کہ ہم ناتوان نہیں | کچھ رو نہیں یون ہی ہمکو تمہارا بھرم ہے کچھ
کیا ایسی زلف و گل کو سے بستہ نہیں ہے دم نکو | جو دیکھتا ہے میرے تئین سو وہم ہے کچھ
جب سے کھلی ہے نرگس مست اوسکی ظلم ہے | کیا آج کل سے یار کو میل ستم ہے کچھ

بلبل مین گل مین کیا خفگی آگئی ہے میر
اندیشۂ نسیم سحر دمبدم ہے کچھ

کہتے تو ہین کہ ہمکو اوسکی طلب نہیں کچھ | پر جی اداسی ہمکو اپنا ڈھونڈھے ہے ڈھب نہیں کچھ
اخلاص و ربط آتش ہوتا تو شور اشتیاق | لب تشنہ اپنے تب ہین دلبر سے جب نہیں کچھ
یان اعتبار کرے جو کچھ وہی ہے ظاہر | کی کائنات اپنی آنکھون مین سب نہیں کچھ

خون مسلم کو تو واجب یہ بتان جانتے ہین | ہو جی کافر کہ امان یان نہین ایمان کی ساتھ

ادمیت مین تمہین میر ہے کیون کر بہرہ
تمنے صحبت نہین رکھی کسو انسان کے ساتھ

جانی دہرمت سقدر ابر عارض خط و خال دیکھ | حال کچھ بھی تجھ مین ہے اری میر اپنا حال دیکھ
کیا مری احوال پریشانی کی حیرت ہمنفس | انکھین خیرہ ہوئی ہین خط میں اوسکی ہیچ بال دیکھ
دامن صحرا مین کیا وسعت ہے جو دل مین نہین | منہ کرے انکھین گریبان مین ہی ٹک سر خیال دیکھ
چشم و دل کا اس سے لگ جانا تو تھا جس طرح ہو | جی بھی ان بالون مین اولجھا اور یہ جنجال دیکھ
گرچہ اوس مہر کی جدائی مین مجھی برسون ہوئے | لیکن اے اختر شناس اب کبھی کیسا سال دیکھ
کب نظر سیری پڑیگی اوسکی روی خوب پہ | ہمنشین ٹک تو بھی مصحف کہولکر تو فال دیکھ

ٹھوکرین لگوگی ہین جب چلے سے ہے راہ تو
یہ خرام ناز سے ظالم ٹک اپنی چال دیکھ

انکھین جو ہون تو عین ہے مقصود ہر جگہہ | بالذات ہے جہان مین وہ موجود ہر جگہہ
واقف ہو شان بندگی سے قید قبلہ کیا | سر ہر کہین جہکا کہ ہے مسجود ہر جگہہ
ہوتے ہیں ہم نہ سوختہ جانون کی ہے نمود | ہے سوزش درون سے برون دود ہر جگہہ
ہین ہی لکھنؤ کی خوش خرام خوب لیک | راہ وفا و مہر ہے مسدود ہر جگہہ

کیا جوش مدامنین کی آٹھہ پہر کی زمین
گفتگو ہیم کو جن لوگون سے تھی عار کی ساتھ
نہ باتین کرو سرگرانی کے ساتھ
مری زیست ہے مہربانی کے ساتھ
نہ اٹھہ کر در یار سے جا
یہ کم لطف ہے ناتوانی کے ساتھ

عشق سے رنگ کون کو دو کا ۔۔۔
[illegible]

ردیف یای

تدبیر غم دوران کی بستی مین نہ ٹہرائی
جنگل مین نکل آئی کچہہ وان بہی بن آئی
خواہش ہو جو کچہہ دل کی دلہون سے اور سری
من زنوا ہے دل سے تصدیع بہت پائی
بیچہرہ نہوتا تہا سر اور محبت کو
عاشق کی ہے جب سے عشق کی رسوائی

اس جور سے شبو نکلا ملتا گیا سو چپ چپ		جاتا نہیں کہا کچھ جون گنگ خواب دیدہ
سازِ محبت ہنا رسوا نہ اسقدر ۔۔		گر ہو نہ اشک افشان خانہ خراب دیدہ
جب دیکھو لگ رہا ہے در کی طرف اسکی		ہو جیسے کنیے ویسی ذلت کا باب دیدہ

دوزخ مین میر ہون مین یار بہشت بین
جان سے ستم رسیدہ دل ہے عذاب دیدہ

ادہر مت کر نگاہ تیز جا بیٹہہ		یہ تیر رو سے ترکش یون چلا بیٹہہ
اثر ہوتا تو کب کا ہو بہی چکتا		دعائے صبح سے اب ہاتہہ اٹہا بیٹہہ
پہر انگا ہم سے کبتک دور ظالم		کبہو تو گہر سے اٹہکر پاس آ بیٹہہ
تکرد یوار کا مجلس مین تکیہ		ہمارے مونٹہہ سے مونٹہہ لگا بیٹہہ
بہت پہرتی ہین ٹہہری ٹیڑے دشمن		انہین دو سید ہیان تو بہی سنا بیٹہہ
تلاش اپنی نہ کم تہی جو وہ ملتا		بہت مین دیکہکر آخر رہا بیٹہہ

مخالف سے نہ مل بیٹہا کر اتنا
کہین لے میر صاحب کو جا بیٹہہ

کیا کرین نیچی نظر کر دی ہے غصہ کہا سے وہ		اور مجلس مین جو رہیے دیکہہ تو شرمائے وہ
کس طرح شرمی ہے کیا کیا گہٹا جاتا ہے ہائے		ساتہہ اوسکی دل لگا ہے جس کسو کا اوٹہہ گئے

[illegible]

مہلت عمر جو دو روزہ کتنی کریں فضولی کا ہی پر
ہاتھ لگا وہ گوہر مقصد جیسا ہے معلوم ہمیں
کیسے سلوک انھوں نے کیا کیا چھیڑ تجاہل کی ہی

آئے جو ہیں دنیا میں ہم تو جیسے کہیں مہمان سے گئے
محو طلب ہوا اہل طلب سب خاک بھی یانکی جہاں گئے
نکلی تھی اس رستے سے رسوا جانکی بھی انجان سے گئے

میر نظر کی دل کی طرف تو عرش کی جانب فکر بہت
تھی جو طلب مطلوب کی ہمکو میر کہیں ہم رہ بیان گئے

سوز دروں سے آگ لگی ہی ساری بدن میں تب سے ہی
سینے کے زخم نمایاں رہتے چاک کیے سو پردہ دل
پرسش حال کبھو کرتے ہیں ناز و چشم اشارت سے
گود میں تیر رکھ دیتا ہے یا نو حنائی دلبر کو
لطف کہاں وہ یار سے گئے ہیں بدل چہرے لگا دن
خانہ خراب ہو خواہش نے لگا دی آ نہایت سکوہ

طاقت دل کی تمام ہوئی ہی جی بھی جاں لب سے ہی
مدت سے یہ رخنہ پڑی تھی جہاں کی بہتی میں اسی ہی
انکی عنایت حال پہ میر کیا پوچھو ہو غضب سے ہی
یوں پامال جو ہیں تو ہیں جو مجھکو بھی تو وسے ہی
سرخ کلی بھی گل کی اگرچہ یار کی لعل لب سے ہی
جان لبوں پہ آئی ہی یہ تو بھی گرم طلب سے ہی

تم کہتے ہو بوسہ طلب تھے شاید شوخی کرتے ہوں
میر تو جیسے تصویر کھڑے ہیں یہ بات انہوں نے عجب سے کی

کیسے بخش نہیں یارب میں اس سے محبت کی
میں تو سرو و شاخ گل کی قطعی کا دیوانہ تھا

دھوم رہی ہی سر پہ میر رنج و عتاب و کلفت سے
یار نے قد قامت کہلا کے سر پہ میر قیامت سے

۳۱۳

جنگل مین خضر و کعبے کا ہونا مری طرح
دونون کی نارسائی کی اوپر دلیل ہے

آگے جنون سے جیبانو مین تھی فرو گل کی تم
سر پر ہمارے سایہ فگن اب کریل ہے

کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئے
دنیا کی قدر کیا کہ متاع قلیل ہے

کیا روؤن اشک آتے ہین آنکھوں سے سیل سیل
پل مارتے مین پیش نظر ایک جھیل ہے

آتے نہین نظر مین مری ہاتھی کے سوار
کانون مین جو فسانۂ اصحاب فیل ہے

ہو صبر اس سے جو یوسف ثانی کی جمال
تو مصحف مجید مین صبر جمیل ہے

شکر و گلہ سے عشق کی لبریز ہے جہان
کرتے جہان نگاہ یہی قال و قیل ہے

ہم دیر سے ہین منتظر قد کشی یار
کچھ شامت عمل سے قیامت مین ڈھیل ہے

جب دیکھتے ہین میر تمہین بید مانع ہو
کا ہیکو ناز عشق مین صاحب دخیل ہے

برسون گزرے ہین کہ کب تک یہی اپ پیار رہے
دور سے دیکھ لیا اسکو تو جی مار رہے

وہ مودت کہ جو مٹی ہوئی ہے سو معلوم
چارون کہنے کو اس شوخ سے ہم یار رہے

مرگ کی حال جدائی مین جیین یعنی کب تک
جان بیتاب ہی دلکو اگی آزار رہے

وجہ یہ تھی کہ ترے ساتھ لڑی آنکھ و کی
ہم جو صورت سے تمھی آئینے کی بیزار رہے

دین و دنیا کا زیان کار کہو ہمکو میر
دو جہان دار ذخستین ہی مین ہم ہار رہے

۱۴۱

ٹھنڈا دل اب ہے ایسا جیسا بجھا دیا ہے
دل ہے جو جسم وہ پہلو سارا جلا دیا ہے

شہرون کی تنگ کوچہ کا ہیگو گون میں آیا
ہم وحشیون کو قابل رہنے کی بادیا ہے

تا درد مند بلبل نالان ہوئی تھی ستے
دل ہمکو بھی خدا نے درد آشنا دیا ہے

کیا نامہ بر ہمارا ہی صاف میر و ست
خط نانوشتہ ہمکو اودہر سے لا دیا ہے

عالم شکار ہو وہ اس سن میں میر اسکو
ڈھب جان مارنے کا کن نی بتا دیا ہے

ہم چمن میں گئے تھے وا نہوئے
نکہت گل سے آشنا نہوئے

سر کسو سے فرو نہین آتا
حیف بندے ہوے خدا نہوئے

خوار و زار و ذلیل و بے رویت
عاشق اوسکے ہوئے سو کیا نہوئے

کیسا کیسا قفس سے سر مارا
موسم گل میں ہم رہا نہوئے

مین نہ گردن کٹائی جبتک میر
عشق کے مجھسے حق ادا نہوئے

دیکھیے کیا ہو سانحہ تبلک احوال ہمارا ابتر ہے
دل اپنا تو بجھا سا دیا ہے جان چراغ مضطر ہے

خاطر اپنی اتنی آنکھیں بہرین ہیں اوس بن حیران
تمنے کہا دل جائے تو بیٹھو دل کیا جانے کیدہر ہے

مین جو لگا دیوانگی کرنے عالم عالم شور اٹھا
کیا کہیے رسوائی کا ہنگامہ میرے سر پر ہے

اوس شکار افگن کی ہم بھی صید ہین
خاک و خون مین لوٹتی چہاتی سے چہنے

ہم پہ رہتے ہو کیا کمر کستے
ہنستے کہنچا نہ کہنچے پر تلوار
شوق لکہنے قلم جو ہاتہہ آئے
سیر قابل ہین تنگ پوش اکی
رنگ ملتے ہی سب ہوا اوسکا
اک نگہہ کر کے ان نے مول لیا

اچہے ہوتے نہین جگر خستے
ہم نہ مرجائین ہنستے ہی ہنستے
لکہتے کاغذ کے دستے کی دستے
کہنبان ہہتی جو لیان چہستے
اوس بہار باغ و بہار ہین رستے
بک گئے آہ ہم بہی کیا سستے

میر جنگل پڑے ہین آج جہان
لوگ کیا کیا نہین رہتے کل بستے

سب شرم جبین یار سے پانی ہے
سمجہے نہ کہ بازیچہ اطفال ہوئے
جون آئینہ سامنے کہڑا ہون یعنے
خط لکہتے جو خونفشان تہے ہم ان نے کہا
دوزخ مین ہون جلتے جو رہی ہے جہاتی

ہر چند کہ گل شگفتہ پیشانی ہے
لڑکون سے ملاقات ہی نادانی ہے
خوبی سے تری چہرہ کی حیرانی ہے
کاغذ جو لکہے ہے اب سر افشانی ہے
دل سوختگی عذاب روحانی ہے

آسمان پر اگرچہ ہے ہم بھی
کیا کہون اسکی زلف بن رو رو
مضطرب ہو جو ہجر ہی سے میر
پہر سکے بولا کہ بس کہین رہ بھی

[illegible]

۳۱۷

اپنا اپنا ہے ذائقہ ہم کو | بوسۂ کنج لب ہی بھاتا ہے
آتش عشق جسکے دل کو لگی | شمع سان آپہی کو کہاتا ہے
دیکھتا ہے تو ہی بہم پردہ | ہمسے آنکھونکو کب ملاتا ہے
میری تو ہی پلک سے چھوٹی لگا | اور وہ اسپہ منہ چھپاتا ہے

میر صناع ہے ملو اوس سے
دیکھو تو باتین کیا بناتا ہے

شائستہ غم و ستم یار ہم ہوئے | عاشق کہان ہوئے کہ گنہگار ہم ہوئے
کی عرض جو متاع امانت ازل کو بیچ | سب اور لی نہ خریدار ہم ہوئے
جی کہنچ گیا اسیر قفس کی فغان کی او | تہی چوٹ اپنے دلکو گرفتار ہم ہوئے
پامال یون کیا کہ برابر ہین خاک کی | کیا ظلم ہو گیا جو طلبگار ہم ہوئے
ہوتا نہیں ہے بیخبری کا مآل خوب | افسوس ہے کہ دیر خبردار ہم ہوئے
وصل اوس طبیب زادہ کا جی چاہتا ہے | آخر اس آرزو ہی مین بیمار ہم ہوئے

پہل ہے یہ میر عشق کا اس نو بہار کے
آخر جو کشت و خون کے سزاوار ہم ہوئے

گہے مین ان لبون کی جان فزائی | یہ بات اک بیخودی مین منہ پر آگئی

شب ستم حال میرا دیکھتا ہی موند انکھیں | مجلس مین کہون کیا سوتا ہو تو جگاوے

طاعت کا محو تب ہو عیب نہین ہوتی ہے
چھوڑ دی نماز واجب گر میر وقت پاوے

بہار آئی نکالو مت مجھے ابکی گلستان سے
نہ تنک اشتر ہوئی دلکو نہ جی کی لاگ کچھ پائے
غم ہجران نے شاید آگ دی اس ماہ بن دلکو
سبب آشفتہ طبعی کا ہماری رہتے ہین دونون
ادہر زنجیر کی غل ہے ادہر ہنگامہ لڑکون کا
محبت مین کسو کی رنج و محنت سے گئے دونون

مراد اس نے تو باندھ تو گل دگریبان سے
رہے دس دن جوانی عمر گریان ہم سو مہمان سے
شرارے تب تو نکلے ہین ہمارے جسم بریان سے
نہ جمعی ہو اسکی خط سے نہ زلف پریشان سے
جنون اس دشت مین ہمکو کیا ہی کیسی سامان سے
رہی شرمندگی ہی عمر بھر مجھکو دل و جان سے

خدا جانے کہ دل کس خانہ آبادان کو دے بیٹھے
کھڑے تھے میر صاحب گھر کو دروازے پہ حیران سے

ہر سو ہن تنک جی کو مار مار رہے
موسم گل تلک رہے گا کون
وصل یا ہجر کچھ ٹھہر جاوے
خوش نوا کیسے کیسے طایر قدس

رات دن ہم امیدوار رہے
بیٹھتے ہی دلکو خار خار رہے
دلکو اپنے اگر قرار رہے
اس جفا پیشہ کی شکار رہے

شعلوں کی ڈھانگ گویا لعلوں تلی دبی ہین
یان بات راہ کی تو سنتا نہیں ہے کوئی
جاگہہ سے لیگئے ہین نازان جب آگئے ہین

چہرونکی رنگ ہمنے دیکھے ہین کیا جھمکتے
جاتی ہین ہم جرس سے اس قافلہ مین بکتے
نوبادہ گان خوبی جون شاخ گل لچکتے

اس حسن سے کہان ہین غلطانی موتیون کی
جس خوبصورتی سے میر اشک ہین ڈھلکتے

غم مرگ سے دل جگر ریش ہے
بلا ہے اوسے شوق تیر و کمان
دلاؤ سکے ظاہر بہ مت جائیو
بہت خوب ہے لعل نوشین یار

عجب مرحلہ ہمکو درپیش ہے
ہمین سے یہ پیدا ستم کیش ہے
وہ خوشرو تو ہے پر بداندیش ہے
ولیکن خط پشت لب نیش ہے

ہمین کیا جو ہے میر بیہوش سا
خدا جانے یہ کیا ہی درویش ہے

گوش ہر اک کا اسیکی اور ہے
پوچھنا اس ناتوان کا خوب تھا
صندل درد سر مہر و وفا
رشتۂ الفت تو نازک ہے بہت

کیا قیامت کا قیامت شور ہے
پر نپوچھا ان نے وہ بھی زور ہے
عاقبت دیکھا تو خاک گور ہے
کیا سمجھہ کر خلق اسیر ڈور ہے

چلاہٹ اس طرح کی خبر میر کس سے ہووے
باور نہیں تو دیکھو یہ ہو نہو وہی ہے

کل جوش غم مین آنسو ٹپکے تہ چشم تر سے
کیا ہے نمود مردم جو کہیے دیکھیو تم
ہم سا شکستہ خاطر اس بستی مین ہو گا
معلوم ہے اگلی سی تعمیرات الم کشتی مین
آئینہ زار ہو سکے پاتی ہین شش جہت کو
مت تیغ کھینچ مل کر ہشیار ہو یہان سے
جب گوش زد ہوا وہ سکو تنہا مطلع ہو
اے رشک مہ کہو تو آ جاند سا نکل کر

افسوس ہے کہ آکر یون منہہ تک دہر سے
مژگان بہم زدن مین جاتی رہی نظر سے
برسے ہے عشق انپر دیوار اور در سے
کیا کام ہے نکلے گا اب ٹکڑے ہو کر جگر سے
دیکھین تو منہ دیکھا وہ کام جان نکلا
اوسکی خبر ہی گی اک آدہ بخبر سے
بس ہو چکی تو قع اب نالہ سحر سے
منہ دیکھنے کو تیرا آتا جیند کوئی گھر سے

چاہت میری بلا ہے کل میر نالہ کش ہی
ہمراہ نے سواران دوڑے ہے پہر نظر سے

برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہین یہ
ہو ہے جگر سے ناخن یا چنگ بہری ہے آ
جیسے داغ کا حال عجب غم ہے اوس گھڑی

جون ہم جلا کرے ہین ہمیلا جلتے کب ہین یہ
جلتے ہین درد مند یہ جلتے کہ ہب ہین یہ
کہتا ہے جب وہ ظاہر ہے ہمکو عجب ہین یہ

۳۲۰

دخیل ذات نہیں عشق میں کہ میر کو دیکھ
ذلیل کیسے ہیں اونکی ہے گو کہ ذات بڑی

ہے تماشا حسن و خط حیرت بھی ہے
یعنی خط تو خوب ہے صورت بھی ہے

تا دم آخر نہیں بوسے میں ہم
کچھ کہیں گر بار اب رخصت بھی ہے

ہے وہ فتنہ ہم حریف و ہم ظریف
مار ہی گالی سے ہے پھر منت بھی ہے

تیغ زن اوسکی ہمیں قسمت کیا
خوش نصیبی ہے تو یہ قسمت بھی ہے

وا نسیم صبح سے ہوتا ہے گل
تجھکو اے مرغ چمن عبرت بھی ہے

جی ہی دینے کا نہیں کڑھنا فقط
اسکے در سے جانے کی حسرت بھی ہے

دہر سے باتیں کرے ہے یونہی یار
میر صاحب سے نہیں صحبت بھی ہے

چلے ہم اگر تمکو اکراہ ہے
فقیروں کی اللہ اللہ ہے

نہ افسر ہے نے درد سر نے کلہ
کہ یاں جیسا سر ویسا سرداہ ہے

جہاں لگ چلے گل سے ہم داغ ہیں
اگرچہ ہوا بھی ہوا خواہ ہے

غم عشق ہے تالہاے بلا
جہاں دل لگا کڑھنا جانکاہ ہے

چراغان گل سے ہے کیا روشنی
گلستان کسو کی قدمگاہ ہے

خونریزی کی تولا گو ہوتو نہیں لیکن ایک
جون خاک سے ہر یکسان میر انہال تماشا ہے
ہر لحظہ پسر لینا آنکھوں کا ہے سے کیا ہے

پہلے تو یوں چٹے ہیں ظالم گناہ کو بھی
پامال یوں ہوتی دیکھا گیاہ کو بھی
منظور کیسے کیجیے تو باری نباہ کو بھی

خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہی جان ودل کی
کم کم گران و تو نہیں ای میر چاہ کو بھی

سنا جاتا ہے اے کشور تری مجلس نشینوں سے
کہ تو دارو پئے ہے رات کو مل کر کمینوں سے

گئی گرم اختلاطی کیا کہیں ان سحر آفرینوں سے
لگے رہتے ہیں داغ ہجر ہی اب اپنے سینوں سے

گلے لگ کر نہ یک شب کاش وہ سو گیا ہوتا
مری چھاتی جلا کرتی ہے اب کتنے مہینوں سے

خدا جانے ہے اپنا تو جگر کانپا ہی کرتا ہے
چڑھی تیوری سے محبوبوں کی اور ابرو کی چینوں سے

بہت کوتاہ ہے دامن حق کی شیخونکی بیٹھے پائے
کہیں نکلے تھے گوری ہاتھ اسکے آستینوں سے

رہی محو خیال اسکی تو اس وقت سے ہاتھ آئے
نزاکت اس کمر کی چھپی ہے باریکبینوں سے

ہر اک برگ گل ساتھ ہے یک شاداب کی کہو تا ہے
عرق چین بہکتا ہے دلبرونکی جب جبینوں سے

بہت میں لخت دل رویا مجھے اک خلق کی جانا
ہوا ہے بہن میرا نام ان رنگین نگینوں سے

غزل ہے کی ردیف و قافیہ کا رفتہ رہتا ہے
نکلنا میر اب مشکل ہے میران زمینوں سے

منہ ادھر کرکے وہ نہیں سوتا — خواب میں آوے تو تلطف ہے
یاں تو تکلیف سی کھنچی تکلیف — واں وہی اب تلک تکلف ہے
چھیڑ اس شوخ نے رکھی ہے ہمسے — عہد پر عہد ہے تخلف ہے

مرگ گیا منزل مراد ہے میر
یہ بھی اک راہ کا توقف ہے

تسکین دردمندونکو یارب شتاب دے — دلکو ہمارے چین دے آنکھونکو خواب دے
اسکا غضب سے نامہ نہ لکھا تو سہل ہے — لوگونکی پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
گل ہے بہار تب ہی جب آنکھوں میں ہو نشہ — جاتی ہے فصل گل کہیں ساقی شراب دے
وہ تیغ میری تشنۂ خون ہو گئی ہے کند — گر رحم مجھ پہ کاہے کا یار اوسکو آب دے
دو چار الم جو ہوویں تو ہیں ثابت شمار بھی — کیا درد بیشمار کا کوئی حساب دے
تار نگہ کا سوت نہیں بند ہے ضعف سے — بیتاب ہے یہ رشتہ دلا اسکو تاب دے

مژگان تر کو یار کے چہرے پہ کھول میر
اس آب خستہ سبزے کو ٹک آفتاب دے

نہ جرأت ہے نہ جذبہ ہے نہ یاری بخت بد سے ہے — یہی بیطاقتی خون گشتہ دلکو میر کد سے ہے
جہاں شطرنج باز ندہ فلک ہم تم ہیں سب مہرے — بسان شاطر نو ذوق اوہڑونکی زد سے ہے

کہاں ان پلکوں کو ہے ٹھوکر سے فتنوں کی جگا دینگی
طرح آتی ہے اس قد کو قیامت سر پہ لا دینگی

کسو سے آنکھ کی لگتے ہی اپنی جان دے بیٹھے
نئی یہ رسم ہم چالّی ہیں جبھوٹے دل لگا دینگی

جہاں ہم آئے پھر پر بکھیرے بال جا سوئے
ادا کرتی ہو تم کیا خوب ہنسی منہ چھپا دینگی

مسیں بھیگی ہیں اسکی سبزۂ خط کی ہدایت سے
مسیح و خضر کو پہونچی بشارت زہر کھا دینگی

جہاں اسکے لیے غربال کر نومید ہو بیٹھے
یہی اجرت ملی ہے کیا ہماری خاک چھا دینگی

کھونکیا ایک بوسہ لیکا دیکر خوب گڑا دیا
رکھی برسوں تلک منت کبھوں کی بات دینگی

نگہ لا کوئی اٹھتا ہے کہ اندھی کوئی آتی ہے
نشان یادگاری ہے ہماری خاک اڑا دینگی

کری ہے داغ اسکا عید کو بے سب گلے ملنا
ہاکٹ دی ہے غنی یہ میری چھاتی کیے جلا دینگی

ہوا لاکھیں اس و باش سے اک پلمیں ہر گزرا
حکایت تو عجب ہے میر جی کی مار ہو جانیکے

کرے الشکل میت آن کر ایسی نہیں دیکھی
کہ صورت آسمانی دیکھکر ہیں نے زمیں دیکھی

کبھو دیکھو گے تم جو وہ طرحدار اسطرف آیا
طرح ترکیب ایسی ہم نے اب تک تو نہیں دیکھی

سبھی کیفیت و گلشن اسقدر کا ہیکو ہوتا ہے
ہم ورانے ہے وہ شکر کی سجدے کہ میں و ہم جبیں دیکھی

کہاں وہ طرز گیں اسکی کہاں چین جبیں اسکی
نگار بار ہا اس شوخ سے تصویر چین دیکھی

مرے ہاتھ سے پھاڑ ڈالیں دیکھکر دامن کشان اسکو
بنے خرقی بہت جو چاک کی آستیں دیکھی

[illegible]

آنکھیں ہی لگی جاتی ہیں اس جاذبہ کو میر
آتی ہی بہت دیر جو اس منہ پہ نظر جاے

تہونکی جرم الفت پر ہمین زجر و ملامت نے
کہڑا ہوتا نہین رہزن دل پاس عاشق کے
جہکی ہی شاخ پر گل ناز سی کیا صحن گلشن میں
نکلتا ہی سحر خورشید ہر روز اسکی گہر پر سے

مسلمان بہی خدا لگتی نہین کہتی قیامت ہے
موافق رسم کی اک دور کی صاحب سلامت ہے
نہال قد کی اسکی مدعی تہی سو ندامت ہے
مقابل ہو گیا اس سے تو اس شمشاد کی شامت ہے

پہیر دار و ٹپری پہرتی تہی کل تک میر کو چہ میں
انہین کو مسجد جامع کی دیکہی آج خدمت ہے

خدا کری مری دل کو ٹک اک قرار آوے
کمانین اسکی بہون کی چڑہی ہی رہتی ہین
ہمین تو ایک گہڑی گل بغیر دوبہر ہے
اٹہی بہی گرد رہ اسکی کہین تو لطف ہی کیا
ہر ایک شہر کا ہی موسم بجا نئی تہا منصور
تمہاری جوروں سی اب حال جا عبرت ہے
نہین ہی چاہ بہلی اتنی بہی دعا کر میر

کہ زندگی تو کرون جبتلک کہ یار آوے
نہ جبتلک سر تیر ستم شکار آوے
خدا ہی جانی کہ اب کبتلک بہار آوے
جب انتظار مین آنکھوں ہی پر غبار آوے
کہ نخل دار مین حلق بریدہ بار آوے
کسو سی کہئیے تو اوسکو نہ اعتبار آوے
کہ اب جو دیکہون اسے مین بہت نہ پیار آوے

[illegible]

نوم شماری سی ہی رنج قلب سے
اپنی عزلت رکھتی ہو عالم ہی اوس
فرط خجلت سے گرا جاتا ہے سرو
دل زرہ کو اوسکے دیکھا نزع مین
رنگ مین اوسکی جھمک ہو برق کی
گو خطاطِ اسکے پشت لب کا زہر ہو
خشک کردیتی ہو گرمی عشق کی

اب حساب زندگی بیباق ہے
یہ سپیر رو شہرۂ آفاق ہے
قد دلکش اسکا بالاچاق ہے
تھا نمودار آنکھہ سے مشتاق ہے
سطح کیا رخسار کا براق ہے
بوسہ گنج دہن تریاق ہے
بید صحرائی سا مجنون قاق ہے

مت پڑا رہ دیر کے کنگرون پہ میر
اٹھکے کعبے چل خدا رزاق ہے

بات کیا آدمی کی بن آئی
آسمان سے زمین نپوائی
چرخ زن اوسکے واسطے ہو مدام
ہو گیا دن تمام رات آئی
ماہ و خورشید و ابر و باد سبھی
اوسکے خاطر ہوئے ہین سودائی
کیسے کیسے کیے ترددِ عجب
رنگ رنگ اوسکو چیز پہنچائی
اسکو ترجیح سب سے اوپہ دی
لطف حق نے کی عزت افزائی
حیرت آتی ہو اسکی باتین دیکھہ
خودسری خودستائی خودرائی

مجلسون کی مجلسین برہم ہوئین
تھی لب جو پر جو گرمی ...
سبزی ... رنگ ...
خانوادے ہو گئی کیا کیا خراب

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان چہارم

ردیف الف

کرتا ہوں اللہ اللہ درویش ہوں سدا کا
سرمایۂ توکل یاں نام ہے خدا کا

میں نے نکل جنوں سے مشق قلندری کی
زنجیر سر ہوا ہے تھا سلسلہ جو پا کا

یارب ہماری جانب یہ سنگ کیوں ہے عائد
جی ہی سے مارتے ہیں جو نام لیں وفا کا

کیا فقر میں گذر ہو چشم طمع سیے بن
ہے راہ تنگ ایسی جیسے سوئی کا ناکا

ابر اور جوش گل ہے چل خانقہ سے صوفی
ہے لطف میکدے میں دو چند اس ہوا کا

تا سازی طبیعت کیا ہی جوان ہوئی پر
اوباش وہ ستمگر لڑکا ہی تھا ہوا کا

گل پھول فصل گل میں صد رنگ ہیں شگفتہ
میں دل زدہ ہوں اس کا یک رنگی ہوا کا

عاشق کی چشم تر میں گو دور آ وہیں لیکن
زور ان کی چشم نم چھپتا نہیں چھپا کا

[illegible]

زلف سا پیچدار ہے ہر شعر
ہے سخن میر کا عجب ڈہب کا
شور ہے زور یار کے لب کا
لعل کی بات کون سنتا ہے
اپنا تو آگے ہے طفل مکتب کا
الحمد کہ ہے جنون کا تو مجنون
تجکو ہو گا وصول مطلب کا
ہم تو تمام ہی پیچ و تاب رہے
مین ہی عاشق ہون ایک [illegible]
ست رہتا ہون جیسے ہوش آیا
دیکہو رہتا ہون درہم برہم سا
تو لگے جیو ذکر یار کرتے ہین

واعظ کہی سوچ ہے دلی میفروش سے	ہم ذکر بہی سُنا نہین صوم وصلوات کا
ہونگا کرین قریب پڑی کوئی یار مین	کسکے تئین دماغ عفف ہی سکاف کا
ان ہونٹھونکا حریف ہو ظلمات مین گیا	پردی مین روسیاہ ہے آب حیات کا
عالم کسو حکیم کا باندہا طلسم ہے	کچہ ہو تو اعتبار بہی ہو کائنات کا

گر یار میر اہل ہے تو کام سہل ہے
اندیشہ تجکو یو نہین ہے اپنی نجات کا

تجاہل تغافل تساہل کیا	ہوا کام مشکل توکل کیا
نہین تاب لاتا دل زار اب	بہت ہمنے صبر و تحمل کیا
زمین غزل ملک سی ہو گئی	یہ قطعہ تصرف مین بالکل کیا
جنون تہا نہ مجہکو نہ چپ رہ سکا	کہ زنجیر ٹوٹی تو مین غل کیا
نہ سوز درون فصل گل مین چھپا	سرو سینہ سے داغ نے گل کیا
ہمین شوق نے صاحبو کہو دیا	غلامون سے اوسکے توسل کیا

حقیقت نہ میر اپنی سمجہی گئی
شب و روز ہمنی تامل کیا

رفتہٴ عشق کیا ہو نہین اب کا	جا چکا ہون جہان سے کب کا

مین جو نظر سے اوسکے گیا تو وہ سرگرم کار اپنا
کہنے لگا چپکا سا ہو کر ہائے دریغ شکار اپنا
کیا یاری کر دور ہے اودہ کیا کیا ان نے فریب کے
بیکس ہے آوارہ ہوا میں چہوٹا شہر و دیار اپنا
ہاتہہ لگی مین ان نے نہ ڈالا مین یہ لگا جاکا تو نکا
غم و غصے سے دیکہو ہو نکا آہی گلے کا ہار اپنا

[illegible]

اس شوق نے بارے کیا بات بڑہائی تھی
نہ ہمسری کا دعویٰ ہے کی لب خندان سے

اتنو زیادہ بھی طاقت گئی سب دے لگی
رقعہ اسے لکہنے تو طومار لکہا جاتا

بس کچھ نہ چلا ورنہ ہستی کو چبا جاتا
جو حال کہوں ایسا میں تمکو سنا جاتا

وسواس نکرتا تہا مر جانے سے ہجران میں
تہا میر تو ایسا بہی دل جی سے اوٹھا جاتا

مستانہ اگر چہ میں طاعت کو لگا جاتا
پر بعد نماز اُٹھہ کر میخانے چلا جاتا

بازار میں ہو جانا اس حسن کا تماشا تہا
یوسف بہی جو وان ہوتا تو اسے بکا جاتا

دیکھانہ اِدہر ورنہ آتا نہ نظر پھر میں
جی مفت مرا جاتا اوس شوخ کا کیا جاتا

شب آہ شرر افشان ہو ٹہون آگ پھر کے میر
سر کہینچتا یہ شعلہ تو مجکو جلا جاتا

کیا شوق کی باتونکی تحریر ہوئی مشکل
تہے جمع قلم کاغذ پر کچھ نہ لکہا جاتا

آنکہیں مری کہلتی تو اوس چہرے ہی پر پڑتین
کیا ہوتا یکا یک وہ سر پر مرے آجاتا

سبزے کا ہوا دکش خط رخ جانان کی
جو ہاتہہ مرے چڑہتا تو پاؤن کو کہا جاتا

ہے شوق سیہ روسیہ بدنامی و رسوائی
کیون کام بگڑ جاتا جو صبر کیا جاتا

تہا میر بہی دیوانہ پر ساتہہ ظرافت کے
ہم سلسلہ دارون کی زنجیر ہلا جاتا

اگر ہم ہوں چھپا سا پر طرفہ ہنر ور ہوں
بیگانہ تک وہ تو سو باتیں سناؤں گا

دیوانگی میں مجنوں میری حضور کیا تھا
لڑکا سا اُن دنوں تھا اوسکو شعور کیا تھا

گردن کشی سے اپنی ماری گئی ہم آخر
عاشق اگر ہوا تھی ناز و غرور کیا تھا

عم قرب بعد کا تھا جبتک نہ عشق جاتا

ایک نگہ کرنے مین رخصت کر دیا ای وای ہم
کیا تعجب ہی جو کوئی دل زدہ ناگہ مرگیا
ماہ کہتے تو کہا اوس سے رو خوش کا ہی حریف

دل جو ساری عمر کا اپنا تھا سرمایا گیا
اضطراب عشق سے جی تن مین گھبرایا گیا
شہر مین پھر ہمسے منہ اپنا نہ دکھلایا گیا

جیسے پرچھائین دکھائی دیکے ہو جاتی ہی محو
میر بہی اوس کام جان کا ود مین تہا سایا گیا

ہم مست عشق جسکی تہے وہ روٹھہ کر گیا
جان بخشی اسکے ہونٹھونکی سن آب زندگی

دیکھہ اوسکو بید باغ نشہ سب اتر گیا
ایسا چھپا کہین کہ کہا جاے مرگیا

کہتے ہین میر کعبے گیا ترک عشق کر
راہ دل شکستہ کدہر وہ کدہر گیا

شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا
ہے یار حیف باغ مین دل ٹک بہل گیا
اس آہوے رمیدہ کی شوخی کہین سو کیا
دن رات خون کیا ہی کئی ہم جگر کو پھر
تیور سے پھر بدلنے سے تو نہین اسکے جو اس
ہر چند مین نے شوق کو پنہان کیا ولے

کل درد دل کہا سو مرا منہ اوبل گیا
دی گل کو آگ چار طرف مین جل گیا
دکھلائی دے گیا تو چھلاوا سا چھل گیا
گر ہو ل گل سے کوئی گھڑی جی بہل گیا
اندیشہ یہ ہی طور ہی اسکا بدل گیا
ایک آدہ حرف پیار کا منہ سے نکل گیا

حال تم میر ادیکھ ہو نہ کچھ سے تامل ہے اوسکو
ظاہر میں خورشید ہوا وہ نور میں اپنے پنہان ہے
یا دین سکے اقامت کی میں یون ہو ردو سو گیا
معد مرگ چراغ نہ لاوے گور پہ وہ عاشق کا

محو ہے خود آرائی کا یا محو وہ ہے خود رائی کا
خالی نہین ہے حسن سے چہپنا ایسے بھی ہرجائی کا
آخر یہ خمیازہ کہینچا اس خرچ بالائی کا
جیتے جی بھی داغ ہی تہا مین اسکی برائی کا

چشم وفا اخوان زبان سے سادہ ہو سو کہے میر
قصہ ہے مشہور زمانہ پہلے دونون بہائی کا

پہرے ہے وحشی سا گم گشتہ عشق کا تیرا
دریغ و درد تجہے کیون ہے یان تو جی ہی گر
جہان بہرا ہے تیرے شور حسن و خوبی سے
نگاہ ایک ادہر اک تیغ تیز کی اور

سبہون سے باتین ہین بیگانہ آشنا تیرا
ہے ایک نگہ مین زبان کیا تیرا
لبون پہ لوگون کے ہے ذکر جا بجا تیرا
ہمارا خون ہی کرتا ہے مدعا تیرا

نظر کنہون نے نہ کی حال میر پر افسوس
غریب شہر وفا تہا وہ خاک پا تیرا

صورت شیرین کی آگے کام اپنا کر گیا
خانہ آبادی ہمین بھی دل کی یون ہے آرزو
میر سختی کش تہا غافل پر خدا فی خیر کی

عشق مین کس حسن سے فرہاد ظالم مر گیا
جیسے جلوے سے ترے گہر آرسی کا بہر گیا
حادثی کا کیسا اوسکی سر پہ سے ٹہر گیا

٣٣١

موسم گل میں ہم آہ گھر سے چھٹ / گذشت تھا دیدہ تھا نظر

یاں کبھو اس کا یوں گذارا تھا

پانوں چھاتی پہ میرے رکھ چلا

آسمان کا بھی کیا ستارا تھا

گلستان کی کسو کی خاک ہوا

جب تلک لطف کچھ ہمارا تھا

لطف سے پوچھتا تھا ہم کو کوئی

ہم کو دشمن جہان سارا تھا

ہم قفس محو دوستی اور

سر مرا اور سنگ خارا تھا

وہ قفا ہو کے کہیں آ گیا

قتل کا تیغ سے بات ہے ہارا تھا

عشق بازی میں کیا موئے ہیں میر

آگے ہی جی انہوں سے ہارا تھا

خوب کیا جو اہل کرم کے جو دکھائی

ہم جو فقیر ہوئے تو ہماری سوال

منہ دکھاتا برسوں وہ خوش شرم وہین	جاہ کا یون کب تلک تاتا رہا
کچھ نہ مین سمجھا جنون و عشق مین	دیر ناصح مجھکو سمجھاتا رہا
داغ تھا جو سر بسر میرے شمع سان	پانو تک مجھکو وہی کھاتا رہا

کیسے کیسے رک گئے ہین میر ہم

مدتون منہ تک جگر آتا رہا

اوصاف ہو کی شعر سے الجھاؤ پڑ گیا	دانتوں نکو سلک در جو کہا مین سو لڑ گیا
جیتے جی یہ ملا نہ رہا سو رہا غریب	جو دل شکستہ ساتھ سے اسکو بچھڑ گیا
کیا اوسکے دل جلے کی تمامی مین دیر ہو	جیسے چراغ صبح شتابی نبڑ گیا
فرہاد پہلوان محبت پہاڑ تھا	بیطاقتی جو دل نے بہت کی بچھڑ گیا
گل رنگ رنگ شاخ سے نکلا بہار مین	آنکھیں سی کھل گئیں ہین جنے مرحبا کہ جھڑ گیا
یان حادثے نے باد سحر ہر یک شجر سے	کیسا ہی پایدار تھا آخر اکھڑ گیا

شرماوے سرو ہووے اگر آدمی روش

وصف اسکے قد کا میر سے سنکر اکڑ گیا

جان اپنا جو ہمنے مارا تھا	کچھ ہمارا اسی مین وارا تھا
کون لیتا تھا نام مجنون کا	جب کہ عہد جنون ہمارا تھا

[illegible]

طایر کی بھی رہتی ہے جہان چمن ہی مین	گل آئی جہان رہ بھی جون آب وان آیا

خلوت ہی رہا کی ہے مجلس مین تو یون اسکی
ہونا ہے جہان یکجا ہین میر جہان آیا

خون ہوا دل جاہے چھپا گو اب کام سے جاویگا	کام اپنا وہ کیا آیا جو کام ہمارے آویگا
آنکھین لگی رہتی ہین اکثر چاک قفس سے اسیرونکے	جھوکا باد بہاری کا گلبرگ کوئی یان لاویگا
نقشے کتنے جمع ہوئے ہین لف و خیال ضعف و قید	کوئی نکوئی عہد مین سیر سر ان مین اوٹھاویگا
عشق مین تیرے کیا کیا سنکر یار کوئی گر جاویگا	یعنی غم کھاتے ہین بہت ہم غم بھی ہمکو کھاویگا
ایک نگہ کی امید بھی اسکی چشم شوخ سے ہمکو نہین	اید ہر اودہر دیکھیگا ہم سے آنکھ چھپاویگا
اتبو جوانی کا یہ نشہ ہے بیخود تجھکو کریگا	ہوش گیا پھر آویگا تو دیر تلک پچھتاویگا

دیر ہوا اس نرگس شوخ نے ناکام رکھا ہے میر ہمین
پانو چھوٹینگے اسکے ہم تو وہ بھی ہاتھ لگاویگا

بہار آئی چلو چمن مین ہمکو اور بھی رنگ آیا	کہان تلک گل ہووے غنچہ پر ہے ہاتھ سینہ سو تنگ آیا
گلیون مین سونڈ ہے بہتی ہے گریبان چشم ہے جوانی سینے مہری	قیامت سکی ہے تنگ پوشی ہمارا جی بہ تنگ آیا

وہی ہے گردنا ہی ہے گریہ بنا وہی ہے سوزش جوانی کی سی
خبر لیا آیا ہے عشق ہی مین یہ میر ہمکو نہ ڈہنگ آیا

بکائے شب و روز اب چھوڑ میر
نواح آنکھوں کا تو ورم کر گیا

یاری تئیں کسو کا کہیکو نام نکلا
ہنگامے سے جہاں میں مجنوں کیا ہے
یا مالی کے خط سے نکلا نہ کبک اودہر
جنگل زمانہ میں تو ہمیشہ ہے عشق ہی کا

ناکام عشق تب تو عاشق کا نام نکلا
ہم جسطرف سے نکلے ساتھ ازدحام نکلا
جیتا ہے سو نازکرتا وہ خوشخرام نکلا
بیجا ہوا دل اپنا جب وہ مقام نکلا

دانا تھا جسنے تجکو تو پختہ مغز ہوگا
دیکھا تو میر تیرا سودا بھی خام نکلا

نے ہم سے کچھ نہ اوس ستم ایجاد سے ہوا
شیرین کا حسن ایسا تھا جو خستہ جان دہ

ظلم صریح عشق کی امداد سے ہوا
جو کچھ ہوا سو خواہش فرہاد سے ہوا

خوش زمزمہ طیور ہی ہوتے ہیں میر اسیر
ہم پر ستم یہ صبح کے فریاد سے ہوا

زار کیا بیمار کیا اس دل نے کیا آزار کیا
جرم ہے ہم الفت کشتوں کا کہ پڑ گئی شوخ ہوا
جاتا ہم کو کیا تھا پر اپنا جا بیٹھنا

داغ سے تن گلزار کیا سب آنکھوں کو خونبار کیا
اب کتنے ہیں دلمیں اپنے ہم سے اوسے کیوں پیار کیا
عزت کہوئی ذلت کھینچی عشق نے خوار و زار کیا

رہا افسوس آنکھیں تر ہوئیں تو
نہ بارے یاوری طالع نے کچھ کی
آہ افسوس تھا اگر یارا ہمارا
گیا لے یار سب یارا ہمارا

گلہ لب تک نہ آیا میر ہرگز
کہیا جی ہی میں غم سارا ہمارا

ردیف بای

ہوا جو خون دل شادابی ہر ایک عضا میں فتور آب
مژگی غایب ہزار یوں تو نظر میں ہرگز نلاوے گا تو
حواس گم ہے دماغ گم ہی رہا سہا بھی گیا شعور اب
کریگی ضایع ہم آہ ہی کو تنگ ہو کر ترے حضور آب

وجود نابود مکان میں کیا ہی نسبت کہ میر کو تھا پیش ضعف
نہیں ہی ہو ناصر و کچھ تو مجھ بھی ہو نا ہی کیا ضرور آب

کیا گئی جان جو دل سے تاب شتاب
ہیں گی وی پلکیں اور گئے رخنے
یوں صبا بھی سبک نہیں جاتی
پیر ہو کر ہوا ہوں یوں غافل
مرتی ہیں ہو جواب نامہ دے
مہربانی تو دیر میں سے کبھو

آنسو آتی ہیں اب شتاب شتاب
حال دل ہو گیا خراب شتاب
جوں گیا موسم شباب شتاب
جیسے لڑکوں کو آوے خواب شتاب
آوے خط کا اگر جواب شتاب
ہے ولی زاری و عتاب شتاب

لکھا سا تھم مٹا دیے کا میر کے
خوں ہم نہیں ہیں آپ کی تلوار میں صاحب
ضعف مری یاوری سے بزرگی میں میر
نہیں عشق کے اظہار میں صاحب

[illegible]

ایک ادا کی ہے ہزار فریب

التفات از زمانہ ہے مت بے

میر سروپا ہے روزگار فریب

کوئی اپنا نہ یار ہے نہ حبیب

اس ستمگر کی ہم ہیں شہر غریب

سر رگڑتے ہی اس آستاں پہ ہم

یاری کرتے اگر ہمارے نصیب

ردیف تا

ہوں بیخود تو کوئی پوچھے مجھ تلک
بیخودی کی حال پہونچا یا ہے اب

کاشکی ہو جائے سینہ چاک چاک
رکتے رکتے جی بھی گھبرایا ہے اب

راہ پر وہ کیونکہ آوے مست ناز
دشمنوں نے اوسکو بہکایا ہے اب

کیا جبیں گو داغ ہو کر خون ہوا
زندگی کا دل جو سرمایا ہے اب

میر شاید کعبے ہی میں رہ پڑے
دیر سے یاں تو خدا لایا ہے اب

کیا کریں تدبیر دل مقدور سے باہر ہے اب
ناامید اس زندگانی کرنی سے اکثر ہے اب

جن نے نواں ہم کافروں سے ربط تھا وے ہو چکے
وہ بت بھر اپنی اور سے تیور ہے اب

دور تک سارسوا ہوا ہوں شہر گرد شہر و ملک
میر شعر و شاعری کا تذکرہ گھر گھر ہے اب

وہ طبیعت ہی نہیں میری کہ شفق طبیب
کر دوا جو طبع میں آوے تری بہتر ہے اب

بیخود اوس مست ادا و ناز بن رہتے ہیں ہم
عالم اپنا دیکھیے تو عالم دیگر ہے اب

وہ سپاہی پیشہ لوگوں ہی میں رہتا ہے کدھر
گرد بیٹھیں اوس دشمن احباب کی لشکر ہے اب

گفتگو انسان سے محشر میں ہے یعنی کہ میر
سارا ہنگامہ قیامت کا مرے سر پر ہے اب

خلاف وعدہ بہت ہو کوئی تو وعدہ وفا کر تو
ملا کی آنکھیں دروغ کہنا کہاں تلک کچھ حیا کر اب

[illegible]

بعد مرگ آنکھیں کھلی ہیں سو یہ جانا گیا
دیکھنے کی اسکی میرے جی میں تھی حسرت بہت

سنکے ضائع روزگاری اسکی جی لایا نہ تاب
آپ کو کر بیٹھے ضائع ہمکو تھی غیرت بہت

آنکھیں جاتی ہیں ہمنے ضعف دل سے دمبدم
ان دنوں انکو بھی ایدہر رہی ہے غفلت بہت

دل گیا پر آج کل سے چپ نہیں مجھکو لگی
گذری اس بھی بات کو اے ہمنفس مدت بہت

دل میں جا کرتا ہے طور میر شاید دوستان
ان نے صاحبدل کسو سے رکھی ہے صحبت بہت

چشم رہنے لگی پر آب بہت
شاید آوے گا خون ناب بہت

دیر و کعبے میں اوسکی خواہش مند
ہوتے پھرتے ہیں ہم خراب بہت

دل کی دل ہی میں رہ گئے ارمان
کم رہا موسم شباب بہت

مارنا عاشقوں کا گر ہے ثواب
تو ہوا ہے تمہیں ثواب بہت

کیئے بے پردہ کیونکہ عاشق ہیں
ہمکو لوگوں سے ہے حجاب بہت

میر بیخود ہیں اس جناب سے اب
چاہیے سبکو اجتناب بہت

دل نے کام کیے ہیں ضائع دلبر ہے دلخواہ بہت
قدر بہت کم ہے دلکی پر دلمیں ہے چاہ بہت

راہ کی بات سنی بھی تو جانا حرف غریب و بیکس کو
خوبی پر اپنی حسن پہ اپنے پھرتا ہے گمراہ بہت

[illegible]

ردیف جیم فارسی

[illegible]

هم تو آگے ہی مر رہے ہین میر
تیغ کھینچے پھرے ہے یار عبث

ردیف جیم

حال بڑا ہے ہمکو ہستی اتنی غفلت کیا ہی آج
کوئی گھڑی تو پاس ہو عمریان پھر پرون فرصت کیا ہی آج

ساتھ ہی وہ آئینہ پر آنکھہ نہین کھل سکتی ہے
دلتنگی سے رکی ہر دم کیا کھینچے صورت کیا ہی آج

فرق تیغ خشم رہے ہین جیسے دل کی لاگ لگی
اُس ظالم بے رحم کی میری ایسی محبت کیا ہی آج

شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل تک بہی جاتے تھے
کوئی بادہ فروش نہین میری حرمت کیا ہی آج

میر گھڑی اک ساعت ہی مین غش تم کر نے لگتے ہو
تاب نہین کیا ضعف ہے دل مین جی مین طاقت کیا ہی آج

هم تو لب خوش رنگ کو اسکے مانا لعل احمر آج
اور رغرور سے ان نے ہمکو جانا کنکر پتھر آج

عشق کے جو سرگشتہ ہوئے ہم رفتہ رفتہ دوار ہوا
پانو مین چکر ہوتا ہی یان سر کو بھی ہے چکر آج

عرش پہ دیہم نے لگائی کو تھی دور دسے کب تک ہم
خاک پہ پائی در ولیشانہ ہمنے بچھایا بستر آج

جنبے سے ہم غم کشتو نکی خاطر تم بھی جمع کرو
کل تک کام نہین کھینچے گا عشق آتا ہے اکثر آج

ملکون ملکون شہرون شہرون قریہ قصبہ دیہہ دیار
شعر و بیت و غزل ہے اپنی ہنگامہ ہے گھر گھر آج

خط سے آگے مہر و وفا کا دعوی سب کچھ صادق تھا
جامۂ مصحف گو پہنے وہ کون کرے ہے باور آج

[illegible]

[illegible]

ردیف حای حطی

[illegible]

منہ اسکا دیکھ رہیے کہ رفتار ناز کو	سرتاقدم ہے لطف ہی اس خوش کمر کے بیچ
ہر دانہ سرشک مین تار نگاہ ہے	اس شوخ کی روش کہ جو ہو دو گھر کے بیچ
کیا دل کو خون کیا کہ تڑپنے لگا جگر	یکتائے روزگار ہین ہم اس ہنر کے بیچ
ایسا ہوا ہے معتبر کہ اب ہے حساب پاک	کہیے جو کچھ بھی باقی ہوا ہے جگر کے بیچ

ہے اپنی خانوادے مین اپنا ہی شور میر
بلبل بھی ایک ہے بوستان کے گھر کے بیچ

رنج کیا کیا ہمنے کھینچے دوستی یاری کے بیچ	کیا ہوئی تقصیر اسکی نازبرداری کے بیچ
دوش و آغوش و گریبان دامن گلچین ہوگئے	گلفشانی کر رہی ہے چشم خونباری کے بیچ
ایک کو اندیشہ کار ایک کو ہے فکر یار	لگ رہے ہین لوگ سب چلنے کی طیاری کے بیچ
منتظر تو رہتے رہتے پھر گئین آنکھین ندان	وہ نہ آیا دیکھنے ہم کو تو بیماری کے بیچ
جان کو قید عناصر سی نہین ہے دارہے	تنگ آئے ہین بہت اس چار دیواری کے بیچ
روتے ہی گذری ہمین تو شب نشینی باغ کی	اوس پڑتی رہی ہے رات ہر کیاری کے بیچ
یاد پڑتا ہے جوانی تھی کہ آئی رفتگی	ہوگیا ہون مین تو مست عشق ہشیاری کے بیچ

ایک ہو وین جو زبان و دل تو کچھ نکلے بھی کام
یون اثر ہے میر کیا ہو گریہ وزاری کے بیچ

[illegible]

جاوے گی جدائی کا یہ آزار گاہ باشد
اچھا بھی ہووے دل کا بیمار گاہ باشد
امیدوار اوس سے ملنے کی جیسے ہم ہیں
آ نکلے ناز کرتا یاں یار گاہ باشد
گو قدردانی کم ہے پر اہم کلام کی سے
[illegible] گاہ باشد
کہتا ہوں سو کرے ہے لیکن ہوں ہوں ورنہ
آوے کسو سخن پر تکرار گاہ باشد

[illegible]

عشق کی کہیو طرح کیا دامق و فرہاد و قیس	یکسانہ مرگئے وی لوگ ساری اسطرح
جو عرق تحریک میں اوس رشک مہر کی منہ پہ ہے	میر کب ہووے ہے گرم جلوہ تاری اسطرح
بہونچے ہے ہمکو عشق میں آزار ہر طرح	ہوتے ہیں ہم ستمزدہ بیمار ہر طرح
ترکیب و طرح ناز و ادا سب سے دل لگی	اوس طرحدار کے ہیں گرفتار ہر طرح
یوسف کی اس نظیر سے دلکو نہ جمع رکھ	ایسی متاع جاتی ہے بازار ہر طرح
جس طرح میں دکہائی دیا اوس سے لگ پڑے	ہم کشتنی وخونکی ہینگے سزاوار ہر طرح
چپ لگ گئی ہے بام دور گلی کوچے میں سے میر	میں دیکہیوں ہوں یار کو اکبار ہر طرح

ردیف خای

ہے میری جو سرشک دمادم کا رنگ سرخ	ریزش سے اسکی تختہ ہے ہیرو کا سنگ سرخ

ردیف دال

زردی عشق سے ہے تن زار بد نمود	اب میں ہوں جیسے دیر کا بیمار بد نمود
بے برگی و بینوائی سے ہیں عشق میں ہزار	پائیز دیدہ جیسے ہوں اشجار بد نمود
ہر چند خوب تجھکو بنایا خدا نے لیک	اے ناز پیشہ کب ہے بسیار بد نمود

[illegible]

خوف کر عاشق کی گستاخی کی نظر سی ہی ذلیل کچھ ہی نزدیک اوسکی ٹھہرا ہو تو دیکھ ہی نظر	ہو جہاں شمشیر ابرو اوسکی خم حد سی زیاد قدر ہی عاشق کی آن آنکھوں مین کم حد سی زیاد

یاس اوسکی دم بخود سہر رہے تھے سو طاقت کہان
بات کہتے میر اب کرتی ہین دم حد سی زیاد

شعر دیوان کی میری کر کر یاد خود کو عشق تماشا مین بہول بچا سب طرف کرتی ہین نگو یان کی وحشی اب گرد باد سی ہم ہین	مجنون کہنے لگا کہ ہان استاد متوکل ہو کر خدا کو یاد کس سی جا کر کرے کوئی فریاد عمر افسوس کیا گئی برباد

چار دیواری عناصر میر
خوب جاگہ ہی پر ہی بی بنیاد

ردیف ذال

درویشی کی جو سوختگی ہی سو ہی لذیذ	نان بی نمک ہی داغ کا بھی ایک شی لذیذ

ردیف رای

مت اس چمن مین غنچہ روش بعد باش کر دل رکھ قوی فلک کی زبردستی پر نجا	مانند گل شگفتہ جبین یان معاش کر گر گشتگی لگ گئی ہی تو تو بہی تلاش کر

عشق و محبت یاری مین کیا لطف کبھی ہے کرنا ضبط
مانگ پناہ خدا سے بندہ دل لگنا ایک آفت ہے
گیا سے ہے ہنگامی کی بہتران شیخونکی مصلّے سے

حیرانی ہے جو ہو کوہ ظلم کا تو بہی نالہ و آہ نکر
عشق میں ہمرز نہار نکر واللہ نکر باللہ نکر
پانو نہ رکھ سجادے پہ انکے اس جادے سے راہ نکر

میر نہ ہم کہتے تھے تجھسے حال نہین کچھ رہنے کا
چاہ بلا ہے جان و دل ہے آجانے دے چاہ نکر

کل سے دلکی کل بگڑی ہے جی مارا ابکل ہو کر
ایک سجود خلوص دلسے آہ کیا نہ جوانی مین
جیب دریدہ کہ ملو نکی حالسے کیا آگاہی ہین
ایک تو ہم تو ہوتے نہین ہین سرتے ہیں اماریچے

آج لہو آنکھو نمین آیا درد و غم سے رو رو کر
سرماری ہین عمر ابو نہین یونہین وقت کو اب کہو کر
راہ چلو ہو نازکنان دامن کو لگا کر تم ٹہو کر
اب ہے تیری تیغ ستم کی جلد لگا کر تو دو کر

جی ہی ملا جاتا ہے اپنا میر سمان یہ دیکھے سے
آنکھین ملتے اُٹھتے ہین بستر سے دلبر جب سو کر

یہ لطف اور پوچھا مجھسے خطاب کر کر
پہانی چلی ہے کیسی اڑتی جو یہ سنی ہے
خونریزی سے کچھ آگے تشہیر کر لیا تھا
گنتی مین تو تھا مین کل خجل ہوا وہ

کاہے میر کچھ کہین ہم تجکو عتاب کر کر
وان مرغ نامہ بر کا کھایا کباب کر کر
اس دل زدہ کیوان نے مارا خراب کر کر
کچھ دوستی کا میری دلمین حساب کر کر

مست و بیخود ہم اسکے در پہ گئے
سو رہا ڈال منہ پہ کھول سکے وہ
مہ فلک پہ ہے وہ زمین پہ آہ

لوگ اسکو خبر کرین کیون کر
ہم شب اپنی سحر کرین کیونکر
انکو زیر و زبر کرین کیون کر

دل نہین درد مند اپنا میر
آہ و نالے اثر کرین کیونکر

ردیف زای

ہے زیر خاک لاشہ عاشق طپان ہنوز
گردش سے اوسکی خاک برابر ہوئی ہے خلق
اوس تک پہونچنے کا تو نہین چال کچھ وے
پروانہ جل کی خاک ہوا پھر اُڑا گیا
چندین ہزار جانین گئین اسکی راہ مین
مدت ہوئی کہ خوار ہو گلیون مین مر گئے

پیدا ہے عشق کشتے کا اوسکے نشان ہنوز
استادہ روی خاک پہ ہے آسمان ہنوز
جاتی ہین گرتی پڑتی بھی ہم ناتوان ہنوز
اے شمع تیری رہتی نہین ہے زبان ہنوز
ایک آدہ تو بھی مر رہی ہے نیم جان ہنوز
قصہ ہمارے عشق کا ہے داستان ہنوز

لخت جگر کے غم مین کہ تہا لعل پارہ میر
رخسار زرد پر ہے مرے خون روان ہنوز

دیوانگی کی ہے وہی زور آوری ہنوز
ہر دم نئی ہے میری گریبان دری ہنوز

قیس و فرہاد پر نہین موقوف
عشق لاتا ہے مرد کار ہنوز

[illegible]

یہ لیک خون ہو جگر افسوس
دیدنی ہے شکستہ حالی یک
ایدہر اوسکی نہین نظر افسوس
عجب ستا عجب میری نظار مین
جسکو آیا نہ کچھہ ہنر افسوس
میر اب بہت ہے سا دل کا حال
یعنی ویران پڑا ہی گہر افسوس

ردیف شین

خاک ہو کر اڑین ہین یار ہنوز	دل کا بیٹھا نہین غبار ہنوز
نہ جگر مین ہی خون نہ دلمین خون	دربی خون ہی روزگار ہنوز

دست بر دل ہون مدتونسی میر
دل ہی ویسا ہے بیقرار ہنوز

دوستان حسن وخوبی ہر کیا چیز	تجھہ ہی ہر جان سی جنسی کیا جیز

ردیف سین

مدت ہجر مین کیا کرئی بیان یار کی پاس	حال پرسی بھی نکی آن کی بیمار کی پاس
حق یہ ہی خواہش دل تو ہی مری آجاتا	جبکہ خونریزی کو بٹھلائین مجھی دار کی پاس
در اسیری کا کھلا منہ یہ ہماری کیا تنگ	مرہی رہنی کا قفس کی در و دیوار کی پاس
آنا اسکا تو دم قتل ضروری ہی ولے	کون آتا ہی کسو خون کی سزاوار کی پاس
اُٹھ ہی یار اکیلا تو غم دل کہئے	سو تو بیٹھا ہی ادہر باتین دو چار کی پاس
منہ پہ ناخن کی خراشون سے لگا دل بہنے	چشمہ نکلی ہین نئی چشم جگر یار کے پاس

مین تو تلوار تلے اوسکے لیے بیٹھا میر
وہ کہڑا بھی نہوا آگی گنہگار کی پاس

کل ہاتہہ جا رہا تھا دل بیقرار پاس	گویا کہ جا رہا کسو زندہ یار پاس

[illegible]

ردیف صاد

[illegible]

ردیف ضاد

[illegible]

ردیف طا

[illegible]

ردیف ظا

[illegible]

۳۴۵

کیا چال ہوگی رہبری روزگار کی
سب اس گزندگی ہے سپہ کار کی روش

وہ رفت و خیز گرم تو مدت سے ہو چکی
رہتی ہیں اب گری پڑی بیمار کی روش

جاتی ہیں رنگ و بوی گل آج جو سے چلے
آئی نہ خوش ہمیں تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستاں کا دل بہت
کچہ آگئی تھی اسمیں قدِ یار کی روش

رندان میں جہانکی بہت ہیں خراب حال
کرتے ہیں ہم معاش گنہگار کی روش

یوں سر بکھیرے عشق میں پہرتے نہیں ہیں میر
اظہار ہی کمر ہیں ہیں تو اظہار کی روش

رہتے ہیں بہت دل کے ہم آزار سے ناخوش
بستر پہ گرے رہتے ہیں بیمار سے ناخوش

جانا جو مقرر ہے مرا دار فنا سے
اس بستی کی میں ہوں در و دیوار سے ناخوش

ہمواری سے ہیں نرم و خشن ایک سے دونوں
خوش ہیں گل تر سے نہ ہم خار سے ناخوش

سر رشتۂ دل بند نہیں زلف و کمر میں
کیا جانیے ہم کس لیے ہیں یار سے ناخوش

ہے عشق میں صحبت مری خوبانکی عجب کچہ
اقرار سے بیزار ہیں انکار سے ناخوش

خوش رہتے ہیں احباب بہم ربط کیے سے
رہتے ہو تمہیں ایک مرے پیار سے ناخوش

اک بات کا بہی لوگوں میں بہپٹا ہے کرنا
ہم ہینگے بہت میر کے گفتار سے ناخوش

ردیف عین

[illegible]

ردیف غین

[illegible]

احتیاط صراحی سے | ہمنے سجادہ کے دہلائے داغ

دیکھی دامن کر نیچے کیسی دبی
میر نے گرتے چھپائے داغ

ردیف فای

آج ہمارا سر پھرتا ہے باتین جتنی سب موقوف
حرف و سخن جو بالکل دیگر ہے تو ہو سوا ہے موقوف

اسکو دماغ رہا ہے یہان آٹھ پہر کی منت کا
ربط اخلاص سے دن گذرے ہے خلطا سے سب موقوف

اسکی گلیمین آمد شد کی گہات ہی مین ہم رہتے تھے
اب جو شکستہ پا ہو بیٹھے دہب گرنیکی دہب موقوف

وہ جو مانع ہو تو کیا ہے شوق کمال کو ہو پہنچا ہے
وقفہ ہوگا تب ملنے مین ہم بھی کرینگے جب موقوف

حلقے پڑے ہین چشم تر مین سو کبھی ایسی تم تھے
رونا کڑھنا عشق مین اوسکی میر کروگے کب موقوف

مین آگے تھا دیدہ پر آب سے واقف
پلکین نہوئی تھین مری خوناب سے واقف

پتھر تو بہت لڑکو نکی کھائی ہین ولیکن
ہم اب بھی جنون کی نہین آداب سے واقف

ہم ننگ خلائق یہ عجب ہے کہ نہین ہین
اس عالم اسباب مین اسباب سے واقف

شب آنکھین کھلی رہتی ہین یا منتظر و نکی
جون دیدہ انجم نہین ہین خواب سے واقف

بل کھاتی نہین بالونکی ہم جاتی ہین اے میر
ہین پیچ و غم و رنج و تب و تاب سے واقف

ردیف قاف

لوگ بہت پوچھا کرتے ہین کیا کہیے میان کیا ہے عشق
کچھ کہتے ہین سر الٰہی کچھ کہتے ہین خدا ہے عشق

کام ہے مشکل الفت کرنا اس گلشن کے نہالون سے
بو کش ہو کر سیب ذقن کا غش نہ کرے تو مزا ہے عشق

گہر لیسی گیسو وین کی نمد گونگی ہین خراب
تو ضبط کرتی ہو وین جراحت جگر کی زخم

القصہ ہی خرابہ کہنہ دیار عشق
روتا نہین ہی کبہو لکی دل رازدار عشق

بار ا پڑا ہی انس ہی کرتی ہین ورنہ میر
ہی دور گرد وادی وحشت شکار عشق

ردیف کاف

وحشت تہی ہمین بہی وہی گہر بار سی ابتک
سر مارتی ہین اپنی در و دیوار سی ابتک

مرتی ہی سُنا انکو جنہین دل لگی کچہ تہی
اچہا بہی ہوا کوئی اس آزار سی ابتک

جب سی لگی ہین آنکہین کہلی راہ تکی ہین
سوئی نہین سا تہہ اوسکی کبہو یار سی ابتک

آیا تہا کبہو یار سو ما سول ہم اوسکی
بستر پہ گری رہتی ہین بیمار سے ابتک

ہی عہد یونہین وقت وفات آن بہی پہونچا
وعدہ نہوا ایک وفا یار سے ابتک

ہی قہر و غضب دیکہہ طرف کشتی سے کی ظالم
کرتا ہی اشارت بہی تو تلوار سی ابتک

کچہ رنج دلی میر جوانی مین کہنچا تہا
زردی نہین جاتی مری رخسار سی ابتک

رہا ہیولی سا یار تربت سے ابتک
نہ ایسا کہلا گل نزاکت سے ابتک

لبالب ہی وہ حسن معنی سی سارا
نہ دیکہا کوئی ایسی صورت سے ابتک

ردیف کاف فارسی

کیا چلی جاتی ہین جہانسے لوگ
کر آتی تھے میہمانسے لوگ

قہر ہی بات بات پر گالی
جان بلب ہین تری زبانسے لوگ

شہر مین گھر خراب ہے اپنا
آتی ہین یہان اباس نشانسے لوگ

ایک گرد زمین ہین برابر خاک
کیا جھگڑتی ہین آسمانسے لوگ

درد دل انکے کب سنا میرا
لگی رہتی ہین اسکے کانسے لوگ

یاد سے بھی پلک لک ہی نہین
ہم بھی سبز ہی دربانسے لوگ

شوق مین تیر سے چلے او دہر
ہم خمیدہ قدان کمانسے لوگ

آدمی اب نہین جہان مین میر
اٹھہ گئے اس بھی کاروانسے لوگ

ردیف لام

بلبل نے گل کہا کہ بہت ہی کہا گئے گل
لیکن ہزار حیف ٹھہری ہوا گئے گل

رعنا جوان شہر کے رہتے ہین گل بسر
سر پہ ہماری داغ جنونکی ہی جا گئے گل

دل پوشی یہ مرغ چمن کی نہ کی نظر
بیدرد گلفروش سبد بھر لائے گل

حیف آفتاب مین لسے دیوار باغ ہین
جون سایہ واکشیدہ ہوئے شبنم پای گل

بوئے گل نوای خوش عندلیب میر
آئی چلی گئی بھی کچھ تھی وفای گل

ردیف میم

ای میر اسی ہی نسبت کن حلقہ حلقہ موسی
بیتاب کچہ سے گاہی یہ پیچ ہو گئے دل

حال تو حال زار ہی تا حال
بڑہتی ہی حال کی خرابی روز
خستہ جانی نی تنگ خلق کیا
حال فکر سخن مین کچہ نہ رہا
حال مستی جوانی تھی سو گئی
آنکہین بدحالی سی ٹھہرتی نہین

دل وہی بیقرار ہی تا حال
گرچہ کچہ روزگار ہی تا حال
پر اوسی مجہسے عار ہی تا حال
شعر میر اشعار ہی تا حال
میر اسکا خمار ہے تا حال
شوق دیدار یار ہی تا حال

غم سی حال آنکہ خون دل سو کہا
چشم تر اشکبار ہے تا حال

کعبتا ہی او سطرف ہی کو بی اختیار دل
سمجہا ہی تو کہ دل کسی کہتی ہین دل ہی کیا
آزردہ خاطری کا ہماری نکر عجب
واشد فسردگی سی تری اس چمن مین ہے
میر اوسکی اشتیاق ہم آغوشی مین نہ پوچہ

دیوانہ دل بلازدہ دل بیقرار دل
آتا ہی جو زبان پہ تری بار بار دل
اک عمر ہم رہا کیے ہین ہار ہار دل
دل جو کہلا تو جیسے گل بی بہار دل
جاتا ہی اتنو جی ہی رہا در کنار دل

[illegible]

کیا ظلم ہے کہ کھینچے شمشیر وہ کبھو سے
آزردہ ہونگا پھر مین جا کہے سے جو ٹلی تم

کم پائی اسقدر ہی منزل سے ہے دور اتنی
طے کسطرح کرو گے یارو یہ مرحلے تم

اکثر نڈھال ہین ہم پر یون نہین وہ کہتا
کیا ہے کہ جاتی ہو گے اتنی ہی ڈھلے تم

یہ جانتے نہ تھے ہم ایسی رہی ہوئی ہو
ہونٹھون پہ جان آئی تم بن گئے بہلے تم

قربانی اوسکی ٹھہرے تھے سیر طرح نچھوڑی
ٹکتے ہو میر اودھر تلوار کے تلے تم

یارب اوس محبوب کو پھر یک نظر دیکھینگے ہم
اپنی آنکھون سے اوسی یان جلوہ گر دیکھینگے ہم

مین کہا دیکھو ادھر ٹک تم تو مین بھی جان دون
ہنسکے بولا یہ تری باتین ہین ہم دیکھینگے ہم

پاس ظاہر ہے اسے تو دیکھنا دشوار ہے
جائیگی مجلس مین تو ایدھر اودھر دیکھینگے ہم

یون نہ نکلیگا دل کسو سیمین بدن زر دوست کو
ابتدائے عشق مین اپنا بھی گھر دیکھینگے ہم

کام کہتے ہین سماجت سے کبھو لیتے ہین لوگ
ایک دن اسکی گلی جا کر بہر دیکھینگے ہم

راہ تکتے تکتے اپنی آنکھین بھی تھہر چلین
یہ نجانا تھا کہ سختی اسقدر دیکھینگے ہم

شورش دیوانگی اسکی نہین جائیگی لیک
ایک دو دن میر کو زنجیر کر دیکھینگے ہم

صبر کیا جاتا نہین ہم سے رہ کی جدا نہ ستاؤ تم
پانو کا رکھنا گرچہ ادھر کو عار سی ہے آؤ تم

[illegible]

کہہ سکے کون ہمکو نا ہموار
اُٹھتے ہین خاک سے برابر ہم

کوفت سی کوفت اپنے دل پر ہے
چھاتی کوٹا کیے ہین اکثر ہم

ابر کرتا ہے اب کمی سے میر
دیکھیں ہین سوئے دیدہ تر ہم

تھا ہے حیرت عشق سے گفتگو کو ہم
خموش دیکھتے رہتے ہین اوسکی روکو ہم

اگرچہ وصل ہے پر ہین طلب مین سرگردان
یہ وہم کا ہے جاتی ہین جستجو کو ہم

اب اپنی جان سے ہین تنگ دم رکے ہے بہت
ملا ہی دینگے تری تیغ سے گلو کو ہم

جلا کے خاک کرے وہ کہ رہ کی داغ کرے
لگا وین آگ سے کیا اپنے گرم خو کو ہم

مرید پیر خرابات یون ہوتے میر
سمجھتے عارف اگر اور بھی کسو کو ہم

عشق تو نہیں اب لیکن کہ عہد کیا ہے خدا سے ہم
آجاوین جو یہ ہرجائی تو بھی نجاوین جا سے ہم

گریہ جنون مین کہ سے بھی زنجیر کی منہ بہ اوڑتی ہے
شام و سحر رہتے ہین یعنی اپنی بہو کے پیاسے ہم

اسکی نہ پوچھو دور ہین ان پرسش حال ہماری کی
ہمکو دیکھو مارے گئے ہین آکر پاس وفا سے ہم

جیسے کیا انواع اذیت عشق مین کہینچی جاتی ہے
دل بھی پہرا ہے اپنا تو بھی کچھ نہین کہتے حیا سے ہم

کیا کیا عجز کرین ہین لیکن پیش نہین کچھ جاتا میر
سر رگڑے ہین آنکھین ملے ہین اسکی حنائی پا سے ہم

ردیف نون

[illegible]

دل تو نہیں ہے بس نہیں جاتا ہے جی دور دور یوں دیکھیں ادہر
نجاہ زنخ گو جاہ نہیں ہے بال اسکی کو جال نہیں

کبتک لگی نگڑی جوڑون میر جگر کی لختون سے
کسب نہیں ہے پارہ دوزی مین کوئی وصال نہیں

ہے وضع کشیدہ کا جو شور اسکی جہان مین
نکلی ہے مگر تازہ کوئی شاخ کمان مین

ہر طور مین ہم حرف و سخن لاگ سے دلگی
کیا کیا کہیں ہین مرغ چمن اپنی زبان مین

کیا باد نے بہی دست تطاول کو دیا طول
چپلے پڑے ہین پہول ہی سب اب کی خزان مین

خوش رنگ ہے کس مرتبہ انہار کا پانی
خونناب مری چشم کا ہے آب روان مین

رو دو مری احوال پہ جون ابر بہت میر
بیطاقتی بجلی کی سی ہے آہ و فغان مین

دلگی بیدل کہلائی آگی دیکھی کیا کیا ہون
محزون ہو وین مفتون ہو وین مجنون ہو وین سوا ہون

عشقکی رہ مین پانو رکہا سو رہنے لگی کچہ رفتہ سے
آگی چلکر دیکھین ہم اب گم ہو وین یا پیدا ہون

خار و خس الجہین ہین آپہی بحث انہو نسی کیا رکہین
موج زن اپنی طبع روان سے حباب ہم جیسے دریا ہون

ہم بہی گئی جاگہہ سے اپنی شوقمین اس ہرجائی کی
عشق کا جذبہ کام کری تو پہر ہم ارزون ہجا ہون

کوئی طرف یان ایسی نہیں جو خالی ہووے اوس سے میر
یہ طرفہ ہے شور جرس سے چار طرف ہم تنہا ہون

[illegible]

[illegible]

قطعہ

[illegible]

احراق اپنی قلب کا رونی سی کب گیا
تحصیل علم کرنی سی دیکھا نہ کچھ حصول
دم نا کمین بقول زنان عاشقونکی ہین

پانی کی چار بوندین ہین کیا احتراق مین
مین نی کتابین رکھین اٹھا گھر کے طاق مین
ہلنا بلا ہی موتی کا اوسکی بلاق مین

اک نور گرم جلوہ فلک پر ہی ہر سحر
کوئی تو ماہ پارہ ہے میر اس رواق مین

صبح ہوئی گلزار کی طائر دل کو اپنی ہولین
باغ مین جوہم دیوانی سی جا نکلین ہنبا کر نالان
یار ہمارا آسان کیا کچھ سینہ کشادہ ہم سی ملا
سینہ جو بر سی ہی شد تسی دیکھ اندہیری کیا آئی
وہ دھوبی کا کم ملتا ہی میل دل آئے بہت
سرو تو ہی سنجیدہ لیکن پیش مصرع قد یار

یاد مین اس خوش رو گل تر کی کیسی کیسی بولین ہین
غنچے ہو ہو مرغ چمن کی ساتھ ہماری ہولین ہین
خون کرین ہین جب اونکو دیکھ بند قبا کی کھولین ہین
یعنی تنگ جو ہم آئی ہین اونکو کھو لکر رولین ہین
کوئی کہو اس سی ملتی ہین تجھکو کیا ہم دھو لین ہین
ناموزون ہی نکلی ہی جب دل مین اپنی تولین ہین

مرگ کا وقفہ اس رستی مین کیا ہی میر سمجھتی ہو
ہاری ماندی راہ کی ہین ہم لوگ کوئی ہم سو لین ہین

غزل میر کی کب پڑھائی نہین
زبان سو ہماری ہی صیاد خوش

کہ حالت مجھے غش کی آئی نہین
ہین اب امید رہائی نہین ؎

[illegible]

بہت ہی حال برا ہی اب اضطراب نہیں
بھلا ہوا کہ دل مضطرب مین تاب نہیں

[illegible]

دیار حسن میں دلکی نہیں خریداری / وفا متاع ہی اچھی یہ یان کی بات نہیں
حساب پاک ہو روز شمار میں تو عجب / گناہ اتنے ہیں میرے کہ کچہ حساب نہیں
گذر ہی عشق کی بیطاقتی سی مشکل آہ / دنوکو چین نہیں ہی شبوںکو خواب نہیں
جہان کی باغ کا یہ عیش ہی کہ گل کی رنگ / ہماری جام میں لوہو ہی سب شراب نہیں

تلاش میر کی اب میکدوں میں کاش کرین
کہ مسجدوں میں تو وہ خانمان خراب نہیں

ہمکو کہنی کی تئیں بزم میں جا دیتی ہیں / بیٹھنے پاتی نہیں ہم کہ اٹھا دیتی ہیں
ان طیوروں نسی ہو نہیں سبی اگر آتی ہی صبا / باغ کی چار طرف آگ لگا دیتی ہیں
گرچہ ملتی ہیں خنک غیرت مہ ری لڑکی / دل جگر دونونکو یک لخت جلا دیتی ہیں
دیر رہتا ہی ہمالا شش پہ غم کشتونکی / استخوان انکی جلی کچہ تو ہوا دیتی ہیں
اس شہ حسن کا اقبال کہ ظالم کی تئین / ہر طرف سیکڑوں درویش دعا دیتی ہیں
دل جگر ہو گئی بیتاب غم عشق جہان / ابھی ہم شوق کی ماروںکی دعا دیتی ہیں
کیونکی اس راہ میں پا رکہئی کہ صاحب نظران / یان سی لیوان تئین آنکھیں ہی بچھا دیتی ہیں
ملتے ہی آنکھ ملی اسکی تو بر ہم ہی تہ / خاک میں آپ کو فی الفور ملا دیتی ہیں
طرفہ صناع ہیں ای میر یہ موزون طبعان / بات جاتی ہی بگڑ بہی تو بنا دیتی ہیں

وہ نہیں اب کہ فریبوں سے لگا لیتے ہیں
ہم جو دیکھیں ہیں تو وہ آنکھ چرا لیتے ہیں
کچھ تفاوت نہیں ہستی و عدم میں ہم بھی
اٹھ کے اب قافلۂ رفتہ کو جا لیتے ہیں
نازکی ہائے رے طالع کی نکوئی سے کبھو
پھول سا ہاتھوں میں ہم اوسکو اٹھا لیتے ہیں
محبت [illegible] سخن سازی میں
کیا ہی انداز سے اک بات بنا لیتے ہیں

کہین دلگیر مرغان گلشن سے کیا
یہ بے حوصلہ ہمکو رسوا کرین

کھپا عشق کا جوشش دل مین بہلا
کہ بد نام ہو وین جو سودا کرین

بری حال اوسکے گلی مین ہے میر
جو اٹھہ جائین وان سے تو اچھا کرین

ہجر مین روتا ہون ہر شب مین تو اس صبح تک بیان
وی انہ ہیری منہہ پر کی جو نکہ ہو شدت سی یان

کسقدر بیگانہ خو ہین مردمان شہر حسن
بات کرنا رسم عادت ہی نہین الفت سی یان

اٹھہ گئی ہین جیسی ہم سونا پڑا ہی باغ سب
شور ہنگام سحر کا مہر ہے مدت سی یان

سر کوئی پہوڑی محبت مین تو بارے سطرح
مر گیا ہی عشق مین فرہاد جس قدرت سے یان

دلکشی اس بزم کی ظاہر ہی تم دیکھو تو ہو
لوگ جی دیتے چلے جاتے ہین کس حسرت سی یان

صورتون سی خاکدان یہ عالم تصویر ہے
بولین کیا اہل نظر خاموش ہین حیرت سے یان

فہم حرفونکی تنافر کا بہی یارون کو نہین
اسپہ رکہتے ہین تنفر سب مری صحبت سی یان

پنج روزہ عمر کر ئی عاشقی یا زاہدی
کام کچہ چلتا نہین بس تہوڑی سی مہلت سی یان

کیا سر جنگ جدل ہو بید ماغ عشق کو
صلح کی ہی میر نی ہفتاد و دو ملت سی یان

داغ غم قسمت کیا پوچہو ہو آگ لگائی سینی مین
چہاتی سی وہ منہہ نہ لگا ٹک گرا اس ہی مہینی مین

عشق وجنون سے اگرچہ تن پہ ضعف دنی فت ہے یاں
وحشت گو ہو عرصہ محشر تجویز سے رنجور نہیں
ہجران مین برسون ہمنے صبر کیا ہے پاس وفا
اب جو کبھو تک پاس بلاے ہے وہ تو دور نہیں

[illegible]

جاہت مین بس نا ہے جانکی مرنیکی شایستہ ہوے
جا بھی چکی ہے دلکی ہوس اب جینیکا ارمان نہین

شور نہین یان سنتا کوئی میر قفس کے اسیرونکا
گوش نہین دیوار چمن کے گل کی شاید کان نہین

یون ناکام رہینگے کبتک جیمین ہے اک کام کرین
رسوا ہو کر مارے جاوین اسکو بھی بدنام کرین

جسکو خدا دیتا ہے سبکچھ وے ہی سبکچھ دیتے ہین
ٹوپی لنگوٹی پاس ہے اپنے ہم اسپر کیا انعام کرین

منہ کھولے تو روز ہے روشن زلف بکھرے رات ہے پھر
ان طورونسے عاشق کیونکر صبح کو اپنے شام کرین

خط و کتابت حرف و حکایت صفحہ ورقمین آجاوے
دستے کے دستے کاغذ ہیں موجود لکا حال ارقام کرین

شیخ پڑے محراب حرم مین پہرون دوگانا پڑہتے رہو
سجدہ ایک اس تیغ تلے کا انسے ہو تو سلام کرین

دل آسودہ ہو تو رہے تا گور یا ہم سو بار سے گئے
وہ سو بھی کہنہ ہیجے ہے باہر جاوین آب آرام کرین

میل گدائی طبع کو اپنے کچھ بھی نہین ہے ورنہ میر
دو عالم کو مانگ کے لاوین ہم جو ٹک ابرام کرین

پھرا مین صورت احوال ہر یک کو دکھاتا یان
مروت قحط ہے آنکھین نہین کوئی ملاتا یان

خرابہ دلی کا وہ چند بہتر لکھنؤ سے تھا
وہین مین کاش مرجاتا سراسیمہ نہ آتا یان

محبت دشمن جان ہے جو مین معلوم یہ کرتا
تو کاہیکو کسو سے میر اپنا دل لگاتا یان

ردیف واو

دیتی ہے طول بلبل کیا شورش فغان کو
اک نالہ جو صدا سے لبی سے وداع جان کو

[illegible]

کہا تھا منہ کہ ہر حرف پر ہے بوسۂ لب
جو باتین کین ہین تو اب قرض کا حساب کرو

قطعہ

ہوا ہے اہل مساجد پہ کام از بس تنگ
نہ شب کو جاگتے رہنے کا اضطراب کرو
خدا کریم ہے اوسکے کرم سے رکہکر چشم
دراز کہینچو کسو میکدے مین خواب کرو

جہان نہین دیر نہین لگتی آنکھین مندتی میر
تمہین تو چاہیے ہر کام مین شتاب کرو

وہ گل سا روسرا ہون یا ہو پدار مو کو
نرمی بہی کاش دیتا خالق ٹک اوسکی خو کو
ان گیسوؤن کے حلقے ہین چشم شوق عاشق
وے آنکھین دیکہتی ہین حسرت سے اوسکی رو کو
دم کی کشش سے کوشش معلوم تو ہے لیکن
باقی نہین ہے ہم مین اسکی کچہ طرز جستجو کو
آلودہ خون دل سے صد حرف منہ پہ آئے
مرغ چمن نہ سمجہا انداز گفتگو کو

دل میر دلبرون سے چاہا کرے ہے کیا کیا
کچہ انتہا نہین ہے عاشق کی آرزو کو

عجب گر تیری صورتگانہ کوئی یار عاشق ہو
جو صحن خانہ مین تو ہو در و دیوار عاشق ہو
تجہے اکبار گر دیکہے کوئی بیجا ہو دل اسکا
خرام ناز پر تیرے لٹا گہر بار عاشق ہو
تری چہاتی سے لگنا ہار کا اچہا نہین لگتا
مبادا اس وجہ سے گلرو گلے کا ہار عاشق ہو

کتنی دنون کہاتہا دلا ضبط نالہ کر
پہر شب کو نا شکیبی سی نالان ہوا نہ تو

ہوتا ہے میر روئے سخن آدمی اور
افسوس ای ستمزدہ انسان ہوا نہ تو

کیا کرون مین صبر کم کو اور رنج بیش کو
زہر دیوین کاش کے احباب اس درویش کو

کہول آنکہین صبح سی آگہ کہ شیر اللہ کی
دیکہتی رہتی ہین غافل وقت گرگ میش کو

عشق کی بیتاب کی آزار مین مت کر شتاب
جان دیتی دیر لگتی ہی نہین درویش کو

دشمن اپنا مین تو فکر دوستی ہی مین رہا
اب کہون کیونکر سلامت جان عشق اندیش کو

مختلط ترسا بچون سی شیخ خانہ مین رہا
کن نی دیکہا مسجدون مین میر کافر کیش کو

نازکی کوئی یہ بہی ٹہسک ہے جی کا ہیکو ترساتی ہو
آتی ہو تو مکین سے ایسی جیسی کہین کو جاتی ہو

غیر کی ہمراہی کی عزت جی مارے ہی عاشق کا
پاس کہو جو آتی ہو تو ساتھ اک تحفہ لاتی ہو

مت ہے نہین یہ بال ہین بکہری پیچ کلیمن کو لگی
ساختہ ایسی بگڑی رہو ہو تم جب مدہ ماتی ہو

پردہ ہی کر لیتی ہو جب آتی ہو مجلس مین
آنکہین سب سے ملاتی ہو کچہ ہم ہی سے شرماتی ہو

سوج نہین تن فقیر ہی اپنا جیب بہ دیوانا
ٹہوکر لگتی دامن کو کس ناز سے تم یان آتی ہو

رفتہ عشق کسو کا یارو راہ چلی ہی کسکی کے
کون ہا ہو آپ مین یان تم کس کی تئین سمجھاتی ہو

	کوہ کن مجنون و وامق میر آئی تہی صحبت مین منہ نہ لگایا ہم مین کنہون نے ایسے ہرزہ کارونکو	

جی ہر کار رکنے سے پری کچہ تو	آسمان آگیا وری کچہ تو
جو نہووے نماز کرئے نیاز	آدمی چاہیے کری کچہ تو
طالع و جذب و زاری وزر و زور	عشق مین چاہیے اری کچہ تو
جینا کیا ہے جہان فانی کا	مرتی جاتے ہین کچہ مری کچہ تو

	سہمے سہمے نظر پڑے ہین ہین میر اسکے اطوار سے ڈرے کچہ تو	

ردیف الہای ہوز

رفتن رنگین گلرویان سے کیا ٹہہراؤ ہو	ساتہ انکی جل تماشا کری جسکو چاؤ ہو
قد جو خم پیری کی ہو تو سر کا دہنا ہیچ ہے	ہو چکا ہونا جو کچہ تہا اب عبث پچتاؤ ہو
خون کے سیلاب مین ڈوبی ہوئونکا کیا شمار	تک بہی تیغ جدول شمشیر تو سہتراؤ ہو
تہی وفا و مہر تو بابت دیار عشق کی	دیکہین شہر حسن مین اس جنس کا کیا بہاؤ ہو

	گریۂ خونین سے ہین رخسار میرے لعل تر دیدۂ خونبار یون نہین جیسے منہ پر گہاؤ ہو	

جیکی لاگ بلا ہے کوئی دل جینے سے اٹہا بیٹہو	ہو کی تقصیر گلین کسو کی تیغ اٹہاؤ جا بیٹہو

[illegible]

وارفتہ ہی گلستان اوس رو کی ہمیں کا
ہی فصل گل یہ گل کا اب وہ نہیں مزا کچھ

وہ آرسی کر آگے حیران ہی بے تکلف
منہ سے ہمارے اسکو آتی نہیں حیا کچھ

دل ہی کی غم مین گذری وس ان جو عمر کی تھی
اپچ ہی اس نگر سی جاتا نہیں دہا کچھ

منہ کر سبھی میری جانب سوتا نہیں کبھو کچھ
کیا جانوں اوسکی جبین ہی اسطرفسی کیا کچھ

دل لی فقیر کا ہی ہاتھوں مین دل دہی کر
آجائے ہی جہانین آگے لیا دیا کچھ

یارون کی آہ و زاری ہووے قبول کیونکر
انکی زبان مین کچھ ہی دلمین ہی کچھ دعا کچھ

ساری وہی حقیقت ملحوظ سب مین ہے گی
کیسے نمود ہووے جو اسکے ماسوا کچھ

حرف و سخن کی اوس سے اپنی مجال کیا ہے
ان نے کہا ہی کیا کیا مین نے اگر کہا کچھ

کبتک یہ بدشرابی پیری تو میر آئے
بازی کی ہو حیا اب کر چلو بھلا کچھ

حیرت طلب کو کام نہیں ہے کسو کی ساتھ
جان عزیز ابھی ہے مری آبرو کی ساتھ

یکرنگ آشنا ہین خرابات ہی کے لوگ
سر میکشوں کی پھوٹتے دیکھی سبو کی ساتھ

قمری کا لوہو پانی ہوا ایک عشق مین
آتا ہے اسکا خون جگر آبجو کے ساتھ

خالی نہیں ہے خواہش دل سے کوئی بشر
جاتی ہین سب جہان سی یک آرزو کی ساتھ

دم مین ہے دم جہان تئین گرم تلاش ہون
سو پیچ و تاب رہتی ہین ہر ایک مو کی ساتھ

[illegible]

[illegible]

کیا کیا دیدہ درائی سی ہم کرتی رہی اس عالم مین
حسرت وصل اندوہ جدائی خواہش کاہش ذوق و شوق

تمسے آگے سنو ہو صاحب نہین ہوا ہے کیا کیا کچھ
یون تو چلا ہون اکیلا لیکن ساتھ چلا ہے کیا کیا کچھ

کیا کئیے جب مین نے کہا ہی میر ہے مغرور اس پہ تو
اپنی زبان مست کہول تو الی اور کہا ہی کیا کیا کچھ

ردیف یای

مین تو تنگ صبر سے ہی اپنے رہ نہین سکتا اکدم بھی
ناز و غرور بہت ہے اوسکا لطف نہین ہے کم کم بھی

جامۂ احرام اخر تہ کر دل کی اور توجہ کی
در پہ حرم کی اس لئے تھے ہم کو بھی یکگام بھی

دیکھ ہوا کو طائر گلشن کس حسرت سے کہتے تہے
گل ہی چلے جاتی نہین یا نے چلنے کو بیٹھے ہین ہم بھی

کیا کیا مین بیتاب رہا ہون رنج و الم سی محبت کی
ہر عالم کچھ اور رہی ہے میری دلکی مرض کا عالم بھی

سینہ و داغ کیا ہی کیا کیا اچھی ہونی والی نہ تہی
زخموں کو چھپاتی کی میر رکھ دیکھو نہ مرہم بھی

گرم ہوا ہی ہوگا جو ہر سیر چمن کی کریجیے
پھول بکھرتے جاتی ہین کچھ آخر ہی اب موسم بھی

نعل جڑے سینے کو کوٹا چھری لگی پر خاک ملی
میر کیا ہی مین نے نہایت دل جانیکا ماتم بھی

نقد دل غفلت سے کھویا راہ کھوٹی کر گئے
کاروان جاتا رہا ہم خواب ہی مین مر گئے

کیا کہین ان نے جو پھیرا اپنے در پر سے ہمین
مر گئے غیرت سی ہم بھی پر نہ اوسکے گھر گئے

ہی بلا دہوم دل تڑپنی کی
کچہ نہیں اور دیکہیں ہین کیا کیا

حیف دل جانی پڑگئی جی کی
حرم کعبہ کا نیا یا بہید

خشک زسا تہا شیخ حیف موا

ایسا ہوتا نہیں ہے اودہم بہی
خوابکا سا ہے یان کا عالم بہی

ورنہ غم کرتے ہیں تیسے ماتم بہی
نہ ملا وان کا ایک محرم بہی

یون تو یار اوسکو دیتی تہو دم بہی

کہپ ہی جاتا ہے آدمی اے میر
آفت جان ہے عشق کا غم بہی

لطف ہے کیا انواع ستم جو اوسکی کوئی بیان کرے
ہم تو چاہ کر اس تہبر کو سخت ندامت کہینچی ہے

سودیین دلکی نفع جو چاہے خام طمع سودائی ہے
حشر کی ہنگامے میں چاہین داد عشق تو حسن نہین

آتش خو مغرور سہی ویسی عہدہ برا کیا عاشق ہو
ہین عشق غم افزا سی کام نہایت مشکل ہے

گو شنوا اکدن ہوو مین کہین تو بی لطفی سی زبان کرے
چاہ کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کرے

سارا سارا عشق میں کیا جی کا بہی نقصان کرے
کا شکی یان وہ ظالم اپنے دل ہی میں دیوان کرے

دلکو جلاوے منت رکہے جی مارے احسان کرے
اب نہیں نغمہ میری دلکو شاید عشق آسان کرے

کہنے میں یہ بات آتی نہیں ہے سیر خدا کی قدرت کے
موند کر آنکہیں میر اگر تو دلکی طرف ٹک دہیان کرے

[illegible]

ہمنشین ہیں جی رنج بکہو سو کیہ چاہو کرو بہی
جی چاہتا مطلق نہ تہا ناچار ہم رخصت ہوسے

یا مست درگاہ ہون مین شب کو تو شاید زبان
تسبیح لیکر ہاتہہ مین یا میر اب حضرت ہوسے

باغ مین سیر کبہو ہم بہی کیا کرتے تہے
روش آب رواں پہلے پہر ا کرتے تہے

غیرت عشق کسو وقت بہا تی ہمکو
تہوڑی آزردگی مین ترک وفا کرتے تہے

[illegible]

[illegible]

نسبت کیا ان لوگوں سے ہمکو شہری نا ہیں دیوانے ہیں ہم
ہے تیر سا چھاتی میں میری کثرت غم کی ہے جیسے
باغ میں جا کر ہم جو رہے سو اور دماغ آشفتہ ہوا
کیسا کیسا عجز ہے اپنا کیسے خاک میں ملتے ہیں
قصہ ہم غربت زدگان کا کہنے سے شایستہ نہیں

ہر فرہاد اگر دم کو ہے مجنون ک صحرائی ہے
کیا کہیے پہلو سے دل کی سخت اذیت پائی ہے
کیا کیا سر پہ ہمارے آکر بلبل شب چلائی ہے
کیا کیا ناز و ادا اوسکو ہے کیا کیا بے پروائی ہے
بیصبری کم پائی ہے پہر دور اوسے تنہائی ہے

خشمگ جتنوں نیچی نگاہیں چاہ کی تیری مشعر ہیں
میر عبث بگڑے ہے ہمسے آنکھ کہیں تو لگائی ہے

دنیا کی قدر کیا جو طلب گار ہو کوئی
کیا ابر رحمت اوسکی برستا ہے لطف سے
کیا ضعف نہیں ہے جگر و دل دماغ بن
ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے
چپکے ہیں ہم تو حیرت حالات عشق سے
یکسان ہوے ہیں خاک سے پامال ہو کے ہم
وہ رہ سکے ہے دل زدہ کچھ منتظر کہڑا
یک نسخہ عجیب ہے لڑکا طبیب کا

کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی
طاعت گزیں جو ہو سو گنہگار ہو کوئی
پوچھے جو اس قشون میں سردار ہو کوئی
مت کراؤ یہیں ایسی کہ بیزار ہو کوئی
کرے بیان جو واقف اسرار ہو کوئی
کیا اوسکی راہ میں ہموار ہو کوئی
حیرت سے اوسکے در پہ جو دیوار ہو کوئی
کچھ غم نہیں ہے اوسکو جو بیمار ہو کوئی

[illegible]

ادھر ہر نہیں آتا وہ آوی تو تصدق کر
ابھی جامہ اوٹھا وینگی گھر بار لٹا دینگی

معشوقون کی گرمی بھی ای میر قیامت ہی
چھاتی مین گلے لگ کر ٹک آگ لگا دینگی

جنگل مین جو شیم کسو بستی کی رہبری کی
صاحب ہی نی ہماری یہ بندہ پروری کی

شب سنکی شور میرا کچھ کی نہ بیدماغی
اسکی گلی کی سگ نی کیا آدمی گری کی

کرتی نہیں ہین خون اس رنگ سی ستمگر
ہم دل شدونکی ان نی کیا خوب دلبری کی

اللہ ری کیا نمک ہی آدم کی حسن مین بھی
اچھی لگی نہ ہمکو خوش صورتی پری کی

ہی اپنی مہرورزی جانکاہ و دل گدازان
اس رنج مین نہین ہی امید بہتری کی

رفتار ناز کا ہی پامال ایک عالم
اس خودنمائی کیسی خودرائی خودسری کی

ایکاش اب نچھوڑی صیاد قیدیون کو
جی ہی سی مارتی ہی آزادی بی پری کی

اس رشک مہ سی ہر شب ہی غیر سی لڑائی
بخت سیہ نی باری ان روزون یاوری کی

کٹ بچہ چڑیان ہی کی ہین صراف کی نی ہمسی
پیسی دی سیر دی کی پھر لیکئی کھری کی

گذری لبسان صرصر عالم سی بے تامل
افسوس میر تمنی کیا سیر سرسری کی

اکثر کی بیدماغی ہر دم کی سرگرانی
اب کب گئی اٹھائی ہی زور ناتوانی

کرین ضبط گریہ سو دل کی عمارت	ہوئی چشم تر اس خرابی کی بانی
ملا دیتی ہے خاک ہی آدمی کو	محبت ہے کوئی بلا آسمانی

گرامی گہر میر جی تھا ہمارا
دلی عشق مین قدر ہمنے نجانی

چلتی ہو تو چمن کو چلئے کہتے ہین کہ بہاران ہے	پات ہرے ہین پہول کھلے ہین کم کم باد و باران ہے
رنگ ہوا سے یون ٹپکے ہے جیسے شراب چواتے ہین	آگے ہو میخانے کی نکلو عہد بادہ گساران ہے
عشق کے میدان داروں مین بہی مرنیکا ہے وصف بہت	یعنی مصیبت ایسی اٹھانا کار کار گذاران ہے
دل ہے داغ جگر ہے ٹکڑی آنسو سارے خون ہوئے	لوہو پانی ایک کرے یہ عشق لالہ عذاران ہے

کوہکن و مجنون کی خاطر دشت و کوہ مین ہم نہ گئے
عشق مین ہمکو میر نہایت پاس عزت داران ہے،

ہم اس مرتبہ پہر بہی لشکر گئے	تعب ایسی گذری کہ مر مر گئے
نظر اک سپاہی پسر سو لڑی	قریب اسکی تلوار کر کر گئے
بہم مہر ورزی کے سرگرم تھے	خدا جانے وہ لوگ کیدہر گئے
لہو میری آنکھون مین آتا نہین	جگر کے مگر زخم سب بہر گئے
رباط کہن مین نہین میر جی	ہوا جو لگی وے بہی باہر گئے

قطعہ

ای میر شعر کہنا کیا ہے کمال انسان
یہ بھی خیال سا کچھ خاطر میں آ گیا ہے
شاعر نہیں جو دیکھا تو تو ہی کوئی ساحر
دو چار شعر پڑھکر سبکو رجھا گیا ہے
کچھ سو کہ کہ فراق اوسکا تو جلوہ میر کو کیا گیا ہے

۳۶۶

نگاہ غور سی کر میر سارے عالم مین
کہ ہو وہی عین حقیقت وہی تو ساری ہے

نہ خاطر پر الم تیری نہ دل پر کچھ ستم تیرے
جو ٹک بھی سایہ گستر ہوگا تو اس خشک مزرع پر

محل رحم ہو وین کسطرح مظلوم ہم تیرے
بہت ہم ہونگے احسان مند ای ابر کرم تیرے

انہین سے طبع جا لگی ہی میر مایل ہوگی سنبل کی
نہین دیکھی جنہون نی گیسوے پر پیچ و خم تیرے

عشق میں کھوئے جاؤ گے تو باتین بہی پاؤ گے
صبر کہان بیتابی دل سے چین کہان بیخوابی سے
شوق کمال کو ہو نہ پہنچا تو ہین خط و کتابت حرف و سخن
صنعت گریبان صاحب منزہ دل کی اکثر تیز
چاہ گئی درویشی ہو تو اب خورش کی فکر نہیز
جو رنگ محبت کی ہین کتنی کوئی تمہین خوش آویگا
رہتے ہین بیصورت الفت ہین گم گشتہ کلفت ہین
اشک تو پانی سے ہین لیکن جلتے جلتے آوینگی
چاہت میر سبھی کرتی ہین رنج و تعب ہین یا تری نیز

قدر ہماری کچھ جانو گی دلکو کہین جب لگاؤ گی
سو سو بار گلیمین تکتی گھر سے باہر آؤ گی
قاصد کی محتاج نہو گی آپہی دوڑی جاؤ گی
ایک نہین سنتی کا تم باتین بہت بناؤ گی
لو ہو پیو اپنا ہر دم غم غصہ ہی کھاؤ گی
خون کرو گی یا دلکو یا داغ جگر پہ جلاؤ گی
بہولی ہو لی آپہی پھرو گی کسکو راہ بتاؤ گی
دل کی لگی حیران ہو صاحب کس ڈھب سے بلکی جھپاؤ گی
تم جو آپہی بیتاب ہو ایسی جی کی ہاتھ اٹھاؤ گی

میر اُٹھہ بتکدے سے کعبے گیا
کیا کرے جو خدا خراب کرے

افسانہ خوان کا اڑکا کیا کچھ دیدنی ہے
اپنا تو دست کوتہ زہ تک بہی ٹک نہ پہونچا
پروانہ مر مٹا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو
حسرت سے عاشقی کی ہر یک گیا ہے کہنے ہم

قصہ ہمارا اسکا یارون شنیدنی ہے
نقاش سے کہین وہ دامن کشیدنی ہے
ای شمع یہ زبان تو ظالم بریدنی ہے
دندان نہیں ہین منہہ مین وہ لب گزیدنی ہے

ہی راست میر صاحب کس کسکا حیف کریے
سر ہی فگندنی ہے قد ہی خمیدنی ہے

حال بد رہا ہو ہم مین کچہ تو جان کسو کی کہان جاوے
اسکی گلی وہ ظلم کدہ ہی آنکلے جو کوئی وہان

آن رہی ہین آج دم ہون کل تک کیونکر رہا جاوے
گرد رہ عشق آلودہ تو او ہو مین اپنی نہا جاوے

آنکھوں کی خونابہ فشانی دیکھین میر کہانتک یہ
زرد ہماری رخساروں پر ہر دم خون بہا جاوے

عشق چھپا کر پچھتائے ہم سو کھہ گئے رنجور ہوے
ہم جو گئے سرمست محبت دس لوباش گئے پر چور ہوے
کوئی نہ ہمکو جانی تہا ہم اس سے گمنام آگے

یعنی آنسو پی پی گئے سو زخم جگر ناسور ہوے
کہائین کہڑی تلوارین اسکی زخمی نیشہ مین چور ہوے
ہین عشق سے رسوا ہو کر شہر و شہر مین مشہور ہوے

٣٦٧

کھلتا نہیں کسی کی دل گلستان سے بھی
تسکین نہیں ہے جان کو آب روان سے بھی
تا یہ گرفتہ وا ہو کہان لیکے جایئے
آئے ہین اسکی غنچگی مین تنگ جان سے بھی
آئی تھی شوخی نام سے کہتا ہون مین چھپا کے
مشکل ہوا ہے اسکا کہنا زبان سے بھی
ہر چند دست جو جوانان ہون مین ولے
ایک اعتقاد رکھتا ہون پیر مغان سے بھی

روز وداع لگا چھاتی سے وہ جو خوش پرکار گیا
دل تڑپے ہے جان کھپے ہے سینہ سارا جلتا ہے

گور بغیر آرام کہو اسکو دنیا مین پھر کوئی نہین
عشق کا مارا آوارہ جو گھر سے باہر نکلتا ہے

ضعف دماغی جسکو ہووے عشق کے رنج و محنت سے
جی بھی سنبھلتا ہے پہ بعد از دیر سنبھلتا ہے

شور جرس شبگیر کا غافل طیاری کا تکیہ ہے
یعنی آنکھ نہ لگنے پاوے تا قافلہ صبح کو چلتا ہے

بال نہین عاشق کے بدن پر ہر بن سے مو نکلتا ہے
بل کر اسکو جلاتے کیا ہو آپہی جلتا بلتا ہے

میر ستم کشتہ کی سماجت ہے مشہور زمانے کی
جان دیئے بن آگے سے اسکے کب وہ ظالم ٹلتا ہے

جب سے ستارۂ صبح کا نکلا ہے آنسو جھمکا ہے
دل تڑپا اس پہر دین پر کو تارا دمکا ہے

آمد و رفت دم کی اور پہ بھی بنا ہے زیست کہی
دم سو ہوا آوے نہ آوے کسکو بھروسا دم کا ہے

کہ صوفی چل میخانے مین لطف نہین ہے مسجد مین
ابر ہے باران باد ہے تر رنگ زنگ نہین جمکا ہے

کیا امید رہائی رکھے ہمسا رفتہ وارفتہ
دل اپنا تو زنجیر مین اس زلف خم در خم کا ہے

دل کی نہین بیماری ایسی جس مین ہوا امید بھی
کیا سنبھلے گا میر ستمکش وہ تو مارا غم کا ہے

خواہش دل کی کسسے کہیے محرم تو ناپیدا ہے
چپ ہین کچھ کہہ سکتے نہین چمن بہار کیا کیا ہے

ہین متوقع پرسش اسکی ہم جو گرے ہین بستر پر
رہنا اس بدحالی سے اپنے حق مین اچھا ہے

ہماری جان لبوں پر سے سو گئی گوش گئی | کہ اسکے آنے کی سن کر گئی کہ اب بھی یہان پاوے

بہار ہوئی ہین میر اگلی طائر آزاد
نسیم کیا ہی دو گلبرگ اگر ادہر لاوے

میں اسکی جدائی میں تصدیع بہت پائی
اس رفتہ کی جان بخشی تک آتی ہوئی اوسکے
تھا صبر و سکون جبتک رہنا تھا مجھے غش سا
اس سے میر جراحت پر کل وا در محشر بہی

درویشی کم و پائی بے صبری و تنہائی
رکھتے ہی قدم مجھ میں پھر جان گئی آئی
ہٹیا ہی دل سر پر ایک اور بلا لائی
ڈرتا ہوں کبھو ریجھا کیا تیغ و ستم کہائی

ای میر کسو در میں ہین جبتک نہ نصیبہ ہو
کر شکر یاہی جو اس در کی جبین سائی

کیا کیا ہمنے رنج اٹھائی کیا کیا ہم بہی شکیبا تھی
عشق کیا سو باتیں بنائیں یعنی شعر شعار ہوا
کیا پکڑی کو پہیر رکھتی کیا سر نیچے نہو تا تہا
اکی وصال قرار دیا ہی ہجر ہی کی سی حالت ہے

دو دن جیون تھوڑن جیتے رہے سو مر نی سبکی مہیا تھی
بیتیں جو مشہور ہوئیں تو شہروں رسوائے تہے
لطف نہیں اب کیا کیہو کچہ آگی ہم بہی کیا کیا تہے
ایک سمین میں ان بیجا تہا تو بہی ہم وی یکجا تہے

کیا ہوتا جو پاس ای میر دکھو آجاتی
عاشق تہی درویش تہی آخر بیکس تہی تنہا تہے

عالم ہیئت مجموعی سے ایک عجب مرقع ہے
ہر صفحے میں ورق میں اسکو دیکھو تو عالم دیگر ہے
زخم نہو دیں کیونکر عاجز چھاتی دل خستوں کی
تیر نگاہ یار جگر پر لگی ہے بھلی یہیم دیکھئے
یار کی در پر ذکر ہی کیا ہنگامہ روز محشر کا
اس کوچے میں قیامت ہے تو میر بہت اودہم دیکھے
خواہش دل سے جی کی تاب
آنکھیں اس کے الگین سو خواب

مجنون ... گل رو گلگشت
افسوس ہی چمن کی طرف تم ... نہ آئے
بہاگی تہی بلبل آتش گل سے پہول بہار کی
گل پہ پہول چمن مین ہم بلبل ہی کی زحمت تہی
رنج بہت پیتا ہی گزری جی کی ... حیرت تہی
چار دن اور نالہ زمین عالم حیرت تہی
کسی تحیر محبت کی تہی کہ کبہی کچہ پائی
ساری ساری عمر اٹہایا ملاقت ہی کا لطف نہ پایا
ہر نانی کی کیا عشق کی کچہ سودا کی ... تہمت تہی
صحرا صحرا وحشت بہی تہی دنیا دنیا تہمت تہی

راہ کی کوئی سنتا نہ تہا یاران رنگی مین منزل تک
شور سا کرتی جاتی تہی ہم بات کی کسکو طاقت تہی
عہد ہمارا تیرا ہی یہ جس مین گم ہے مہر و وفا
اسکے زمانہ مین تو یہی ہو گئی کی رسم و عادت تہی
خالی ہاتہ سپہر روا ہی کاہی کو تہی گر ہیکا نہ
جن روزون مین درویش ہوئے ہم پاس ہمارے دولت تہی
جو دیکہا ہی پانی نے گو لا ہم سا ہی آوارہ کوئی
اس وادی مین میر مگر سرگشتہ کسو کی زحمت تہی

دیکہیے رہتی ہے خرام ناز اوسکا	پر کسو پاس گر رہا بہی جاے
درد دل طول سے کہے عاشق	روبرو اسکے جو کہا بہی جاے
حیرت گل سے آبجو ٹہٹہکا	یہی بہتیرا ہی بہا بہی جاے

کیا کوئی اوس گلی مین آوے میر
آوے تو لوہو مین نہا بہی جاے

اب ترک کر لباس توکل ہی کر رہے	جیسے کلاہ سر پہ رکہی در بدر رہے
اس دشت سے غبار ہمارا نہ ٹک اٹہا	ہم خانمان خراب نہ جانا کدہر رہے
آنے سے اسطرف کے تری ہمنے غش کیا	شکوہ بہی اوس سے کیجے جسکو خبر رہے
دونون طرف سے دیدہ درائی نہین ہی خوب	اس چاہ کا ہی لطف جو آپسمین ڈر رہے
جبتک ہو خون دل مین جگر مین مژہ ہون نم	نہ کچہ بہی جو نہو وے تو کیا چشم تر رہے
رہنا گلی مین اوسکی نہ جیتے جی ہو سکا	ناچار ہوکے وان جو گئے اب سو مر رہے
عاشق خراب حال ترے ہین گرے پڑے	جون لشکر شکستہ پریشان اتر رہے

عیب آدمی کا بہی جو ہنر ہی اس دیار مین
مطلق جہان نہ میر رواج ہنر رہے

پہر اب چلو چمن مین کہ غنچے رک سے گئے	شاخون نہ ہمت بہول نہالونکی جہک گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان نجم

دل زفتہ جمال ہے اوس ذوالجلال کا	مستجمع جمیع صفات و کمال کا
ادراک کو ہے ذات مقدس میں دخل کیا	اودہر نہیں گذار گمان و خیال کا
حیرت سے عارفوں کو نہیں راہ معرفت	حال اور کچھ ہے یاں اور نہونگی حال قال کا
ہے قسمت زمین و فلک سے غرض نمود	جلوہ وگرنہ سب میں ہے اوسکی جمال کا

مرنے کا بہی خیال رہے میر اگر تجھے
ہے اشتیاق جان جہانکی وصال کا

ہے حرف خامہ دل زدہ حسن قبول کا	یعنی خیال سر میں ہے نعت رسول کا

پہلے تدارک کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا سو تو میر
کام ہی آخر عشق مین اسکی بیمارون بدحالون کا

اگر ہنستا اسے سیر چمن مین ابکی پاؤن گا
تو بلبل آشیان تیرا ہی مین پھولون سے چھاؤنگا

مجھے گل اسکی آگے خوش نہین آتا کچھ اسیر بھی
جو تو آزردہ ہوتی ہی گلستان مین نہ آؤنگا

بشارت اے صبا دیجو اسیران قفس کو بھی
تسلی کو تمہاری سر پہ رکھ دو پھول لاؤنگا

دماغ ناز برداری نہین ہی کم دماغی سے
کہانتک ہر گھڑی کی روٹھے کو پھرون مناؤنگا

خشونت بدسلوکی خشمگینی کس لیئے آ ہی
نہ منہ کو پھیر ہو نہ پھر یہان نہ آؤنگا جو جاؤنگا

ابھی ہون منتظر جاتی ہی چشم شوق ہر جانب
بلند اس تیغ کو ہوتی تو دو سر بھی جھکاؤنگا

بلا مین ہر سر رہون کاش افتادہ رہون یونہین
اوٹھا کر خاک سے تو میر ہنگامے اٹھاؤنگا

رسوائی شہر ہی یان حرف و سخن ہمارا
کیا خاک مین ملا ہی افسوس فن ہمارا

دل خون ہوگیا تھا غم لکھتے سو رہی ہے
رشک نگرون کی قلم سا پرخون دہن ہمارا

ظل ریاض مین شب مہتاب کی نہین گل
انگارون سی بہرا ہے اس بن چمن ہمارا

میدان عشق مین تو قیمہ بدن ہوا ہے
تہ کر کی خاک ہی مین رکھدین کفن ہمارا

میر اسکی آنکھ مین دیکھین ہمنے سفر کو جاتے
عین بلا ہوا ہے سواب وطن ہمارا

میر جوان نے منہ کو ادھر کر ہمسے کوئی بات کہی
لطف کیا احسان کیا انعام کیا اکرام کیا

عشق ہو حیوان کا یا انس ہو انسان کا — لاگ جیکی جس سے ہو دشمن ہے اپنی جان کا
عاشق و معشوق کی ہین طرفہ صحبت میر کی — ایک جی مارے ہے مرہون ایک ہے احسان کا
ہین خرد گم عشق مین اس لڑکی کی آخر ہوا — یہ ثمر لایا نہ دیکھا چاہنا نادان کا
مرنا اسکی عشق مین خالی نہیں ہے حسن سے — رشک کی قاتل ہے جو کشتہ ہے اس میدان کا
گر پڑینگی ٹوٹ کر اکثر ستارے چرخ سے — ہل گیا جو صبح کو گوہر کسیکے کان کا
ہر ورق ہر صفحے مین اک شعر شور انگیز ہے — عرصۂ محشر کا عرصہ میرے بھی دیوان کا
کیا ملاوے آنکھہ نرگس اسکی چشم سرخ سے — زرد اس غمدیدہ کو آزار ہے یرقان کا
بات کرتی جاے ہے منہ تک مخاطب کی جھلک — اس کا لعل لب نہیں محتاج رنگ پان کا

کیا کہون سارا زمانہ کشتۂ و مردہ ہے میر
اسکے اک انداز کا اک ناز کا اک آن کا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گئی آرام گیا — جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا
عشق گیا سر دین گیا ایمان گیا اسلام گیا — دل نے ایسا کام کیا کچھ جس سے مین ناکام گیا
کسکس اپنی کل کو روے ہجران مین بیکل اسکا — خواب گئی ہے تاب گئی ہے چین گیا آرام گیا

کیسا کیا جگر خون آزار کیسے کھینچے
آسمان نہیں ہوا دل اندوہگین ہمارا

حرف و سخن تھے اپنے یا داستان جہان مین
مذکور بھی نہیں ہے یا اب کہین ہمارا

کیا رائگان تھون کو دیکھے ہوئے ہین کافر
ارث پدر جواب تھا یہ کہنہ دین ہمارا

لخت جگر بھی اپنا یاقوت ناب سا ہے
قطرہ سرشک کا ہے در ثمین اب ہمارا

کیا خاک مین ملایا ہمکو سپہر دون نے
ڈھونڈھا نشان تربت پائی نہین ہمارا

حالت ہے نزع کی یان آؤ کہ جاتے ہین ہم
آنکھون مین منتظر ہے دم واپسین ہمارا

اک عمر مہر ورزی جنکے سبب سے کی تھی
پاتے ہین میر انکو سرگرم کین ہمارا

آج ہمارا دل تڑپے ہے کوئی ادہر سے آویگا
یا کہ نوشتہ ان ہاتھونکا قاصد ہم تک لاویگا

ہم نہیں لکھتے اسلئے اسکو شوخ بہت ہے وہ لڑکا
خط کا کاغذ بادی لیگا باؤ کا رخ بتلاویگا

رنج بہت کھینچے تھے ہمنے طاقت جسکی تمام ہوئے
اینچ گئی پر یاد رہے یہ وہ بہت پچتاویگا

آنکھ ہی سے ہم چاہ مین آگے گواہی ناصح پہر دیگا
سوجھتا ہے کچھ کر آہنگے کیا تو ہمکو سمجھاویگا

عاشق ہووے وہ بہی رب کچھ اسکا کہا جانے ہے
یعنے حال سنیگا وہ بہی دل کہوتی لگاویگا

عاشق کیسے دلجوئی کی بہی آہ و رسم سے واقف ہو
ہو جو ایسا گم شدہ اپنا اسکو تو پھر پاویگا

آنکھین مونڈی ہے وہ پھر جو سوتے رہین بہتر ہے
چشمک کرنا ایک انہونکا سو فتنوں جگاویگا

ایسا پلید الودہ دنیا خلق نا آگہ ہوا ہوگا
قدرت حق مین کیا قدرت ہو دخل کسو فضولے کو ہے

آہ سے تری غنچہ جہانی مین پہلا نپا انکا یہ سہل تہا
شیخ شہر ہوا ہے کہتے ہین شہر عدو پاک کیا

اسکو کیا پر کالہ آتش مجہکو خس و خاشاک کیا
دو دو ہاتہ مرے پہ کر دل نے سینہ عاشق چاک کیا

خوگر ہو نا خرن و بکا سے میر ہمارا یونہین نہین
برسون رو رو کر ہنسے رہے ہم تب انکو غمناک کیا

بعد ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہووے گا
چشم تماشا وا ہووے تو دیکہا سے غنیمت ہے

درد آگین انداز کی باتین اکثر پڑہ پڑہ رووے گا
مت ہو ند آنکہونکو غافل دیر تلک پہر رووے گا

عبث وجوہ بہی اسکی کرتی جسکا نشان کچہ پیدا ہو
پا یا اسکا میر ہے مشکل جا تو یونہین کہو ویگا

رکہے تماشا مین سرشتہ بہت سینے کا
اے طپش لہو ہوئے میرا جو تو جہوڑ کے

رہ گیا دیکہہ رفو چاک مرے سینے کا
کس سے یہ قاعدہ سیکہا ہے لہو پینے کا

میر کی نبض پہ رکہہ ہاتہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

عید آئندہ تک رہیگا گلا
ڈوبے لوہو مین دیکہتے سر خاک

ہو گئی عید تو گلے نہ ملا
حیف کوئی بہی آبلہ نہ چہلا

۳۷۵

مطلب کا سر رشتہ گم ہے کوشش کتوا ہی نہین
خاک سے آدم کر دکھلایا یہ منت کیا تھوڑی ہے
ترک بچے سے عشق کیا تھا ریختہ کیا کیا مین نے

جو طالب اس راہ میں آیا خاک ہے مانگی جیسا نکلیا
اب سرِ خاک ہے ہو جاوے تو سر کیا احسان کیا
ریختہ رفتہ ہندوستان سے شعر مرا ایران گیا

کیونکہ تہہ بہت ہو دل کو اسے میر مقام حیرت ہے
چاروں اور نہیں ہے کوئی یاں جو ان کو نہین ہیاں گیا

دل تڑپے ہے جان کھپے ہے حال جگر کا کیا ہو گا
دیدۂ تر کو سمجھ کر اپنا ہم نے کیا کیا حفاظت کے
کیا جانین آشفتہ دلان کچھ ان سے ہمکو بحث نہین
پاؤں حنائی اسکے اپنی آنکھوں پہ ہمنے رکھے
جاگہ سے بھی تہ جاتی ہین ہر سکو دیکھ کر دی ہین
رو بہ ہمی ابلا ہی ہے جگر میں ہمسے قطع امید کرو

مجنون مجنون لوگ کہین ہین مجنون کیا ہم سا ہو گا
آہ بخار تیرے رونے کی یہ چشمہ دریا ہو گا
وہ جانیگا حال ہمارا جسکا دل بیجا ہو گا
یہ دیکھا رنگ فلک پہ ہنگامہ کیا برپا ہو گا
انکو غرور ناز نہ ہو گا جنکو کچھ آتا ہو گا
روگ لگا ہے عشق کا جسکو وہ اب کیا اچھا ہو گا

دل کی لاگ کہین جو ہو تو میر چھپائی اسکو رکھ
یعنے عشق ہوا ظاہر تو لوگون مین رسوا ہو گا

جاذبہ میرا اتنا کامل ہو بندے وہ گھر آیا
بجلی سا وہ چمک گیا آنکھوں سے ہو بین ذ لگیں

شکر خدا کا کر دی کہاں تک عہد فراق بسر آیا
ابر نمط خنگے لی بن جی ہی بہ ندا دل بھر آیا

دل رہے وصل جو مدام رہے ۔ مل گئے اوس سے گاہ گاہ تو کیا
ایک اللہ کا بہت ہے نام ۔ جمع باطل ہون تو سواآلہ تو کیا

میر کیا ہے فقیر مستغنے
آوے اوس پاس بادشاہ تو کیا

بتیا ہونکے جور سے مین جب کمر گیا ۔ ہوکر فقیر صبر مری گور پر گیا
ای آہ سرد عرصۂ محشر مین تخ جما ۔ جلتا ہون مین سنون کہ جہنم ٹھہر گیا
مفلس سو مر گیا نہ ہوا وصل یار کا ۔ ہجران مین اسکے جی بہی گیا اور زر گیا

تیرے ہی رہگذر مین جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہے کل مین گذر گیا

دل گیا مفت اور دکہہ پایا ۔ ہوکے عاشق بہت مین پچتایا
مر گئے پر بہی سنگسار کیا ۔ نخل ماتم مرا یہہ پہل لایا
صحن مین میرے اے گل مہتاب ۔ کیون شگوفہ لے کہلنے کا آیا
یہہ شب ہجر ہے گہڑی نہ رہے ۔ ہو سفیدی کا جس جگہہ سایا

جیسے بیخود ہوا ہے اسکو دیکہہ
آپ مین میر پہر نہین آیا

بیدلی مین ہے میر غوش اوسی سے
دسلکے جا بنیکا حیف غم نہوا

گل تلک داغ خونسے خونکی دامن مین پاک تہا
کیا جنون کو رووں تہی سحر اسکے گل منظ
رو جو آئی رونیکو مژگان ٹہری ایکپل
ایکہی شمع شعلہ خوکی لالے مین جل بجہا
بادشاہ وقت تہا مین تخت تہا میر دماغ
ڈہال تلوار اس جو آگے ساتہ اب ہتی نہین
تنگ پوشی تنگ و رزمی اسکی جہمین کہپ گئی
بات ہے جی مارنا بازیچہ قتل عام ہے
غنچہ دل واہوا نہ باغون باغون مین پہرا

آج تو گشتہ کوئی کیا زینت فتراک تہا
اگریبان ہے نہ دامن تک ایکہی چاک تہا
راہ تنہا ایس و وکی گویا خس و خاشاک تہا
جب تلک پہنچے کوئی پروانہ عاشق خاک تہا
جیکے چارہ دل ورا اک جوش گل تریاک تہا
وہ صفا آئین شلائین لڑکا ہی بیباک تہا
کیا ہی وہ محبوب خوش ترکیب خوش پوشاک تہا
اتنا ہے صد چند اگرچہ وہ چند وہ سفاک تہا
اب ہے ہی ویساہی جیسا پیشتر غمناک تہا

درک کیا اسکی ہے گہہ مین میر عقل و فہم کو
کسکے تئین ان صورتون مین معنی کا ادراک تہا

عبداللہ سمیتن سے کیسا سونا
بہت سے جستجو اسکے نپایا

کہ مٹی کو رسے کا اب ہے بچہونا
ہمین درپیش ہے اب جی کا کہونا

[illegible]

بیدل ہوئے پہ کرتے تدارک جو رہتا ہوش
دیکھا نہیں پہاڑ گران سنگ یا سبک
شبنم کی سی ہے محو تہا میں عرق عرق
غم کو نچھتے ملا نہیں جاگہ سے کیا کرون

ہم آپ ہی میں آئی نہیں جب سے دل گیا
زور رون چڑہا تہا عشق عزیز دل گیا
یعنے کہ ہستی ننگ عدم تہے خجل گیا
دل جا لگی ہے دمبدم او دہر ہی مل گیا

صورت نہ دیکہی ویسی کشادہ جبین کہین
مین میر اس تلاش مین چین و چگل گیا

ایک نہ خواہش ہے آئی تا جیکا غبار نکل جاتا
آتش دل کی لپٹونکا ہے بارہ وہ عالم ہے جدا
نعرہ کرنا عاشق کا ہے ساتہ ایک ہیبت کی لیئنے
اہل زمین تو کیا ہین انکا سہل تہا راہ لیجانا
کشتے زبر دستونکی سے پاک ہوئی تو کیا ہے عجب
غم سے ہوکر زرد سا صورت رہی خزاں کی سے ہے

کاشکے آہو چشم اپنا آنکہونکو پاؤن مل جاتا
لا یہ کوئی کہتا سر تو سارا عالم جل جاتا
سن آواز اس شیر نر کی سیل بلا سے دل جاتا
چرخ نہ ہوتا وہ جو چہالا واخیل ملک کو چہل جاتا
رستم سامنے ہوجاتا تو راہ بچاکر ٹل جاتا
آن نکلتی سو کہین تو رنگ ہوا کا بدل جاتا

ڈہلتے ڈہلتی ضعف سے آئی میر سو نے منہ پہیرا
با قوتی سے بوسہ لب کی جی شاید کہ سنبہل جاتا

کیا کیا عشق مین رنج اٹہا دل اپنا سخن نہ ہوا
کیسے رکتے تہے خفگی سے آخر کار جنون ہوا

[illegible]

اب زمزمہ کرتی ہے صد چھپے ہو دل مین
بلبل سے کوئی سیکھے انداز سخن کا

اب شست نمک سے ہوئی تسکین جراحت
اب جوش ہے ہکسار مرے زخم کہن کا

جو چاک گریبان کہ دامن کی ہو ڑہ تک
قربان کیا میر اسے چاک کفن کا

یہ نوحہ جو ابھی تم کہتے ہو کیا تو کہئیے گا
پاس ہمارا کچھ نکرو تم پاس ہی ہے رہیگا

ردیف با ی

کب سے صحبت بگڑی سے ہے کیونکر کوئی سارا ہی اب
ناز و نیاز کا جھگڑا ایسا کسکے کئی ایکجا و ارب

ہو تیرے آڑے ہین پر پکڑ ہی گل رکھی ہے
جسکو ماشر رہا ہے اسکی جمع حرف نشین اٹھا و لب

تیغ بلند ہوئی ہے اسکی قسمت ہو نگی زخم رسا
مرو اگر ہے صیاد حرم تو کوئی جراحت کہا و بے تاب

داغ سر و سینے کی میری حسرت آگین چشم ہو ہے
دیکھین کیا کیا عشق تمہارا کش ہم لوگو نکو درد کہا آب

دم و دم گھبراہٹ ہو تو ہو سکتا ہے تدارک بھی
جسکے چال سے پیدا ہے تین گھڑی مین جا آب

جلکے چراغ بھی گل ہے لیکن نہ لگی تسلی ہو نہین
کاشکے وہ گلبرگ ادہر سے باد اوڑا لایا و آب

اسکی کفک کی پامالی مین دل جو گیا تھا شاید میر
یار ادہر ہو ٹک تو وہ رفتہ ہاتھ آدے اب

دل خون ہوا تھا یکسر پانی ہوا جگر سب
خون بستہ بتیان تہین پلکین سو اب ہین تر سب

[illegible]

پاؤن چہ سر رکہنے کی مجہکو رخصت دیتی میر ہے
کیا پوچہو ہو سر پر میرے منت ہے اب

ساتے جتنے نظر آتے ہین دیکہو تو عیار ہین سب
مِل سے ملکے عاشق ہون تو ہوش و خرد سے بیزار ہین
ایک پریشان طرفہ جماعت دیکہی ہے دیوانونکی
کیا کیا خواہش ہے سبکو اس مشتاق یار سے کہتے ہین

زرد و زار و زبون جو ہم ہین جیسے ہمار ہین سب
تہ یائی نہین جاتی انکی دریا سے تہ دار ہین سب
جینے کی نہ امان ہمین ہے مرنیکو طیار ہین سب
لیکن نہ یکہ کہ رہے ہین جیسے سب نہ چاہے ہین

عشق جنون کا شیوہ ہے کہ ویرانون میں تو ایک ہی ہین
کوہکن و مجنون و وامق میر ہمارے یار ہین سب

کاوش سے ان پلکونکی رہتی ہے خلش سی جگر مین
موسم گل کا شاید آیا داغ جنونکی تازہ ہوئے
نقش نہین پانی مین ابہرتا یہ تو کوئی اچہنبا ہے
ایک جگہ پہ جیسے ہنوز ہین لیکن جا پر ہتا ہے

سید ہی نظر جو اسکی نہین ہے یاس اپنے نظر ہے اب
دل کہنچا ہی جاتا ہے صحرا کو نہین لگتا گہر مین اب
حسرت جو رہی پاس کی ہے اکثر چشم تر مین اب
ٹہنے دیجے رہا ہے ایمان جا طرف ہین سفر ہین اب

حسرت تو ملنے کی آیا ہے تمہارا خون پیا
تیغ و تبر اس ترک پہ ظالم کی نہین ہے کمر مین اب

باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب
اب کم بہت ہے ہم پہ عنایات کیا سبب

[illegible]

خون ہوا دل داغ ہوا جی زرد ہوا ہے غم سے اب
[illegible]

ردیف تای فوقانی

[illegible]

رات سے شہرت اس بستی میں میر اٹھ جانیکی ہے
جنگل میں جو جلد بسا جا شاید تھا بیمار بہت

باد صبا نے اہل چمن میں اس چہرے کی چلائی بات
دور تلک قاصد کے پیچھے کچھ کہتا میں جاتا تھا
آگ ہوا آتی ہے میرے لال آنکھیں کر گھور رہا
لعل کو نسبت ان ہونٹوں سے نیا ست کا تصنع تھا

اس لب و لہجے پر بلبل کو اسکی آگے نہ آئی بات
شوق ستم کش ظالم نے کیا رفتہ رفتہ بڑھائی بات
کیا جانوں سرگوشی میں کیا غیر نے اس سے لگائی بات
کچھ بن آئی جب کسو سے تب ایک بنائی بات

غیر سے کچھ کچھ کہتا تھا سو سامنے سے میر آیا میں
پھیر لیا منہ میری طرف سے یعنے مجھسے چھپائی بات

زرد ہیں چہرے سوکھ گئی ہیں یعنے نہیں ہے آب بہت
نالہ و زاری سے عاشق کی کیا ابر بہا ہے طرف ہوگا
برسوں سے ہوے اب ہم لوگوں سے آنکھ انھوں کی نہیں ملتی
ارض و سما کی پستی بلندی تو ہمکو برابر ہے
سو غیروں میں ہو عاشق تو ایک اسی سے شہروں میں
کم ہے ہمیں امید سے سو اتنی تراری پہ اسکے
میر نہ ایسا ہووے کہیں یہ کچھ پہ مار مرے

عشق کی گرمی لگو پہنچی کہتی ہیں آزار بہت
دل ہے نالاں حد سے زیادہ آنکھیں ہیں خونبار بہت
برسوں تک آپس میں رہا ہے اپنے جنہوں کی پیار بہت
یعنے نشیب و فراز ہو دیکھے طبع ہو ہموار بہت
اس مستی میں آنکھیں اسکی رہتی ہیں ہشیار بہت
پچھلے دنوں یکتا تھا ہمنے عاشق کی ہمیار بہت
ڈھنگ ہے اس سے ہمکو بھی وفادار بہت

[illegible]

رہا تہا زیر دیوار اسکی مین شب سا مین جا کر	گری اس منہہ مین ہمرے وقت دیوار یا قسمت
موی ہم تشنہ لب دیدار کو حال آنکہہ گریان تہے	نصیب اپنے کہ سو کہی چشم دریا بار یا قسمت
در مسجد پہ ہو کر منبوا بیٹہے ہین یا ہادی	ہمین تہی ورنہ میخانی مین تکیہ دار یا قسمت

نصیبو نہین ہے جنکے عیش وہ بہی میر جیتے ہین
جیے ہین ہم بہی جو مرنیکو تہے تیار یا قسمت

ردیف ثای مثلثہ

دلکو اس بہیر سی ہمنے لگایا ہے عبث	مہر کی رکہہ کر توقع جی کہپایا ہے عبث
دیکہکر اسکو کہڑی سو جیسے ہم عاشق ہوئے	بیٹہے بیٹہے ناگہان یہ رنج اوٹہایا ہی عبث
اپنی تو بگڑی ہے کوئی کام کی صورت نہین	اف ذی لطفی سی منہ اچہا بنایا ہی عبث
جیکے ہاتہ وہ جو خط آتا تو بابت ہی تہے	لطف کر مردی پہ عاشق کی آیا ہی اب عبث
تب تو خانہ باغ سے اپنے نہ پوچہی بات بہی	کیا ہو تربت پر مری اب پہول لایا ہے عبث

رات دن سنتا ہے نالی یون نہین کہتا کبہو
میر دل آزردہ کو کسنے ستایا ہے عبث

ردیف جیم

کشتہ نازہ مقتل پہ کہ جسندہی تیر ہوئی گذرا آج	زہ دامن کی بہری لہو سی کسکو تو نے مارا آج

[illegible]

رنگ یہ ہے دیدۂ گریان سے آج
لہو ٹپکتا ہے گریبان سے آج

سر بفلک ہونے کو ہے کسکی خاک
گرد ریک اٹھتی ہے بیابان سے آج

کہون سو کیا کہون نے صبر و قرار ہے آج
جو اس چمن مین یہ اک طرفہ انتشار ہے آج

سر اپنا عشق مین پہنے ہی یون مین ہو چکا تھا
پر اسکو کیا کہین ورنہ کا اعتبار ہے آج

گیا ہے جانب وادی سوار ہو کہ یار
غبار گرد پھرے ہے بہت شکار ہے آج

جہان کے لوگو مین جسکے تھی کل مین عزت
انہے عزیزو کو دیکھا ذلیل و خوار ہے آج

سحر سواد مین جل زور پھولے ہے سرسون
ہوا ہے عشق ہی گل زرد کیا بہار ہے آج

سوارے اوسکی ہی سر گرم گشت دشت مگر
کہ خیرہ تیرہ نمودار یک غبار ہے آج

سپہر پہ یون مین کل تک یہی نہا تھا تھے
عجب ہے سبکا اسی سفلی پہ مدار ہے آج

نجار دل کا نکالا تہا درد دل کہہ کر
سو درد سر ہے بدن گرم ہی بخار ہے آج

کسو کے آنے سے کیا اب کہ عشق ہے کل دلسے
ہمین تو اپنا ہوا ہے میر انتظار ہے آج

ردیف جیم فارسی

آج ہمین بدحالی سی ہے حال نہین ہے جانکی بیچ
کیا عاشق ہونیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے جہانکی بیچ

پایہ اسکی شہادت کا ہے عرش عظیم سے بالا تر
جو مظلوم عشق ہوا ہے ہر مکرر تا میدانکی بیچ

ردیف ظای معجمه

ردیف دال مهمله

چشمک غمزہ عشوہ کرشمہ آن انداز و ناز و ادا
حسن سوا احسن ظاہر میر بہت ہین یار کے بیچ

اے بوی گل سمجھ کے مہکیو پونکو بیچ
یہہ بہی کیا ہین اندر کے گداز ہو

زخمی پڑے ہین مرغ ہزار چمن کے بیچ
ہو کہا ہیچ ہوں جناب میر سخن کے بیچ

ردیف ہای حطی

گہر سے لئے نکلتا ہے تلوار بطرح
جی بچنے کی طرح نظر آتی نہین کوئی
چہرہ تو اذا اپنا بنا یا ہی خوب لیک
کسطرح جای نگہ رہتی بان اسکی چشم مین

اب اُن نے سج بنائی ہے خونخوار بطرح
کرتا ہے میرے خون پہ اصرار بطرح
بگڑا پہرے سے ہے اب یار جدا بطرح
کہتا ہے بیٹھا متصل اب یار بطرح

تو ہو میں جو دبے دیکھیو دامان و جیب میر
پہرا ہے آج دیدہ خونبار بطرح

وہ تو ہا وہ گلشن خوبی سب رکہی ہی ہر نہال
مونہ سے چلے ہین جو جیسے ہی مہر پے بند سے

شاخ گل سا جا ہے لٹکا آتی ہی ڈالی طرح
اس وباش نے پہناوی کی تسبیح لٹکا طرح

جبہہ تو چاند تو چاسب سینہ تو جانا حسن سے
میر سنے کی ہر غم غصے مین آپ ہے چالی طرح

٣٨٥

کیا کام اوسکو یانکی نشیب و فراز سے
رکھتا ہی پانون جو یکہ کی ہموار ہو رومند

اس کار روان سرائی کہنہ ہی لوگ رفتنی
حسرت سے انکا کرتی ہین نظارہ ورزمند

سوبار جو چلے سے اگر رنج کش ہو میر
پہر فرط غمسے مر رہی یکبارہ دردمند

ہے عشق کا فسانہ میہ زبان زد
ہر شہر مین ہوئی ہی یہہ داستان زبان زد

حسرت سے حسن گل کی چپکا ہوا ہون ورنہ
طیران باغ مین ہین میری فغان زبان زد

مذکور عاشقی کا ہر چار سو ہے باہم
یعنے نہین کہانی میری کہان زبان زد

فرہاد و قیس و وامق ہر یک سے پوچہہ تو ہم
شہرونمین عشق کی ہین میں ناتوان زبان زد

کیا جانی میر کسکے غمسے ہے چپ وگرنہ
حرف و سخن مین کیا ہی یہہ جوان زبان زد

کیا کہئے ہوئی مملکت ہستی مین وارد
بے یار و دیار اتنہو ہین اس بستی مین وارد

کچہہ ہوش نہ تہا منبر و محراب کا ہمکو
صد شکر کہ مسجد مین ہوئے مستے مین وارد

ایضاً

کچہہ نہ بیتاب ہمکو دل اپنا ہے درد آلود
خاک اڑاتی کہان تک یہی جہد سے سب گئے آلود

ردیف رای مہملہ

بھری تھے مگر آگ دلمین وہ دونین ۔ ہوئی اشک شورش سے اوسکی شہر پر

گیا لی جوان آنسوونکے تئین مین ۔ سراسر ہین اب داغ سطح جگر پر

سر عجز ہر شام تھا خاک پر ہے ۔ تہ دل سے تہے کیسے ہے آہ سحر پر

پلک اوٹھے آثار اچھے ندیکھے ۔ پڑی تھی نگہ ہرگز نہ روے اثر پر

طرف شاخ گل کے لچک سے ندیکھا ۔ نظر میر کی تہے کسو کے کمر پر

غزل در غزل صا جو یہ بہی دیکھو
نہین عیب کرنا نظر یک ہنر پر

بہروسا اسیرے مین تہا بال و پر پہ ۔ سو پر وا ہوئے نہ قفس کے بہی در پہ

سواران شایستہ کشتے ہین تیرے ۔ نہ تیغ ستم کر علم ہر نفر پہ

کہلا پیش زندان نہ اوسکا گر یبچہ ۔ کنہون نے بہی تہوکا نہ سلک گہر پہ

جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظر سے ۔ کسو شوخ پر کار رعنا پسر پہ

نہ محشر مین چونکا مر اخون خفتہ ۔ وہی تہا یہ خوابیدہ اس شور و شر پہ

کیئے زخم کہا کر تہ پہتا رہا دل ۔ تسلی تہی موقوف زخم جگر پہ

سنا تہا اوسی پاس لیکن نپایا ۔ چلے دور تک ہم گئے اس خبر پہ

سر شب کہے تہا بہانہ طلب وہ ۔ گہر سے ایک رات آئی ہوگی پہر پہ

گل کہا ٹک دیتہ بلبل نے شور قیامت کا تہا
سہ نچے کر لیتا تہا تلوار چلاتی ہم پر وے
گالی مار غم پر ہمین نے صبر کیا خاموش رہا
نادیدہ ہین نام خدا کی ایسے جیسے قحط زدہ

دیکہو چمن مین اس بن میر چلے ہی جی بہلانے پر
پر یجہہ گئی خونریزی مین آپنے اوسکی ہر ہر نیپر
رحم نہ آیا ٹک ظالم کو اس میر کے غم کہانے پر
دوڑتی ہین کیا آنکہین اپنی سب کی والی وانے پر

حال پریشان سن محبوبکا کیا جلتا ہے جی اپنا
عاشق ہم بہی میر رہے ہین اوس ہی کے دیوانے پر

روز سو ہین یہ سکین گے ہم بن شراب کیونکر
تہوڑی سی پانی مین بہی جی نکلی ہی ہتہا
چشمے بہری اب تک ہین یادگار اوسکے
دل کے طرف کا پہلو سب متصل جلے ہے
اول سحور کہانا آخر صبوحی کرنا
اجڑی نگر کو دل کے دیکہو ہو جیسے کیونکر
جرم و ذنوب تو ہین بیحد و حصر یارب
پیش از سحر اٹہے ہے آج اوسکی منہ کا پردا
خلطہ میر آوی جاوے جو نکلے راہ ادہر کی

گذریگا اتقا مین عہد شباب کیونکر
بے تہ ہے سمر نہ کہینچے یکدم جناب کیونکر
وہ سو کہہ سب گئے ہے چشم پر آب کیونکر
مخمل ہو فرش کیون آدمی کی خواب کیونکر
آوی نہ اس عمل سے شرم و حجاب کیونکر
اب پہر بسے گی ایسی بستی خراب کیونکر
روز حساب لین گے مجہسے حساب کیونکر
نکلے گا اسطرف سو اب آفتاب کیونکر
بہتا نہیں ہے قاصد لاوے جواب کیونکر

بیکسی مین میری کب سے کر بینک ہی ہاتی رہی جوانی اپنی تشنہ ب کیونکر
قلب و کبد بہو ویدی دونون کی ب کیونکر
مشتاق خواری کی تہی تحقیق جو پہلے بولا
منہ کیا ہے نامہ بر کا لاوے جواب کیونکر
سوز دل و جگر سے جلتا ہے تن بدن سب
مین کیا کوئی ہو کہینچے ایسے عذاب کیونکر
چہرہ کتابی اوسکا مجموعہ میر کا ہے
یک حرف اس دہن کا ہوتا کتاب کیونکر

کیا ہی عشق عالم کش نی کیا ستہرا و لوگونکا
تڑپ کر گرم ٹک جون ق تھنڈی ہو گئی جا بازارون پر

بڑی دولت ہی درویشی جو ہو ہمرہ قناعت کے
سیاحت خوب مجھکو یاد ہی پر کی بہی وحشت کے

گئے فرہاد و مجنون ہو کوئی تو بات سمجھیں ہم
نکل چل شہر سی باہر نظر کر ٹک ہزارون پر

بسان ابر رحمت رو بہت ہم بیقرارون پر
کہ عرصہ تنگ ہی حرص و ہوا سے تا جدارون پر

پر اپنا پاؤن پہلے دشت کی تر تیز خارون پر
لگا یک کیا بلا آئی ہمارے غمگسارون پر

گئے اس ناتوان عشق کی آگی سے پیرے محل
سبکروحی مری ای میر بھاری ہی ہزارون پر

ایک آدہ دن نکل مت آ ابر ادہر سی ہوکر
بیٹھا ہو نہین ابہی تک سارا جہان ڈبو کر

اب کل نہیں ہے تجھکو نی قتل غم کشونکے
کہتے تو تھے کہ ظالم خونریزی سی نہ خو کر

کہتے ہین راہ پائی زاہد نی اس گلی کی
رونا کہین نہ آدی ایمان و دین کو کہو کر

ہے نظم کا سلیقہ سر حرف سب کو لیکن
جب جانین کوئی لاوی یون موتی سی پرو کر

کیا خوب زندگی کی دنیا مین شیخ جی نے
تعمیر کرتی ہین سب اب اونکو مردہ شو کر

گو تیری ہو تمہہ ظالم آب حیات ہون اب
کیا ہمکو جیکی بیٹھی ہم جی سی ہاتھ دہو کر

کس کس ادا سی قتل کرتی ہین قصد اودہر کا
جب باغ سی تم اٹھہ بیٹھے ہو سو کر

ترڑی جگر کی میری مت چشم کم سے دیکھو
کاڑہی ہین دی جو اہر دریا کو مین بہو کر

ردیف زای

[illegible]

دل کیا مکان اوسکا کیا صحن میر لیکن
غائب ہی تو سہی مین میدان لامکان پر

آیا نہ پھر ادہر وہ مست شراب ہوکر
کیا پھول مر گئی ہین اس بن خراب ہوکر

صید زبون مین میری یکقطرہ خون نہ نکلا
خنجر تلے بہا مین خجلت سے آب ہوکر

وعدہ وصال کا ہی کہتی ہین حشر کے دن
جانا ہوا ولیکن وان بھی شتاب ہوکر

دارو پیئے نہ ساتھہ آغیر کے پشتیبان
غیرت سے رہ گئی ہین عاشق کباب ہوکر

یک قطرہ آب اس بن مین نے اگر پیا ہے
نکلا ہی میر پانی وہ خون ناب ہوکر

ابر سیہ قبلہ سے اوٹھکر آیا ہی میخانے پر
بادہ کشونکا جھرمٹ ہی کچھہ شیشے پر پیمانے پر

رنگ ہوا سے ٹپکنے لگا ہی سبزہ مین کوئی پھول کھلا
یعنی خنک گل کرتا ہی فصل بہار کی آنے پر

شور جنون ہی جوانونکے سر مین یا تو ہمین زنجیرین ہین
سنگ زنان لڑکے پھرتے ہین ہر ہر سودائی پر

بیتابانہ شمع پر آیا گرچہ ادہر جل ہی گیا
اپنا جی بھی حد سے زیادہ رات جلا پروانے پر

قدر جان جو کچھہ ہووے تو صرفہ بھی ہم میر کرین
منہ موڑین کیا آنی سے اوسکی اپنے جان کے جانے پر

[illegible]

[illegible]

راتون پاس گلے لگ سوئے ننگی ہوکر ہی عجب ساتھہ کی پرہنے والی فارغ تحصیل علمی سو ہوگئے	ونکو پردہ نہین ملتی ہمسے شرماتی ہین ہنوز جہل سر مکتب کے لڑکون نہین ہم دل اہلاتی ہین ہنوز

گل صد رنگ چمن مین ابا د خزان سی بکھری گئی
عشق جنونکی بہار عاشق امیر گل کہاتی ہین ہنوز

کب سی قیدی ہین یہ ہے نالش بسیار ہنوز	دل بہاران چمن کا ہے گرفتار ہنوز
وہ ہر چار وہ اس شہر سے کبکا نکلا	ہر گلی جہانکتے پہرتے ہین طلبگار ہنوز
بالا بالا ہی بہت عشق مین ہی گئے یار	وہ تہ دل سے کسو کا نہوا یار ہنوز
سال مین ابر بہاری کہین آکر برسا	لوہو برسا رہی ہے مین دیدۂ خونبار ہنوز

ابکی بالیدن گلہا تہا بہت دیکہو نہ میر
ہمسر لالہ ہے خار سر دیوار ہنوز

سرکش ہے تندخو ہے عجب ہے زبان دراز	آتش کا ایسا لاجہ کب ہے زبان دراز
پروانہ تیری چرب لسان سی ہوا ہلاک	ہر شمع تو تو کوئی غضب ہے زبان دراز

ردیف سین

یار ہمسے جدا ہوا افسوس	نہ جدا ہوکے پہر ملا افسوس
جب تلک آن کر رہی مجہ پاس	مجہین تب تک نہ کچہ رہا افسوس

٣٩١

[illegible]

غور و ہنگامہ بہت دعوی فروری ہے بہت
گرد اسے ... لیلی کو مشکل ہے بہت
دل گداز عشق ہے سب آب ہوکر بہ گیا

[illegible]

ردیف شین

کیا میر اسیرونکو در باغ جو وا ہو
سے ہے رنگ ہوا دیکھنی کو جا کے قفس بس

آنکھہ کھلتے گئی بہار افسوس
گل کو دیکھا ہے نہ ہزار افسوس

جسکی خاطر ہوسے کنارہ گزین
نہوے اوس سے ہمکنار افسوس

نہ معرف نہ آشنا کو سئے
ہم ہین اب یارو بے دیار افسوس

بیقراری سے یونہین جی مارا
اسی نے عہد نے قرار افسوس

خون ہوئی دل ہی مین امید وصال
مر رہے جی کو مار مار افسوس

چارۂ اشتیاق کچھہ نہ ہوا
وہ نہ ہمسے ہوا دو چار افسوس

اک ہی گردش مین اوسکی آنکھون نے
پہر گیا ہمسے روزگار افسوس

کور اپنی رہے گذر کچھہ مین
نہوا یار کا گذار افسوس

منتظر ہی ہم اوسکے میر سگرے
یان تک آیا کبھو نہ یار افسوس

کیا کیا تمنے ہمسے کہا تہا کچہ نکیا افسوس
کیا کیا کہ گرہا یا جی ہم ہارا لو ہو بہا افسوس

نور چراغ جان مین تہا کچہہ یونہین آیا لیکن وہ
گل سو ہی گیا آخر کو یہ چہپا سا دیا افسوس

رخصت ہی مین ہوس کی بکہی جاتا تہا سو انکو نے
ہاتہہ مین عاشق و دانستہ کر دل نہ لیا افسوس

کیسا خودگم سر پھیرے میر ہی بازار مین
ایسا اب پیدا نہین ہنگامہ آرا و لفروش

ادہر آتا بھی وہ سوار ای کاش
اوسکا ہو جاتا دل شکار ای کاش

زیر دیوار خانہ باغ اوسکے
ہمکو جا ملتی خانہ دار ای کاش

کب تلک بیقرار رہیے گا
کچھ تو ملنے کا ہو قرار ای کاش

راہ تکتے تو پھٹ گئین آنکھین
اوسکا کرتے نہ انتظار ای کاش

اوسکی پامالی سرفرازی ہے
راہ مین ہو مرا مزار ای کاش

پھول گل کچھ نہ تھے کھلی جب چشم
اور بھی رہتے اک بہار ای کاش

اب وہی میر جی کھپاتا ہے
ہمکو ہوتا نہ اس سے پیار ای کاش

غصے مین ناخنون نے مرے کی ہے کیا تلاش
تلوار کا سا گھاو ہے برچھی کا ہے خراش

صحبت مین اوسکی کیونکہ رہے مرد آدمی
وہ شوخ و شنگ دیدہ و او باش بد معاش

بے رحم تجھکو ایک نظر کرنے تھی ادہر
کشتی کی تیری ٹکڑے ہوئی لیکے بھی لاش

آباد اجڑا لکھنؤ چغدون سے اب ہوا
مشکل ہے اس خرابے مین آدم کی بود و باش

عمر عزیز یاس ہی مین جاتی ہے چلی
امیدوار اسکے نہ ہم ہوتے میر کاش

ردیف صاد

شاعری کا شیوہ ہے شعار اخلاص
دین و مذہب سب مرا ہے پیار اخلاص
[illegible]

ردیف ضاد

[illegible]

ردیف طا

[illegible]

ردیف ظا

[illegible]

۳۹۳

صحبت یارون کا گر فسانو نہین	عیب کرنیکو بہی ہنر ہے شرط

لعل پارے ہین میر لخت جگر
دیکہکر خون رو نظر سے شرط

رکہتا ہی میری دلسے تمہارا غم اختلاط	ہر لمحہ لحظہ آن و زبان ہر دم اختلاط
ہم وے کہ ہی رہتی ہین مردم کی شکل کیا	ان صورتو نہین ہوتا نہین باہم اختلاط

شیرین لبان جہان کی نہین چہوٹتے جا
ہون گو کہ میر صاحب و قبلہ کم اختلاط

ردیف ظاے

لطف جوانی کے ساتہہ گئے میری ذکیا ہی کیا محظوظ	کیونکہ جبین یار سے حیرت ہی یہ مزہ ایسی نا محظوظ
روداکر ہر کو عیش کہو ہو تو تمہارے دعاگو ہیز	یو نہین ہمیشہ عشق مین اسکو رکہے ایسا خدا محظوظ

زردی منہ کی اشک کی سرخی دونون اتنو رنگ پہ ہین
شاید میر بہت رہتے ہوئے ہو کی جدا محظوظ

ردیف عین

لئے داغ سر پر جو آئی تہی شمع	سحر تک سب آنی ہی کہائی تہی شمع
پتنگے کے حق مین تو بہتر ہوئے	اگر موم کی بہی بنائی تہی شمع

تب کہلے آنکہہ میر اپنی جب
جاچکا کاروان دریغ دریغ

ہمکو شہر سے اس ماہ کے ہے عزم راہ دروغ دروغ
الفت کلفت کون کہے ہے چاہ گناہ لکہا گر سلنے

یہ حرکت تو ہم نہ کرینگے خانہ سیاہ دروغ دروغ
ہیں ارادے سے دور کہتے ہیں یہی گناہ دروغ دروغ

شیخ کو وہ تو جہوٹہہ کہے ہے جہوٹہہ کو کیونکر جہوٹہہ کہین
اہل درد جو ہو کوئی تو کہئے آہ دروغ دروغ

عشق کی مارے غمزدگان سے انس کرے ہے بتان کذب و
اسکے جہر کی ہم لوگون سے الفت چاہ دروغ دروغ

کس دلبر کو شوق سے دیکہا میر غلط ہے تہمت ہے
منہ پہ کسو کی پڑے نہیں گاہ نگاہ دروغ دروغ

کیا کہیے میان ابکی جنون مین سینہ اپنا یکسر داغ
داغ جلائی فلک نے بدن پر سرو چراغان ہمکو کیا
صحبت درگیر آتی اسکی پہر گہڑی ساعت نہوئے
غیر کو دیکہ کے اس محلس مین غیرت عشق سے آگ لگی

ہاتہہ گلون گلدستے ہین یان شمع نمط ہے سرپر داغ
کہان کہان اب برہم رکہین چشم ہوا کے سراسر داغ
جب آتے ہین گہر سے اوسکی تب آتے ہین اکثر داغ
اچہلی کودے سینہ نمط ہم ہوگئی آخر جلکر داغ

جلتی چہاتی پر سنگ زنی کی سختی ایام سے میر
گرو سے میری آتش دل کی ساری ہوئی دے تہہ داغ

٣٩٥

ہر گز طرف نہو سکے رخسار یار کے	پہنچے ہی اوسکے سامنے گلزار کی طرف

کچہہ گل صبا کالا گو نہین اس چمن مین میر
کرتی ہین سب ہی اپنی طرفدار کی طرف

نظر کیون گئی رو و مو کی طرف	کہنچا جاے ہی دل کسو کی طرف
نہ دیکہو کبہو موتیون کی لڑی	جو دیکہو مری گفتگو کی طرف
اگر آرسی مین صفائی ہی لیک	نہین کرتی منہ اوسکی رو کی طرف
جو ہے سو ہے نہ کہین کود سہہ مغز مین	مگر شانہ تو گل کی بو کی طرف

اوسے ڈہونڈتے میر کہوئی گئے
کوئی دیکہے اس جستجو کی طرف

ہنستے ہنستے مار رکہا تہی جو ہم ظریف	ہے یار بہی ہمارا قیامت ستم ظریف

ایضاً

بہار و باغ و گل و لالہ دلربا بن حیف	بہرین ہین پہولون سے جیب و کنار لیکن حیف

ایضاً

اے تجہہ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف	گل سے چمن بہرین ہون نہو تو ہزار حیف

ردیف قاف

رونا جہان جہان تو عین آرزو ہی لیکن
اکثر صداع مجبور رہتا ہی عاشقی مین

آوارہ ہی ہوی ہم سر مار مار یعنے
ای وای بدنصیبی سر سی ہی گذری لیکن

روتا ہون رویا جاوے میر کہنی جہان تک
تصدیع درد و غم سی کہینچے کوئی کہان تک

تو پر نکل گئی ہین اپنے سب آشیان تک
پیشانی تک نہ پہونچی اس خاک آستان تک

نفع کثیر اٹھایا کر عشق کی تجارت
راضی ہین میر اتنے ہم جانکی زیان تک

دل کی تڑپ نی ہلاک کیا ہی دہر مین سکو اور جلائی کی خاک
صورتگر ہم آئینہ کی سی ظاہر فقر نہین کرتے

پیچ و تاب سی خاک بہی میری جیسی بگولا پہر لگی
اور غبار کسو کی دلکا کس انداز سی نکلے آہ

نعمت نگار رنگ حق سی منہ بخت سیہ کو نہین
اپنے تئین گم جیسا کیا تہا یان سر کہینچ کی لوگون نے

آتش نہین انسان سی اچہا عشق جنون کی آفت ہی
ہو کی فقیر گلی مین اسکی چین بہت سا پایا ہم

قلب گداز ہین جنکی وی بہی مٹی سونا کرتی ہین

خشک ہوا خون اشک کی بدلی رنگ روانے سی آئی خاک
ہوتی ساتی روتی پاتی اور انی منہ کو لگائی خاک

سر مین ہوا اور کی بہت تہی تب تو ہوئی بہر خاک
روکی فلک پر بدلی سی تو سارے ہر جا چہائی خاک

سانپ ہا گو گنج کی اوپر کہائی گو تو کہائی خاک
عالم خاک مین ویسی ہی اب ہو نڈہی اون نے پائی خاک

فرق ہوئی کیا چہوڑی آدم مین اسکی جدائی خاک
لیکی سر ہاتہی رکہا جاہی فرش بچہائی خاک

میر اکثر بنائی انہون نی جنکی جہانسی اٹہائی خاک

ہاتھ پہونچا نہ ادہر دامن تک
مین گریبان کرون نہ کیون کر چاک
تیز جاتا ہون مین تو جون سیلاب
میرے مانع ہو کیا خس و خاشاک

ردیف لام

جی میر نے دیا نہوا لیک وصل یار
افسوس ہے کہ مفت ہوا یہ جوان ہلاک

جب کبھی تو بہت تمنٔی تو گوش ہوش نکہو انک
اب جو چہاتی جلی فی الواقع بطور سہمیں یے بہت گا

جیکے جیکے کسو کو چاہا ہو جہنی آئی نہو انک
صبر کو کیا ہوتا ہے یون پڑین لگے دیکھو سے ٹک

آنکھین کہو یین حال کی کتنی دیر ہوئی ہے بس یعنی
ساری رات کہانی کہی ہے میر اب چلکر سو انک

ردیف کاف فارسی

راتکی بات کہین ہم کس سے دیتے یان اکثر ہین گو
بدتر آپ سے پاؤن کسو کو تو ہین اسکا عیب کہون

سرگرم ہے راہ کے ہین خود گم بی رتبہ ہین لوگ
خوب تامل کرتا ہون تو سب مجھسے بہتر ہین لوگ

دیوانی ہین شہر وفا کی راہ و رسم کی ہمت میر
دل کی کہی جی دینے ہی قاطبتاً گھر گھر ہین لوگ

رہتے ہین اسی لاگ پہ ہم بیقرار الگ
تہا گرد بوئی گل سے بہی دامن ہوا کا پاک
پاس اسکا بعد مرگ ہے آداب عشق سے
ناگاہ اس نگاہ سے ہین ہبی ہوا نہان

کرتی ہین دور ہی سے تماشائی یار الگ
کیا اب کی اس چمن سے گئی ہے بہار الگ
بیٹھا ہے میری خاک سے اٹھکر غبار الگ
جاتا ہے جون نکلکے کسو کا شکار الگ

بستر سے اوسکے پہول ترو تازہ رنگ گر | سو کچہہ ہی دیر رہے تو ہو تا ہی خار گل

دیکہا کبہو نہ ہمنے سنا ہی فگندہ میر
داغ جنوں ہے سر پہ ہمیشہ بہار گل

صد ہزار افسوس اگر خالی پائی جائے گل
بی نصیبی سے ہوئے ہم موسم گل مین اسیر
دعوی حسن سراپا تہا یہ نازان تجہکو دیکہہ
کیا گل مہتاب شبو کیا سمن کیا نسترن
جیتے جی تو داغ ہی رکہا موئی پر کیا حصول
بیدلی بلبل نکر تاثیر مین گو تو ہی داغ

ہو خزانہ مین دل سے لب تلک ہائے گل لیوائے گل
تہے نہ پیشانی مین اپنے سجدہ ہائے پائے گل
شاخین گل جہک گئین یعنی بہت شرماگئے
اس حدیقے مین نہ نقش پا سے اوسکے پائے گل
گور پر دلسوز لیسی جیون شمع سر کہائے گل
خوش زبان عشقکی جب ہمنے بہر کے کہائے گل

اس چمن مین جلوہ گر جس حسن سے خوبان ہین میر
موسم گل مین کہیں اس خوبی سے کب آئے گل

رنگا رنگ چمن مین اوسکے موسم گل مین آئے گر | ہمتو اس بن داغ تہے سو اوس ہی جلکر کہائے گل
ہار گلوں کی بو کر جیسے یاد رکہا تب عرصے مین | طرفہ تو یہ ہے اب منت سے گور پہ میری لائے گل

آتی شب گل میسر ہمین کیا صبح بہار سے کیا حاصل
داغ جنون ہے سر پہ ہمارے شمع کی رنگوں چہائے گل

عشق ہمارے در پے جان ہے آئی گہر سے نکلکر ہم
باہر پر دیکہا یہی فلک ہے جاوین جلکر کیدہر ہم

بل کہا اُن بانو سے کب عہدہ برا ہوتی ہین آہین ہزار
نکلے گا سانپ نکلا ہے تک جو جلے تہے بل کر ہم

مت پوچھ کچہہ پچتاتی ہین کیا کہیے گہبراتی ہین
بہی تو لیا ہے پاس بغل مین وان بیٹہے ہین ٹلکر ہم

تنگ وہ دو کیا پہرتی ہو دیدار کی ہم سے تشنہ لبو
پانی بہی پی سکتی نہین ٹک اپنی جگہہ سے چلکر ہم

عشق بجو تا واقع مین تو سید ہے جاتی تیغ تلے
راہ ہوس کی پہرلی ہمنے یعنی چاہین ٹلکر ہم

ہوائی جوانی شور کنان یا بوس کو اسکی پہرتی تہی
اب چپ بیٹہہ رہی ہین یکسو ہاتھ سے بہت ملکر ہم

آگی تو کچہہ اس کی آہین گرم شعلہ فشانی تہین
اب تو ہوئی ہین میر ایک ڈہیری خاکستر کی جلکر ہم

دل لگا کی بہتیری پر ڈہب یہ کبہو نہین آئی تم
آنا یکسو کب یکہو ہوا یدہر آئی جاتے تم

ہر صورت کو دیکہہ رہو ہو ہر کوچے کو جہانکو ہو
آگی عشق کیا ہوتا تو پہر دی جی نہ کہپاتی تم

چاہت آفت کلفت مہر و وفا و رنج و بلا
عشق ہی کی سب نام ہین دل کاش کہین نہ لگاتی تم

شایق ہو مرغان قفس کی آئی گہر صیادو نکی
پہول لاکے دو تسکین کو انکی کاش چمن سے لاتی تم

دونون طرف کشش رہتی تہی نبا نبا تہا عشق اپنا
دہوپ مین داغ ہوئی تو گرمی سے گل کہاتی تم

کہیر ہر اب وہ بیگانگی جو دیکہہ نسکتے دلتنگی
رکتے پاتی ٹک جو ہمین تو دیر تلک گہبراتی تم

کیا کیا شکلین محبوبونکی پردۂ غیب سے نکلی ہین
منصف ہو ٹک اے نقاشان ایسی چہرے بناتی تم

سر نہ بالین سے اٹھاوین کاشکی بیمار عشق
ہوگا یک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سر ہین ہم

سو طرف لیجاتی ہی ہمکو پریشان خاطری
یان کسو ڈہونڈہو تو ہم کیا جانیے کیدہر ہین ہم

گر نہ رہین کیا کرین ہر چار سو ہے بیکسی
بیدل و بیطاقت و بیدین و بی دلبر ہین ہم

وہ جو رشک مہ کبھی اس راہ سے نکلا نہ میر
ہم نہ رکہتے تہے ستارہ یعنی بداختر ہین ہم

کہانتک تو کاہو کو کسو سے دل لگاتی تم
نجاتی اسطرف تو ہاتہ سے اپنی نجاتی تم

شکیبائی کہان جو اب رہی جاتی ہوئی عزت
کہ ہر دہ بار جبین سے سر فرو ہر گز نہ لاتی تم

یہ حسن خلق تم مین عشق سے پیدا ہوا ورنہ
گڑہر یکی روٹہی کو دو دو پہر تک کب مناتی تم

نظر دزدیدہ کرتی ہو جہکی رکہتی ہو پلکو نکو
لگین ہوتین نہ آنکہین تو ہنسکو کو چہپاتی تم

یہ ساری خوبیان دل لگنی کی ہین مت بانو
کسو کا بار منت بن علاقہ کب اٹہاتی تم

پہرا کرتی تہی جب مغرور اپنی حسن پر آتی
کسو سے دل لگا جو پوچہتی ہوا آتی جاتی تم

جو ہوتی میر سو سر کی نکرتی اگ سخن انسے
بہت تو ہان کہاتی ہو منہ غصے سے چہپاتی تم

اسکی گلی مین غش ہو گیا آ سکے نہ ہم
پہر ہو چکے وہین کہین گہر جا سکے نہ ہم

سوڈ تو غنچہ ہو کسو گلشن کی آس پاس
اس تنگنا مین پاؤن بہی پہیلا سکے نہ ہم

باتین کڈھب رقیب کی ساری ہوئین قبول
مجلس مین تو خفیف ہوئی اوسکے واسطے
عالم کے ساتھ جائین چلی کسطرح نہ ہم

تجھکو جو اوسکے عشق تھا میری نشانیان
پھر اور ہے سبب اٹھتی نہین سرگرانیان
عالم تو کاروان ہے ہم کاروانیان

سررفتہ سن نہ میر کا گر قصد خواب ہے
نیندین اوچٹتیان ہین سنے یہ کہانیان

رسائی ہے آتے ہوا اہل ہوس مین
درا مین کہان شور ایسا دہرا تھا
ہمین عشق مین بیکسی بیبسی ہے
نہ مطمئن بستہ باز فلک سے
بہت روئے پردے مین جیب و بر تر
تن زرد لاغر مین ظاہر رگین ہین
محبت وفا مہر کرتی تھی باہم
تمہین ربط لوگون سے ہر قسم کے ہے

ہزار س مین پھر لوگو کیا تم کو رس مین
کسو کا مگر دل رکھا تھا جرس مین
نہ دشمن بھی ہو دوستی کی تو بس مین
دغا سے یہ بتون کی کھنچے ہے قسمین
ہوئی اچھی برسات تب اس برس مین
پھرا ہے مگر عشق ایک ایک نفس مین
اٹھا دی ہین وے تمنے اب ساری رسمین
نہ کھایا کرو جھوٹی جھوٹی تو قسمین

ہوا ہی کو دیکھی ہین اے میر اسیران
نگاہین مگر آنکھین چاک قفس مین

نہ عنقا کا کہین نام و نشان تھا
ہوا تھا شہرہ جب نام خدا مین
بہت کرتا رہا وارو ورا مین
گیا صحرا آخر [illegible]
ہوا ہون ایک مدت مین رہا مین
[illegible] نہین پہلو
ہوا تھا کس [illegible] صدا مین
کسو کو دل نہین [illegible] بار
چمن مین غنچہ [illegible] رہا مین
[illegible] اوس بن کہان تھی
طرف گلزار [illegible] چلا مین
[illegible] آرہا مین

ہوا تھا میر مشکل عشق مین کام
کیا پتھر جگر کی [illegible] مین
فرہاد سے کیا لوگ ہین ان ہی کو عجب ہین
رہتی ہے خلش ناخنون سے میرے دل شب مین
حسرت کی جگہ ہے نہ کم سبزان گل اندام
جاتی ہین چلی آنکھون سے [illegible] نہین ڈھب مین

[illegible]

[illegible]

گل خوبان مین میر مہر نہین
ہمکو غیرون مین سان دیتے ہین

پلکین پھرین مین کھچی پھرین ہین ترچھی نگاہین ہین پھرا
کیا پہناوا خوش آتا ہے ان لڑکی جیسان لوبیشونکا
ضبط اگر یونہی ہو تو کوزی مین دریا کرتا ہے
جب سے جدا مین اونسے ہوا ہون حال عجب ہے روز و شب
دل ہے داغ جگر ہے ٹکڑے رہجاتے ہین چپکے سے
دل الجھے ان بالون مین تو آخر سودا ہوتا ہے

اوس باش کی سی لاگی دیکھو سوختی سے ہم جا ہین ہین
مونہہ پر جیسے ہین چپکی لپٹی ہے گروا گرد بگلا ہین ہین
حوصلہ داری جنکی ہوا ایسے عشق مین اونکو سراہین ہین
چشم تر سی ٹیکے ہین آنسو خشک لبون آہین ہین
چھاتی سر رہے اون لوگونکی جو چاہت کو نباہین ہین
کوچہ کو زنجیر کے پیچ زلفون سے دور اہین ہین

یہ بھی سمان خوش ترکیبون کا میر نہ اپنے دل سے گیا
سوتی سے اٹھکر آنکھین ملین ہین لی انگڑائی جاہین ہین

صبر کیا ہے برسون ہمنے رات سے کچھ بےطاقت سے ہین
رسمین لطف نہین ہے مطلق شہر خوش محبوبان مین
عشق کی دین اور مذہب مین مرجانا واجب آیا ہے
ملنا انکو نسے ونکا چھوٹا اگر میری صحبت مین
فرصت اونکو کم ہے اگرچہ پر ملتے ہین قابو پر

اور گزارا کب تک ہوگا کچھ اب ہم زحمت سے ہین
دیکھیے کم جو کرے کسو پر ہم عاشق تو قسمت سے ہین
کوہکن و مجنون تو موے اب ہم بھی اپنی ہلت سے ہین
پھر منتظر بھی رہے ہم مجھسے کی صحبت سے ہین
برسون میر سے مل دیکھا ہے کچھ دے کم فرصت سے ہین

[illegible]

رونا روز شمار کا مجھکو آنکھ بچھا ہر رہتا ہے
رنجش شکستہ دل اس ہر شکستہ ہستی میں

یعنی میر گناہونکو کچھ حد و حساب نہیں
حال کسو کا اپنا سا اس میخانے میں خراب نہیں

ٹھہرین میر کسو جاگہ ہم دلکو قرار جو ٹک آوے
ہونگی خقیر اس دریہ ہیں ہم ساکی ہی ہم تاب نہیں

آنکھیں سفید دل بھی جلا انتظار میں
دنیا میں ایک روز نہیں کرتا کوئی مقام
دیکھی تہین ایکروز تری مست انکھڑیان
اخگر تھا دل نہ تھا مرا جیسی تہ زمین
بیرم ہین مرا دنگاہ مین یکرم تو ہیکی دیکھ
محمل کی تیری گرد ہین محمل سکیے ہزار

کیا کچھ نہ ہم بھی دیکھیے تھے ہجر یار مین
جو ہر رواروی ہی مین ہر اس دیار مین
انکھڑیان ہین لیتی ہین اب تک خمار مین
لگ لگ اوٹھی ہے آگ کفن کو مزار مین
سنتے ہین دام نہین کسی تیری شکار مین
ناقہ ہر ایک لیلی کا سو کس قطار مین

شور اب چمن مین میری غزلخوانی کا ہے میر
ایک عندلیب کیا ہے کہون مین ہزار مین

طلب ہے کام دلکی اوسکی بالونکی اسیری مین
نگہ ہر التفات مین وصل ہر رہ کمان کی ہے اودھر یعنی
نظر اوسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو

گدائی شب کرون ہون مین خجالت سے فقیری مین
لگا تیر اوسکا چھاتی مین ہماری گوشہ گیری مین
سیاحت و ورنگ کی ایک ہے وہ بے نظیری مین

[illegible]

منہ کبھو اودہر زرد ہوجاتی ہین در بکسار ان
جی تو بہتا دیکہہ آئینہ ہر لوح مزار کا جا نما

کی ہر عمارت الگی جنہون نے انگی بنا کچہہ رکہی ہے
میخانے مین اس عالم کی لغزش پر ستونکی نگاہ

کیا ستم او شفا خانے مین عشق کی جا کر دیکہین ہیز
بعد صبوحی گہگیانے گہگیا تو یا ہمین ہٹ بہی گئین

کیونکی ہنگی اس رشتے مین ہمسر تہ گرانبار ان
بہار گریبان تنگدلی سے ترک لباس یاران کیا ان

اور تو خانہ خراب ہی نکلی اس بستی کی معماران
سکر مین اکثر دیکھی ہم نے بڑے بڑے یہان ہشیاران

ایدہر اودہر سکڑون ہین پشت بام تہی یاران
یارب ہوگی قبول کبہو بہی دعائے صبح گنہ گاران

عشق مین ہمیشہ تم کہین تو کہنے جاوے ہین غم کسکو ہی
مار رکہین اس میدان ہین کیا دل والے جگر داران

حاکم شہر حسن کی ظالم کیونکہ ستم ایجاد نہین
یاری ہماری یکباری خاطر سے فراموش نے آکی

کیا کیا مردم خوش ظاہر ہین عالم حسن مین نام خدا
عشق کوئی ہمدرد کہین تہین پیدا کرتا ہی

خون کسو کا کوئی کرے وان داد نہین فریاد نہین
ذکر ہمارا اوس سے کیا سو کہنے لگا کچہہ یاد نہین

عالم عشق خرابہ ہی وان کوئی گہر آباد نہین
کوہ رہین گو نالان برسون لیکن اب فرہاد نہین

لرزنا کا دا کی سی فلک کا یہ بیش پا افتادہ ہی
میر طلسم غبار جو یہ ہی کچہہ اوسکی بنیاد نہین

تدبیر کوئی بتاو مجہ جو آپکو سمبہالین
جینے کی اخر ہم بہی کوئی طرح نکالین

کوئی ناکام یون رہے کب تک
مین بہی اب ایک کام کرتا ہون
یا تو لیتا ہون داد دل یار سے
کام اپنا تمام کرتا ہون

ردیف واو

ان آنجہون کی ہووی بستیون مین دل نہین لگتا | ہو جی مین وہین جا بسین ویرانہ جہان ہو

وحشت ہو خردمندون کی صحبت سی مجھے میر
اب جا رہونگا وان کوئی دیوانہ جہان ہو

آنکہ حسن زلفی پر آج مست مغرور رہو | پاس تو ہو جسکی ویسی ہی کل کہین گر دور رہو
دیکھ کر وہ راہ چلتا ہو نہین ٹک گزر نہ ہم | پاؤن اسکی انکھون پر رکھ لیوین جو منظور ہو
شہر دل کی کیا خرابی کا بیان باہم کرین | اسکو ویرانہ نہ کہیو جو کبھو معمور رہو
ہم بغل اس سنگدل سی کاشکی اسدم ہو جب | شیشہ ہی پاس ہووے اور وہ مخمور رہو

عشق دلکش نو ہی پہ کہیل قدرت کا ہی میر
صرف کر دی اسمین اپنا جسقدر مقدور ہو

عاشق ہو تو اپنی تئین دیوانہ سب مین جانتی رہو | جگر پارہ جیسے بگولا خاک اڑاتی آتی رہو
دوستی جسکو لوگ کہین ہین جانتی اسکو خصومت ہے | ہو جاوے جو تمکو کسی سی تا مقدور چھپاتی رہو
دل لگنی کی چوٹ بری ہی اس صدمی سی خدا حافظ | بار گئی وہ کوشش کوشش سی جیکو اپنی بچاتی رہو
آئی بہار جنون ہو مبارک عشق الہی ہمارے لیے | نعل جڑے سینون پر ہمنی تم داغ سرون پر جلاتی رہو
شاعر ہو مت چپکی رہو اب چپ مین جانین جاتی ہین | بات کرو ابیات پڑہو کچھ بیتین ہمکو بتاتی رہو
ابر سیہ قبلی سی آیا تم بہی شیخو پاس کرو | تحقیق نکتہ لطیف باند ہو ساختہ ہی مہ باتی رہو

رنگ صحبت کسکو دکھاوین بہی اپنی قسمت کے ساغر می دشمن کو ہو ہمکو زہر منگا دو ہو
بند نہین جو کرتی ہو تم سینہ کے سوراخو نکو جیکر کن مین ان خون سے شاید و لکھوا دو ہو
آنکھہ جہپکنا جاتی نہین تنہا آگے چہرہ روشن کی ماہ بہی بیٹھا جاتا ہے جب منہ سے نقاب اٹھا دو ہو
غیر سے غیریت ہے آسان لیکن تہ کچہہ ہمکو نہین بات بتاوین کیا ہم تمکو تم ہمکو تو بہا دو ہو

میر حقارت سے ہم اپنی جیسے جاتی ہین جان چلے
طول ہمارے گھٹنے کو دیکھ جیسے چراغ بڑہا دو ہو

کہتے نہ تھے ہم تمسے دل ہاتہ سے مت دیجو مت کھائیو غم اتنا اپنا نہ لہو پیجو
اُن پلکونکی کاوش سے زخمی ہے جگر سارا لے تار نگاہ ہونگی نازک سا رفو کیجو
کیا جان لیے جسکے جانا سے چھپاتا منہ جینا تو کوئی دن ہے تم میر بہت جیجو
دل خستہ شکستہ دل دل بستہ گرفتہ دل ہوا ان مین کوئی اوسکا دل تھا ہمین تنگ لیجو
اس راہ سے تر تا ہے دل کہب ہوا کا ہے میرے کہیے سینے کو زنہار نہ تم سیجو
بات کہون کیا چپکے چپکے دیکہو ہو آئینے کو دیکھتے ہو تو دیکھو ہمارے جلتے تو سے سینے کو
کیا جانو تم قدر ہماری مہر و وفا کی لڑ کے ہو لوہو اپنا دین ہین تمہارے گرتی دیکہہ پسینے کو
پہر ایام نحس کا مجھکو بہت گو میر آتا ہے نظر تم بہی غنیمت جانو میاں ان دس دنکی میر جینے کو
وہ جو غیرت مہ ملتا ہے غیر سے ہم ہین غیرت کش سال ہمارے چکا ہوگا ظاہر کوئی مہینے کو

خشم و خطاب جبین پر چین تو حسن ہی گلزار نکھا
مین نے جو کچھ کہا کیا ہی حد و حساب سی فزون

وہ محبوب خشمگین ہوتا ہی حسن مین ناز و عتاب نہو
روز و شمار مین نہ رہا میر رکھنے کی کا حساب نہو

صبر بلا ہا ہی عشق پر حوصلہ وا کیا کرتا ہین
جس شب گل دیکھا ہی ہمنی صبح کو اوسکا نیکہا

رحمت ہی اس خستہ جگر کو دل جسکا بیتاب نہو
خواب ہمارا یہ ہو ہی لوگونکا سا خواب نہو

شہر مین چمن کی سیر کرنیمین گویا بادۂ گلگون
اس نمدین تو مستانہ ہوتا ہون کوئی کوچہ گردا

ہر عکس گل لالا بہی ان جو بو نمین آب نہو
جسدن کاسہ چوبین مین میر کچہ عمر بہی شراب نہو

تہ داری کچہ دیدۂ ترکی میر نہین کم دریا سی
جوشان شور کنان آجاوے یہ شعلہ سیلاب نہو

تمکو ہمسی آگ لگی ہی روتی ہین تو ہنستی ہو
درج گوہر مال نہین کچہ دین دربستہ مصر اگر
رستی راہ مین دیکہ لیا تو بستی مین سی نکالتی ہین
ابر کرم کی راہ تمکو اب رحمت حق پر نظر رکھو

ہمنی کمر کو کہوں رکھا ہی اپنی کمر تم کستی ہو
تو بہی ایسی قیمت پر تم آگی ہماری سستی ہو
کیا جانین ہم روز و شب تم کیدہر آتی بستی ہو
گو کہ تم ای مستان مجہم اس غمسی دل خستی ہو

پیری مین بہی جوان رکھا ہی دختر تاک کی نسبت نی
یعنی پی پی کر انگوری میر ہوئی کٹ مستی ہو

راہین رکی ہی اوس سی ملاقات ہو تو ہو
ناموس ان بیون سی کوئی بات ہو تو ہو

ردیف ہائی ہوز

روئی ہم سب سر پہ آئی خاک ہمارے سر پہ میر
مدت میں ہم تلک لگ بیٹھے تھے اسکی دیوار کے ساتھ

اب کچھ مزے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ
اب اسکی پوست میں ہے جوں میوہ رسیدہ

آنکھیں بلا کبھو تو کب تک کیا کروں میں
دنبالہ گرد تیری اہر آہوئی رمیدہ

پانی بھر آیا منہ میں دیکھے جنھوں کی یارب
وے کس مزے کی ہونگی لبہاے ناگزیدہ

سائے کو اس پری کے لگتا تھا چمن میں
مغرور کاہے پر ہے شمشاد قد کشیدہ

آنکھیں میں بچھ رہی ہیں اہل نظر کی یکسر
جلتی ہوئی زمین پر رکھ پاؤں دیدہ دیدہ

جل سیر کر تو بھی تا صبح آنکھیں کھولیں میں
منہ پر ترے چمن میں گلہا ہے نو دمیدہ

محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ
بیوقت کیا ہے طاعت قد اب ہوا خمیدہ

پروانہ گرد پھر کر جل بھی بجھا ولیکن
خاموش رہا تکو تھی شمع زبان بریدہ

دیکھا مجھے شب گل بلبل نے جو چمن میں
بولا کہ پھیرے منہ پر کیا کیا دہن دریدہ

قلب و کبد تو دونوں تیروں نے چھین رہے ہیں
وہ اس ستم کشی پر ہمسے ہوا کبیدہ

اشعار میر سب نے چن چن کے لکھ لیے ہیں
رکھیں گے یاد ہم بھی بیتیں چیدہ چیدہ

ہم جانتے تو عشق نکرتے کسو کے ساتھ
لیجاتے دل کو خاک میں اس آرزو کے ساتھ

خواہش تھی ہو دلکی جو حاصل تو موت ہی
احوال میر دیکھیے نہیں جی تو مار دیکھ

پیدا ہے یا خدا نہیں اس دلربا کے ساتھ
ملتا رہا کشادہ جبین خوب و زشت سے
گو دست لطف سر پر اٹھاوے کوئی شفیق
تدبیر دوستان سے ہے بالعکس فائدہ
کی کشتی اوسکی پار کنار پر دست عشق نے
او باش لڑکوں سے تو بہت کر چکے معاش

دیر و حرم میں ہو کہیں ہووے خدا کے ساتھ
کیا آئینہ گری ہے بسر یان حیا کے ساتھ
دلکا لگاو اپنا ہے دست دعا کے ساتھ
ہے درد عاشقی کو خصوصیت دوا کے ساتھ
جن نے ملائی ہاتھ ٹک ایک اس بلا کے ساتھ
اب عمر کاٹیگا کسو میرزا کے ساتھ

کیا جانوں میں چمن کو ولیکن قفس پہ میر
آتا ہے برگ گل کبھو کوئی صبا کے ساتھ

عز و وقار کیا ہے کسو خود نما کے ہاتھ
ٹہلا دیا فلک نے ہمیں نقش پا کے رنگ
آنکھوں نہیں آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہیں
دیکھ اوسکو مجھکو یاروں نے حیران ہو کہا
دلکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلے

ہے آبرو فقیر کی شاہ ولا کے ہاتھ
اٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھ
تو گل کل ایک دیکھا ہے میں نے صبا کے ہاتھ
کس ڈھب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ہاتھ
عقدہ کھلے گا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھ

وہ جو کہتا تھا تو ہے کریو قتل
میر کا سو کہا کیا تونے

آنکھوں کی طرف گوش کی در پردہ نظر ہے
کچھ یار کی آنیکی مگر گرم خبر ہے

یہ راہ و روش سرو گلستان نہیں ہوگی
اس قامت دلچسپ کا انداز دگر ہے

یہ بادیۂ عشق ہے البتہ ادہر سے
بچکر نکل اے سیل کہ یان شیر کا ڈر ہے

وہ ناوک دل دوز ہی لاگو مری جی کا
تو سامنے ہو ہمدم اگر تجھکو جگر ہے

کیا سہل ہے یہ مدت ہجران کہ نپوچھو
یہ سال ہوا ہمکو گھڑی ایک پہر ہے

کیا جان کہ جسکے لئے منہ موڑیے تمسے
تم آؤ چلو واعظ کچھ تمکو اگر ہے

سمجھا تو سوار ایک ہی محبوب نکلا
جس خوش لبر خود کام کو دیکھا سو نفر ہے

شب شور و فغان کرتے سے گئے ہمکو تو اب تو
دلکش ہو تنک اے مرغ چمن وقت سحر ہے

سوچو تو ہے کہ سودا محبت میں ہے کچھ سود
اب دیکھتے ہیں اسمیں تو جی ہی کا ضرر ہے

شافی یہ رکھا یار جو پہلو نکالا تو لگے
کیا ساتھ نزاکت کے رگ گل سی کمر ہے

گر کام کسو دل میں گئی عرش پہ تو کیا
اے آہ سحرگاہ اگر تجھ میں اثر ہے

پیغام بہی کیا کرئے کہ او باش ہے ظالم
ہر حرف میان دار یہ شمشیر و سپر ہے

ہر بیت میں کیا میر تری باتیں گتھی ہیں
کچھ اور سخن کر کہ غزل سلک گہر ہے

مجبور رہ اسکی دیکھا کرے ہے اکثر
محفوظ رکھہ الٰہی اسکو نظر گذر سے

وحشت ادر پر آنکہیں ہر سو لگا رہی ہین
گر در رہ اسکی دیکھین اوٹھہ چلتی ہے گذر سے

شاید کہ وصل اوسکا ہووے تو جی بہی ٹھہرے
ہوتی نہین ہے اتنی تسکین دل خبر سے

مدت سے چشم بستر بیٹہا رہا ہون لیکن
وہ روے خوب ہرگز جاتا نہین نظر سے

گو ہاتہہ وہ نہ آوے دل غم سے خون کرتا
ہے لاگ میری جیکو وس شوخ کی کمر سے

یہ گل نیا کہلا ہے بال تو قفس مین
کوئی کلی نہ نکلی مرغ چمن کے پر سے

دیکہو نہ چشم کم سے یہ آنکھہ دیدہ ہاے
سیراب ابر ہوتی دیکہین ہین چشم تر سے

گلشن سے لی قفس تک آواز ایک سی ہے
کیا طائر گلستان ہین نالہ کش اثر سے

ہر ایک خراش ناخن مجھہی سے صد تک ہے
رہجوا رہو تو پوچہے کوئی ہمین ہنر سے

یہ عاشقی ہے کیسی ایسے جیوگے کب تک
ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈر سے

بسکہ ہے گردون دون پر وردنے
ہووے پیوند زمین یہ رقلنی

بزم مین سے اٹہو چل اے رشک صبح
شمع کی اوریہ بہری ہے مردنی

مین چراغ صبح گاہ ہون نسیم
مجھسے اکدم کے لئے کیا دشمنی

مجھسا محنت کش محبت مین نہین
ہر زمان کرتا رہا ہون جانکنی

برلگاوہ اوس کشتہ کے کی گلی سے
دیکھی یاروں کی گلی تیوری چڑہاوے
وہی جاوے کا جو ہو ہو مین نہاوے
نہ ہو جیو رشک رہ گیا ہووے اوسکا
جو اہل دل ہو تو آنکہیں بچہاوے
بلا ہو دور سکا وہ آ نشین خو
بہت منت کرے تو بھی جلاوے
بڑا ازرہا کیا مین دو پہر دن
عجب کیا ہے جو پاس اپنے بلاوے

[illegible]

ادھر طرب کا عود ری رنگ کب بناز آتا ہے
ہنوز ہو شہر طراوت برس لے ابر زندہ
ادھی ہو گئے معشوقانہ اس سب عاشق کے
عجب رنگ حنا لمائیہ ہے دست آموز نکا یا
وہی نازان خرامان کبک سا آیا مری جانب
رہائی اپنی ہے دشوار کب صیاد چھوڑے ہے

عجب ہیں لوگ جو کہتے ہیں ہم نا ساز آتا ہے
ہمیں بھی آج سونا ور دل پرواز آتا ہے
کبھو شک جسکے او پردہ سراپا ناز آتا ہے
اڑے ہے تو بھی ہاتھوں سے ہمیں کب پرواز آتا ہے
کوئی معزور وہ شوخی ہو اپنے باز آتا ہے
اسیر دام ہو طائر جو خوش آواز آتا ہے

اگر مسجد سے اوٗن میر تو بھی لوگ کہتے ہیں
کہ میخانے سے پھر وہ دیکھو شاہد باز آتا ہے

اسکے رنگ چمن ہیں شاید اور کہلا پھول کوئی
یوں پھرتا ہوں دشت و دریمیں جیسے ہو میں گشتہ
ایک کہیں سے خط پہنچے ہے ایسا جسکے کہیں عجب ہو
کس امید کا مجھکو اب دل چاہے میں اسکے حصول
لنبے اسکے بالونکا میں وصف لکھا ہے دور تلک
مستے حسن پرستی زندگی عمل ہے مدت سے
حروف حکایت سکر و سکایت اک دفعہ تیزہ پھر

شور طیور اٹھتا ہے ایسا جیسے اوٹھے ہول کوئی
غم کا مارا آوارہ ہوں آ گیا ہو بھول کوئی
ہو ہر اسکو قبول عالم نہ یگا قبول کوئی
شوخ و سلاہیں غم شہر و یاں رہتا ہے ناموں کوئی
طرف مار تو طول آتا پھر بھی دے طول کوئی
ہر کہیں ہے سو تو کیا ہے کچھ تو بھی معمول کوئی
میر کو جا کر دیکھا ہم نے بھی ہے مرد معقول کوئی

آنا اودہر اس بت کا کیا میر ہی کشش سے ہوئے — ہو موم جو پتھر تو تائید خدا کی ہے

داماں دراز اسکا جو صبح نہیں کھینچ
اسے میر یہ کوتاہی شب دست دعا کی ہے

ملواں دونوں ہمسے اک بات جلانے
شکایت کروں ہوں تو سونے لگے ہے
ادا کھینچ سکتا ہے بہزاد اسکے
ملاقات ہوتی ہے تو کشمکش سے

کہاں ہم کہاں تم کہاں پھر جوانی
مری سرگذشت اب ہوئی ہے کہانی
کھچی صورت ایسی تو یہ ہے مانی
یہی ہمسے ہے جب تب اینچا تانی

بسنتی قبا پر ترے مرگیا ہے
کفن میر کو دیجیو زعفرانی

جی اسکے تیر ہی حق میں کوئی کیا دعا کرے
اے سرو مہر کوئی مری رہ تو گرم ناز
دامن بہت وسیع ہے آنکھونکا اے سحاب
آکر بکھیرے پھول مری مشت خاک پر

عاشق کہیں شتاب تو ہووے خدا کرے
پرسش کبھو ہے حال کی تیری بلا کرے
لازم ہے تجھکوان ہی کا پانی بھرا کرے
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

تیغ کی چھاتی چاہئی ہے میر عشق میں
جی جاتا ہے اوسکا جو کوئی وفا کرے

[illegible]

صورت میں نگہ بہی کتنی کیونکہ اسکو تو یہ کب ہی دے | سامنے رکھی آئینہ مصروف طرحداری میں ہے

میر کوئی اس صورت میں اُمید بہی کیا رکھے
ایک جراحت سینے کی میرے ہر زخم کاری میں ہے

دل یہ بھرا رہتا ہے میرا جی بہی نہ رہا کچھ جاتا ہے | کیا جانوں میں روز لگا کیا دریا چڑہتا آتا ہے
سچ ہے وہ جو کہا کرتا ہی کون ہے تو کیا سمجھے ہیں | نہ بیگانی تو ہیں اپنا ہم وہ نالو کا چاہ کا ناتا ہے
تو بلبل آزردہ نہ ہو گل بیوا سے باغ بہار میں | رنج کش الفت ہی عاشق جی اپنا سبلاتا ہے
عشق محبت کیا جانوں میں لیکن اتنا جانوں ہوں | اندر ہی سینے میں ہر دم دل کو کوئی کھاتا ہے

عاشق اپنا جان لیا ہے اونے شاید میر ہمیں
دیکھ پہر ہی مجلس میں اپنے ہم ہی سے شرماتا ہے

اس مغرور کو کیا ہوتا ہی حال شکستہ دکھائی دے | جستجو تو یہ بہت ہو گئی ہم ہرگز جیکی ہماری چلی ہے
کیسا کیسا ہمکو ہمیشہ پہلو سی اس بن تڑپایا ہے | کیا اچھو ہوا آئی قیامت سر پر لگی لگائی ہے
میں تمہی وہ ہی ہوں اپنی قوم جہاں سی گذرتا ہوں | وحشت میں خورشید نمط اپنی ہی جہکو سائی ہے
ہر کوئی دہر ہر بن میں یار پہرو جو یاں تنہا | یارب نگہ کسی آتا ہی پاس ہمارے آئکے سے
ایک عجب راحت ہے کیا تسکیں ہو سو تلکی سہو سجدہ میں | شاید دل ہو تسلی اسکا زخم و گہ کی کہائی سے
رنج و عنا یہ درد و بلا یہ صبر کئے ہم بیٹھے ہیں | کلفت الفت جاتی رہی کیا جور و ستم کی دوائی سے

[illegible]

۴۱۵

[illegible]

دلکی الٹ گئی ہی ہمیں یہ سکی تک بنی ہے — آگے بیٹھتے اوٹھ بھی گئی بیتابی جیسی پھر آئی ہے
آنکھ تک میلی ہوئی اپنی مطلق دل بجا نہوا — دلکی مصیبت کیسی کیسی ہی کیا کیا رنج اوٹھائی ہے
تشنہ ہوئی نہ کبھی ہرگز ویسی ہی جلتی رہتی ہیں — تلوے حنائی اسکے ہمنے آنکھوں سے سہلائی ہے
رنگ نہیں ہی منہ پہ کسیکی باد خزاں آئی ہے گلستاں میں — برگ و بار گرے بکھری ہیں گل غنچے مرجھائی ہے
لطف کہو کیا نہیں جینے میں ہے صبح کو اوٹھانی پر — دلکی گداز سے لوہو رونے داغ جگر پہ جلائی ہے
عشق میں اسکے جان ہی مشتاق پھر لگی لگنی ہو — شوق اگر ہے ایسا ہی تو جینے کہاں سجائی ہے

تاجر ترک فقیر ہوئے اب شاعر عالم کامل ہیں
پیش گئی کچھ میر نہ اپنی سونگ بہت سو لائی ہے

کوئی نام اُنکا نہ موجب ہے — کہ بیتاب دل کی بنا صبر ہے
نہ سوز جگر خاک میں سبے گڑا — موئے پر پڑا آتش مرے قبر ہے
گلستاں سے کیسیں ہو نون پلی بھر گئے — بہار اسطرف او سطرف سے ابر ہے
جو دورش نہ پہنچی ہی بھر ہی لباس — تو پھر چیتہ اشیر ہے ببر ہے

در کعبہ پہ کفر بکتا ہے میر
مسلماں نہیں وہ کہ من گبر ہے

الم سے ہیں داغ ... رنج اوٹھی ہیں ... کھینچ — اثر دلمیں تاب نہیں جب لب تک نالہ سرد کھینچے

چلتے ہوئی تسلی کو کچہہ یار کہہ گئے
کیا کیا مکان شاہ نشین تہے وزیر کے

اس کج روش سے ملنا خرابات مین تہا
وے زور زر جوان جنہین کہتے پہاڑ تھے

اس قافلے مین ہم بہی تہا افسوس رہ گئے
وہ اٹھہ گیا تو ہم بہی گہری بیٹھے رہ گئے

بیطور رہم بہی جاکے ملے بے جگہہ گئے
جب آئے موج حادثہ تنگی سے بہہ گئے

وہ یار تو تہا نہ دل سے کسو کا میر
ناچار اسکے جور و ستم ہم بہی سہہ گئے

ہای جو آوصل مین اسکے گیا کیا لذت پاتی
کیا کیا تمنی فریب گئے ہین ہمارے دل لینے کو

ہای جدائی ایکہی جا گلہ مارکی ہمکو توڑ رکہا
غیر فرنگی تم سنتے ہے سو غیرت ہم سنتے رہے

رنج و الم غم عشق ہی کی اعجاز سے کہنچتے تہے
وہی دن کیسے سالتے ہین جو اگر تسلے پاتی کبھو

چاہت وگ ہراہی جیکا میری پر ہنر بلا
بات ہماری یاد رہی جی بہولا بہولا جاتا ہے

تہوڑے سے پانی مین ہے سر کہیں کو بہوسی جنا

بوسہ گنج لب سے پہر بہی ایسے الفے اپنی بنا تو تہے
تیرہی کہہ کی کلاہ آتی تہی ناخوردہ مانے تہے

وہی دن یاد آتی ہین اب جب انکے آنے جاتی تہے
وہی تو تمکو لگا جاتی تہی تم آہمکو جلا جاتی تہے

حوصلہ کتنا اپنا حسین ہے آزار سماتی تہے
آنکہون سے ہم سہلا سہلا تلوی اسکو جگاتی تہے

اگلے لوگ تنہا ہی رہنے دل نہ کسو سے لگاتی تہے
وحشت پر جب آتا ہے تو جیسے بگولا جاتا ہے

کہتے ہین لینا مجھکو کیا اپرا ایرا جاتا ہے

اے عاشقو ۔۔۔ سے ہوا اس قسم مین ہے انتشار
ایکہ ہم نہ سمجھے نہین معلوم ہوتی وہ و ۔۔۔
میر ۔۔۔ ہو گا بیابان محبت کی طرح
راہ ۔۔۔ بر فا ۔۔۔ ہم ۔۔۔
کیسی کیسی ۔۔۔
اس گلزار مین کوئی تماشا ۔۔۔
دامن بر ۔۔۔

ہر سو نہیں پہچان ہوئی تھی سو ہم صوت ہوئے گے

سنی سنائی بات ہے جو انکی کہتے ہین ہم غافل

میر کی تیزی کیا سلجھی کی حرف و سخن مین گرکھا کبھی

کبھی رو رو زاب دیدہ دید سے ہے

گریزان ہون بلائی سے خورشید سان

تصرف مین جب ال دیتے ہین بات

جو آوین تبان جذب ہے یان تو یہ

لپیٹا ہے مین بوریائے تمنا نہ

ہجر مین خون ہوا تھا سب غمسے

عالم حسن ہے عجب عالم

طرح چہریون کی پلکون سے ڈالے

نسبت اون بالونکی درست ہوئے

یہ بھی شرارت یار رہیگی ہمکو سنجانا جانی سے

دونونکا بہر مین آپ ہے تھیا انکو منافی ہے

کوئی عاقل الجھہ پڑے ہی ہمہ ایسے ناصح دیوانی سے

گلی سے ہماری لگو عید ہے

جہان جیسے ہے مجھکو تجرید ہے

خدارس کہین ہین یہ توحید ہے

خدا کے طرف ہی کی تائید ہے

یہی میر جانے کی تمہید ہے

دل نے پہلو تہی کیا ہم سے

چاہئے عشق اس ہی عالم سے

نکلے تلوار ابروکے خم سے

ربط مین میرے حال درہم سے

در پے خون میر کے ورنہ

ہو سبے جاتا ہے جرم آدم سے

آنکھ ہو ئے یہ پائے طفل مین یان مار ہے

نام خدا ہوا ہے اب وہ جوان بار ہے

ہمیں کب تک یہ ہے یہ صحبت — گالیاں کہائے دعا کریے
کچہ کہیں تو کہے ہے یہ نہ کہو — کیونکر اظہار مدعا کریے
اتفاق الکا مار ڈالے ہے — ناز و انداز کو جدا کریے
شیدہی کاش کے رہے ہر روز — صبح اسکے گلے لگا کریے
راہ تکنے کو بہے نہایت ہے — منتظر کب تلک رہا کریے
ہستی موہوم و یک سر و گردن — سیکڑوں کیونکہ حق ادا کریے
وہ نہیں سرگذشت سنتا میر — یوں کہانی سی کیا کہا کریے
تہہ تب ہو نفع جو کچہ ہے — ورنکے بیماری کی دوا کریے

سو تو ہر روز ہے بترا احوال
میر ہیں آہ کیا کریے

وہ بہار اسکے چہاتی گئی تہی کو سے — ہجران کا غم تہا نہ میں سختی سی جان گئی
کلیاں جہڑی ہیں کچی بکہری ہیں پہول سا — پائیزنی چمن میں کیسا کیا بہار لوٹی

سیر چمن کی کچہ تو جیسے ہوس نکلتے
موسم میں گل کے بلبل افسوس ہے نہ چہوٹے

کل جہاں کی اپنے آئی جو سمیں لڑائی ہوئی — آخر اوس و باش ذی مار کب تہی آئی ہوئی

وہ آئے طائر پر بال ہوس ناک سب جسے

جرم بی جرم لیتے پہرتی ہی جسکی شمشیر

آنکہہ مستی مین کسو پر نہین پڑتی اسکی

شوق گلگشت گلستان مین گرفتاری ہے

اوس ستمگار جفا جو سے ہمین یاری ہے

یہ بہی اوس سادہ و پرکار کی ہشیاری ہے

وان سے جز ناز و تبختر نہین کچہہ پاتے میر

عجز ہے روتی ہے عشق ہے غمخواری ہے

درد و غم سے دل کبہو فرصت نپائے

طفل تہ بازار کا عاشق ہون مین

زار زار روتا چشم کا کب دیکہتے

کب تلک چاک کفن سے جہانکیے

کب سے ہمکو ہے تلاش دست غیب

اسکی اپنی بنتی ہے ہرگز نہین

جو لکی قسمت مین دولت ہو سو ہو

داغ ہے مرغ چمن پائیز سے

زخم سینہ میر اسکے ہاتہہ کا

میر اکثر غم کے افسوس مین

یہ صعوبت کب تلک کوئی اوٹھائے

دل فروشی کوئی ہمسے سیکہہ جائے

دیکہیے ہین لیکن خدا جو کچہہ دکہائے

برگ گل یان بہی صبا کوئی تو لائے

تا کمر پیچ اسکا اپنے ہاتہہ آئے

بگڑی ہی صحبت ایسی کیا کوئی بنائے

خط پیشانی کوئی کیونکر مٹائے

دل نہو جلتا جو اسکا گل نہ کہائے

ہو کوئی رہوار تو اسکو رجہائے

زیر لب بالا ہی لب ہے ہای وائے

ہر جا بجا بن مین ... مین کیے دل ملک ... مرنا تو ایکدم ہے

ہاے ناز کی قیامت انداز ... اگر بجا ہے

وہ بات نہ ہے عاشق مر سا ہے

خط اسکو لکہہ کے ... دل ز فاسے

قاصد ... شوخی سے اوس ... ہنگامہ قیامت اسکا کوئی اوٹہا ہے

[illegible]

صاحب ہو تم ہمارے بندے ہین ہم تمہارے
ہو ملتفت کہ ہم بھی جیتیون مین آوین جنکے
آشوب بحر ہستی کیا جانیے ہے کب سے
کوئی تو تہا طرف پر آوازے دے نہ ہمکو
بیطاقتی سے کیونکر سر مارتی رہے نہ
کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواقین ہے

موقوف رحم پر ہین دشوار کام سارے
یہ عشق بے محابا تا چند جان مارے
موج و حباب اٹھکر لگ جاتی ہین کنارے
ہم بیقرار ہوکر چارون طرف پکارے
صبر و قرار دونون یکبارگی سدھارے
چشمک کرین ہین ہرشب اسکی طرف ستارے

دنیا مین میر آکر کھولا ہے بار ہمنے
اس رہگذر مین دیکھین کیا پیش آوے بارے

عشق ہمارا در پے جان ہے کیسی خصومت کرتا ہے
شاید لنبے بال اوس مہ کے بکھر گئے تہے باد چلی
صورت اسکی دیدۂ تر مین پھرتی ہے ہر روز و شب
کیا دشوار گذر ہے طریق عشق مسافر کشتہ بار
حال کسو ہی تہ کا یان مانا ہے حباب دریا سے
یاد خدا کو کرکے کہو ٹک پاس ہمارے ہو جاو
دامن دیدۂ تر کی وسعت دیکھی ہے بن دیکھی

چین نہین دیتا ہے ظالم جب تک عاشق مرتا ہے
دل تو پریشان تہا ہی میرا رات سحر ہی بکھرتا ہے
ہے نہ اچنبھا یہ بھی کہین پانی مین نقش ابھرتا ہے
جی سے اپنے گذر جاتا ہے جو اس راہ گذرتا ہے
ٹک جو ہوا دنیا کی لگی تو یہ کم ظرف ابھرتا ہے
صد سالہ غم دیکھے اس خوش چشم و روکی بسر تا ہے
ابر سیاہ و سفید ہو سو پانی انکا بھرتا ہے

۴۲۱

[illegible]

سچ ہی راحت تو بعد مرنے کے	پر بڑا واقعہ یہ حایل ہے
تیغ اگر درمیان رہی تو رہی	یار میرا جوان جاہل ہے
رو نہیں چشم تر سے داب رکھیے	سیل اسی در کا کب سے سایل ہے
حال ہم ڈوبتوں کا کیا جانے	جسکو دریا پہ سیر ساحل ہے

میر کب تک بحال مرگ جئیں
کچھ بھی اس زندگی کا حاصل ہے

یکساں عشق تو ہم غم میں کھپا رہی گئی	باز خواہ خون تمہاری گئے مارے گئے
بار گل تک ناتوانوں کو تھا اس بزم میں	گر تڑپ کر ہم بھی عاجز آج واں بارے گئے
حیاتی میری سرد آہوں سے ہوئی تھی سب کر سخت	استخواں اب اسکی اشک گرم سے دہارے گئے
سخت جاگی ہے نہ تک جو ہو خبر گھر میں آئے	صبح تک ہم رات دیواروں سے سر مارے گئے

میر قیس و کوہکن ناچار گذری جان سے
دو جہاں حسرت لیے ہمراہ بچارے گئے

بے یار ہوں بیکس ہوں آگاہ نہیں کوئی	بغم کرد خونریزی خونخواہ نہیں کوئی
کیا تنگ مخوف ہے اس نیستی کا رستا	تنہا پڑا ہے جانا ہمراہ نہیں کوئی
موہوم ہے ہستی تو کیا معتبری اسکی	ہر گاہ اگر کوئی بیگاہ نہیں کوئی

[illegible]

کیا شکایت کرے اوس خورشید چہرہ یار کی
وصل کی دولت گئی ہوں تنگ فقر ہجر مین

پھر وہ برسون نہین کرتا ستم کی انفور ہے
یا الٰہی فضل کر یہ جور بعد الکور ہے

اوسکی دیوانی کی سر پر داغ سودا ہی جو میر
وہ محیط عاشقونکا اس سبب سرمور ہے

گردون کش زمانہ تو تیرا اسیر ہے
چشمک کرے ہے میر یطرف کو نگاہ کر
تنکا سا ہو رہا ہے تن آگی ہی سوکھہ کر
چہرہ بانده دی ہر رونی جو لگتا ہی صبح کو
اک دو اجل رسیدہ جو صید آ ہی کب گیا
جون جون بڑھا یا آتا ہی جاتی ہین اینٹھتے
اس خوبصورتی سی نہ صورت نظر پڑی
پر جوہر اسکی تیغ ہی نامہ برای قتل
پوچھو اسی سی مضطرب الحال دلکی کچھہ
جو طفل شوخ و شنگ و جوان بلند طبع
فریاد شب کی سنکی کہا بیدماغ ہو

سلطان عصر تیری گلی کا فقیر ہے
وہ طفل شوخ چشم قیامت شریر ہے
اب ننگ کیا فقیر جو سب مین حقیر ہے
ہی چشم تر کہ غیرت ابر مطیر ہے
پرپیچ جال گیسوؤن کا جرگہ گیر ہے
کس مٹی کا نجانی گوندا اپنا خمیر ہے
صورت تلک تو سیر کی وہ بی نظیر ہے
پیغام مرگ عاشقونکو اسکا تیر ہے
وہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے
شایستہ فلک ہی اگرچہ نخ پیر ہے
دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہے

[illegible]

بساط حوصلہ تیز ذرا جو تنگی نہیں آتا
کسی سے چشم ورنہ اسے میر سہا جاوے

ترے بندے ہم ہیں خدا جانتا ہے
خدا جانے تو ہم کو کیا جانتا ہے
نہیں عشق کا درد لذت سے خالی
جسے ذوق ہے وہ مزا جانتا ہے
ہمیشہ دل اپنا جو بیجا ہے اس بن
مرے قتل کو وہ بجا جانتا ہے

بہیڑ یئن تلتی ہین اسکی ابرو سے
لڑکا عطار کا ہے کیا معجون
کجروی یار کی نہین جاتی
آنکہ کہتا ہے پہر نہین آتا
کرچلو نیکی اتو حبس تس سے

چلی تلوار تو صفائی ہے
ہمکو ترکیب اسکی بہائی ہے
یہی بیطور بے ادائی ہے
یہی بدعہدی بیوفائی ہے
شاید ابہی مین کچہ بہلائی ہے

برسون مین میر سے ملے تو کہا
اس سے پوچہو کہ یہ کہائی ہے

یارب کوئی دیوانہ بیڈہنگ سا آجاوے
خاموش رہین کیتک زندان جہان مین ہم
کب عشق کی وادی ہی سر کہینچنے کی جاگہہ
عاشق ہین اور اسمین نسبت سگ و آہو کے
افسوس کی جگہہ ہے یان بات مین دم گزنے
ان نو خطون سے میری قسمت مین تہی خواری
دیکہہ اسکو ٹہہر رہتا ثابت قدم تو سہی ہو
کہئے جہان کرتا ہو تاثیر سخن کچہہ بہی

اغلال و سلاسل ٹک اپنی بہی ہلا جاوے
ہنگامہ قیامت کا شورش سے اٹہا جاوے
ہو سیل بہلا سا تو منہ موڑ چلا جاوے
جون جون ہے رسیدہ وہ تون تون ہی لگا جاوے
ہو رو برو آئینہ وہ منہ کو چہپا جاوے
کسطرح لکہا میرا کوئی آکے مٹا جاوے
اس راہ سے آوے تو ہم سے نہ رہا جاوے
وہ بات نہین سنتا کیا اوس سے کہا جاوے

[illegible]

پری اسکے سائی کو بھی لگ سکے نہ
وہ اس جنس کو کیا بلا جانتا ہے

جہان میر عاشق ہوا خوار ہی تھا
یہ سودائی کب دل لگا جانتا ہے

یہی عشق ہی جی کھپا جانتا ہے
کہ جانان سے بھی جی ملا جانتا ہے

بدی میں بھی کچھ خوبی ہوویگی تب تو
برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے

مرا شعر اچھا بھی دانستہ ضد سے
کسو اور ہی کا کہا جانتا ہے

زمانے کے اکثر ستمگار دیکھے
وہی خوب طرز جفا جانتا ہے

نہیں جانتا حرف خط کیا ہیں لکھے
لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہے

نجانے جو بیگانہ تو بات پوچھے
سو مغرور کب آشنا جانتا ہے

نہیں اتحاد تن و جان سے واقف
ہمیں یار سے جو جدا جانتا ہے

تمام شد دیوان محکم میر تقی میر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان ششم

فلک نے پیس کر سرمہ بنایا
نظر میں اسکی میں تو بھی نہ آیا

زمانے میں مرے شور جنون نے
قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا

بلا تھی کوفت کچھہ سوز جگر سے
ہمیں تو کوٹ کوٹ اون نے جلایا

تمامی عمر جسکی جستجو کی
اوسے پاس اپنے اکثر ہم نے پایا

نہ تھی بیگانگی معلوم اوسکی
نہ سمجھے ہم اوسی سے دل لگایا

قریب دیر خضر آیا تھا لیکن
ہمیں رستا نہ کعبے کا بتایا

دن رات اسکو ڈہونڈہی ہی جستجو مجھے
نایاب کس گہر کا طلب گار کر دیا

در راس سی زار زار جو روتا رہا ہون مین
لوگونکو میری زاری سے بیزار کر دیا

خوبی سے بخت بد کی او سی عشق سی مری
یارون نے رفتہ رفتہ خبردار کر دیا

جسکے لگائی جیمین نہ اوسکی ہوس رہے
یعنی کہ ایک وار ہی مین پار کر دیا

پہلو مین دل نی لو لگی آتش سی شوق کے
بایان کار آنکہونکو خون بار کر دیا

کیا جانون عشق جان سی کیا چاہتا ہی میر
خونریز کا مجھے تو سزاوار کر دیا*

موئے ہم جسکی خاطر بیوفا تہا
نجانا اون نی تو یون بہی کہ کیا تہا

معالج کی نہین تقصیر ہرگز
مرض ہی عاشقی کا لا دوا تہا

نہ خود سر کیون کہ ہون ہم یار اپنا
خود آرا خود پسند و خود ستا تہا

رکہا تہا منہ کبہو اس کنج لب پر
ہمارے ذوق مین اتنک مزا تہا

نہ ملیو چاہنے والون سے اسکے
نجانا تجہ سے یہ کن نی کہا تہا

پریشان کر گئی فریاد بلبل
کسو سے دل ہمارا پہر لگا تہا

ملے برسون وہی بیگانگی سے
ہمارے زعم مین وہ آشنا تہا

نہ دیوانے تہے ہم سے قیس و فرہاد
ہمارا طور عشق انسے جدا تہا

کیا نماز میر اس اوقات سے کے
جب کہ قد محراب سا خم ہو گیا

وہ دیکھنے ہمیں ٹک بیماری میں نہ آیا — سو بار آنکھیں کھولیں بالیں سے سر اوٹھایا
گلشن کے طایرون نے کیا بے مروتی کی — یک برگ گل قفس میں ہم تک نکوئی لایا
بے ہیچ اسکا غصہ یار و بلای جان ہے — ہرگز منا نہ ہمسے بہتیرا ہی منایا
قد بلند اگرچہ یہ لطف بھی نہیں ہے — سرو چمن میں لیکن انداز وہ بنایا
انگڑائی خوبرویان جس ترزے بیش و پس ہیں — اینڈا پھرے ہے ہر سو جب اوس پہ پکا سایا
نقشہ عجیب ہے اوسکا نقاش نے ازل کے — مطبوع ایسا چہرہ کوئی نہ پھر بنایا
شب کو نشے میں باہم تھی گفتگوے درہم — اس مست نے جھنکایا یعنی بہت جھیکایا
دل بستگی میں کہلنا اوسکا نہ اس سے دیکھا — بخت نگون کو ہمنے سو بار آزمایا

عاشق جہان ہوا ہے دو ڈہنگیان ہی گئیں ہیں
اس میر بے خبر دنی کب ڈہب سے دل لگایا

باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں ایسی نہ سنئے گا — پڑھتے کسو کو سنیئے گا تو دیر تلک سر دہنیے گا
سعی و تلاش بہت سی رہیگی اس انداز کے کہنے کی — صحبت میں علما فضلا کی جا کر پڑھیے گنیے گا
دل کی تسلی جبکہ ہوگی گفت و شنود سے لوگونکے — آگ بھکیگی غم کی بدن میں اس میں جلیے بھنیے گا

جب رفتنی کو عشق کا آزار ہو گیا	دو چار دن میں ہر سو لگا بیمار ہو گیا
نسبت بہت گناہوں کی میری طرف ہوئے	ناکردہ جرم میں تو گنہگار ہو گیا
حیرت زدہ میں عشق کے کاموں کا یار کے	دروازے پر کھڑے کھڑے دیوار ہو گیا
پہلے فگار سینہ سے اطراف درد سے	کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا
بازار میں جہاں کے ہے حسن کیا متاع	سو جیسے جیسے دیکھے خریدار ہو گیا
دل لیکے میری جان کا دشمن ہوا اندان	جس بیوفا سے اپنے تئیں پیار ہو گیا
عاشق کو اسکی تیغ سے ہے لاگ کیسی ہے	یہ کشتنی بھی مرنے کو تیار ہو گیا
مرنے میوار ہا نہوا تنگ ہی رہا	پھندے میں عشق کے جو گرفتار ہو گیا

کیا جرم تھا کسو یہ نہ معلوم کچھ ہوا
جو میر کشت و خون کا سزاوار ہو گیا

دشمن ہو جیکا گاہک ہوتا ہے جسکو چاہا	کی دوستی کہ یار وا کی روگ میں بسا ہا
جی ہی جہاں قیامت درد و الم رہا وان	بیمار عاشقی میں شب صبح تک کرا ہا
تازہ جھلک تھی شب کو تاروں میں آسمان کی	اس آسیا کو شاید پھر کر کنھوں نے راہا
خمیازہ کش ہوں اسکی مدت سے اس ادا کا	لگ کر گلے سے میری انگڑائی کی جماہا
جانا کہ منہ کھلا ہے آتشکدے کا شاید	سینے کے زخم جو ہے سر کا ہی تک ہی پھاہا

طائر عمر کو نظر سے مین رکھہ [illegible] شکار آیا
غنیب سے ہاتھہ پہ [illegible] آیا
موسم آیا تو نخل دار مین میر
سر منصور ہی کا بار آیا
زمانہ ہجر کا آسان کیا بسر آیا
ہزار مرتبہ منہ تک مرے جگر آیا
رہی جو منتظر آنکھین غبار لا مین وسے
وہ انتظار کشون کو نہ تک نظر آیا

وہ قماری گلے کا ہار آیا
[illegible] کرین تو کاشانہ تھا گل [illegible] بار آیا
مین چمن مین بہت پکار آیا
اک خزانہ مین نظر بھی ہو [illegible]
ہم بھی آنکھون ہی پر غبار آیا
گرد راہ [illegible]
[illegible] قرار آیا
بیقراری سے [illegible] بار رکھا ہمین
[illegible] پیار آیا
تیرا پھر عہد وہ جو یار آیا

گھر سے وہ معمار کا جو اوٹھہ گیا	حال ابتر ہوگیا گھر یار کا
نقش اسکی بیوفائی کی ہی اصل	کب وفاداری ہے شیوہ یار کا
سر جو دی دیماری گھر مین سپہر	رنگ دیگر ہے در و دیوار کا
اک گدائی در ہے سیلاب بہار	غم کشون کی دیدہ خونبار کا
دلبران دل جنس سے ہے گنجایشی	اس مین کچھہ نقصان نہین سرکار کا

عشق کا مارا ہے کیا پہنچیگا میر
حال ہے بدحال اس بیمار کا

جو تو ہی صنم ہمسے بیزار ہوگا	تو جینا ہمین اپنا دشوار ہوگا
غم ہجر کیگا بیتاب دل کو	ہمین کڑھتے کڑھتے کچھہ آزار ہوگا
جو افراط الفت ہی ایسا تو عاشق	کوئی دن مین برسون کا بیمار ہوگا
اچھٹتی ملاقات کب تک رہیگی	کبھو تو تہ دل سے بھی یار ہوگا
تجھے دیکھہ کر لگ گیا دل نجانا	کہ اس سنگدل سے ہمین پیار ہوگا
لگا کرنے ہجران سختی سی سختی	خدا جانے کیا آخرش کار ہوگا

یہی ہوگا کیا ہوگا میر ہی نہونگی
جو تو ہوگا بے یار و غمخوار ہوگا

[illegible]

باغ کو بھی لالہ و گل دیکھ کہتے تھے طیور
اتنا تو ناز کا نہیں عشق و ہوس میں گر تمیز
ملتے ملتے منہ چھپانا بھی لطیفہ ہے نیا
تھا جنون کا لطف مجنون سے سو دنیا سے گیا
اب جو یاں تنہائی میں ہم سے بہت کھو دیکھو نہیں

جی گئے بہت جہر میں لگی ہا ہے کیا کیا آشنا
آشنا سے فرق ہوتا ہے بہت نا آشنا
آشنائی پا نکر گئی ہو جیئے یا آشنا
مغفرت ہو اسکو وحشی ہم سے بھی تھا آشنا
پھر نہوگا تمکو ایسا کوئی پیدا آشنا

کیسا ہی پانی ہو اسکو پھر نہیں جاتا ہے پھیر
تھا جوانی میں مگر تو میر دانا آشنا

گھر سے سیر چمن کو او جھ گزار گلچین بیگانہ اپنا
ملا تو تھا وہ کچھو ہمشش دل مردہ بھی پائی پا سکوں
جہاں ناکار پائے بیکراں تو سراب پایاں کا نکلا
نکالی سرکشی نے چیال الیسے کہ دیکھ حسرت سے نگہ
کہیں کچھو بھی تھا گئی پہ گھنا کسو کا اثر گیہ
نہ ہوا جب تھو نہ ہمسر [illegible] ریاں میں

تلاش عیش بہاریں کی نگار گلشن میں تھا نہ اپنا
پھر نہ مستی میں اسکی آنکھیں سے ہوش ہو رہا نہ اپنا
جو لوگ تھے کچھ آشنا تھے او نہوں نے اب کیا نہ اپنا
دلوں میں کیا کیا ہمارے آیا کریں گے کیا بس چلا نہ اپنا
بکا گئی ہم ہمیشہ یا نا کسو دن اسنے کہا نہ اپنا
جو روؤں میں کسکو روئیں ہم وفا میں کیا کیا گیا نہ اپنا

جہاں میں [illegible] کوئی بہت تھا نکر سکے میر کچھ توقف
[illegible] سے پایا اسکی اسی سے رہنا بنا نہ اپنا

اس سے کیا جانوں کیا قرار ہوا
شب کا پہنا جو دن تلک ہوا
گرد سراپا سے جو بھی میں بہت
رفتہ رفتہ بستر خواب [illegible]

دھوپ میں آگ کی گھڑا اسکے کھڑا رہا ہوں
ہوش کچھ جسکی سروں میں تھا استادی چلتے
ہو بخود تو کسو کو دیکھ کے ڈھنکا کوئی
مرغ دلکی ہی رہائی سے مرادا اپنا جمع
پیار کی دیکھی جو جیتوں کسو کی ہیں جانا
تکیہ اسے جو کیا تو اسکو اسے

چاہ کر اسکا تئیں میں تو گنہگار رہوا
حیف صد حیف کہ میں دیر خبر دار ہوا
وہی خود گم ہوا جو اسکا طلبگار ہوا
پر شکن بالو نمیں وہ اسکی گرفتار رہوا
کہ یہ اب سادہ و پرکار مرا یار ہوا
یعنی میں شوق کی افراط سے بیمار ہوا

کیونکہ سب شہر صعوبت میں کٹی تیری میر
اپنا جینا تو کوئی دن ہمیں دشوار ہوا

آج اوس شوخ پر کار جوان ... کیا
... دونوں ... نہیں
سر ... کی

بیر فقیر ... زندان کو اون نے زندان میں دیا
دل کی طپیدن روز و شب نے خوب جگر کا لوہو کیا
ہائے دریغ افسوس کہ کوئی دن اور نہ یہ بیمار جیا

... ہوں ... گزری ... میں
... ہاتھ میں میرا دل دیا

اب یار ... رہا
ہو تو قاتل ... دشمن بھی کرو

حیرت سے آفتاب جہاں کا تہاں رہا
کیا جانیے غبار ہمارا کہاں رہا

نفرت سی ملک سے ہوئے پلک اس کمر کی دیکہہ
ترک وطن کیا ہی عزیزون نی جاہ مین
ہر سو سے ہاتھہ مارتی مین سر پہ اس بغیر
معلوم سو وہ مندی عشاق عشق مین
گہر یار مین لٹا گیا گہر سے ہی نکل

عاشق سے جو ہند ہو نہ کمر تو ہی کیا عجب
کر جاہی کوئی رفتہ سفر تو ہی کیا عجب
ہوے ہے ہمسے دست بسر تو ہی کیا عجب
پہنچے ہی او سے ہمکو ضرر تو ہی کیا عجب
اب آوے وہ کبھو مرے گہر تو ہی کیا عجب

ملتی نہین ہے آنکہہ اوس آئینہ رو کی میر
وہ دل جو لیکے جاوے مگر تو ہے کیا عجب +

آیا ہے شیب سر پہ گیا ہی شباب اب
نکلا اب ابہون عشق سے سو بار عاقبت
ڈھونڈہی ہی عاشقون کی ہے ظالم اگر ہو آب
[illegible] آتش سو زندہ عشق کے
سہون ان بہشتی رو سے جدا مین جحیم مین
قاصد جو آیا چپ ہے نشان خط کا کچہہ نہین
کیا سیج دو غم کو آگی ترے مین کہون شمار
چشمک ہین آنکہین اور چمکی آتی ہین بہت

کرنا جو کچہہ ہو ہمکو سو کر تو شتاب اب
پایا قرار یہ کہ رہو نہین خراب اب
تو تو سہو ہے تجکو بت سا ثواب اب
دل رہ گیا ہے پہلو مین ہو کر کباب اب
رہتا ہی میری خاک کی ہر دم غبار اب
دیکہین جو آلا و باد کوئی کیا جواب اب
یان خود حسابی میر سے تو ہے حساب اب
نزدیک شاید آیا ہے ہنگام خواب اب

۴۲۳

ردیف تاے فوقانی

نمک چشم تا ہی نہ کہتے تہا کسو تجلی کی تاب
کی نماز صبح کو کہو کر نماز اشراق کے
دیکہنا منہ یار کا اس وجہ سے ہوتا نہیں
ضعف ہی اسکے مرض اور اسکی غم سے ہو الغرض
یار میں ہم میں پڑا پردہ جو ہے ہستی ہی ہے
صورت دیوار ہے مدت کہڑی در پہ سر ہے
می سے توبہ کہ رہی ہے معقول اگر ہم جاتے

یا کہ نکہت گل کی تہا آیا گیا عہد شباب
ہو گیا مجہپر ستم اچہا نہ تہا مستے میں خراب
یا الٰہی وہ زمانی سے اٹہا رسم نقاب
دل بدن میں آدمی کی ایک ہے خانہ خراب
ہیچ سو اٹہہ جامی تو ہوئی وا ہی رفع حجاب
پر کہو صحبت میں اسکے ہم ہوئے نہ بار یاب
ہم ہے شیخ شہر برسوں سے کرتے ہیں اجتناب

جمع تہے خوبان بہت لیکن پسند اوسکو کیا
کیا غلط میں نے کیا ای میر وقت انتخاب

اس مغل زادے سے نہی ہر بات کے تنکر از خوب
لگ نہیں پڑتی ہیں لیکر ہاتہہ میں شمشیر تیز
آہ ان خوبان نے عاشق جان کر مارا مجہے
آج کل سے مجہکو بیتابی و بدحالی ہے کیا
کیا کہی اوسکی گئی جنت در بستہ وی
منحرف ہو ستم میں بے ہوا وہ نوجوان

بذر بانی کی بہی اوسکی تو کہا بسیار خوب
سبکسی ہونگے قتل میں اتنا نہیں اصرار خوب
چاہ کا اپنے ملک نالے سے تہا اظہار خوب
جمہ مریض عشق کی کب سے تہی آزار خوب
ورنہ مفلس عزیزوں کی کچہ نہ تہی کہہ در خوب
ظلم تب کہتا ہی جب کوئی منت دار خوب

اس کا سوفسکے برنے کسقدر حیران ہو ہاے
جامہ کبریتی کسو کا جی جلاتا ہے بہت

ردیف جیم فارسی

۳۵۴

توبہ می سے بہار میں نہ کروں
گو کرے شیخ احتساب بہت

اس عضیلی سے کیا کسو کے تئیں
مہربانی ہے کم عتاب بہت

کشتن مردمان اگر ہے ثواب
تو ہوا ہے اسے ثواب بہت

دیر تک کعبے میں ستے شب بیہوش
پی گئے میرجی شراب بہت

کیا کہیں ہے حال دل درہم بہت
گذرے ہیں مین رات اسپر ہم بہت

رہتا ہے ہجراں میں غم عشقی سے کام
آور روئی ہے سنکے ہیں پر ہم بہت

اضطراب اسکا نہیں ہوتا ہی کم
ہاتھ ہی رکھتی ہیں دلپر ہم بہت

اس گلی سے جی اٹھتا تک نہیں
دل جگر کرتے ہیں تیہر ہم بہت

میر کی بدحالی شب مذکو تھے
گذرے ہنگے یہ حال سنکر ہم بہت

باہر چلنے میں اپنا کسی کو یہ تغافل یار بہت
فرشتے وحشی طیر آئی ہیں میرے پیش نظر شکار بہت

دعوی ہما عاشق بیچارا ایکا کون سنیگا محشر میں
خیل ملائک وان ہے ہوئیگی اسکی خاطر دار بہت

خشکی ہے لب پر دے ہے نرمی شمنا کی دو آنکھوں کی
جو دیکھی ہے کچھ دیکھ اسکی ہیچ آزار بہت

جسم کی حالت جیسی جاتی وقت نبض سے کر معلوم طبیب
کہنے لگا جانا کیا ہو گا یہ تو ہے بیمار بہت

جو جفا عاشق پہ ہے سو ور لوگوں پر نہیں
مر گئے بہتیرے صاحبدل ہوس کسکو ہوئی
رونا کڑھنا عشق میں دیکھا مر اچھے کھا
منتظر برسوں رہے افسوس آخر مر گئے
خاک تربت کیوں نہ اپنی دلبرانہ اٹھ چلے
صاف میدان الا مکا لنسا ہو تو میر دل کیلئے

اسی سید اپنی کہ میں ہی ہوں گنہگاروں کی بیچ
ایسے مرنے جینے کی ان عشق کے ماروں کی بیچ
کیا جیے گا یہ ستمدیدہ ان آزاروں کی بیچ
دیکھنی تھی لوگ اس ظالم کی بیماروں کی بیچ
ہم بھی تھے اس نازنین کے ناز برداروں کی بیچ
تنگ ہو معمورۂ دنیا کی دیواروں کی بیچ

باغ میں تھے شب گل مہتاب میرے آس پاس
یار بن یعنے رہا میں میر انگاروں کے بیچ

دل ہی ہے جسکو دل کہتے ہیں اس عالم کے بیچ
چھاتی کتنی سنگ سے ہے دل کی جا میں نہیں
نقشہ اسکا مردم دیدہ میں میرے نقش ہے
شاد وے کب جب ان تازہ ہوئے میں شہر میں
دل انت ایسا چشم کر گئی پشت وہ نازک کر
حد سے افزوں اوس گلی میں شور ہے عشاق کا
رونق آبادی ملک سخن ہے اس تلک

کاش یہ آفت نہ ہوتی قالب آدم کے بیچ
نعل سینوں پر جڑی جاتی ہیں اس ماتم کے بیچ
یعنے صورت اسی کی پھرتی ہے چشم نم کے بیچ
دل زدہ ہم شب میں رہتے ہیں اپنے غم کے بیچ
سو بلائیں ہیں بیان ان ابروؤں کی خم کے بیچ
کون سنتا ہے کسو کی بات لے وسواس و وہم کے بیچ
ہوں ہزاروں ہم آلی میر کی آدم کے بیچ

بے سدھ پڑا ہوں میں بستر پہ اتنا نہیں
کیا آفت آگئی ہے اس نیم جان کے اوپر

عشق و ہوس میں کچھ تو آخر تمیز ہووے
آئی طبیعت اسکی گہ امتحان کے اوپر

الفت کی کلفتوں میں معلوم ہی ہے ہووے
تھا اعتماد کلی تاب و توان کے اوپر

محو دعا تھا اکثر غیرت سے ایک گا ہے
آیا نہ نام اوسکا میری زبان کے اوپر

وہ بار دل کی خواہش آیا نہیں جہان میں
آئی ہے اک قیامت اوجہانکے اوپر

کیا ہو گئے ہیں محبان سودائے عاشقی میں
اغماض کرتے ہیں سب چپکے زبان کے اوپر

حیرت سے اسکے رو کے چپ لگ گئی ہے ایسے
گویا کہ مہر کی ہے میرے دہان کے اوپر

جو راہ دوستی میں اے میر مر گئے ہیں ✣
سر دینگے لوگ ان کے پاس گر نشانکے اوپر

آیا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کہا کر
کی بات اون نے کوئی سو کیا چبا چبا کر

شاید کہ منہ پھرا ہے نبدونسے کچھ خدا کا
نکلے ہے کام اپنا کوئی خدا خدا کر

کان اوسطرف نہ رکھے اس حرف ناشنو نے
کہتے رہے بہت ہم اسکو سُنا سُنا کر

کہتے تھے ہم کسو کو دیکھا کرو نہ اتنا
دل خون کیا نہ اپنا آنکھیں لڑا لڑا کر

آگے ہی مر رہے ہیں ہم عشق میں بتانکے
تلوار کھینچتے ہو ہمکو دکھا دکھلا کر

وہ بیوفا نہ آیا بالین پہ وقت رفتن
سو بار ہمنے دیکھا سر کو اوٹھا اوٹھا کر

زانو پہ سر ہے اکثر مت فکر اسقدر کر / دل کوئی لے گیا ہے تو میر ٹک جگر کر

خورشید ماہ دونون آخر نہ ویسے نکلے / آنکھون مین پہر نہ آئی جبسے مرے اثر کر

یوسف عزیز دلہا جا مصر مین ہوا تہا / ذلت جو ہو وطن مین تو کوئی دن سفر کر

ابہی ہمنشین غشی ہے میری غش مین نہین ہون / مجھکو مری بانی سو بار اب خبر کر

کیا حال زار عاشق کر لے بیان نہ پوچھو / کرتا ہے بات کوئی دل کی تو چشم تر کر

وے تیرے نین ہین سونک آہ نالی اسکے / یارب شب جدائی عاشق کی بہی سحر کر

اتنا ہی منہ چہپایا شوخ اسکے محرمون نے / جو بچہ گئی ہین زلفین الجہ پڑی ہین بکہر کر

کیا پہیر پہیر گردن باتین کرے ہے سب مین / جاتی ہین غش کیے ہم مشتاق منہ ادہر کر

بن دیکہے تیرے مین تو بیمار ہوگیا ہون / حال تبہ مین ہے تو بہی تو ٹک نظر کر

رخنے کئے جو تونے تیر کے سل مین تو کیا / لے آہ اوس صنم کی دلمین ہے ٹک اثر کر

مارے ہے غل گئے سے جاتا نہین ہے ہرگز
نکلے گا اس گلے سے شاید کہ میر مر کر

باندہے کمر سحر کہ آیا ہے میرے کین پر / جو حادثہ فلک سے نازل ہوا زمین پر

اقرار مین کہان ہے انکار کی سی خوبی / ہوتا ہے شوق غالب اسکی نہین نہین پر

کنج قفس مین جون تون کاٹینگے ہم اسیران / سیر چمن کی شایان اپنی رہی نہین پر

آنکھیں جو کھولیں سو تو سہا کہ تھی مجھکو کیا | سارے رہی تھی رات کہانی کہی ہی تو بھی وہ تنکر سوتے تک

مشکل ہے زلدار عاشق بر سون وہ بیتاب ہے | میطاقت اس دلکو میری تہی ہی تھی مین آہ تونے تک

ایسے ور دول کہ جنکو میر کہاں تنے جگر آوے | گرم سخن تو گونہین ہو کوئی بات کرے رو لے تو تک

رہے ہی غش دو رو دو دو پہر تک | سر زخم پہنچا ہے شاید جگر تک

ہوئے ہین حواس اور ہوش و خرد گم | خبر کچہہ تو آئی ہے اس بیخبر تک

زمین گرد اس مہ کی میرے ہین عاشق | ستارے فلک کے رہی ہین ادہر تک

قیامت ہے مشتاق لوگون سے کثرت | پہنچنا ہی مشکل ہمین اسکے گہر تک

کہان تک اسے سر سے مارا کرون مین | نہ پہنچا مرا ہاتہ اسکے کمر تک

بہار آئی پر ایک پتے ہی گل کے | نہ آئے اسیران بے بال و پر تک

بہت میر بر ہم جہان مین رہین گے
اگر رہ گئے آج کی شب سحر تک

وہ تو نہین کہ اودہم رہتا تہا آشیان تک | آشوب نالہ اتبو پہنچا ہے آسمان تک

لبریز جلوہ اسکا سارا جہان ہی یعنے | سارہی ہے وہ حقیقت جاوی نظر جہان تک

ہجران کے سختیون سے تہے دل و جگر ہین | صبر اسکے عاشقی مین کوئی کرے کہان تک

سودے عاشقی مین نقصان ہے جیکا لیکن | ہم راضی ہو رہے ہین اپنی زیان جان تک

[illegible]

ایک توصہ بین ہی یہ سیر اسکے عرش پر / فصل میں آتی نہیں ہیں پر نظر طرفہ کار دل
باغ سے لے دشت تک گھتی ہیں اک شور عجب / ہم اسیران قفس کے نالہ ہی زار دل
اس سکبروحی پہ جون باد سحر در در پھرے / زندگی اب یار بن اپنی ہوئی ہے بار دل

تنگ ہے وسعت سے اسکی ای عبارت ساز فہم
میر کچھ سمجھے گئے نہ معنئ اسرار دل

زنہار گلستان نہیں بکر منہ کو سوے گل / چڑھ جا کے غزرین نہ کہیں گر نہ بوی گل
موسم گئے نشان ہے کہیں تیرے کا نہ تھا / کی شوق کشتگان نے صحبت جستجوی گل
تہ خیز نہ آئین سے لٹنے کہ مر گئے طیور / جاویگی ساتھ جیکے مگر آرزوی گل
آئے تھے بہار رہے نہ پائیں میں گئے / ہے بیوفائی کہ نہ یکے ہر سال خوی گل

مدت ہوئی کہ دیکھا تھا سیر چمن میں میر
پھرتا ہے اب تلک مری آنکھوں میں روی گل

[illegible] ریق عشق میں ہے نیم جان دل / [illegible] دل ہے شعلہ دل خدا دل
قیامت تمام مروت آشنا دل / ہو گئے پھر [illegible] اسمین رہا دل
[illegible] آشنا ہوا تھا / کہ آخر خون ہو ہو کر بہا دل
[illegible] سے پھر کر نہ دیکھا / [illegible] کا عالم سے لگا دل

[illegible]

ردیف میم

[illegible]

عشق کیا ہے اوس گل کا یا آفت لائی برہم
روز و شب کو اپنی یارب کیونکہ کرینگے روز و شب
پوچھے راہ شگفتہ دلگی جا نکلے تھے کعبے مین
شام سے کر تا منزل آ گر گھر کو ہمارے صدر نشین
برسون خس و خاشاک پہ سوئے مدت گلخن تابی کی
روز تر ہے حالت عشقی جیسے ہون بیمار اجل
اسکی جناب سے زحمت ہو تو جی بچتا ہے دنیا مین
ابتو ہماری طرف سے آشنا دلکو تہمت کر لیوے
آہ معیشت روز و شب کی ساتھہ اندوہ کی ٹھہری ہے

جہان تکتے اسکو ساتہہ صبا کی صبح پرین مین گھر ہم
ہاتھہ رکھے رہتے ہین دل پر بیتابی مین اکثر ہم
سوچ وہان تو گذرا جی مین آئی گلدر سے کیدر ہم
رکھتے ستارہ اوس مہوش کی چاہ مین بدتر ہم
بخت نجاگی جو اوس سے ہون ایک شبی ہم بستر ہم
ہے نہ دوائی کوئی علاج کیونکر ہونگی بہتر ہم
اس جانب سے تو بیٹھے ہین مرنا کرکے مقرر ہم
سختی سے ایام کی اتبک جیتی رہی ہین مر مر ہم
روتی کڑھتی رہا کرتی ہین غمسے ہوئی ہین خوگر ہم

شعلہ ایک اوٹھا تھا دیسے آہ عالم سوز کا میر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستر کی جیسے شب مین جلکر ہم

کڑھتے جو رہے ہجر مین بیمار ہوئے ہم
بہلانیکو دل باغ مین آئی تھی سو بلبل
جلتے ہین کھڑے دھوپ مین جب جاتی ہین اوسکے
اک عمر دعا کرتے رہے یار کو دن رات

بستر پہ گرے رہتے ہین ناچار ہوئے ہم
چلانی لگی ایسی کہ بیزار ہوئے ہم
عاشق نہوئے اسکے گنہگار ہوئے ہم
دشنام کے اب اسکے سزاوار ہوئے ہم

الم مہ

دہوپ مین جلتے ہین پہرون آگی اسکی میر جی
زندگی سے دل کی ٹہہری ہین گنہگار و نہین ہم

ردیف نون

سر سے ایسی ہی لگی یاب کہ جلے جاتے ہین
اس گلستانمین نمود اپنی ہے جون ابر روان
تن بدن ہجر مین کیا کہیے کہ کیسا سوکہا
رہتے ہو دکہلائی نہین دیتی بلا کش اسکی
پہر تجہو دآگی نہ یہ حال مین تجہو جو ہوئی
خاک پا اسکی ہے شاید کسو کا سرمۂ چشم

متصل شمع سے رو تو ہین کہلی جاتی ہین
دم بدم ہجر سے آپ سے چلے جاتے ہین
ہلکی بہی باد نہین تنگی سے ہلے جاتے ہین
اجی کبہی جاتی ہین دل اپنے دبی جاتے ہین
آپ سے جاتی ہین ہم سے تو بہلی جاتی ہین
خاک مین اہل نظر اس سے رلے جاتے ہین

گرم ہین اسکی طرف جانیکو ہم لیکن میر
ہر قدم ضعف محبت سے ڈہلی جاتی ہین

ایسے دیکہے ہین اندہیرے لوگ کہین
مرگئے نا امید ہم مہجور
دیر دریا کنارا کرتا رہا
مرتے تہے اوس گلی مین لاکہون جان

بہوڑی سہتے ہین تنگی سہتے ہین
خواہشین جیکی اپنی چہین ہین
عشق مین آنکہین اپنی زور نہین
ہم بہی مارے گئے نذران وہین

دو گہر ہم اوٹہم کے سب سے کہین
[illegible] کیا نظارہ جا کہین سے کہین [illegible] کا یان
[illegible] ہم کوئی دن کا یان [illegible] جہان
[illegible] ہوا ہون یاس [illegible] گمان
پہر زمانہ مین گمان [illegible] میر [illegible]
[illegible] ہین ہر طفل مکتب سا جہان
سے فلک کرتی ہین قابل آسمان
تو کہے وان نا گہان بجلی گری
وہ نگاہ تند کرتا ہے جہان
بہولی ہی ہین یک نظر دیکہا نہین
سہم ہی وہ بیدماغ و بدگمان
عشق سے تکلیف کی ما لا یطاق
بار امانت کا گران مین ناتوان
کام کچہہ آئی نہ دو تکی بہی کشش پر
کہینچ رہا ہے ہمسے وہ ابرو کمان
کیا چہپی ہین باتین میر عشق کی
داستان در داستان ہے داستان

عشق مین [illegible] سے [illegible] ہمدمان
دل لگا [illegible] چمن پر کہو [illegible]
جو [illegible] آسمان
[illegible] ہوجا بہون
[illegible] جا نا ہون
اوس [illegible] چلا جاتا ہون
دیکہا ہر دل مین [illegible] مری ابتدا مین
[illegible]

[illegible]

یک بیابان بہ مری بیکسی و بیتابی ہی	مثل آواز جرس سب سے جدا جاتا ہون
تنگ آویگا کہانتک نہ میرا قلب سلیم	نگری محبت کی تئین روز بنا جاتا ہون

گرمی عشق ہی ہلکی ابھی ہمدم دل مین
روز شب شام و سحر مین تو جلا جاتا ہون

تری راہ مین گرچہ ابھی ماہ ہون	پہ یہ غم ہی مین بھی سر راہ ہون
مری در پی خون ناحق ہی اتنک	نہ خون خوار ہو تمہین خونخواہ ہون
تری دوستی سی جو دشمن ہین سب	انہونکی بھی خون تک مین ہمراہ ہون
نہ سمجھو مجھے بے خبر اسقدر	نہ دل سی لوگونکی آگاہ ہون

مری گمرہی سادگی سے ہے میر
بہت اس روئی پہ گمراہ ہون

بہار آئی مزا جونکی سبھی تدبیر کرتی ہین	جوانونکو انہین ایام مین زنجیر کرتی ہین
برہمن زادگان ہند کیا پر کار ساحر ہین	مسلمانونکی یارانی ہی مین تکفیر کرتی ہین
موئی پر اور بھی کچھ بڑہ گئی رسوائی عاشق کی	کہ اسکی نعش کو اب شہر مین تشہیر کرتی ہین
ہماری حیرت عشقی سی چپ رہ جائیگا اس سے	مخالف مدعی کس کس طرح تقریر کرتی ہین
تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیرون سے	کہ جنکی خاک کو ہاتہ مین اکسیر کرتی ہین

۳۴۴

[illegible]

سیرت سی گفتگو ہی کیا معتبر ہی صورت
ہی ایک سوکھی لکڑی جو بو نہ ہو اگر مین

ہمسایہ صبا نہین مدت سیم ہو چنا یخ
اک شیشہ خانگی ہی دیوار میری گھر مین

اب صبح و شام شاید گریہ پہ رنگ آوے
رہتا ہے ٹپکا جیسا خوناب چشم تر مین

عالم مین آب و گل کی لیو تر نہ اب وہوگا
اسباب گر پڑا ہی سارا مرا سفر مین

[illegible]

اظہار فرخی ہی دم کی بیسد ماغی
ان روزون میر صاحب یکہ میرزا ہوئی ہین

بیکار مجھکو مت کہہ مین کار آمدہ ہون
بیگانہ وضع تو ہون پر آشنا زدہ ہون

مین منہ نہین لگایا بنت العنب کو گاہی
تب تہا جوان صالح اب ہر میکدہ ہون

اسرار دل کے کہتے ہین پر وجوانمین
مدت نہین ہی بند ہماری زبان مین

رنگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھہ
سو رنگ بدلی جاتی ہین ان ایک آنمین

شاید بہار آئی ہی دیوانہ ہین جوان
زنجیر کی سی آتی ہی جھنکار کان مین

بی وقعہ اس ضعیف پہ جور و ستم نکر
طاقت تعب کی کم ہے بہت میری جانمین

اسکے لبون آگی کنہون نی نبات کی
آئی ہی کتر شہد مصفا کی شان مین

چہرہ ہی یار کا ہی ہر چیت چڑھا سدا
خورشید و ماہ آتی ہین کب تیر دھیانمین

اب میر اسکے عہد مین شاید کہ اوٹھہ گئی
آگی جو رسم دوستی کی تہی جہان مین

تارے تو یہ نہین مری آہون سے رات کے
سوراخ پڑ گئی ہین تمام آسمان مین

ابرو کی طرح اسکی چڑھی ہی رہی ہی میر
نکلی ہی شاخ تازہ کوئی کیا کمان مین

[illegible]

شوخ چشمی تری پردہ ہی مین ہی جب تک ہے تنگ
نفع بیماری عشقی کو کری سو معلوم
آگ کا لحظہ ظاہر نہین کچھ لیکن ہم
اوسکی قربانیونکی سب سی جدا ہی رہ و رسم
رشک ایک آدھ ہی کا جی مارتا ہی عاشق کا
بند بند آنکھ جدا دیکھون آنکھی مین یہی
دلکو جاناتھا گیا رہ گیا ہے افسانا
دانسی بکہرف و حکایت سبہی نہین لایا کوئی
بود و باش ایسی زمانی مین کوئی کیونکر کر
حوصلہ چاہیی جو عشق کی آزار کھنچین

ہم نظر باز ہیں آنکھونکی حیا کرتے ہین
یار مقدور تلک اپنی دوا کرتے ہین
شمع تصویر سی ہم دن رات جلا کرتے ہین
اول وعدہ دل و جان فدا کرتے ہین
ہر طرف اسکو تو وو چار دعا کرتے ہین
میر صاحب کو جو بندی سے جدا کرتی ہین
روز و شب ہم بھی کہانی سی کہا کرتی ہین
یا نسیم طومار کی طومار جلا کرتے ہین
اپنی بدخواہی جو کرتی ہین بھلا کرتی ہین
ہر ستم ظلم پہ ہم صبر کیا کرتے ہین

میر کیا جانی کسے کہتے ہین واشد دی تو
غنچہ خاطر سے گلستا نہین رہا کرتی ہین

ناآشنا کی طرح جیسے ہم آشنا ہین
باہم جو بیاریان ہین اور آشنائیان ہین
ماتمکدہ ہی تکیہ کیا تازہ یکہ سہارا

اس طور سے طرح کی ایسی کم آشنا ہین
سب ہین نظر مین اپنی ہم عالم آشنا ہین
یکجا فقیر کب سے ہم سب غم آشنا ہین

[illegible]

۴۴۵

منہ چاہئی جو کوئی تسو سی حساب کی | تاکس سی گفتگو نہین روز شمار مین

گنتی کی لوگونکی جہان صف ہو ویگی کھڑی
تو میر کس شمار مین ہی کس قطار مین

گو کہ تجہانی جا رہا ہون مین
بخدا باخدا رہا ہون مین

سب گئی دل دماغ و تاب و توان
مین رہا ہون سو کیا رہا ہونمین

برق تو مین تہا کہ جل بجہتا
ابر تر ہون کہ چہا رہا ہونمین

اسکی بیگانہ وضع ہی معلوم
برسون تک آشنا رہا ہونمین

دیکہون کب تیغ اوسکی آتی ہی
دیر سی سر اوٹھا رہا ہونمین

اوسکی گرد سمند کا مشتاق
آنکہین ہرسو لگا رہا ہونمین

دور کی لوگ جن نی مارے قریب
اوسکی ہمسائی آ رہا ہونمین

مجہکو بدحال رہنی دین ایکاش
بی دوا کچہہ بہلا رہا ہونمین

ولجلونکو خدا جہان مین رکہی
باشتیاقی ہی بار رہا ہونمین

کچہہ رہا ہی نہین ہی مجہہ مین میر
جب سی اونسی جدا رہا ہونمین

ردیف واو

۴۴۶

بکاہی مین تو بازار خوبی مین جب
جو دوم پہنچی دین دیکہی پیار کو
کوئی دن کرے زندگی عشق مین
محبت مین و شوار دیکہی جان
بہار آفرین چشم خوبان رکہو
کروں مت ورنگ اسٹہ اس پہنمین

کیونکہ نیچے ہاتھہ کے رکھا دل بیتاب کو
وہ جو تڑپا پا گیا آسودگی و خواب کو

کم نہین ہے سحر سے یہ بھی تصرف عشق کا
پانی کر آنکھون نہین لایا دل کی خون ناب کو

تھا یہی سرمایہ بحر بلا پچھلے دنون
چشم کم سے دیکھو مت اس دیدۂ پر آب کو

تو کبھو تھی برق خاطف ناگہان اگر کوئی
اک نگہہ سے مار رکھا اون نی شیخ و شاب کو

کیا سفیدی دیکھی اسکی آستین کے چاک سے
جسکے آگے رونا تھا کچھہ پرتو مہتاب کو

چاہتا ہے جب مسبب آپ ہی ہوتا ہے سبب
دخل اس عالم مین کیا ہے عالم اسباب کو

دم بخود رہتا ہون اکثر سر رکھا زانو پہ میر
حال کہکر کیا کرون آزردہ اور احباب کو

چھوڑا جنونکی دور مین رسم و رہ اسلام کو
تہ کر صنم خانی چلا ہون جامۂ احرام کو

مرتا مرے جیتا جیوے آؤ کوئی جاؤ کوئی
ہے کام ہم لوگون سے کیا اس دلبر خودکام کو

جس خوشنما تک جاؤن ہون اس سے سنون ہون دور دور
کیا منہ لگاوے کوئی ایسے ہی روسیہ بدنام کو

بے چین بستر پر رہا بے خواب خاکستر پہ ہون
صبر و سکون جیسے گئے پایا نہین آرام کو

آسایش و راحت سے جو پوچھے کوئی تو کیا کہون
مین عمر بھر کھینچا کیا رنج و غم و آلام کو

میر اب بھلا کیا ابتدائے عشق کو روتا ہے تو
کر فکر جو پاوے بھی اس آغاز کے انجام کو

فرصت بود و باش یہاں کم ہی
محو صورت نہ آرسی میں رہو
جھوٹھہ اسکا نشان نہ دو یارو
منہ ہی کہلے اوسکی چاندنی چھٹکے

کام جو کچہہ کرو شتاب کرو
اہل معنی سے ٹک حجاب کرو
ہم خرابو نکو مت خراب کرو
دوستو سیر ماہتاب کرو

میر جی راز عشق ہوگا فاش
چشم ہر لحظہ مت پر آب کرو

بس اب بن چکے رو دو موی سمن بو
نہ سمجہا گیا کھیل قدرت کا ہم سے
نہ درگیر کیونکر ہو آئینہ میں صحبت
ہوا ابر و سبزی میں چشمک ہر گل کی
بہار آئی گل پہول سر جوڑی نکلے

اگر ہی ہوگی بیہوش مشاطہ گیسو
گیا اوسکو بدخو بنا کر نکو رو
کہ ہیں بوریا پوش وہ آتشیں جو
کریں ساز ہم برگ عیش لب جو
رہیں باغ میں کاش اس رنگ ہم تو

رہے آبرو میر تو ہے غنیمت
کہ غارت میں دل کی ہے ایمای ابرو

لکہی ہے کچہہ توجہ کر چشم و ابرو
اگیا وہ ساتہہ سوتی لیکے کروٹ

برات عاشقان بر شاخ آہو
لگا بستر سے پہر اپنا نہ پہلو

عاشق کا کتنا حوصلہ یہ معجزہ ہر عشق کا	جو خستہ جان پارہ جگر سو داغ دلبر کہا گر وہ

مشکل عجائب میر ہر دیدار جو ئی یار کی
دیکھے کوئی کیا اوسکو جو آنکھین لٹے ہی شرمائی گر وہ

اب حال خزا مین رہتا ہی جیکی زکن کی ساتھ
کب تک خراب شہر مین اسکو پھرا کرین
ہم باغ سی عزا مین سے گئے پر ہزار حیف
گلشت سی کیا نکلتی نہین اسکی منہ سی بات
جی خواب مرگ لیگئی حسرت ہی مین بدن ان
جی پھٹ گیا ہو رشک سی چسپان لباس کے

جانا ہی تہا ہمین بھی بہار چمن کی ساتھ
اب جا دی یان سی کوئی غریب الوطن کی ساتھ
جانا بنا نہ اپنا گل و یاسمن کے ساتھ
چیکا ہر صرف یار کی شیرین دہن کی ساتھ
اک شب نہ سوئے ہم کسو گل پیرہن کی ساتھ
کیا تنگ جامہ لپٹا ہر اسکی بدن کی ساتھ

کیا جانیں لوگ عشق کا راز و نیاز میر
اک بات اُس سی ہو گئی دو دو بچن کی ساتھ

مرتی ہین ہم تو اس صنم خود نما کی ساتھ
دیکھین تو کار بستہ کی کیتک کہلے گرہ
ایکاش فصل گل مین گئی ہوتی اپنی جان
مدت ہوئی گئی ہوئے ہمکو یہ اب تلک

جیتے ہین دیکھی لوگ جو تھی کچھ خدا کی ساتھ
دل بستگی ہر یار کی بند قبا کے ساتھ
مل جاتی یہ ہوا کو کوئی دن وس ہوا کے ساتھ
اڑتی پھری ہر خاک ہماری صبا کی ساتھ

حالات عشق رنج و درد و بلا مصیبت
دل دادہ میر جانے کیا جانے کوئی نزادہ
اب ہم سے ایسا ہی جانا میراث پیش پا افتادہ
کیا خاک میں ملا ہوں نقش قدم سا بیٹھا
زیادہ خوبیاں [illegible] زیادہ
[illegible] ہیچ بلبل
آیا جو کم [illegible] کوئی کیا نوادہ
جو شہر نا مور [illegible]
جوں [illegible] بہار [illegible]
[illegible] آنکھیں [illegible]
[illegible] چمن میں [illegible]
[illegible] دہان [illegible]

ملنا نہ ملنا ٹھہرے تو دل بھی ٹھہرا اپنا	اقرار ہے ہمیشہ انکار ہے ہمیشہ

آمادۂ فنا کچھ کیا میر اب ہوا ہے
جی مفت دینے کو وہ تیار ہے ہمیشہ

دل ہے ہمیری بغل میں صد پارہ	اور ہر پارہ اسکا آوارہ
عرق شرم رو سے دلبر کے	رفتہ ثابت گذشتہ سیارہ
خواری عشق اپنی غربت سے	کی ہے ہموار میں نے ہموارہ
کام اس سے پکڑ کر نہ لیا	ہیچ کارہ بھی ہے یہ ناکارہ
ٹوٹتے پھوٹتیں نہ کاش آنکھیں	کرتے ان رخنوں سے ہی نظارہ
گو مسیحا مزاج آوے طبیب	عشق میں مرگ بن نہیں چارہ

کیا ہی اس سے میر میں مسکین
وہ جفا پیشہ و ستم کارہ

مکتوب دے یہ ہو تجا ہر دو طرف سے سادہ	کیا شوخ طبع ہے وہ پرکار سادہ سادہ
جب میکدے گئے ہیں پابوس ہی کیا ہے	ہے مغبچہ ہمارا گویا کہ پیرزادہ
سائے میں تاک کی ہم خوش بیٹھے ہیں سب اپنا	اس سلسلے میں بیعت کرنی کا ہے ارادہ
دل اسقدر نہ رکتا گھبراتا جی نہ اپنا	چھاتی لگا جو رہتا وہ سینہ کشادہ

ردیف یای

کہتے ہیں مرنے والے یاں سے گئے
سب یہیں رہ گئے کہاں سے گئے
دم میں دم جب تلک تھا سوچ رہا
سانس کے ساتھ ساری سانس گئے

دیوان سوم ۵۰

[illegible]

اس پریشان کو نشانہ کر — یار نے جمع افگنی کی ہے
کر دیا خاک آسمان نے ہمین — یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہے
تکیہ ویران فقیر کا بھی ہو — یان خرابی بہت غنی کی ہے

قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
عشق نے میر رہزنی کی ہے

مین ہون تو ہی درمیان شمشیر ہے — سفک دم مین میرے اب کیا دیر ہے
خضر دشت عشق مین مت جا کہ وان — ہر قدم مخدوم خوف شیر ہے
راہ تک تک کر ہوئی ہین جان بلب — پہ وہی اب تک بھی یان اور سیر ہے
جو گرسنہ دل تھا اس دیدار کا — اپنے جی نے ہی سو وہ اب سیر ہے
کچھ نہین جان انکی پیش تار ہو — گھر مین شمعی رنگو نکی اندھیر ہے
پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق — ہر زبردست اوس جوان کا زیر ہے
طائرون نے گل فشانی کی میری گور — سامنے ہو ونگا گو یا ڈھیر ہے
آشنا ڈوبی بہت اس دور مین — گرچہ جامہ یار کا کم گھیر ہے

انچل اوس دامن کا ہاتھ آتا نہین
میر دریا کا سا اسکا پھیر ہے

[illegible]

اب صبر میسر ہو نہین سکتا فراق مین
یک عمر جان ودر کی فریبندگی ہوئی

یار نے ہمسری بڑ ادائی کی
وصل کی رات مین لڑائی کی

بال و پر بہی گئی بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کلفت رنج عشق کم نہ ہوئی
مین دوا کی بہت شفائی کی

طرفہ رفتار کی ہین زفتہ سب
دہوم ہی اسکی رنگہرائی کی

خندۂ یار سے طرف ہو کر
برق نی اپنی جگ ہنسائی کی

کچہ مروت نہ تہی ان انکہوں مین
دیکہہ کر کیا یہ آشنائی کی

وصل کی دن کو کار جان نہ کہنچا
شب نہ آخر ہوئی جدائی کی

منہ لگایا نہ دختر رز کو
مین جوانی مین پارسائی کی

جور اس سنگدل کی سب نہ کہنچے
عمر نی سخت بیوفائی کی

کوہکن کیا پہاڑ توڑیگا
عشق نے زور آزمائی کی

چپکے اسکی گلی مین پہرتے رہے
دیر وان ہم نے بینوائی کی

اک نگہہ مین ہزار رجی مارے
ساحر کی کہ دلربائی کی

نسبت اوس آستانسے کچہہ نہوئی
برسون تک ہم نے جبہہ سائی کی

[illegible]

جس آنکھ سے دیا تھا اون نے فریب لکو
جب دیکھو آئینے کو تب رو برو ہے اسکے

مین برگ بند اگرچہ زیر شجر رہا ہون
شیرین نمک لبون بن اسکی نہین حلاوت

اعضا گداز ہو کر سب بہگئے ہین میرے
سن سانحات عشقی ہنس کیون نہ دو پیارے

اس آنکھ کو جو دیکھو اب آشنا نہین ہے
بیچشم درد اوس سے کچھ شرم و حیا نہین ہے

نقر نکب سے لیکن برگ و نوا نہین ہے
اس تلخ زندگی مین اب کچھ مزا نہین ہے

ہجرانمین اسکی مجھ مین اب کچھ رہا نہین ہے
کیا جانو تم کسو سے دل تنگ لگا نہین ہے

دل خون جگر کی ٹکڑے جب میر دیکھتا ہون
ابتک زبان سے اپنی مین کچھ کہا نہین ہے

لاکھون فلک کی آنکھین سب مند گئین ادہر سے
برسے ہے عشق یان تو دیوار اور در سے

جو لوگ چلتے پہرتے یان چھوڑ کر گئے تھے
قاصد کسو نے مارا خط راہ مین سے پایا

سو بار ہم تو تم بن گھر چھوڑ چھوڑ نکلے
چھاتی کی جلنے کی ہے شاید کہ آگ سلگے

نکلی نہ نا امیدی کیونکر مری نظر سے
روتا گیا ہے ہر ایک جون ابر میرے گھر سے

دیکھا نہ انکو ایکی آئے جو ہم سفر سے
جب سے سنا ہے ہمنے وحشت ہے اس خبر سے

تم ایکبار یان تک آئے نہ اپنے گھر سے
اٹھنے لگا دہوان اب میرے دل و جگر سے

نکلا سو سب چلا ہے نومیدی چلا ہے
اپنا نہال خواہش برگ و گل و ثمر سے

۵۳

منزل خراب ہووے تو مہمان کیا رہے
اہل چمن میں میں نے تجھانا کسو کو تئین
گلشن میں ہو علاپ تو پہچان کیا رہے
حال خراب جسم کی جی جا نہ سکے دلیل
جب تن میں حال کچھ نہ رہے جان کیا رہے

[illegible]

یارب نسیم لطف سے تیری کہین کہلے
مین ذکر کیا کہ آتش غم مین جلے ہے دل
رکنے سے میرے اتنگی سارا جہان رکا
برسون کیا کرے مری تربت کو گلفشان

دل اس چمن مین غنچہ سا کبتک رہا کرے
وہ سرد مہر گرم ہو بولا جلا کرے
آئی نسیم صبح کہ اک دم ہوا کرے
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

عارف ہے میر اوس سے ملا بیشتر کرو
شاید کہ وقت خاص مین تمکو دعا کرے

مدت سے تو دلونکی ملاقات بہی گئی
کتنے دنون مین آئی تہی اوسکی شب وصال
کچہ کہتی آکے ہمتو سنا کرتے وے خموش
نکلے جو تہی تو نوبت عصب عاصمہ ہی تہی
عمامہ جا نماز گئے لیکے صبح

ظاہر کا پاس تہا سو مدارات بہی گئی
باہم رہی لڑائی سو وہ رات بہی گئی
اب ہر سخن پہ بحث ہے وہ بات بہی گئی
اب تو خراب ہو کی خرابات بہی گئی
واعظ کی اب لباس کرامات بہی گئی

پہرتے ہین میر خوار کوئی پوچہتا نہین
اس عاشقی مین عزت سادات بہی گئی

گل نے بہت کہا کہ چمن سے نجائیے
مین بید باغ کری تغافل چلا گیا

گلگشت کو جو آئیے آنکہون پہ آئیے
وہ دل کہان کہ ناز کسو کی اٹہائیے

سے عشق مین گئی جو دل پرانی جان سے
خالی ہوا جہان جو گئے ہم جہان سے
دل مین بہت سودے تہے پر حضور یار سے
نکلا نہ ایک حرف بہی میری زبان سے

[illegible]

گرہا کرین ہین ہوا سو دجہان جسام جیسے اپنا
نہین جو دیکھا ہی ہمنے اسکو ہوا ہی نقصان جان اپنا
بجا بھی ہی جو نہووی مائل نگار سیر چمن کا ہرگز
کسے ہی رنج و غم و الم سی دماغ سر کی اٹھانیکا اب

غم جدائی جہان جان لگا ہماری دلمین جہان جہان ہے
ادہر ندیکھی ہی وہ کبھو تو نگہ کا اسکی مگر زیان ہے
گلو نہین ہمدم ہو کوئی اسکا سو کسکا ایسا دل گریبان ہے
مصیبت اسکی زبانی مین تو ہماری اور پر زبان ہے

نہین ہی اب میر پر تپنا جو ذکر حق سی تو منہ چھپاوے
پگاہ نعرہ زنے کیا کر ابھی نام خدا جوان ہے

سر راہ چند انتظاری رہے — بہلا کب تلک بیقراری رہے
رہا ہے کئی آنسو پلکون پہ شب — کہان تک ستارہ شماری رہے
کہا بوسہ دیکر سفر جب چلا — کہ میری بھی یہ یادگاری رہے
کہین خشک ہو چشمہ چشم بھی — لہو منہ پہ تا چند جاری رہے
بس اب رہ چکی جان غمناک بھی — جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
تسلی نہو دل اگر یار سے — ہمین سالہا ہمکناری رہے
ترے ہی دعا گو سنا خوب ہی — فقیر و نگی گر گوشہ داری رہے
شب وصل تھی یا شب تیغ تھی — کہ لڑتی ہی وے رات ساری رہے
گرین خواب ہمسائی کیونکر یہان — بلا شور و فریاد و زاری رہے

۴۵۵

[illegible]

نمایش داغ سودا کی سبب سر ... ابتدا کی
ہوا طالع جہان خورشید دن ... مین جزا کی
[illegible]

پیام اوس گل کو مہونچا پہر نہ آئے — نہ خوش آئی میان گیری صبا کی
سبب حیرت کا ہے اسکا توقف — سبکپا وان یہ ابتک کیا کیا کی
جفائین سہو گا کہتے تہے اکثر — ہماری عمر نے پہر گرو فا کی
جوان ہونے کی اسکی آرزو تہی — سو اب باری ہمین سے یہ جفا کی
ق
گیا تہا رات دروازے پہ اسکے — فقیرانہ دعا کر جو صدا کی
لگا کہنے کہ یہ تو ہمنشینان — صدا ہی دل خراش اسہی گدا کی
رہا تہا دیکہہ پہلے جو نگہہ کر — ہمارے میر دلمین ونے جا کی
ملا ابتو نہ وہ ملنا تہا اوسکا — نہ ہمسے دیر آنکہہ اوسکی ملا کی

ہم رو رو کی درد دل دیوانہ کہینگے — جی مین ہے کہون حال غریبانہ کہینگے
سودائی و رسوا و شکستہ دل و خستہ — اب لوگ ہمین عشق مین کیا کیا نہ کہینگے
دیکہے سو کہے کوئی نہین جرم کسو کا — کہتے ہین بجا لوگ بہی بیجا نہ کہینگے
ہون دربدر و خاک بسر چاک گریبان — اسطور سے کیونکر مجہے رسوا نہ کہینگے
ویرانی کو مدت کی کوئی کیا کرے تعمیر — اجڑی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہینگے
مین رویا گڑہا کرتا ہون ہر رات جو در پیش — من بعد مرے ہکیکو غم خانہ کہینگے

یعنی بیوم الست بہت مین حسرت سے بیخودی کی
ابہی ہی ہے یہ جنس وفا یان بلبل پہ نالی ہمنے کہین
داغ ہوئی ہے جان ہماری اس نخل کی نایابی کی
جیب و دامن تر رہتی ہین آنکہہ پہر کے رونے سے
قدر نہین ہے جلوہ گہر سے جامہ آبی کی

۴۵۷

نہووے ہم نظیری سے یوں تو
شعر کے فن میں بے نظیر ہوئے

بات کا ہم سے انکو کب ہے دماغ
میر درویشے میں امیر ہوئے

آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی ناز سے
کرنا سلوک خوب ہے اہل نیاز سے

پھرتے ہو کیا درختوں کے سائے میں دور دور
کرلو موافقت کسو بے برگ و ساز سے

ہجراں میں اسکی زندگی کرنا بھلا نہ تھا
کوتاہی جو نہووے یہ عمر دراز سے

مانند سبحہ عقدے نہ دل کے کبھو کھلے
جی اپنا کیونکہ اچٹے نہ روزے نماز سے

کرتا ہے چھید چھید ہمارا جگر تمام
وہ دیکھنا ترا مژۂ نیم باز سے

دلبر ہو اختیار تو ہرگز نکریے عشق
پرہیز کریے اس مرض جانگداز سے

آگے بچھا کے نطع کو لاتے تھے تیغ و طشت
کرتے تھے یعنی خون تو اک امتیاز سے

مانع ہوں کیونکہ گریۂ خونیں کو عشق میں
ہے ربط خاص چشم کو افشاے راز سے

شاید شراب خانے میں شب کو رہے تھے میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

رشک شمشیر ابرو کا خم ہے
تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے

تم کرو شاد زندگی کہ مجھے
دل لگے خون ہونے کا بہت غم ہے

گیا زمانہ تہا وہ جو گذرا میر
ہم گر یوگ چاہ کرتے تہے

وے سیہ مویوں گرفتاری رہی	در نہ غم دونکی ویسی عیاری رہی
ابکی دل انسے بچ گیا تو گیا	چہوڑ جاتی رہی کہ اندہیاری رہی
اچہا ہوتا نہیں مریض عشق	ساتہہ جیکی ہے دلکی بیماری رہی
کیون نہ ابر بہار پہور نگ	برسون دیکہی ہے میری خونباری
شور و فریاد و زاری شب سے	شہریونکی ہے مجہسے بیزاری
چلے جاتے ہین رات دن آنسو	دیدۂ ترکی خیر ہے جاری
مر رہین یا اسمین یار رہین جیتے	شیوہ اپنا تو ہے وفاداری
کیونکہ راہ فنا مین بیٹہے گا	جرم بیجہ سے ہے گران باری
دانسے خشم و عتاب و ناز و عتاب	یان سے اخلاص و دوستی یاری

میر چلنے سے کیون ہو غافل تم
سب کی یان ہو رہی ہے تیاری

جمع افگنی سے اون نے ترکش کیے ہین خالی	کس مرتبہ مین ہو گئی سینونکی خستہ حالی
درگیر کیونکہ ہو گئی اس شعلہ خو سے صحبت	دیوانگی یہ اتنی وہ اتنا لااوبالی

پھر بھی ازبس ہین سرگرم یارون کی تو اٹہا لی
مطلقی مین چہڑی سیری ہو چکا ہوش کب تہا
پیچہے کی تو چہیرر کی ان نے جو سرو سنبہالی
معشوق اگر سمجہے تو میر بھی کلہ سے
بالکون سے عشقبازی ہنگام کہن سالی
دوستی نے تو ہماری جانگدازی خوب کی
آہ اس دشمن نے یہ عاشق نوازی خوب کی

[illegible]

فخر سے ہمتو کلاہ اپنی فلک پر پھینکیں
مغبچے لیگئے سجادہ و عمامہ او چک
دہجیاں جامہ کی گردوں لگا چکیں انکی
خاک کا پتلا ہے آدم جو کوئی دہی سے کہے
بات واعظ کی مؤثر ہو دلوں میں کیونکر

اسکے سنگ سے جو ملاقات مساوات رہے
شیخ کی میکدہ میں کیونکہ کرامات رہے
گر گریبان دریکا کام مرے ہاتھ رہے
عالم خاک میں برسوں تئیں وہ بات رہے
دن کو طامات رہے شب کو مناجات رہے

تنگ ہوں میر جی بیطاقتی دل سے بہت
کیونکہ یہ ہاتھ تلے قبلۂ حاجات رہے

کیا عشق بے محابا ستھراؤ کر رہا ہے
غیرت سے دلبری کی ڈرجاند نی نہ دیکھو
خونریز ناتواں میں اتنا لگو نے بولا
پا بیز کب کرے ہے افسردہ خستہ اتنا
خجلت سے آج کل کیا اون نے کیا کنارا
میں اک نگاہ کا ہے خوش رو کوئی نہ دیکھا
رہتا نہیں ہے رکہے تہمتا نہیں تھمائے
یہ کاروان سرا تو رہنے کی گوں نہ نکلے

میدان بن گہو لگی کشتوں سے بہر رہا ہے
مہتابی ہے رخ اسکا پیش نظر رہا ہے
کیا مارتا ہے اسکو یہ آپہی مر رہا ہے
تو بہی جدا کسو سے اے گل مگر رہا ہے
دریا ہمیشہ میری گریے سے تر رہا ہے
الفت رہی ہے جس سے اسہی کا ڈر رہا ہے
دل اب تڑپ تڑپ کر اب ظلم کر رہا ہے
ہر صبح یا نسیم ہکو عزم سفر رہا ہے

٤٥٩

[illegible]

گیسو و رخسار یار آنکھوں ہی مین پھرتے ہین
میر یہ لیل و نہار دیکھیے کب تک رہے

فلک گردی کی قابل آسمان ہے — کہ یہ پیرانہ سر جاہل جوان ہے
گئے ان قافلوں سے بھی اٹھی گرد — ہماری خاک کیا جانین کہان ہے
بہت نامہربان رہتا ہے یعنی — ہمارے حال پر کچھ مہربان ہے
اسیکا دم بھرا کرتے رہینگے — بدن مین اپنے جب تلک نیم جان ہے
ہمین جس جای کل غش آگیا تھا — وہین شاید کہ اوسکا آستان ہے
مژہ ہر اک ہی اسکے تیر ناوک — خمیدہ بھون جو ہی زور مین کمان ہے
اسے جب تلک ہے تیر اندازیکا شوق — زبونی پر مری خاطر نشان ہے
چلی جاتی ہی ہر دم گردن ہی مین جان ہے — یہین سی کہتے ہین جہان گذران ہے

بڑا ہی ہول گھر مین کا ہیکو میر
جھمک ہر گل کی برق آشیان ہے

ہم رہین بادہ جامۂ احرام کر چکے — مستی کی دیر مین قسم اقسام کر چکے
جامہ ہی وجہ مے مین ہمارا نہین گیا — دستار و رخت سب گرو جام کر چکے
زنار پینا سبحہ کی رشتے کے تار توڑ — ترک نماز و روزہ و اسلام کر چکے

وہی جی مارے جسکو پیار کرے
عشق کیا کوئی اختیار کرے
دیکھیں کب تک یہ گل بہار کرے
آنکھیں پتھرا گئیں چھاتی پتھر سا
وہی جانے جو انتظار کرے
سہل وہ آشنا نہیں ہوتا
دیر میں کوئی اوسکو یار کرے

[illegible]

یہ راہ دور عشق نہیں ہوتی میر طے
ہم صبح بھی چلے گئے ہیں شام بھی چلے

اب دشت عشق میں ہمیں تنگی جا ہے — آنکھیں ہماری لگ رہی ہیں آسمان سے
پڑتا ہے پھول برق سے گلزار کی طرف — دھڑکے ہے جی قفس میں غم آشیان سے
یکدست جوں صدائے جرس بیکسی کے ساتھ — میں ہر طرف گیا ہوں جدا کاروان سے
تجھکو تو التفات نہیں حال زار پر — اب ہم ملینگے اور کسو مہربان سے
تجھ ہم سے صرفہ ایک نگہ کا کیا ہے — اغماض ہمکو اپنے ہی جی کے زیان سے
جاتی ہیں اسکی اور تو عشاق تیر سے — قامت خمیدہ انکی اگرچہ ہیں کمان سے
دلکش قد اسکا آنکھوں تلے ہی پھرا کیا — صورت گئی نہ اسکی ہمارے دھیان سے
آتا نہیں خیال میں خونریز کوئی کبھو — تو مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے
آنکھوں نہیں آگے دلسے نہ ٹھہرا تو ایک دم — جاتا ہے کوئی دیدہ گریاں سے مکان سے

دیں گالیاں انہیں نے وہی بیدماغ ہے
میں میر کچھ کہا نہیں اپنی زبان سے

گلبرگ سی زبان سے بلبل نے کیا فغان کی — سب جیسے اڑ گئی ہے رنگینی گلستان کی
مطلوب گم کیا ہے تب اور بھی پھرے ہے — بیوجہ کچھ نہیں ہے گردش یہ آسمان کی

دیوان ششم تمام شد

۴۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فردیات

کیا کہیے عشق حسن کی آپہی طرف ہوا	ولہ	دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا
مے گلگون کی بو سے بسکہ میخانہ مہکتا تھا	ولہ	لب ساغر پہ منہ رکھہ کر ہر شیشہ بہکتا تھا
جب کہ تابوت مرا جای شہادت سے اُٹھا	ولہ	شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اٹھا
گرچہ امید اسیری پہ ناشاد آیا	ولہ	دام صیاد کا ہوتے ہی خدایا د آیا
یکپارہ جیب کا بہی کجا مین نہین سیا	ولہ	وحشت مین جو سیا سو کہین کا کہین سیا

[illegible]

خاک سی میر کیون نہ یکسان ہو
مجہ پہ تو آسمان ٹوٹا ہے

وله

سوای سنگدلی اور کچہ ہنر بہی ہی
بتان دلو نمین تمہاری خدا لگا ڈر بہی ہے

وله

تری فراق مین کچہ کہا کی سو رہونگا مین
تو کس خیال مین ہی تجہکو کچہ خبر بہی ہے

وله

ہنس دی ہی دیکہتے ہی گیا خوب آدمی ہی
معشوق بہی ہمارا کیا خوب آدمی ہے

وله

انسان ہو جو کچہ ہی اور اک میر بولا کہ
نا دان زمین زمان سی مطلوب آدمی ہے

وله

ہم رد روی درد دل دیوانہ کہینگے
جی مین ہی کبہو حال غریبانہ کہینگے

موقوف غم میر کہ شب ہو چکی ہمدم
کل رات کو پہر باقی یہ افسانہ کہینگے

وصل کی جبسی گئی ہی چہوڑ دلداری مجہی
ہجر کی کرنی پڑی ہی ناز برداری مجہی

وله

مین گریبان پہاڑتا ہون وہ سلا دیتا ہی میر
خوش نہین آتی نصیحت گوی غمخواری مجہے

حیران اوس ہبکو کی سب بیہوش ہو گئے
شمع و چراغ بزم مین خاموش ہو گئے

وله

عمر گذری کہ تری کوچہ کو آنے سی گئے
دور سی ایک نظر دیکہنی جانی سی گئے

وله

کیون گردن ہلال ابہی سی ڈہلک چلی
ابرو تو ایک طرف پلک اوسکی نہین ہلے

وله

ہمت دی باد تند کو ایسی کہ بعد مرگ
مشت غبار میر النجف سہو نچی یا علی

فردوس کو بھی چھوڑ اوسکی چمن کی نہین [illegible]
پر ساتھ کو نہین وا نالکو کوئی آہ وہی نہین
تو گل باغ پر نہ بلبل پہول
وہ بہی ہیگا گلاب کا سا پہول
نسبت ہم ہی دور اس گل [illegible]
وہ شگفتہ [illegible] گرفتہ

پیر کنعان سے گیا کب درد عشق	وله	گو شل ہو آنکھ بھوئی پھر گئی
وابستہ دلبرونکی خاموشی مین ہمیشہ	وله	ان ساحرون نے ایسی منہ عاشقوں کو باندھے
نسے گا فغان مری پھر تو	وله	مین تری کان کھول رکھتا ہون
آرسے آرسے وہ ہے وہ پیکان	وله	یہ نہ منہ دیکھی کی سی مین نے کہی
بخت دشمن بلند ستہے ورنہ	وله	کوہکن نے بھی سر کو پھوڑا تھا
جو ترے لب سے کار رکھتے ہین	وله	بینی کو دے نام رکھتے ہین
دل تاب تنک بھی لاتا تو کہتی مین کچھ آتا	وله	اوس تشنہ کام نے تو پانی بھی پھر نہ مانگا
لائق نہین تمہاری مژگان خونشگان	وله	مجروح دلکو میرے کانٹو نمین مت گھسیٹو
غم مین دل صبر و ہوش ای پیارے	وله	ہاتھ کانو نمین رکھ گئے سارے
لٹ گئی اوسکو دیکھ گل کی فصل	وله	ساری گلبن پھر تو کھوئے اصل
کر نظر اک دور سے مجھ داغ مین	وله	آنکھین مجھی گر گیا گل باغ مین
اون نے دیکھا جو اوسکے سو ترے	وله	اوڑ گئے آئینے کے توتے سے
کیسہ پر زر ہو تو جفا جو یان	وله	تمسے کتنے ہارے جیب مین ہین

دیکھتا ہون تو کام میرا امیر
اول عشق ہی مین آخر ہے

خود بخود کھویا گیا ہے کتنے روؤن سے فقیر
دوستان ظلمی بجان نامرادم رفتہ است
نہ اپنے در سے مجھے دور کر شتابی سے
ز ضعف دست بدیوار دادہ آمدہ ام
مشہور ہین عالم مین تو کیا ہین ہے کہین ہم
عنقا سر و برگیم مپرس از فقر ہیچ
مین رہ گیا تمالاجرم شکوہ سے جب ایمہ یر
اکنون کہ تنہا و بیدمت لطف آرہ آزار رنگین
چمن مین ہر ستانزہ برنگ گل
درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
رہے ہم تشنگان سے نو می منت یار کی کیسی
بامید کسی نگذاشت بیداوش دل ما را
دور رہی مین طاقت نرہی بات کے آخر
زہر غم ہجر تو بجان کار گرافتاد
آشنا کفر و دین عاشق نہین ہوتے مین میر

ولہ وہ نہین ہے اب جو تیشہ شیرین ہے کہیا ہم
ولہ داشتم چیزی کہ من بودم ز یادم رفتہ است
ولہ کہ آہ یان نہین پہنچا ہون کس خرابی سے
ولہ بہر دو گام ز مانہ ستادہ آمدہ ام
ولہ القصہ پیچے ہو رہی کہ نہین ہم
ولہ عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ
ولہ تب کے ہبلا نہ ہے گئے ہنگامہ تہا ہمیر
ولہ تلخی بگو شگے بزن تیغی بکش کاری بکن
ولہ کہ صبح شاخ پہ یہ بیت پڑھتے تھے بلبل
ولہ زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
ولہ کہ پھر پانی نہ مانگا ہم لگائی ایک ہے ایسی
ولہ خدا را جبری دہد در کشتن ما قاتل ما را
ولہ رو رہ کہتی رات ملاقات کے آخر
ولہ امید وصال تو بعمر و گر افتاد
ولہ جانتے ہین طور میر سب جا بخیہ خوردہ ہے

۴۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعیات

دامن عزلت کا اب لیا ہے مین نے
تھا چشمۂ آب زندگانی نزدیک
دل مرگ سے آشنا کیا ہے مین نے
پر خاک سے اوسکو بھر دیا ہے مین نے

رباعی

اے تازہ نہال عاشق پامالے
سب تجھسے جہان بھرا ہے تسکے اوپر
یہ تو نے طرح نازکی کیسے ڈالے
دیکھین ہین جاہے گی تیری خالے

ولہ

افسوس ہے عمر ہم نے یونہین کھوئے
جھنجھلا کے گلا چھری سے کاٹا آخر
دل جسکو دیا اُنّے نہ کی دلجوئے
جہل ایسی بھی عشق مین کرے ہے کوئے

ولہ

طاعت مین جوان ہوتے تو کرتے تقصیر
اگلی روز دن مین یون سنا ہے ہمنے
وہ سر مین نشے نہین ہوئے ہین اب پیر
میخانے مین بیٹھے معتکف ہو کر میر

رباعی

اللہ کو راز جو طالب کرتے ہین
ظاہر تقوے کو لکی سبر کرتے ہین
و کلا [illegible] دونو صلح
پیش انجمن [illegible] کرتے ہین

۴۶۶

آزار بہت کھینچے ہیں اِس بن دل نے		ہجران ہے شاید کہ وصال اپنا ہے
دل جان جگر آہ جلاوے کیا کیا	ولہ	درد و غم و آزار کھنچاوے کیا کیا
ان آنکھوں نے کی ہے ترک مردم داری		دیکھیں تو ہمیں عشق دکھاوے کیا کیا
چپکا چپکا پھرا نہ کر تو غم سے	ولہ	کیا حرف و سخن عیب ہے کچھ محرم سے
آخر کو رُکے رہنے جنون ہوتا ہے		اے میر کوئی بات کیا کر ہم سے
کیا کہئے اُواتیون سے کیا ہوتی ہے	ولہ	جو دل زدگان پہ یہ جفا ہوتی ہے
یہ کیا کہ سجود میں نہ دیکھا گہ ہی		اک وقت نماز بھی قضا ہوتی ہے
اب وقت عزیز کو تو یون کھوؤ گے	ولہ	پھر سوچ کی غفلت کے تئیں روؤ گے

کیا خواب گران پہ میل سونہ و شب ہے
جاگو ٹک میر پھر بہت سوؤ گے

پُر پیچ بہت ہے شکن زلف سیاہ	ولہ	وارفتہ نہ ہو اوسکا دلا بیگہ و گاہ
دیو انگی کرنے کی جگہہ ہی ٹک دیکھ		جا ملتے ہی یہ کوچۂ زنجیر میں راہ
جانان نے ہمیں کبھو نجانا افسوس	ولہ	جو ہمنے کہا سو وہ نمانا افسوس
تب آنے میں یہ کی قیامت اب سو		آیا نزدیک جے کا جانا افسوس
ہر لحظہ رُلاتا ہے کڑہاتا ہے مجھے	ولہ	ہر آن ستاتا ہے کھپاتا ہے مجھے

چپ ایسے ہین گویا کہ نہین منہ مین زبان
جب نام ترا لین تو زبان اپنی ہیرے

شب بر کہ پیش رو مہتاب کا
اوس سے ناگاہ ایک بجلی چمکے

وله

آیا دل داغ کر گیا جبن اسکا
کیا جانیے اون نے گھر جلایا کسکا

ہم میر سے لتے ہین نہ تو رویا کر
پایا نہین جانے کا وہ در نایاب
ہنس کھیل کی ٹک چین سے بھی سویا کر
کڑہ کڑہ کے عبث جانکو مت کھویا کر

وله

ابرو سے مہ تو نے کمان چشم مارا
زلفون کو ترے ہم بھی پریشان کہین
ہونٹھو نسے ترے لعل نے کب دم مارا
اک جمع کو ان دونو نے برہم مارا

وله

ہجان ہے بدن لطیف در روہے نازک
بلبل نے سمجھ کے کیا تجھی نسبت دے
پاکیزہ ہے تر طبع و خو ہے نازک
گل ہے تو ہزار پردہ تو ہے نازک

وله

پوچھو نہ کچھہ اس بے سروپا کی خواہش
جاتی ہین چلے جی ہی تبھو نکی خاطر
رکھتے نہین جہ اہل وفا کے خواہش
معلوم نہین کیا ہے خدا کی خواہش

وله

دل غم سے ہوا گداز سارا اللہ
ہر نسبت خاص تجھسے ہر ایک کے تئین
غیرت نے ہمین عشق کے مارا اللہ
کہتے ہین خدا پنچہ سب ہمارا اللہ

وله

وصف اپنی دلونکی کسنے کئے سارے
بالونمین چھپا منہ کیھو یون پوچھا
اوس شوخ کی تمکین نے توجی ہی مارے
کہہ میر گئی ہے رات کیونکر بارے

کچھ خواب سی ہے میر یہ صحبت داری
اٹھ جائینگے یہ بیٹھے ہوئے یکباری

کیا آنکھوں کو کھولا ہے ٹک گوش کو کھول
دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے
ای مایۂ زندگی ستم ہے یہ اگر

ولہ

افسانہ ہے پل مارتی مجلس ساری
ہم سو ہی چلے دکھونکے بہرتی بہرتے
بہر آنکھ تجھے دیکھیں نہ مرتے مرتے

ولہ

مستی نکر ای میر اگرچہ ہے ابر اک
دامان بلند ابر منظر رکھہ تو پاک

ہے عار تیسے جامۂ ہستی تیرا
کیا تمسے کہوں میر کنا ٹک دن
جیوں ابر جہان جہان بہرا ہوں غم سے

ولہ

ہشیار کہ اوس سپہر نہ پڑے گرد خاک
روؤں تو زمین سے آسمان تک دن
شایستہ ہوں روئی کا جہان تک دو دن

میر اس سے ملے کہ جو ملا ہے نہ کبھو
جی یوں سے گیا وہ آہ بھرا ہے نہ کبھو

چپ جسکے لئے لگ گئی ایسے انکو
کیا کوفت ہے لخت دل کی کوئی نکلے
چھاتی جو بہتے بدان جلتے جلتے

ولہ

آنی تو کچھ زیر لب کھا ہے نہ کبھو
ٹکڑے جو ہوئے جگر کی ٹوٹی نکلے
اوس میں پہلو ہمارے ہوٹی نکلے

[illegible]

۴۶۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایسا ہوا کہ ہمسے تماشا ہی کی ہو	یا سیر بہار باغ و وادی سے جو
پژمردہ کلی کے رنگ گلشن مین	غالب ہے یہی کہ نامرادی ہو

ولہ

اتنے ہے ہم خراب ہوتے رہتے	کاہیکو غم و الم سے روتے رہتے
سر غنچے اب عدم سے چونکنی کی ہین یال	بہتر تھا یہی کہ دو وہین سوتے رہتے

ولہ

ہم میر برے اتنے ہین وہ اتنا خوب
متروک جہان ہم ہین وہ سب کا محبوب

ہم ممکن اوسے وجوب کا رتبہ	ہے کچھ بہی مناسبت کا باہم اسکو

ولہ

کو روکش نقشا دو ملت ہم ہین	مرات بدن نمائے وحدت ہم ہین
بے اپنے نمود اوسکے اتنے معلوم	معنے محبوب مین تو صورت ہم ہین

ولہ

محشر مین اگر یہ آتشین دم ہوگا	ہنگامہ سب ایک لپیٹ مین برہم ہوگا
تکلیف بہشت کاش مجکو نکرین	ورنہ وہ باغ بہے جہنم ہوگا

ولہ

ہر صبح مرے سر پہ قیامت گذرے	ہر شام نئی ایک مصیبت گذرے
پامال کدورت ہے رہا یان جن آ	یون خاک مین ملتے ہمکو مدت گذرے

ولہ

اب شہر کی گلیون مین جو ہم ہوتے ہین	منہ خون جگر سے دم بدم دہوتے ہین
یعنے ہر ایک جا پہ یون ابر بہار	عالم عالم جہان جہان روتے ہین

[illegible]

ہر چند کہ اے مہ اب تمامی ہی گی	ولہ	پر ہم جو گلہ کرین تو خامے ہی سے	
منبر سے مین تیری کیونکے کرین سرتابی		صورت تیری ہمین غلامی سے گی	
زانو پہ قدم خم شدہ سر کو لایا	ولہ	جائے دندان کو ہمنے خالی پایا	
آنکھون نکے بصارت مین تفاوت آیا		پیری نے عجب سمان ہمین دکھلایا	
اوقات جوانی کے سے گئے عشرت مین	ولہ	ایام لڑکپن کے سے گئے غفلت مین	
پیری مین بجز افسوس کیا کیا کیا جائے	ولہ	یکبارہ کمی ہے آ گئے طاقت مین	

تا چند تلف میسر حیا سے ہو گا
شایستہ صد ستم حیا سے ہو گا

کذر کے ملاقات بتان کعبے چل	ولہ	اللہ سے ہو گا سواب خدا سے ہو گا
وہ عہد گیا کہ جور اسکے سہئیے	ولہ	وہ بات نہین رہے کہ چپکے رہیئے
جب جی ہی چلا تو صرفہ کیا ہے		بیصرفہ جو کچھ کہ منہ مین آئے کہیئے
حسن ظاہر ہی ہے ہمارا دلخواہ	ولہ	ہو صورت ہی ہو ہمین معنی آگاہ
باغ عالم کو چشم کم سے مت دیکھ		کیا کیا ہین رنگ یہان ہی اللہ اللہ
جسوقت شروع یہ حکایت ہو گی	ولہ	رنجیدگی یک دگر نہایت ہو گی
احوال وفا کا اپنے ہرگز مجسے		مت پوچھ کہ کتنے ہین شکایت ہو گی

۱۷۸

ولہ

پھر عشق میں میر پانو دہرتا ہے گا
بے اور منغص اپنا کرتا ہے گا

سب ملکے چلو بلا سے سمجھاوین
دل تجھہ پہ جلے نہ کیونکر میر ابتیاب

ولہ

افسوس کہ وہ جوان مرتا ہی گا
یان تجھکو توقع ہے کہ لاتا ہی جواب

وان اون نے شراب پیکی مستی مین میر
کرکہائے ہی نامہ بر کبوتر کے کباب

کہتا ہے یہ اپنی آنکھون دیکھینگے فقیر ولہ بنقش نہین رکہتی کیا جوان ہون کیا پیر

آندہی ہین جہان کے لوگ سارے اے میر
سوجہے نہ جسے دسے یہ کہتے ہین بصیر

پیغمبر حق کہ حق کہا یا اسکا
سایہ اوسکے تہا یہ باعث ہو گا

ولہ

معراج ہے کمترین پایا اسکا
کل حشر کو سب یہ ہوگا سایہ اسکا

ولہ

چپکے رہنا نہ میر دلمین ٹہا نو
بو لوچا لو کہا ہمارا مانو

اک حرف نہ کہہ سکوگے وقت رفتن
کی حسن نے تجھسے بیوفائی آخر

ولہ

چلنے کو زبان کے غنیمت جانو
خوبی نرہی نہ میرزائی آخر

رباعی از غزل

از غزل مربع

مستزاد ہندی

دلی مین بہت تخت کی اپکی گذران — دلکو کر سنگ
غیرت سے نہ رہی عاقبت کار نہ شان — کہنچا یہ تنگ
یار و نہین نہ تہا کوئی مروت جو کرے — اجڑے سے گہر
تہا بد نظر صاف پڑے تہے میدان — عرصہ تہا تنگ
تدبیر بنانے سے نگر قال مقال — بس اب چپ رہ
ہر چند خموشی ہے سخن گو کو وبال — ایذا ہی سہہ
ایسا نہین یہ قصہ کا ہش افزا — جو ہوا خسر
اٹہہ سو گئی ہو چکا ہر ایک کا حال — آگی مت کہہ
ہستی کا یہ ہنگامہ تمام اوسکا ہے — اتنو ہر وبال
شہرت کی جواب جہان جہان بر جا ہے — سو وہم و خیال
ہوگی مین ادہر بعد فنا کے جب اب — تا ہیچ ہی سب
پہر نام سوا جہان نہین رہتا کیا ہے — عنقا کی مثال
منعم جو تری سے بنا تے گہر در — تہا عہد شباب
پیری مین بنا ہم یہ رکہتا اگر شعر — ہی کچہہ بہی شباب

۴۷۳

ہم علی کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

[illegible]

ہے علی مدعا علی مقصود
ہے علی وہ کہ سارے صاحب دل
کیا زمین کیا سپہر کیا مہر و مہ
جمع رکھہ دل علی سبب ہوگا
بندگی کے مقام مین معلوم
مصطفے مرتضی خدا ہے ایک
جھک ہی جاتے ہین سر سُن اسکا نام
حشر ہوگا علی کے ساتھہ اپنا
عند یہ اپنا اپنا ہے ای شیخ

وہی مشہود ہے وہی موجود
لیتے نام اوسکا بھیجتے ہین درود
کی علی کے لیے سبھون نے نمود
کیا ہے اسباب اگر ہوئے مفقود
ہے یہ صاحب ہمارا تو معبود
لیک آگاہ راز ہین معدود
یعنی سب اوسکو جاتی ہین مسجود
کیا ہوا انکا ہمین غم بہبود
گوش کر اوسکو تو اٹھل باکود

ہم علی کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

گاہ بیگاہ کر علی خوانی
میر کا اوسکے رہ سر آشفتہ
فرش راہ علی کر آنکھون کو
مور سے بے زور رہو علی کا تو

ہے علی والی ہے خدا دانی
ہے ولائے علی مسلمانی
یون بچا تو بساط ایمانی
کہ جہان مین کرے سلیمانی

[illegible]

خاک در ہو شہ و لایت کا	شاہیان لگتے ہین یا لنے فقیر
یونہی فرزند دست جو داوسکا	جیسے برسے ہر کوئی ابر مطیر
صاحب ایساہی ہو تو صاحب ہے	گنہ آمرز اور عذر پذیر
ہے نبدون کی ورنہ کیو نکی نبہے	دمبدم جسسے ہوتی ہے تقصیر
کچہ محبون کا مقدمہ مت پوچہہ	ہے علی ہی ہوا سطے کبیر
شان سے کتنے ہین محیط کل	قدر سے قادر و خدا سے قدیر
تو موالے علی پرست نصیر	جا ہے سو ہمکو کہہ لے اب ہو میر

ہم علی کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

مخمس در منقبت

ہادی علی رفیق علی رہنما علی	یاور علی ممد علی آشنا علی
مرشد علی کفیل علی پیشوا علی	مقصد علی مراد علی مدعا علی

جو کچہہ کہو سوا ہی تو ہان مرتضی علی

نور یقین علی سے ہمین اقتباس ہے	ایمان کی علی کی ولا پر اساس ہے
یوم التناد مین بہی علی ہی کی آس ہے	ہر گاہ و گاہ نادعلی اپنے پاس ہے

تھا بزم لامکان مین بھی رونق فزا علیؑ

خواہش مرد کی غیر سے ہو یہ خیال خام	کرتا ہے کب قبول اوسے عاقل تمام
کافی ہے دو جہان مین مولی کا میرے نام	لاریب اسپہ آتش دوزخ ہوی حرام

یکبار بھی زبان سے جس نے کہا علیؑ

سر تا قدم ثبات دل جھلکے ادب	صورت پکڑ کے سامنے آیا تھا لطف رب
ظاہر ہوی ظہور جہان مین عجب عجب	محراب مین نہ گریہ ایکا تھا کدام شب

ہنستا رہا نہ کون سے روز غزا علیؑ

عنتر کو نار خشم نے اوسکے جلا دیا	اژدر کو چیر ایک ہی دم مین گہیا دیا
خورشید کو نکال دوبارہ دکھا دیا	ہنگامہ کفر و شرک کا آ کر مٹا دیا

تھا جانشین ختم رسل کا بجا علیؑ

گو چشم دل کھلی نہ کسی روسیاہ کی	اوس تک مجال کہ پہونچے کسو کی نگاہ کی
اللہ ری بلندی تری قدر و جاہ کی	ہر مرکب جبرئیل نے دربان سے راہ کی

شاہا ملک سپاہ جہان صفا علیؑ

دشمن کو آگہی ہے کیا بنیفے کمان	قدرت ہے ساتھ اسکی قدر تحق ہوتی ہے عیان
زور آوری مزاج مین آوے تو الامان	کچھ بھی نہین ہے یہ جو سبب کچھ کرے فزا [illegible]

جود و عطا و جرأت و مہر و وفا علیؑ
نزدیک سب کے سلوہ درجہ قبول کا
ایک عنصر ہے [illegible] مقبول کا
لب معنبر ہے [illegible] بو الفضول کا
باطن علیؑ کا [illegible] خوب رسول کا
خالی ہو [illegible]
ہر فرد کی زبان پہ علیؑ کی ہے گفتگو
ہر شخص کو تمنا ہے علی ہی کی جستجو

۴۷۶

[illegible]

بہشت ہے گرچہ ہنگامہ ورا زین العبا بس ہے

دلا با قحر کی فرض عین ہے حید پرستی ہین
غرض ہ صحرا و سکا وحشت مین ہو تو کہ بستی ہین
جیسا کر نام کو او سکی تو ہشیاری کو مستی ہین
عجب ہے نونہال اک سایہ اس باغ ہستی ہے

کرم اسکا ہی ہر شخص کی برگ و نوا بس ہے

محبت چاہیے صادق جناب پاک جعفر سے
وہی یان ہی نشہ ہے تہا جو کچہ ساقی کوثر سے
اسی کا شوق دلمین ہو اسکا شور ہو سر سے
عنایت کی او سکی ہے چشم رکہہ شور محشر سے

بلا صد رنگ ہو کیون آئے اسکی ولا بس ہے

رکہو کاظم کو جو سر ہے غم و غصہ سہی کیا او سکو
بہک چشمک زدن حاصل ہوا بسا رتبہ او سکو
نہ دیکہہ یہ امام دین بلا مین مبتلا او سکو
کہ رکہی کفش جسکی سر پہ دیکہو بادشاہ او سکو

توجہ کو یہ ہو دلی ہر مدعا بس ہے

جسکو آ مجلس آرایان دین ہے جبہہ زیبان سے
نگہہ سان چشم آتی ہے خلق ایران و توران سے
اسے اک مہر کی خاص ہے شاہ خراسان سے
گذر جاتی ہین سکی نام ہر جنس خوش جان سے

جو سودا اس سے ہے جاگو تو ہور اضی رضا بس ہے

جو وہ دن ہو کہ نکلا آفتاب اور کرہ نیم سے
کرین پرسش پہ نیکی عمل کی خلق عالم سے
ہو کل میدان لا دین سخن جنت جہنم سے
مخاطب ہم کسو سے ہوں نہ یار سب ذکر کوئی ہم سے

یکتاے عرصہ دو جہان مرتضے علی

ہر چند کام ایسی جگہہ کیا کرے سمجھ	اس راز کو سمجھ جو سکے تو اسی سمجھ
یعنی نہ ذات پاک سے آشنا دری سمجھہ	عقل نخست سے بھی اسے کچھ پری سمجھہ

ہے آنسوے خیال و گمان مرتضی علی

موجود اوسکی نور سے روشن جہان ہوا	اس پردے مین جو تہا پس پردہ عیان ہوا
فرمان شاہ بحر و بر اونپر روان ہوا	پیر زمانہ دیدۂ عالم جوان ہوا

چشم و چراغ کون و مکان مرتضی علی

شخصیت ایسی کسکی تہی کسکو تہا یہ شرف	اسقدر رسا تہہ کون بغیر از شہ نجف
اللہ رے زور کوئی نہ اوسکا ہوا طرف	دریاے موج خیز تہا اوسکے کرم کا کف

ابن عم رسول زمان مرتضی علی

ہر چند ہر یہ عرصہ ہمیشہ سے پر غبار	یاران رفتہ کی بہی تو دو مین یادگار
لیکن کہان یہ حرب کہان ایسے مرد کار	نکلی نہ دیسی تیغ کہ جیسی تہی ذوالفقار

دیکہا نہ تہا وہ جیسا جوان مرتضی علی

پامال راہ اسکی ہین سرہاے پر غرور	نزدیک اہل عقل کے رتبہ ہے اسکا دور
شاہان سجود سمجھتے ہین ذی شعور	ہر جملہ تن منزہ و سر تا قدم ہے نور

اس زمانے مین آہ کچھ ہے عظیم	ہے مری جان پر عذاب الیم
مستحق کرم ہون مین تو کریم	ملتفت ہو بہت ہے حال سقیم

میرے ہر درد کی دوا ہے تو

فرصت وقت یون حباب ہے کم	حال مانند موج ہے درہم
ڈوب جاتا ہے جی مرا ہر دم	جوش زن گو کہ ہو محیط غم

غم نہین کچھ جو آشنا ہے تو

تجھسے ظاہر ہوئی چھپے سب بھید	جلوہ تیری ظہور کا جاوید
ذرے ذرے کو تجھسے ہے امید	دن ہی طالع ہوا جہان خورشید

سب پہ روشن ہے گیا چھپا ہے تو

میر کو کب تلک یہ رنج و غم	اس بھی اندوہ گین کو کر خرم
منبسط ہے ترا سحاب کرم	یعنی سائے مین ہے ترے عالم

سارے عالم مین چھا رہا ہے تو

مخمس در منقبت

ہے حقیقت سے تو اگر آگہ	یاد مین روز و شب علیؑ کی رہ
کعبہ اوسکا ہے در ہے اے ابلہ	میر مولا کی ذات پاک ہے وہ

ہے وہ امید گاہ خلق خدا — روز محشر اوسی سے سبکو رجا
وہ مروت شعار و جملہ حیا — بحر ذخار جود و کان عطا

اوس سے نفع گدا تتمع شہ

مرتبہ کچھہ نپوچھو اوس گہ کا — بندگی پاک کی فخر قیصر کا
شاہ چین پیش دست قنبر کا — آسمان ہے گدا اوسی در کا

در شیشہ میں اوس کی معدہ رومہ

اوسکے ہمت اوسیکو بن آوے — دولت اوسکی جہان سب کہاوے
بار اوس در پہ جو گدا پاوے — ایک آواز کرکے لیجاوے

مال واسباب و ملک و تاج و کلہ

ہیں عازم ہوئے ہو کید ہر کے — جو تلاشی ہو یار و یاور کے
رہبر او دوستی حیدر کے — نہیں محتاج ہوتے رہبر کے

ہے اسے راہ میں خدا ہمرہ

مخمس در منقبت

قدر کو میری بہت سے ہے برتری — کب مری خورشید سے ہو ہمسری
حکم ہر زر کے ہے یہان شیری تری — اگر مخالف سوچ کر تک از رری

اے مخالف بحث مت کر نا بکار بس کہا اسمی آستان کا ہون غبار	بات ایسی سی ہے مجھکو ننگ و عار کیا کہا تجھسے کہون مین بار بار

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

شیخ کو نسبت نہین تحریر سے بے عقائد ہوتی ہین تائید سے	ہے یہہ حرف جگر پڑا ہوا تقلید سے گو کہا ان نے مرے تقلید سے

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اس عقیدی ہی پہ اپنے مین ہون بے ولا حیدر کے ہون مین تو نہون	گو خوارج کے ستم اسمین سہون لب ہین جبتک بس یہی تبتک کہون

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اب ہوا پیری سے ٹک مین مضمحل شوق میرا کچہہ نہ تہا بے صدق دل	ورنہ تہا یہہ شور تا چین و چگل رات دن رہتا تھا کہتا متصل

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اے میرے سرمایۂ ہر دو جہان ہو اگر تن پر مرے ہر مو زبان	عشق تیرا ہے مرے ہمراہ جان بیگمان سر زد ہو یہہ ہے ہر زمان

حیدری ہون حیدری ہون حیدرے

۴۸۱

بارگاہ پاک مین از درود و سلام
لحظہ لحظہ یا علی کہا کرتو
اور سکی عادت جدا ہے اور سکی شان
دوستی اوسکی عین ہے ایمان
جب تلک زبان ...
یا علی یا علی کہا کرتو
یا علی یا علی کہا کرتو
یا علی یا علی کہا کرتو

ایضاً ترکیب

جو رانواع و ہم سونکے سہ
وو ستے ہین علے کے بیخو ورہ
پر نکر یار گفتگو بے تہ
بات یہہ ہے گی اور رکیہہ مت کہہ

یاعلے یاعلے کہا کر تو

اسم یہہ ایک جو مکرم ہے
یہہ سب اور اوپر مقدم ہے
سب کے نزدیک اسم اعظم ہے
غرض لے ہمنشین جو آدم ہے

یا علی یا علی کہا کر تو

رہ و لاسے علی کا خواہش مند
وہ سے کے ہرگز نہ کہہ زبان کو بند
ہے یہہ شیوہ خدا رسول پسند
پست کرنے کو مدعی کے بلند

یا علی یا علی کہا کر تو

بدر آسا علے تمام ہے نور
بہول مت اوسکو گر تجہے ہے شعور
ذات پاک اوسکی ہی علیم و صدور
یا و خاطر رہے ضرور ضرور

یاعلے یاعلے کہا کر تو

سونپ رکہہ اوسکو اپنی موت وحیات
بس ہے اوسکے ولا برای نجات
رحمت صرف ہی علے کی ذات
باتین یون سو ہین پر یہی ہے بات

یاعلے یاعلے کہا کر تو

تقصیر ہی بوالہوس کی اور عنت
اکسا ہی نہ تیغ کہا کے بارے
ای طفل کہے گا بعد میرے
ہون مین تو چراغ اخیر شب کا
دل سوز ہی میری کر ای صبا تک
رونے ہی کو رونا ہے گا ناصح
کوئی نہین شہر غم مین میرا
غم کہہ کے رُلاتا ہون مین سبکو
پائے نہ وفا کسی مین دیکھا

مارا جاتا ہون درمیان مین
فارغ ہوا دیکے امتحان مین
مارا کا ہیکو یہہ جوان مین
کوئی دم کا ہون میہمان مین
ہونے تئین صبح کے کہان مین
پہرتا ہون در بائے خانمان مین
بیچارہ غریب ہون گدایان مین
تجہہ غم مین ہوا ہون نوحہ خوان مین
غربال تمام گہر جہان مین

بارے مین یہہ سب دیار دیکھا
ہر کوچے کو بار بار دیکھا

شب ہی عالم مین ہو گئے تھے
آنکہین گئین روتے روتے لیکن
اب وعدہ نہ کر زیادہ بس ہم
کہتے تھے یہہ ہم نکر تمنا

اپنے دل کا غبار دیکھا
تونے نہ ادہر کو یار دیکھا
جانا ترا اعتبار دیکھا
اے جان امید دار دیکھا

ہے بندہ نواز ظلم مجھ پر
گو موسم دے خنک ہو مجھسے
تک دیکھ فلک نے شاہ خوبان
سر بیچ سو عشق مین رکھے پا
ہاتھون مین مرے ہین چراغ خوبان
کیا تجھسے کہون معاش اپنی

ہم نالہ نکر تو مجلوئے سے
دل گرمی ہے محکور و رسے
کیا کچھ کیے خاندان کینے
واقف نہین دل تو یانگی رہے
کہتے ہین کہ اس کنے ہین پیسے
بارے گذرے ہے جیسے تیسے

رہتا ہے غرض ہمیشہ سودا
کوچہ کوچہ سوا ہون سودا

وہ تشنہ دہن ہون دل جلا مین
کہتے ہو جسے فلک ہوا ہے
کہاتا تو جسے کبھی بلا سے
اب جان سے جانا آرہا ہے
ہو جسکی خراب عاقبت ہے
مین ہون کہ سر آمد جنون ہون
وہ خستہ ہون مین ہے جسکو کیسے

کب جس جسکا نہ ہووے دریا
میرے ہے غبار دل سے پیدا
دل میرا ایسے کاش غنچہ ہوتا
موقوف اشارۂ تقاضا
وہ مین ہون کہ مین اور دنیا
مجنون کو خلیفہ مین کیا تھا
رونق افزائے کوہ و صحرا

یکروز چنانچہ ہول دل سے	اندوہ تنگ مجھے ہوا تھا
لوہو دیا اپنا دوستون نے	جس جا گہ مرا عرق گرا تھا
ہون اب جو بلا مین مبتلا مین	بیگانہ ہے جو کہ آشنا تھا

یہہ رنج و بلا و درد و محنت
ایوا سے حواس و صبر طاقت

اید ہر ہے کبھو ٹک ایک چشمک	ہمسے ہی ضرور ہے مروت
مت فرصت وقت سے ہو غافل	آخر کو نہ کھینچے تا خجالت
ہر آن مین اپنے تربیت کر	دیتا ہے زمانہ کسکو فرصت
غیرونکے رہوگے دیر تک تم	ہمکو تو سویرے کر یو رخصت
کیا تمسے کہین سلوک ہجران	دل مین نہ رکھے ہماری حسرت
قطرہ تو ہے پر نہ ہاتھ اوٹھاؤ	دریا کو کرے ہے یہہ کفایت
خالی دل پر کو ہم بہے کر دے	افسوس نہ دی اجل نے فرصت
بس میرا ہو تو کرون منا دے	کوئی نکرے کہین محبت +
گردون مارین شتابی اوسکو	رکھے جو کسی سے میہ الفت
عمر گذری ہو چکا آسودگی کا روزگار	رنج و محنت کی تئین آرام سے ہو تنگ و عار

وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میری تئین
گاہ باشد رحم کو بہی رحم فرماوے وہ شوخ
ایک ساعت پاس بیٹھے درد دل میرا سنے
سو تو یہ سب ہو چکا ہے کاش کہ ملتا نہ تو

آس دل کو لگ رہی تھی جب تلک تھا مین جدا
دیکہہ مجہہ ناکام کو یکدم کہ تیرے کب جفا
کہر کی غمخوار کہی تیہہ تئین کیا ہو گیا
ایسے آجانی کا تیرے کون یان مشتاق تھا

آمدی وحسرت وصل از دلم بردا شتے
حسرتی بود از وصال آن ہم بہ نگذا شتے

ہین خرابی آہ جتنے کل یہ تیرے لوگون کے گہر
طاق کسریٰ تو سُنا ہوگا کہ کیسا تہا محل
گہر کا صاحب تو اُڑ ایا کہ کی یکسان خاک سے
خطِ باطل سے لکہا ہے صفحۂ کون و مکان
کیسے کیسے خانہ آدمی خاک مین یان مل گئے

مت بنا ہی خانہ مین منعم رہا کر اسقدر
اب کہین اس طاق کا کسریٰ کے پیدا ہی اثر
اینٹ ماری اینٹ سے یکہہ ہوا اس گہر پر
کیون دماغ اتنا جلاتا ہی رہی ہے تو کدہر
جا ہی عبرت ہے یہہ معمورہ جہان کا بیخبر

ہر کجا افتادہ بینی خشت و ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

کم بہت سننے مین آتا ہے کوئی رنجور ہے
روشنی آنکہون کی ہے منظور سارے خلق کو

یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
قوت دل کا جدہر دیکہو تدہر مذکور ہے

غم و درد جدائی ہے نہ اندوہ وصال

تجھے مین نے بکلیہ تماشی کا کیا مہیا ہون	خدائی دین ہین مجھے آنکھین کیا مین اندھا ہون
نصیب لطف نہ باقر کا جو چھوٹا ہون	دو چار حشر مین آفت سہہ ہون جب ایسا ہون

امام مجھین اس اپنے پیشوا کے قسم

جو رو دو مو ہو نظر مین تو صبح و شام کی سون	پڑا ہو پانو کہین تو تری خرام کے سون
کلام ہو کسی سے تو مجھے کلام کی سون	جو سات پانچ ہو جو مین چھٹے امام کی سون

غبار رہ ہون ترا اوسکے خاک پاکی قسم

کدری ہے لطف جو جھک تو بحال آتا ہون	وگر نہ آپ سے مین لمحہ جاتا ہون
تری ہی واسطے یہ غم یہ غصہ کہاتا ہون	گواہ دعوی کا کاظم کو اپنے لاتا ہون

سیح اوسکو مان تجھے اوسکی ہی لاکے قسم

جو تجھکو خوش نہین پاتی تو جان کہتی ہین	ہلاک ہونیہ تجھپہ ہی سے راضی ہونے ہین
کبھو ہے آٹھہ پہر مین تک ایک سوتی ہین	ہمیشہ راتون کو آٹھہ آٹھہ آنسو روتی ہین

امام ضامن ثامن علے رضا کی قسم

گدای رہون تقی کا نقی کا ہون مملوک	رکھون ہون عسکری کی لطف سے امید سلوک
طریق مہدی ہادی کی رکھتا ہون مسلوک	جہانکے لوگ ہین مغلوک سارے ہو دین ہین ملوک

قسم جو کھائی ان چار بادشا کی قسم

[illegible]

کے جو کچھ اوس سے ایسا ویسا ہو	ورنہ کیا دخل کوئی کیسا ہو
کہتا ہے وہ جو پاس پیسا ہو	ہوتی جو دی نہ ایسا میتا ہو

خلق ناحق ہے میرے جی کا وبال

ایک عمدہ کی نان ہے اہل کار	فوج کے لوگون کا سب اسپہ دار
سو یہ بڑ پچو ایسا خوش اقرار	کہے ہر اک کو دینے سو سو بار

پھر نہ دے جز فریب تا دہ سال

یا مہینون تلک رہے روپوش	یا ملے ہے تو بیحواس و بیہوش
لوگون کہتے پھرو نہ جوش و خروش	یہ کچہری مین بیٹھا ہے خاموش

زر و روپیا ہے گویا لال

جب سے یہ نے محرر دفتر	تب سے ہنگامہ ہے رہا اکثر
ہو وے پھر پا جو وے کسو کو زر	سو یہ ٹپی پڑا نہین ہے لچر

سب سے اوسکو ہے ایک جنگ و جدال

لات ملکی ہے گہ رسیلون سے	دہول جھکڑ ہے گاہ چیلون سے
کم نہین ہے کچہری میلون سے	آتے جاتے ہین لوگ ریلون سے

نکلے ہے تیغ لہر دیتے وان جوہال

یہ کمر باندہ کر گئے دربار
آنے دروازے پر لگے سوبار

وہ ہوئے گرم جستجوئے یار
سر پہ رکھہ بانکے پگڑی گہر کی دار

پھر ہوئے پیر وہ جوان فی الحال

کچھہ حمیت نہ زنجلب کے تیئن
نیرہ پاس ہور روشب کے تیئن

ساتھہ لیجاوے گہر مین سب کے تیئن
نہ توپاتے ہین اوسکے ڈہب کے تیئن

نہ سمجھتے ہین اوسکی چال کی چال

قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ
جا نگی دم لگا کہہ وہ بیگاہ

مری اس بہڑوسے یہ ہوئی تنخواہ
یہ تو معزور ہے نہ وہ گمراہ

مفتری کاذب وسفیہ وضلال

سہل سا مجکو ہی سمجہہ کے فقیر
یہ نجانا نہین ہے اوسکے نظیر

رکہنے وعدون ہی مین لگا بجلبہ پیر
اوسکو جانے ہی بادشاہ ووزیر

دور تک پہنچیگے یہ قیل وقال

اوسکی خاطر کہین گے خورد وکلان
دوست اوسکو رکہین ہین پیر وجوان

سعے اس مین کرینگے عمدسے بجان
لیگا منت علی محمد خان

رکہنا ان ہیپیون کا ہے کسکے مجال

باز آتا نہین ہے نفس شوم	ورنہ کتنے اٹہے ہے ایسے وہوم
ہر سحر روز والونکا ہے ہجوم	ہے تمہین حال یہان کا کیا معلوم

تم تو سونٹا لیے کہرو ہو سوال

ایکدن جا کپا نفر نے شور	اُن نے دیکہا نہ مطلق اسکے اور
ہے غرض صحبت اپنی اسکے زور	وہ تو مچہڑ کی جہول کا ہے چور

مین بہے کہینچو لگا خوب اسکی کہال

اسپ تنخواہ جو کہ کہر لاوے	سو وہ اپنا کیا ہے بہر پاوے
پاشکستونکو بہر سون موڑا اوے	ایسے سے ہاتہہ خاک کیا آوے

جیسے دل ہون تہ غبار ملال +

بد زبانی نہین ہے اتنی خوب	بات اچہی نہین ہے بے اسلوب
گفتگو اسطرحکی ہے معیوب	مل رہے گا جو کچہہ کہ ہے مطلوب

بس قلم اب زبان اپنی سنبہال

نیحو دانہ مین گئے حرف زبان ہر کر گوش	آج کہتا ہون کہ ہے خمکدہ دلمین جوش
پاسی فتن تو تہے لیک مجہے تہا کچہہ ہوش	سر خوش از کوئی خرابات گذر کردم دوش

بہ طلبگاری ترسا بچہ بادہ فروش

مخمس

بیخود و بیخبر و مست مئے صاف الست		آتش مے سے ہر افروختہ کچھ بادہ پرست	
بکہ گر پانوں کی لغزش کو سبب ہست بہ است		دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست	
	از تف بادۂ شوق آمدہ در جوش و خروش		
گرچہ پہلا سر تھا خراب انکا ولی سب مخمور		کاسۂ سر پہ ہوئی پڑتی تھی ساری فغفور	
بے لباس طرب و جامۂ اندوہ سے عور		بے دف و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور	
	بے مے و جام و صراحی ہمہ در نوشانوش		
نام و ناموس کا دفتر تھا سب انکا برہم		دیکھکر پہلے کیا میں نے تامل یکدم	
پھر جو دیکھا تو مجھے ہر کہیگا کیا عالم		چون سر رشتۂ ناموس ہر رفت از دستم	
	خواستم تا خبری پرسم ازو گفت خموش		
عقل رکھتا ہے تو کیک ہے ادب کا پابند		یان فراغت ہے دو عالم کی ہر اک جام میں بند	
یہ وہ جا ہے کہ نہ فردوس ہو اسکے مانند		این خرابات مغان است و درو مستانند	
	از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش		
میرا ان مستوں میں کوئی نہیں پابستہ زیست		کیونکہ یہ زیست بہت ہو تو وہ ز سوگ زیست	
جتنے یہ مست نظر آتے ہیں سب میں ہستیہ		گہ تو انیز باین فرقہ سر یکرنگی است	
	دین و دنیا بیکی جرعۂ عصمت بفروش		

وان ان نے دل کیا ہے مانند سنگ خارا — یان تن ہوا ہے پانی ہوکر گداز سارا
کیا پوچہتا ہے ہمدم احوال تو ہمارا — نی رمز فی کنایہ ایما ہی فی اشارا

اسکے تغافلون نے ان سوزون ہمکو مارا

ہو شہر یا کہ صحرا بارے مکان تو ہو — غم مین نہو وے کچہہ تو اک تئین جان تو ہو
حالت تغیر ہو گر منہ مین زبان تو ہو — سو بار دیکہہ صورت ہو مہربان تو ہو

اپنے تئین نہین ہے کچہہ اب گفتگو کا یارا

یہہ چشم تہی کہ تر کان اکثر سوار ہونگے — ہم لوگ انکی رہ کی گرد و غبار ہونگے
یہہ جانتے نہ تہی ہم اسطور خوار ہونگے — اب کہتے ہین کہ یارب کیونکر دو چار ہونگے

اس بے طرف کو ہوگا انکا کبہو گذارا

ہجرانیو ٹک اب چپ کوہ و دراغ مین ہین ہم — بوئے وفا نہ پائی دلہین نہ باغ مین ہم
مدت رہی اگرچہ گلگشت باغ مین ہم — پر لطف کچہہ جو دیکہا سینے کی داغ مین ہم

اور اس چمن جو گل چنے تہے انکا کیا نظارا

تشنے ہین اپنے خونکا اے ہمرہو نہ آؤ — ہوئے طبیب گر خضر اسکو بہی یان نہ لاؤ
اب ٹہانی ہم سو ٹہانی گو اسمین جان جاؤ — آب خضر نہ دو اوسکے شمشیر کا پلاؤ

آب حیات اپنے جی کو نہین گوارا

۴۹۲

عیب و شہود دونوںمیں مشہود ہی تو تو
ہے نے ہماری وہم ہر موجود ہی تو تو
حاصل کے دو جہانکا مقصود ہی تو تو
مسجود تجکو جانی ہیں معبود ہے تو تو

ناجی ہیں وہی ہیں لوگ ہنہونکا ہی یہ یقین

احوال خوش انہونکا جنہیں تجہسے ہی لا
اعدا تو آسمان زمین کی خاک میں ملا
آئینہ ہی کہ دین کو تجہسے ہوئے جلا
برپا وہی رہیگا جو تجہ تک ہے سلسلا

یارون نے جتنے رسمین بٹھائین تہیں اٹھ چلین

فتنے کو تیری عہد میں سوتی گذر گئے
آشوب کے خطر سے تری سدہ بسر گئے
آفت کہان کہ کب کے کنارا ہی کر گئے
آوازہ تیرا سنکے بلا جیسے مر گئے

یون مٹ گئے فساد کہ مذکور ہی نہین

داور ہوا جو تو تو ملے بیکسونکی داد
تلوار مارنی سے تری سب گئے فساد
اٹھ گئے نہ گبر و زندقہ و کفر پر عناد
زنار ٹوٹی مہر سے جلے بت گئی بباد

برہم ہوئی گہڑی میں ہزارون برس کے دین

ہنگامے گرم یارونکی سب سرد ہو گئے
چہرے منافقونکی دو میں زرد ہو گئے
سرور نقاب خاک بڑے مرد ہو گئے
جیسے تباہ غبار جہان گرد ہو گئے

کلون میں بکریون کی جیسے شیر خشمگین

٤٩٣

مخمس در شکر کامیابی گفتہ شد

۴۹۴

لا شکل اسکے ولیمین وہی مصطفے کو دیکھیہ	اس رخ کا کر تصور تو نور خدا کو دیکھیہ
رنگینی عدالت شاہ ولا کو دیکھیہ	نرگس نے غش کیا تھا کہین ابر ادا کو دیکھیہ

گلشن میں دلبرون نے نہ پہر انکہڑیان ملین

عاجز نوازی تیری سے کوشش چاک کر	برسے گدا پہ ابر کرم سے تری گہر
جور فلک نے کیا ہی سے رحم کر	مہمان تری سماط پہ ہے خلق بحر و بر

حاتم یک اشمال ہے یان فعن ریزہ چین

جس دلکو ہو نہ شوق ترا سو جیو گداز	جس چشم کو نہ میل ہو تیرا نہ ہو جیو باز
جو سر ترا خیال رکہے رہیو بے نیاز	سجدے سے تیرے در کو نہ پہونچیو نماز

مسجود ہو جو صبح سعادت کی وہ جبین

اہل نظر سے دیکھنا او دہر کا ہی عجب	آنکھوں لنسے تیرے رہ نہ چلو واقف ادب
کسکو تہی یہ بزرگی کو سکا تہا یہ حسب	یہہ قدر تہی تیری مری مولی ہوا تو جب

رونق فزای کعبہ محمد کا جانشین

کیا کیجیے تیری تو قرب سے اے سایۂ آلہ	بیدار نشے سے کچہہ کہے کوئی درون سینا
اپنی تو تجہہ پہ پڑتی ہی جا کر وہین نگاہ	فہم و گمان و وہم کو سجہا نہیں یہہ راہ

ہے چشم شوق عینک شفاف دوربین

افسوس ہے کہ اس کی زندگی و دوا کے سامان
ہر لحظہ ایک عذاب ہے یا ہم وہم الوبال
ہم اون کو شکستہ حال اہانت ہے
دولت تی ہے خلق جہان آ کا ہی

جاناجہان تہامجہے سوبار وان گیا
محتاج ہوکےنان کاطلبگار وان گیا
ضعف قوی سے دست بدیوار وانگیا
چارہ ندیکیامضطر وناچار وانگیا
اس جان ناتوان پہ کیا صبر اختیار

در پر ہر یک وفی کی سماجت مری گئے
کیا مفت ہائے شان شرافت مری گئے
نالائقونسے ملتے لیاقت مری گئی
ایسا پہرایاآن ذی کہ طاقت مری گئی
مشہور شہر اب ہون سبکسار و بیوقار

عرصہ تہا مجہہ پہ تنگ اٹہا ہوگئی جان
کم پائی پر ہی سیر کیامین نے سب جہان
پوچہا نہ مجہکو یک لب نان سے کنہونے یان
آشفتہ خاطری نے پہرایا کہان کہان
ہر سو لگا راز مجہسے ہوا آخر آشکار

پرداخت میری ہو نسکی ایک امیر سے
رخنی ہمیشہ آتی رہی سر پہ تیر سے
عقدہ کہلا نہ دل کا وہ عامی فقیر سے
ہر چند التجا کی صغیر و کبیر سے
لیکن ہوا نہ دفع مرے دل کا اضطرار

کنی کی اپنے حال پہ شفقت سے یک نگاہ
بولا نہ کوئی ہمسے کہ تم کیون ہوئے تباہ
نکلے ہے کیسے طور پر اپنے سخن کی راہ
اسلوب اپنے جینے کا ہو کسطرح سے آہ
ہم ایک ناتوان ضعیف اور غم ہزار

جیتی والی جو تھے سو ہوئی ہین فقیر
تن سے ظاہر رگین ہین جیسے لکیر
ہین معذب بغرض صغیر و کبیر
مکھیان سی اگدین ہزارون فقیر
ہنگیین ٹکڑا اگر ابر ابر ماش

شور مطلق نہین کسو سر مین
زور باقی نہ اسپ و اشتر مین
ہو کہہ کا فکر اقل و اکثر مین
خانہ جنگے سے امن لشکر مین
نہ کوئی رند ہے نہ کوئی اوباش

لعل خیمہ جو ہے سپہر اساس
پالین ہین رنڈیونکی اسکی پاس
ہے زنا و شراب ذکر و سواس
رعب کر لیجئے یہین سے قیاس
قصہ کوتہ رئیس ہے عیاش

جتنے ہین یان امیر بدستور
پھر بحسن سلوک سب مشہور
پہنچنا ان تلک بہت ہے دور
بات کہنے کا وان کسے مقدور
حاصل انسے نہ دل کو غیر خراش

چاہیے ہین مستعد کار
درس تلنگے جو ہون تو ہو دربار
ہین وضیع و شریف سارے خوار
لوٹے سے کچھ ہے گر مئے بازار
سو ہے قند سیاہ ہے یا ماش

بخشش دون جامہ تک جو ہو قدرت درس روپے دون گدا کو بی منت	اٹھوان آتی ہین خرچ یکساعت مقتضی ہووے کب مری ہمت

صاحبان کرم کی تئین شاباش

ہو جوان لوگونین گدا کا گذر دیر کے بعد یہ کہین ہل کر	سہم رہ جائین سب نہ دیکھین ادہر شاہ جی لے خدا سبہونکی خبر

سو بہی یہ بات ہے پس از کنگاش

یار ونکے جور کا بیان کیا ہے آشکارا ہے سب نشان کیا ہے	وہم مین انکے بہی جہان کیا ہے دیکہتے ہین کہین کہ یان کیا ہے

ایسے صحبت مین ہم نہوتی کاش

بس قلم اب بانکو اپنے سنبہال ہے کڈہب پینچ روسیہ کی چال	خوشنما کب ہے ایسے قال و مقال مصلحت ہے کہ رہیے ہو کے لال

فائدہ کیا جو راز کریے فاش

دستخطی فرد کا سنو احوال ایک مشفق کو تہا ادہر کا خیال	بیدماغی سی مین تو دی تہی ڈال مہربانی سے اُنکے کہوج نکال

شیخ جی گاڑہے سو عجائب مال

۴۹۷

لیکے میری تسلّے فرمائے — پھر تقر پاس اپنے رکھوائی
اور لگے کہنے رکیے استقلال

فرد نواب کو دکھاؤں گا — حال صاحب کا سب جتاؤں گا
ہے مقدر تو کر ہی لاؤں گا — لیکے دفتر مین آپ جاؤں گا
آگے میرے کسے سخن کا مجال

قدر والا ہمارے ہی معلوم — خلق خادم ہے اور تو مخدوم
اس سعادت سے جو رہے محروم — ہے یقینی کہ وہ اُلاغ ہے شوم
حشر کو ہوگا مرکب دجال

تم ہی فاطمہ ہو ہم ہین غلام — ہے غلامی تمہاری اپنا کام
تمکو مسجود جانتے ہین انام — تم سبھونکے ہو پیشوا و امام
تمسے سبکو نجات کا ہے سوال

بارے رخصت کیا بصد اعزاز — اور کہا تم ہو خلق مین ممتاز
ہے تمنا کہ تمسے ہون دمساز — دل ہمارا ہو کاش محو نیاز
کریں تم پر نثار جان و مال

شیخ نے کر سلوک حد سے زیاد — قید اندوہ سے کیا آزاد

ایک مدت تھی آج کل پر بات ہو بہت شیخ کی غنیمت ذات		اتنو ہو صبح اب ہوی ہو رات جمع آدم مین اتنی کبہ ہین صفات
	مفتری و دروغ و محتال	
ایکدن مین کہا جو ہو مضطر ہنس کے بولی بہت تلطف کر		کیسے اس در سے جاؤن بہ کید ہر سر منڈاتے ہو تم بہی اس گہر پر
	آگے اوینگے جتنے ہونگے بال	
راتو نکی تئین مصیبتین گذرین کچہ نہ پوچہو جو حالتین گذرین		اور دنو نکو قیامتین گذرین باتون باتون مین مدتین گذرین
	وعدہ و چار دن نہ ماہ و سال	
پہر جو اوس فرد کا ہوا مذکور جانتا ہے تمہین کہ ہو مشہور		کہنے لاگے کہ نائب دستور پر کیسے ہے رکہو مجہے معذور
	جاری کرنا ہے اسکا امر محال	
آٹہہ آنے ہین شاہ پر بہاری آپ ہے تو یہ ہو گرفتاری		اوسکے لوگون نے کی ہو ابخواری فوج ہو گی تو قحط کی ماری
	کیون یہ جسبجا رہی ہین وان تہا کال	

یان نہین شہ کی گہر مین دراتا ہے		کبہو ہوتا ہے پینا کہا تا بہی
	ورنہ بہوکے رہے ہین بیٹھے نڈہال	
حال یہ ہے جو اسپہ ہو منظور		پہر بہی نواب سے کہرون مذکور
گاہ باشد کہ ہوا نہین مقدور		پر سماجت ہے اب خرد سے دور
	لطف کیا مین کہون وہی دیوین ٹال	
مین کہا بس بہت خراب ہوا		پردی مین وانسے بہی جواب ہوا
دل ہوا داغ جی کباب ہوا		باعث ہونا جو تہا شتاب ہوا
	کٹ رہیگا مرا ہے یہ جنجال	
دل سے اپنے بہی اب بہلا دیجے		فرد میری مجہے منگا دیجے
اس خیالات کو اڑا دیجے		بند چپڑ یا کسے چہڑا دیجے
	بس بجہایا بہت فریب کا جال	
ہنسکے بولے کہ فرد ہے حاضر		اور سمجہیے نہ محبوب ہے قاصر
جان کا ہون تمہاری مین ناظر		جمع فرماؤ خاطر عاطر
	اب نہین پہر یہ کام لونگا سنبہال	
تبہ سے ابتک وہ فرد لاتا ہون		گاہ بیگاہ انکے جاتا ہون

۵۰۰

فقر و فاقہ کی ہر طرف ہے دہوم — وہ تلنگے جہان ہین وان ہے ہجوم
لشکر اک ہے خرابہ مردم بوم — زندگی کدفی کی طرح معلوم

کہ رہے جون خدا ہی ہے آگاہ

قصہ کوتہ کہان نہ رو گذرا — کونسی شکل مین نہ ہو گذرا
آبرو رفتہ رفتہ کہو گذرا — یان گذرنا تہا ظلم جو گذرا

آسپہ جسکو ہو قصد بسم اللہ

پارسا ہین جو جوان پیر ہی کہتے ہین — جو ولایت رکہے ہین شاہ ولا کہتے ہین
سالک مسلک دل راہنما کہتے ہین — ایک مولا کہی ہین ایک خدا کہتے ہین

یا علی جو تجہی کہتے ہین بجا کہتے ہین

آفتاب فلک فخر و علی تو ہی تہا — چہرہ آرای زمین اور سما تو ہی تہا
جانشینے پیمبر کی سزا تو ہی تہا — قالب خاکی کے پردے مین خدا تو ہی تہا

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ہے ترے قدر سے بہ ختم رسل کون آگاہ — عبد الشان تہری صل علی تیری جاہ
زور سے تیری اٹہی کوہ ہسان پر کاہ — وہ ثبات اس قد و قامت پہ قدر ہے واللہ

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

عالم خاکی مین تہا مصلحتاً جلوہ نما	عرش اعظم سے ہوا تیرے ورنہ پیرو تیر جا
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
اے ترا مرتبہ بالاتر فہم و ادراک	ایک رتبے کی تئین پہنچے ترے جلوہ سی خاک
ہین تیرے شو تمین سرگشتہ شب و روز افلاک	پر کہان عالم خاک اور کہان عالم پاک
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
اے اسرار کا تو آپ ہی بھید پاتا ہے	ورنہ کن نے تجھی جون چاہیے پہچانا ہے
ایک فرقے نے تجھے روح قدس مانا ہے	ایک نے ذات مقدس تجھی کو جانا ہے
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
شان و شوکت تری کیا کر سکی عاجز تقریر	یعنی مداح ترا کیونکہ ہوا لکن ہی میر
زیب دیتی ہے تجھے کو شہی کل امیر	ہین فقیر و نکی تئین بخشش دی تاج و سریر
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
اے مرتفع نشین علی العرش استوا	و دعا ما سوائے خدا خویش مصطفی
تو تہا کہ تو نے دوش نبی پر قدم رکہا	بت توڑ توڑ شرک کی صورت دئی مٹا
لایا بزور عرب مین یکتائے خدا	
کہتے ہین تجھسے چشم کرم صاحب نظر	افضل ہوئی سبب سے تری خلقت بشر

زور آوری جہان میں تیری عیان ہوئے
کتنونکی جان سامنے تیرے سوان ہوئے

عرصے سے پہلوانون کی قدر عیان ہوئے
کتنونکی دور بیٹھے ہے خاطر نشان ہوئے

سیمسر تیرے کمان کی نہ کوئی اٹھا سکا

فرضاً ہوا غلام سے تیرے اگر بگاڑ
مارا نہ ایک دو ہی کو میدان میں پچھاڑ

دشمن بہاگی سامنے ہر ایک جون پہاڑ
جسکی کمر مین ہاتھ چلایا لیا اوکھاڑ

جسکی طرف کو آن جھکا پھر جھکا دیا

آیا دپٹ کے گھوڑے کو جسوقت بھیر بھیر
سرگرم رزم جب کہ ہوا کھہ کے گیر گیر

خرگوش تھی بھیڑ کی گویا جوان و پیر
اوسکی کمانکے ساتھ تھا پیغام مرگ تیر

تلوار اسکے ہاتھ مین تھا نائب قضا

بھتیرے کوہ و دشت کو بھاگے گذر ہی گئے
تھے بچے جوان ہوا ہٹ سے دب گئے

بھتیرے زخم تن پہ اٹھا جان بلب گئے
جوڑا ادہر سے تیر اودہر سہم سب گئے

چمکی ادہر سے تیغ اودہر سر جدا ہوا

ہے کون وادرس کہون درد سر کی بھیڑ
امید ہے کہ پہونچے ترے لطف کی نوید

جور فلک سے چہاتی مین سب گئی ہین چھید
کم بخت بھی پھرا نہ ترے در سے ناامید

از بسکہ وقف کرتے ہین دن طالع رسا

۵۰۳

تمام شد

مسدس در نعت سرور کائنات صلعم

جرم کی کهو شرمگینی یارسولؐ	اور خاطر کی حزینی یارسولؐ
کهینچون هون نقصان ونی یارسولؐ	تیری رحمت پر یقینی یارسولؐ

رحمة للعالمینی یارسولؐ
هم شفیع المذنبینی یارسولؐ

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت	ہے کرم سے تیری چشم مکرمت
مجرم عاجز ہون کر ٹک تقویت	تو ہر صاحب تجسس ہے پر مسلت

رحمة للعالمینی یارسولؐ
هم شفیع المذنبینی یارسولؐ

کیا سیه کاری نے منه کالا کیا	بات کرنے کا نهین کچه منه رہا
رحم کر خاک مذلت سے اوٹها	میری عفو جرم کی تخصیص کیا

رحمة للعالمینی یارسولؐ
هم شفیع المذنبینی یارسولؐ

اب ٹهہرتا ٹک نهین پای ثبات	دستگیری کر که پاؤن نهین نجات
جرم کیا ہین میری کتنی مشکلات	ہے کفایت ایک تیری التفات

رحمة للعالمینی یارسولؐ
هم شفیع المذنبینی یارسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ
ہیں دوبیدا تیری ثنا خوان ہم
لطف تیرا ارزاں و بخشش ام
رحیم اور مشفق رحیم

۵۰۴

رحمة للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

کچھ سبہی جو ہین واقف راز و نیاز	عام تجھہ انعام پر کر چشم باز
شعر یہ مشہور سب وہ دل گداز	پڑھتے تو چاہیے وہ عا بعد از نماز

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گمان	کہہ قرآن خوان میں تھو کہہ سحر خوان
وقت یکسان تو نہین ای دوستان	اب یہی ہے ہر زمان ورد زبان

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

مسدس

ذلہ خوار نعمتین تہہ روم تری صبح و شام	ریزہ چینی سے تری بادشہ چین کا قیام
حبشی ہندی و صفاہانی عرب والی تمام	ہین کہ تر دست مگر لیجیے کس کس کا نام

یا علی کیست کہ قسر منزہ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

۵۰۵

اہل عالم قسمت رزق مین ہین تجھ سے مدام
مائدہ طور پہ پہنچا تہا تری ہاتھ سے طعام
من و سلوی تہا فرستادہ کبھو بہر انام
قول عیسی بھی یہی تہا یہی موسی کا کلام
یا علی کیست کہ قسر منزہ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

[illegible]
یا علی کیست کہ قسر منزہ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

[illegible]

مسدس

[illegible]

ایک مدت ہوئی ہے ... ہوں دل تنگ

[illegible]

۵۰۶

نام حاتم کا خنک جیسے لطیفہ مشہور رنگ بزنگ طمع میں جل سے اس سے جو مغرور	معن زاید کا تری بزم میں زاید مذکور کیا خداوندی ہے اللہ خدائی مشکور

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

لطف ہے عام ترا سب تجھی سے پاتے ہیں شکر نعمت یہ نہیں تیرا بجا لاتے ہیں	تیری دولت ہے جو یہ شاہ و گدا کھاتے ہیں اس جہان سے یہی کہتے ہوئے جاتے ہیں

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

ارض میں اور سموات میں سب تیرا مال روز بہبود کا تجھ سے گرو میں خیال	جسکا گھر چاہے تو کردیوے ادوے مالامال اپنی خوبی کو زمین پہ ات کرے تجھ سے سوال

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

فی الحقیقت تری مہمان خلائق ہے سب ریکھتے ہی کی ہے گون تیری مروت کا دہب	تیری دروازے سے محروم کوئی آدمی ہے کب جاؤں ناکام اگر میں تو نہایت ہے عجب

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست

[illegible]

اسقدر تجہسی نہ لگ چلتی نہ آتی اس راہ
تو پری ہوتا تو گرتی نہ تری اور نگاہ

یہ فریبندہ سخن گوش نہ کرتی ہرگز
شب وصل دن اسطورہ نہ بہرتی ہرگز

خواہش گنج دہن دل یہ نہ دہرتی ہرگز
لعل جان بخش پہ یون تیری نہ مرتی ہرگز

اتفاقات سے ہوجاتی ملاقات تو خیر
دل تجرد پہ رکہا جب نہ کوئی یار نہ غیر

عشوہ و ناز و ادا سے کسو کو پہر کیا کام
ہو گیا یون تو کبہو ہو گیا آپسمین کلام

جی نہ بیچین رہا کرتا نہ دل بے آرام
بر رخ و زلف رکہن کاہیکو ہر صبح و شام

جنس اچہی تری پر گرمی بازار کہان
سر گران تو تو بہت ہو پہ خریدار کہان

تجہسے مہر و وفا دل کا لگانا تہا غلط
خط دیر قاصد کو تری اور جلانا تہا غلط

آپ کو حرف غلط رنگ مٹانا تہا غلط
آتش غم سی مری جی کا جلانا تہا غلط

اپنی نادانی سمجہی کہ تو کیا نسخہ ہی
آدمی بہی کسو دانا کا لکہا نسخہ ہی

غم نہیں تجہکو مری یاری وفاداری کا
نہ خیال آوی ہی بندگی گرفتاری کا

٥٠٧

[illegible]

حسن کا اسکا قمر دار کرونگا اسکو
منہ کو بین تیری بہت پیار کرونگا اسکو

فرش رہ دیدہ تمنا کی کرونگا واسطے
پلکون سے خار رہ خشک پاک کرونگا واسطے

جو کیا مجھسے جو مانوس تو مرزا ہو گا
پوشش تنگ کا مصروف وہ پیہا ہو گا
گلیم جامہ کا سو گزری کرم اسکا ہو گا
پیچ بندون کا بر دو دوش پہ پیچا ہو گا

پہر تو جیکو مین کرونگا کسی مہر بہ قربان
بس بگولا سا ہوا تیرے لئے سرگردان

راہ و منزل مین پہرونگا ایسے دست افشان
اسقدر مجھکو دماغ اب ہے کہان دل ہے کہان

کہ رہون بیخبر و بیخواب شبون کو روتا
کاش مشتاق تری منہ کا نہ اتنا ہوتا

اب تو جو کچہ ہو دل اوس ساتھہ لگا بیٹھونگا
ہاتھہ وا سوختہ ہو تجھسے لگا بیٹھونگا

اوسکے دروازے پہ درویش ہو جا بیٹھونگا
آؤن گا بہی تو تری پاس نہ آ بیٹھونگا

دور سے ایک نظر کر کے چلا جاؤن گا
سو بہی کتنے دنون پہر کا ہیکو مین آؤنگا

لاگ ہے جسسے تیری اوس سے کہون قیل و قال
ساری مجلس کی تئین اوسکی کرون واقف حال

دل نشین اوسکی کرون خوب طرح کہنہ مقال
بعد ازان ترک کرون کہا کی قسم تیرا خیال

پہر کبہو وہ ہم مین بہی گذرے نہ ملنا تیرا
جب تلک تب در پہ اوسیکی رہے ماتہا میرا

لگ چلون اوس سے صبا کی سی طرح شام و سحر
روے گلرنگ سے اسکے نہ اوٹھے میری نظر

اسکے پاؤن تلے کی خاک کرون کحل بصر
چلے اسکی لب شیرین سے رہین دیدہ تر

در ہمی حال کی اس گیسوے برہم سے رہی

[illegible]

چوٹ مجکو بھی غیرونکی ملاقات کی ہی
چھوڑی یہ تو تو پھر آزردگی کس بات کی ہی

جی تڑپتی گا مرا پھر نہ مری چھاتی جلی
شکوہ نا کی سر زبان منہ میں و نہار ہلی
دل نہ سینے میں مرے شام و سحر کوئی ملی
آئی ہی جلنی کہین پھر ہو لگا میرے گلی

زور سی بازو پہ اپنے ترے سر کو رکہا
دست گستاخ پہ لے تیری کمر کو رکہا

بس ہوس کیشوں سے مل مل کے تو بدنام ہوا
کاسہ لیسوں نگہہ مرتکب جام ہوا
بسکہ راتوں کو رہا شہرۂ ایام ہوا
شوخ و شلتاقی دربدر صبح ہی شام ہوا

طور پر میری معیشت کوئی دن اچھی ہی
ایسے بدکارے صحبت کوئی دن اچھی ہی

آیا گر غیر کو ملنے کی قسم کہاتا ہے
ذوق ویسا ہی پر اوسکا تو اوسی بہاتا ہے
میرے ہی حرف درشتانہ سی شرماتا ہے
دلکو داسوز سی منہ پر یہ سخن لاتا ہے

ورنہ مشتاق ہی سوچی سے جگر خستہ ترا
کشتہ و مردہ ترا رفتہ و دل بستہ ترا

مسدس

طبع مین تری نفرت تہا مین حد سے زیادہ
مطلقا تجھسے نہ مربوط تہے ارباب عناد
گاہ بیکو رہتے تہے کوچی مین تری شور و فساد
طور پہ اپنے نہ ترے پاس ہم آجاتے تہے
حسب خواہش تجھے ہر شام و سحر پاتے تہے

	تاکہ وان نالہ و فریاد کیا کرتے ہم اک طرف بیٹھہ تجھے یاد کیا کرتے ہم	

کب تلک ہاتہہ سے خوبان نہ جفاکار رہین تم کہو کب تئین یہ داد وفاداری دین	اس وفادار کی بدلی یہ ہمین خواری دین عشق بیجرم جو کچہہ ہو تو گنہگاری دین

	قصد فریاد ہے گر یار تلک انصاف کرین پہر دی گو سنگ کدورت سے ہمین صاف کرین	

ست بر سر خاک پہ عشاق کی ہم کیا کم تہے موج سیلاب پہ آنسو کی گئے عالم سے	حرف دریوزہ ہی یہ دیدہ ہی جاری یم سے یعنی اے ابر کسی عہد مین ہم بہی ہم سے

	عزم گرونیکا آبادی سی گر اٹہتے تہے بیٹہہ کر دشت مین طوفان ہی کر اٹہتے تہے	

کون تہا یان کہ مجہے دیکہہ ندامت کہی میر صد سال خدا تجھکو سلامت رکہے	یا مری سر پہ نصیحت سے قیامت کہی تو سنو وہ نہ مجہے کر کی ملامت رکہی

	ورنہ ابتک تو مری خاک بہی ہو جاتی ہوا لیگئی ہوتی تبرک کی طرح باد صبا	

مسدس

تنگ پوشی سے نہ محظوظ تمہین پاتی تہی
مسکی چولی سے کبہو در پہ نہ تم آتی تہے

تنگ جامی جو سے جاتی تو گہبراتی تہے
لٹپے دامن سے الٹ گہری مین پہر جاتی تہے

یا تو اب کنہی بیٹہی موندہی جسپر رہتی ہین
باہر اندر ہو کہین بند کسے رہتے ہین

شوق زینت سے تمہارے نہ رعنائی سے
اٹہو سو بار کمر بند ہتہی ہے اکلائی سے

دل آتنا تہا لگا خوبی و مرزائی سے
دیکہتے رہتے ہو ترکیب ہے خود رائی سے

رو سیہ آئینہ سے تمکو فراغت ہی نہین
سرمہ تیرہ درون سے کہین فرصت ہی نہین

شانہ اب ہاتہہ مین ہے زلف بنا کرتی ہے
پاس سرمے کی سلائی ہی رہا کرتی ہے

مسی دانتو مین کئی بار لگا کرتی ہے
آنکہہ رعنائی پہ اپنی ہی پڑا کرتی ہے

جان آنکہو مین کسیکے ہو نظر تمکو نہین
غش کہری کوئی ستمدیدہ خبر تمکو نہین

کب گلی کو چہ مین پہرتی تہو لیے تم تلوار
ساتہہ خونخوار نہ پہرتی تہو نہ تم تہی خونخوار

پر تلا کا ہیکو رہتا تہا گلی کا یون ہار
دم مین لاحق کسی یون جان نرکہتی تہی بار

مائیہ فتنہ و پرخاش ہوئی ہو اب تو

511

مسدس

[illegible]

چہیڑی گالی دیکے اشارت کریکہ چشمک بازکر عشوہ و غمزہ و انداز بہلا دے سارے	
زندگانی ہو تجہے ہاتہ سے اوسکے دشوار سہو تجہیں ہر آن میں وہ سے تجہے سو سو آزار	کوئی دن تو بہی پہر کر جان سے اپنی بیزار طنز و تعریض و کنائے کی رہی اک بوچہار
جا کے تک سامنے اسکے تو بہت تر آوے عرق شرم مین ڈوبا ہوا سب گہر آوے	
دل داسوختہ کو اپنے لئے جاتی ہین اپنی جا غیر کو ناچار رہے جاتی ہین	غصے سے خون جگر اپنا پئے جاتی ہین ایکی یون جاتی نہین عہد کئے جاتی ہین
آوے گا تو بہی منانے کو نہ آوینگے ہم جان سے جاوینگے پیمان ہی نباہوینگے ہم	
بازگشت ایکی کسو طرح نہین ہی منظور جانا نہانا تو سہر آئی کا میہان کیا مذکور	گو کہ در پیش ہمین آوے رہ دور از دور جی سے اپنے بہی گذر جائی پہ نپا مقدور
منہ اودہر کرکے نہ جس جاسے نہ اوٹہہ جانا قدر کہو دیوے ہے بہر بار کا آنا جانا	
میرا اعراض بہی لوگون نے کیا ہے آگے	دلگی واسوز سے بوہو بہی پہاہے آگے

[illegible]

ٹی تا ترکیب بنائی سے کہاں مہلت ہے شانہ و زلف کنگھی ریتی ہیں یہ صورت ہے	خوبی رعنائی سے کم تجکو بہت فرصت ہے چہرہ آرائی شب و روز ہی یہ صورت ہے

سرمے سے آنکھہ او ٹھاوے تو مرا رو دیکھو
آرسی چھوڑی تجھے ٹک تو ادہر تو دیکھے

ذوق رہتا تھا تجھی کا ہیکو خود آرائی کا اتنا دل بستہ تھا جامہ زیبائی کا	محو کس روز تجھے پاتی تے رعنائی کا کب کب آنچل رہا تھا ہاتھہ مین کلائی کا

سرخ سنجاف نہ لگتی تھی نہ ہوتی تھی جاک
خون سے عشق کی مار رنگی ہے یہ دامن تہا پاک

تنگ چولی کی نہ رہتا تھا کبھو اتنا گرد اتنے ہی پہر تو ڈھیلی ہو کمر اک بہی جو	ایسے او باشونکی تقلید مین کب تہی تنگ دو پاٹ دامن کی نہوتی تہی ترے ساتھہ کی سو

درزی کا نپا ہی کرے ٹھیک نہ جب تنگ سی لے
کاڑھ ہی نا کی مین سوئی کی گرہ ٹانکے ڈھیلے

کس گھڑی آنکے بیٹھے کہ لڑائی نہوئی اک بلا جی کی ہوئی تنگ قبائی نہوئی	خط بہی آیا یہ مرے تیرے صفائی نہوئی اپنی سج دیکھنے سے تجکو رہائی نہوئی

رک گئی دیکھتے وسں جا سے تری مونڈھے چیسی

٥١٢

مطلق احوال مرا تجکو نہو
دامن و جیب پہ یاد مین
شوق کو ہاتھہ شب و روز سرون پا ک

جی نہ نکلا اگر اسمین تو کڑا ہا کرے گا
مرثیہ اپنا کہیں بیٹھے کہا کرے گا

مسدس

جاتی ہے شب تاری گنتی ہی نکو ہے ترا ہون خراب
دل تڑپتا ہے جدا جی کو جدا ہے اضطراب
کب تلک اس خاک کرانمین چھون بگولا پیچ و تاب
ہر گھڑی تازہ تعب ہر دم نیا ہے اک عذاب
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرا جاتا ہون چشم خلق سے دے تک سنبھال
مرحمت ہر کرمت کر رنج سے مجھکو نکال
دیکھ یہ مت اس سے زیادہ خوار زار و خستہ حال
کب تلک محزون رہوں مین تا کجا کھینچوں ملال
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے اعجاز تیری خامۂ جادو شعار
وقت جب ہوتا ہے تنگ ہے قدرت پروردگار
تو وہی ہے ایک لیکن نام تیرے ہین ہزار
نام لی لی کر تری کہتا ہے ہر اک یون پکار
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

حرمت دین ہوتا ہون جب مین تنگی احوال سے
صفحہ صحن و درد کرتا ہے تراوش قال سے
لطف پر تیری چڑا دو کون اس جنجال سے
آتی ہے سر پر قیامت شامت اعمال سے
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب

یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

غالبا سوچ ہم اب میر کو بھی برگ و ساز شام کہتا ہی یہی رکھ خاک پر روی نیاز	آبلہ یک بن گیا ہی جابجا تن ہو گر گداز صبح پڑھتا ہی یہی جا بجا دعا بعد از نماز

یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

مسدس در منقبت

درویش جو ہین مقصد دلخواہ کہین ہین اک واقف اسرار دل آگاہ کہین ہین	سالک جو ہین رہبر راہ کہین ہین اک چرخ حقیقت کا تجھے ماہ کہین ہین

کیا ہم ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

مذکور کہین نام ترا کام روا ہے ہر ایک نے کچھ یہ حسب خود اپنی کہا ہے	مشہور لقب ایک جگہہ راہنما ہے سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت مین تو کیا ہے

کیا ہم ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

[illegible]

۵۱۵
کلیات [illegible]

آدم کی انابت تھی شب و روز ہی اور
قابل ہین ترے سجدے [illegible] ملک نام ترا تسبیح پہ کر شور
اللہ ری تری شوکت و حشمت ترا زور
کیا ہم ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

ہستی مین ترا جلوہ ترا شور عدم مین
ترا ہی تصرف ہے حدوث اور قدم مین
ہونا [illegible] ترا [illegible] کا جو حرم مین
یونس کی [illegible] تھی ماہی کے شکم مین
کیا ہم ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

[illegible] صراحی تھی داود کا الحان
[illegible] کا نوح کا طوفان
جان [illegible] عیسی [illegible] پنہان
[illegible] معجزہ موسی [illegible]
کیا ہم ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین
کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
تخت ہین آرزو در تری قدرت کو نشان
ای وصف ترا اوج امکان کے بام
کیا تری صفت آئے کیا بجز اعتذار
الرحیم پریشان دل و آوارہ و معتقد
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

مثلث

ملہ یہ بھی رکھو سن تم ای ارباب تعلق
اوقات خوش آن بود کہ اسباب تعلق
آزردہ دل [illegible] شتم تم دگرگون داشت
یہی لکھون مین عاشق و معشوق کا راز دنیا
ناقہ را میراند لیلی سوی خلوت گاہ ناز
ساربان در رہ حدی میخواند و مجنون میگریست

یعقوب کا تھا کلبۂ احزان مین تو غمخوار
رحمت کا فرشتہ ہو تری لطف نے پر یار

یوسف کا ملک ہو کی ہوا چہ مین مددگار
کی آتش نمرود براہیم پہ گلزار

کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

اظہار ہی انگشت سے دروازۂ خیبر
کیا ہاتھ تھا جس سے کہ گیا جان سے عنتر

چھپا ہی کس انداز سے گہوارہ مین اژدر
ظاہر ہو کہ پنہان تھا وہی ظاہر وہی مظہر

کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

ثانی ترا پایا نہین تسلیم و رضا مین
مشہور سخاوت ہی تری شاہ و گدا مین

ایوب سے ہو صبر ترا سانہ بلا مین
اتین خود کی تیغین بخش دیا راہ خدا مین

کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

ای وہ کہ تو ہی جان جہان سارا ہے قالب
اک پل مین روا کر دی تو ان سب کی مطالب

در پر تری آ کھڑے ہون تری سیکڑون طالب
ہم عاجز و عاجز ہین تو ہی غالب و غالب

کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین

۵۱۶

[illegible]

اے دل [illegible] لطف تو بدل [illegible]

[illegible]

هر کسی چیزی بیادت در گلستان می‌کشد

آئی تھی ملاقات کی راہ اسکی وہ اسود
تا چشم کنم باز شب وصل سحر بود

عمر گذران بر سر انصاف نیاید

جہان سے آئی کہاں ہے تجکو مجہسے سن
یکی بگو ز غریبان شہر سیری کن

ببین که نقش بلاها چه باطل افتاده است

اگرچہ اب دم آخر ہے لیکن ای غمخوار
بجز نه بود هم آئینه پیش من مگذار

جدا ز یار بخود روبرو شدن ستم است

سے بہی جو کوئی یان سو نہین کی ہر وہ ماتم
نیک و بد عالم همه عنقا صفتا نشد

یعنی خبر از هر که گرفتم خبری بود

تمام شد مثلث میر

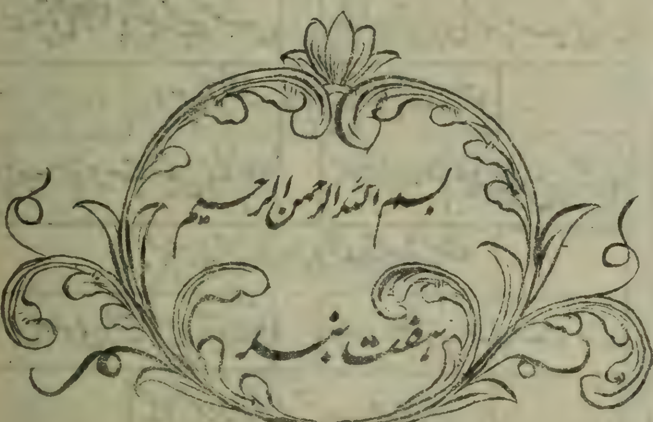
چشم و چراغ بزم ایمان تیرہ [illegible] مومنان
زینت بطحا و یثرب رونق اسلام و دین
مظہر صد ہا عجائب مصدر لطف و کرم
زیب منبر جانشین رحمۃ للعالمین
مقصود دل آشفتہ حالان مرجع عاشقان
آرزوی اہل عرفان مطلب اہل الیقین
وارث دین داور عادل شفیع روز جزا
حافظ عرش بریں و حامی شرع متین
مالک ملک ولایت حاکم عالم پسند
بادشاہ صاحب استقلال امیر المومنین
عہدہ تیرا عدل ہے سب ملک تیرا ہے سرور
محرم و انزو بگیں ہون منقبت ہو ناظر وز

بند دوم

اے مری سرمایۂ دنیا و عقبیٰ لطف کر
اک مرے مولیٰ مرے صاحب دہر ہی کر نظر
لطف تیرا مس کو میری کیمیا سازی کرے
مکرمت [illegible] خاکی ہو جاتی ہے سیم و زر

۵۱۸

[illegible]



السلام اے رازدار داور جان آفرین
ذات تیری جون خدا کی ذات ہے واجب الاحترام (؟)
یہ شرافت یہ سیادت یہ تقدس یہ کمال
تو ولی ہے تو وصی ہے تو علی ہے تو وہی
کیا تعقل کیا تحمل کیا تبختر کیا وقار
سید برحق شریف النفس فخر روزگار

السلام اے والی امکان کے حاکم مسند نشین
بے شریک و بے عدیل و بے نظیر و بے قرین
یہ تنزہ یہ تعلی یہ تفوق ہے کہیں
جس سے بالاتر تصور کیجئے تو کچھ نہیں
طفل مکتب درس گہ کا تیری عقل اولین
باعث عز سپہر و موجب فخر زمین

[illegible]

بند چہارم

بار اپنی ہر گران ہی اور مین ہون ناتوان
بی نسیم فیض تیری اس چمن مین ہین کہان

بند سوم

ای شہ خوبی نسب والا حسب عالی تبار	جملہ تن عزت سراپا وقر و یکسر اعتبار
الله الله بازو و قدر و قدرت دیدنی	زیب بخشی کی جای حشمت سیر قابل اقتدار
قدس کی باشندگان کا ناز تیری ذات تک	نوع انسان کا تمامی تیری اوپر افتخار
قلع خیبر کی اکھڑ کر کھینچا خورشید کا	ہین فسانی زور کی تیری جہان مین یادگار
جہلکہ گئی گردن کشون کی سر جہان مینے کہا	لافتا الا علی لاسیف الا ذوالفقار
تو کو جاروب تہو میدان کین کی تیری تیغ	جسکے ذکر نی خس و خاشاک کی گرد و غبار
تو نی چہیڑا ہی اگر مرکب کو اپنی کہیکے بان	تو ہوا ہی اوس روش اوس باد پیما کا گذار
جون کوئی بجلی چمک جاتی ہی گاہی پیش چشم	پہر کہان پر آنکہہ کی رہ جاتی ہین حیران کار
گوشہ محراب مین راتو نکو تہین رونی سی کام	روز میدان سایہ شمشیر مین ہستا شعار
کیا چہپی ہی کچہہ یہ شخصیت جو مین ظاہر کرون	ہر تری اوصاف سی ہین قریہ و شہر و دیار
ہی گہر بخشی سی تیری ابر نیسان یکطرف	ہی کف ہمت کی آگی تیرے ہر دریا یک کنار
مہربان ہو یک نظر اس چشم نم کی اور دیکہہ	دیکہہ مت میری طرف اپنی کرم کی اور دیکہہ

لطف کر پایان ہی تیرا سایہ گستر خلق کا
ایک عالم بخش ہی تو ذرہ پرور آفتاب

بند پنجم

زور ایسا کاہیکو بالقوہ انسان ہے — ہمیزہ ہو تو ملا یوں زمین و آسمان

گرچہ عالم دیدہ حضرت خضر بھی ہین آدمی — پر نہین ہی انکو مطلق یانکی صحبت کا بیان

تجھہ پہ ظل اللہ کا اطلاق شاہا راست ہے — چتر ہی خورشید تیرا چرخ تیرا سائبان

شیر ہو تا تیرا کیا سمجھے بالخفش ہر شیخ — آفتاب ہی مین سدا رہتا ہی پایان بہ بیابان

ہین طلسمات جہانکی سب عیان ہین تجھہ پہ باز — حاصل کون و مکان تو ہی واقف راز نہان

نور سے تو ماہ کامل قدر سے چرخ برین — حلم تیرا کوہ تیرا علم بحر بیکران

کیا تسلط کیا تحمل کیا تمول کیا شکوہ — تو جہان ہو ایک وان گویا کہ ہین تو ہی جہان

یہ طرح پاتی ہین تجھہ مین سب رسول اللہ کی
شبہ ہی نام خدا تو اب رسول اللہ کی

بند ششم

ای چراغ جملہ نور خاندان مصطفیٰ — ای مرے والی مری معبود ہم نام خدا

ہی تو تو مخلوق لیکن عقل مین آتا نہین — دیکھکر اندیشہ تجھکو عرش پر جاتا رہا

تو جہان ہی اوس جگہہ کیا آسمانکی قدر ہے — قدر تیری ہی جہان وان گفتگو کو قدر کیا

گاہ احمد گہہ احد گاہی علی پایا تجھے — ہر زمانہ مین ہر مکان مین شان تھی تیری جدا

فرط عشق اپنی ہی کیا حرف سخن الکلام جان — تو ہماری آرزو ہی تو ہمارا مدعا

بند ہفتم

۵۲۰

توخریداری کرے تنک بہی تو قیمت ہو دو چند | یعنی ہو یہ جنس کا سب مین قبول خاص و عام

سو خدا ناکردہ پہچھے نہین کرتا حقیر
آرزو ہوتی نہین ہے غیب اے ایمان میر

قصیدہ در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

ہوا کئی ہین بس شکوہ فلک تحریر | سیہ ہے کاغذ مشقی کی رنگ لوح ضمیر
کرون نہ شکر جفاہای آسمان کیونکر | مری خرابی مین ان نے کبہو نہ کی تقصیر
دیا ہزارون کو دستان نے خانہ ساز ایکا | دل شکستہ کو میری کیا نہ ایک تعمیر
جو مین نے چاہا کہ جلد اپنا کام کر لے تمام | تو روسیاہ نے اوس کام مین بہی کی تاخیر
سبا تہا چشم طمع کو مین اک سحرا سیر | سو جام خون دیا ان نے جای کاسہ شیر
دماغ رفتہ شگفتن سے آشنا نہوا | کہ اس چمن مین رکہا ان نے غنچہ سان دلگیر
در قبول سے نا امید پہونچی میری دعا | پہرا یا عرش سے نالیکو میری بی تاثیر
نہ دیکہا صفحہ عالم کو مین کہ ان نے رکہا | ہمیشہ اپنا ہے حیران کار جون تصویر
برای یک لب نان جبہہ ضعیف کو ان نے | ہلال وار کیا سارے شہر مین تشہیر
فلک کی شکوہ مین تہا مین کہ ہمنشین بولا | کہ ای جوان ستم کشتہ سپہر پیر
غزل نہ لطف کی اک تو نے میر صاحب کے | سنی نہ ہمنے کوئی آشنا نہ سوز صفیر

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع سوم

[illegible]

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان — تری جلال کو کن لفظون مین کرون تعبیر

زہی یہ حشمت و جاہ و جلال و قدرت و نور — کہ تیری حکم کی آگی ہی سہل امر خطیر

تری محرر دفتر کا ہی سدا محتاج — جہانمین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر

زہی علو مراتب کہ در پہ باز نیاسکی — ہزار بار اگر چرخ مارے چرخ اثیر

شریک مشورۂ کارخانۂ عالم — کیا ہی تجھکو قضا و قدر مین تیری مشیر

رہا نہو صبح کا گر مرکب ظفر پیکر — تو تا بشام کری روم و شام تک تسخیر

کف سخا کی تری ریزش کرم کی حضور — کیا ہی قطرہ زنان شرم گین ہوا بر مطیر

ہم کو تیری بیان کیا کرون ای ممدوح — ہوئی ہین خلق تری بخششی کو تاج و سریر

کرون مین عرض سو کیا ہفت گنج خسرو کو — کہ تیری بخشش دیکر نہین ہین عشر عشیر

لکہون سو کیا تری خدام کی سخاوت کو — نیاوی وقت و ہش رتبۂ قلیل و کثیر

ثبات حرف کو تیری قلم کی کیا لکہیے — کہی تو خامۂ فولاد سے کیا تحریر

برات روزی کسو کی شرف کو دستخط کی — پہونچتی ہی تو نہین مشتعی جون خط تقدیر

نہین ہی شہر مین نام و نشان منہیات — رہی ہی نی کوئی جنگل مین سو ہوا ہے حصیر

مزاج رفع پہ بدعت کی ہو تو نہ اوٹہی — صدا ہی نی کا تو کیا ذکر ہی قلم کی صریر

نسق کو کام تو فرماوی ایک آن اگر — تو پہر زمانہ قیامت تلک نپاوی تغیر

قطعہ در تعریف اسپ وزیر زمان

آصف دوران نواب آصف الدولہ بہادر

وزیر زمان نے لیا ایک اسپ
نظر پوست سے اوسکی آتا ہی خون
اڑا جو اگر اوسے بار ہا سپہر کے
گردون اوسکی کیا تیز گامی کی شرح
تک اک کسمسا وی جو راکب تو پہر
جہان باگ اُچک جا ہی محبوب کی
کرے عزم ابد کا ازل سے اگر
کہے اسکو گر چھیڑ لیکر کہان
کہ لیکے قدم گرد جو اوٹھہ سے چلے

کہ ہے رشک گلگون باد بہار
کیا جلد پر اوسکے گل کو نثار
نہ نکلا کبھو ابلق روزگار
ہرن اسپ شمشیر سے ہوشیار
نہین اوسکو رانو نہین ہرگز قرار
عنان دل اوسکی ہی پہر اختیار
وہ جان باز جو اسپ پہ ہووے سوار
تو یہ باد پیمان کرے یون گزار
نہ پہرتے تک اسکے وہ بیٹھے غبار

غرض اسپ ہی یا چھلاوا ہے میر
رہین پنج پیر ران اوسکی ایسے ہزار

قطعہ در تہنیت صحت

۵۲۳

قطعہ

ختم ہوئے یاں یہ مضامین بہت
دیکھے ہیں استادوں کے دیوان بہت
سب سے نرالی ہے یہ شیرین بیان
نسخہ ہے یہ جان سے زیادہ عزیز

میر کی تصنیف ہے نادر کلام
پر یہ ہے مقبول خواص و عوام
کرتے ہیں بس قند و شکر کا یہ کام
پیش نظر رکھتے ہیں سب صبح و شام

حق سے دعا ہے یہی اسکے لیے
ہووے یہ مقبول خواطر مدام

تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز مثنوی مسمی بشعلہ شوق

محبت ز ظلمت سو کاڑھا ہے نور ۔ نہوتی محبت نہوتا ظہور
محبت مسبب محبت سبب ۔ محبت سے آتی ہین کار عجب
محبت بن اس جا نہ آیا کوئی ۔ محبت سے خالی نپایا کوئی
محبت ہی اس کارخانے مین ہے ۔ محبت سو سب کچھ زمانے مین ہے
محبت سے کسکو ہوا ہو فراغ ۔ محبت نے کیا کیا کھائے ہین داغ
محبت اگر کار پرداز ہو ۔ دلون کی تئین سوز سے ساز ہو

ستم اس بلا کی ہی سہتے سب گئے
سب اس عشق کو عشق کہتے گئے

اسی آتش سی گرمی ہے خورشید مین
یہی ذرے کی جان نومید مین

اسی سے دل ماہ ہے داغدار
کتان کا جگر ہے سراسر فگار

نئے اسکے چرچے حکایت سنی
کہیں شکر گا ہے شکایت بنی

اسی سے قیامت ہے ہرجا بپا
اسی فتنہ گر کا ہے عالم مین شور

کوئی شہر ایسا نہ کیا کہ وان
ہوا اس سی آشوب محشر عیان

کہ اس عشق نے تازہ کاری نکی
کہان خون سی غازہ کاری نکی

زمانے مین ایسا نہین تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار

آغاز قصہ

عجب کام سینے بن اس سی ہوا
عجب اہل عالم کو جس سے ہوا

کہ وان اک جوان تھا پرسرام نام
خوش اندام و خوش قامت و خوش خرام

جوانی کی گلشن کا وہ آب و رنگ
گلستان پہ کام اوسکی خوبی سے تنگ

جدہر نکلے رنگین ادائی کے ساتھ
چلے جائین جی خوش نمائی کی ساتھ

کھلے بال جاتا تھا وہ سرو ناز
قدم بوس کو آتے عمر دراز

جدہر کو وہ تنگ گرم رفتار ہو
قیامت ادہر سے نمودار ہو

کوئی دل ستم کشتہ اک نگاہ — کوئی جان ہو ٹہون پہ موقوف آہ
کسو پر فسون گردش چشم کا — کسو پر غضب غمزہ و خشم کا
کوئی دست بر دل کوئی بیقرار — کوئی بیخبر کوئی بے اختیار
انہون مین سے اک عاشق زار تہا — اوس آفت کو اوس سے سروکار تہا
محبت مین تہا جذب کامل اوسے — مراد دل اپنی تہی حاصل اوسے
شب و روز ہم بستر کام دل — ہمیشہ ہم آغوش آرام دل
دم اسکے مین یان تلک تہی تاثیر تہی — کہ صحبت اس آتش سے درگیر تہی
بہم ربط چسپان بہم اختلاط — نہ کم ہوتی گرمی نہ کم اختلاط
مرے کوئی غمسے کوئی ہو ہلاک — وہ شعلہ اوسی خس سے رکہتا تپاک
کہان حسن مین تہا وفا کا یہ پاس — یہ سنیے کہ ہیگا خلاف قیاس
بہت سی بہت اسکا مالوف تہا — اوسیکی تسلی سے مصروف تہا
کہ ناگہہ وہ دلبر ہوا کدخدا — رہا اپنے عاشق سے چندے جدا
زن و شو مین اخلاص باہم ہوا — اوس آشفتہ سے رابطہ کم ہوا
نگاہین بہم دلمین کاوش کرین — سخن سے وفائین تراوش کرین
ہوا ربط چسپان بہم اسقدر — کہ دشوار اوٹہے ہیہ گر یک نظر

طرف اب مجکو معذور ناچار ہون محبت کا مین تو گرفتار ہون [illegible]

ایہ سنکر کہا اوس دل افگار نے / ستم کشتۂ دوری یار نے

کہ مجھکو نہین تیری باتین قبول / یہ مکر زنان ہے تو ان پر نہ بہول

وفا کسنے ان ناقصون مین سے کی / ہوا شوے کسکا کہ وہ پھر نہ جی

یہ ظاہر مین ہر چند ہون رشک ماہ / ولیکن ہین باطن مین مار سیاہ

خدا مکر سے انکے دی ہے خبر / نہین ان سی کوئی فریبندہ تر

جہان مین فریب انکا مشہور ہے / زبانون پہ مکر انکا مذکور ہے

بے امتحان عاقبت یک نفر / مقرر ہوا تا کہ جا اوسکے گھر

کے غرق دریا ہوا پر سرام / ہوئی زندگانی کی صبح اوسکی شام

گیا تہا نہانے کو وقت سحر / سو ڈوبا وہ خورشید روشن گہر

گیا موج دریا نے سرسے گذار / اٹھا طبع نازک سے اسکے غبار

وہ گیسو جو بکھرے تہے بالاے آب / سو اب موج دریا کو ہی پیچ و تاب

پہرین تہین جو وی انکھڑیان آب مین / سو وے گردشین اب ہین گرداب مین

تمنا مین تہی جسکے سب دل فگار / سو دریا کو اب ہی وہ بوس و کنار

نہ سمجہا وہ نا فہم اسرار عشق / نہ سوچا وہ ناتجربہ کار عشق

کہا غرق دریا ہوا پر سرام / ہوا کام اوس رشک مہ کا تمام

اٹھا مجنوں دو بلی جو بے حواس
گرا آکے اس پیکر مردہ پاس

لگا کہنے اے مایۂ زندگی
مجھے منہ سی تیرے ہے شرمندگی

کیا جلد رخت سفر تو نے بار
نہ میرا کیا آہ تک انتظار

نہ میری سنی کچھ نہ اپنی کہی
مرے تیرے دونوں کی جی میں رہی

زمین پر سے آخر اٹھایا اسے
لب آب جا کر جلایا اسے

جب آگ اوسکے پیکر پہ سب چھا گئی
محبت عجب داغ دکھلا گئی

یہ سرگرم فریاد و زاری ہوا
لیا اوسکی انگوٹھی کا نگ

جگر غم میں یک لخت خون ہو گیا
رکا دل کہ آخر جنون ہو گیا

گئے ہوش و صبر اسکے یکبارگی
طبیعت میں آئی کہ آوارگی

سراسیمگی سے بگولا ہوا
پھرے اس طرح جیسے بھولا ہوا

نہ جینے کو تسلی نہ دلکو قرار
کف غم میں سر رشتۂ اختیار

کبھو یاد کر اوسکو نالان رہے
کبھو ٹک جو بھولے تو حیران رہے

کبھو یان کبھو وان بحال خراب
وہی بیقراری وہی اضطراب

رہے گھر تو آشوبگہ وہ گلے
چمن میں جو لیجائیں تو بیکلے

کبھو متصل ہو نہ پر آہ سرد
کبھو دست بر دل کہ دلمیں ہے درد

تو جاتا نہیں شب کو جس روز سے
معیشت کی انزوہ جان سوز سے
نہیں طاقت صبر ہمکو تنک
بہت دیر ملتا ہے نان و نمک
وہ بولا کہ میں بھی پریشان ہون
بہت تنگدستی سے حیران ہون
کہوں کیا کہ روز سے شام کو

گیا وہ یہ کہکر سوے آسمان
رہی ہے مجھی رات دن خوف جان

سنا حال شعلہ کا صیاد سے
دھوان ایک اٹھا جان ناشاد سے

ہوا شعلۂ شوق دل سے بلند
رہا لوٹتا آگ مین جون سپند

گئی رات جون تون ہوئی صبح جب
زیادہ ہوئی عشق کی تاب و تب

محبت نے کی اشتعالک کہ وہ
سراسیمہ آیا چلا اس جگہہ

جہان سے اٹھی تھی یہ آتش سلگ
پہر اوسکے جگر کو لگی گہر کو لگ

تبسم کنان وان یہ ان نے کہا
کہ کلفت مین غم کی بہت مین رہا

چلو سیر کشتی کو ہنگام شب
لب آب خالی کرین دلکو سب

ہوا سو ہوا یون نہین تقدیر تھی
جہان سوز الفت کی تاثیر تھی

نہوتے جو دلگیر یان متصل
نہوتی یہ آتش کبہو مشتعل

گیان عقل کی اون نی باتین جو وان
وہ عاشق جو تہا درپے امتحان

لگا کہنے یہ آرزو تھی مجھے
کہ اک روز ہشیار دیکہون تجہے

سو یہ دن خدا نے دکھایا مجھے
سخن تیرے منہ کا سنایا مجھے

ندامت سے ہو تنگ شاہد ہین سب
گرفتار ہون مین بکال عجب

نہ خجلت سے رو ہے جو کچھ مین کہون
نہ قدرت اجل پر کہ مر بھی رہون

کہ ہوکر فروغ اک سوئے آسمان | اڑنے لگا جیسے آتش بجان
کوئی دم مین دریا پہ آیا فرود | ہوا نیزہ بالا سبھون کا نمود
لب آب وہ شعلۂ جان گداز | تڑپ کر بہت بازبان دراز
پکارا کہ ہان سے پرسرام تو | محبت کا ٹک دیکھہ انجام تو
کہ مین جملہ تن آتش تیز ہون | دل گرم سے شعلہ انگیز ہون
بھڑکتی ہے جب آگ دل کی مری | لب آب اترون ہون غم مین تری
اگر سوزش دل ہو کم آب سے | بچے جی مرا اس تپ و تاب سے
سو یہ آب رکھتا ہے روغن کا کام | کیا عشق نے آہ دشمن کا کام
یہ بیتاب سنکر ہوا بیقرار | سفینے سے اترا بصد اضطرار
ہوا ہمدم اس آتش انگیز سے | کہا او مری بلاے دل آویز سے
کہ مین ہون پرسرام خانہ خراب | مرا دل بھی اس آگ سے ہے کباب
مرے بھی جگر مین یہی سوز ہے | یہی جلجو جلنا شب و روز ہے
محبت تری برق خرمن ہوئی | تری دشمنی جی کی دشمن ہوئی
سخن مختصر کچھہ وہ شعلہ چلا | کچھہ اک اپنی جاگہہ سے یہ دل جلا
بہم گرم جوشی سے یک جا ہوئے | کہ گذری تھی مدت بھی تنہا ہوئے

خصوصاً وہ عاشق ہوا پر خجل ندامت ہوئی یہ جبے متصل
نہ تھا آگئی خجلت ہی سحر رو سے حرف ہوا دوسرا ماجرائے شگرف
تفکر کے دریا مین ڈوبا ہوا کنارے پہ بیٹھا تھا روتا ہوا
کہ پوچھین گی جو اوسکے واماندگان تو یہ واقعہ کیا کرون گا بیان
کہون کیونکی یکبار وہ جل گیا کفِ خاک ہو خاک مین مل گیا
کھنچے جرم کو بیگناہی مری ہوئی شہر مین روسیاہی مری
وہ شعلہ جلاتا مجھے کاشکے لیے ساتھ جاتا مجھے کاشکے

مقولہ شاعر

اگرچہ ہے یہ قصہ بھی حیرت فزا ولے میر یہ عشق ہے بد بلا
بہت جی جلائے ہین اس عشق نے بہت گھر لٹائے ہین اس عشق نے
فسانون سے اسکے لبالب ہے دہر جلائے ہین اس تند آتش نے شہر

محبت نہو کاش مخلوق کو
نچھوڑے یہ عاشق نہ معشوق کو

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دریاے عشق

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہہ اوسکی اک نئی ہے چال

دل مین جا کر کہین تو درد ہوا
کہین سینے مین آہ سرد ہوا

کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا
کہین سر مین جنون ہوکے رہا

کہین رونا ہوا ندامت کا
کہین ہنسنا ہوا جراحت کا

گہہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہہ تپنگا چراغ کا پایا

وان طپیدن ہوا جگر کے بیچ
یان تبسم ہے زخم تر کے بیچ

آرزو و تمنا امیدواروں کی | دردمندی جگر فگاروں کی

نمک زخم سینہ ریشاں ہے | نگہہ یاس مہر کیشاں ہے

حسرت آلودہ آہ تہا یہ کہین | شوق کی یک نگاہ تہا یہ کہین

کشش اسکی ہے ایک اعجوبا | ڈوبا عاشق تو یار بہی ڈوبا

کون محروم وصل یان سے گیا | کہ نہ یار اوسکا پہر جہان سے گیا

کام مین اپنے عشق یکا ہے | ہان یہ نیرنگ سا نہ یکا ہے

جسکو ہوا سکی التفات نصیب | ہے وہ مہمان چندروزہ غریب

ایسی تقریب ڈہونڈہ لاتا ہے | کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے

آغاز قصہ جانگداز

ایک جا اک جوان رعنا تہا | لالہ رخسار و سرو بالا تہا

عشق رکہتا تہا اسکی چہاتی گرم | دل وہ رکہتا تہا موم سی بہی نرم

شوق تہا اوسکو صورت خوش سے | انس رکہتا تہا وضع دلکش سے

تہا طرحدار آپ بہی لیکن | رہ نہ سکتا تہا اچہی صورت بن

کوئی ترکیب اگر نظر آتی | صورت حال اور ہو جاتی

دیکہتا گر وہ کوئی خوش پرکار | رہتا خمیازہ کش بے لیل و نہار

وہ تو رکھتی نہ تھی خیال اوسکا ۔ بیطرح ہووی گو کہ حال اوسکا
جھاڑ دامن کے تئین وہ مہ پارہ ۔ اوٹھ گئے سامنے سے یکبارہ
وہ گئے اوسکے سر بلا آئی ۔ خاک مین مل گئی وہ رعنائی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز ۔ رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک ۔ چاک کے پہلے پانو دامان تک
طبع نے اک جنون کیا پیدا ۔ اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش دل نے جی مین جاگہہ کی ۔ داغ نے آ جگر کو آتش دی
بستر خاک پر گرا وہ زار ۔ درد کا گھر ہوا دل بیمار
خاطر افگار خار خار ہوئی ۔ جان تمنا کش نگار ہوئی
اوسکے منہ پر پڑی جو اوسکی نگاہ ۔ ناامیدی کے ساتھ سر کی آہ
خو ہوئی نالۂ حزین کے ساتھ ۔ رابطہ آہ آتشین کے ساتھ
ہونٹھ سوکھے تو خون ناب ملا ۔ خواب و خور دونون کو جواب ملا
خلق اوسکی ہوئی تماشائی ۔ پر نہ وہ دیکھنے کبھو آئی
کچھ کہا گر کسو نے شفقت سے ۔ رو دیا اون نے ایک حسرت سے
جا کے اوسکے قریب جو بیٹھا ۔ قصد مرنے کا اونے کر بیٹھا

ایکدم آہ سرو بہر او ٹھنا — نالۂ گرم گاہ گاہ او ٹھنا

جی مین کہتا کہ آہ مشکل ہے — اسطرف یک نگاہ مشکل ہے

دوست کو میرے نام سے ہی ننگ — دشمنون سے ہے جی یہ عرصہ تنگ

چشم ترسے لہو بہا کرتا — صبح کر باد سے کہا کرتا

کاے نسیم سحر یہ اوس سی کہہ — مت تغافل کر او رعاقل رہ

اون بلاؤن مین کوئی کیونکی جیے — جان پر آبنی ہے تیرے سلیے

جان دون تیرے واسطے سو تو — آنکہہ اٹہا کر ادہر نہ دیکہے کبہو

رفتہ رفتہ ہوا ہون سودائی — دور پہونچی ہے میری رسوائی

نام کو بہی ترے لجانا آہ — تجہسے کیونکر سخن کی نکلے راہ

ناامیدانہ گر کرون ہون نگاہ — دیکہتا ہون ہزار روز سیاہ

سخت مشکل ہے سخت سے بیداد — ایک مین خون گرفتہ سو جلاد

کوئی مشفق نہین کہ ہووے شفیق — بیکسی بن نہین ہے کوئی رفیق

نالہ ہوتا ہے گہہ گہے دل جو — گریہ آنسو سے پونچہتا ہے کبہو

آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے — اب تو وہ بہی کمی سی کرتی ہے

چشم رکہتا ہے وصل کی یہ دل — جی ہے اس سے اسیر آب و گل

٥٣٦

شب مہتابی مین اوسکو کرکے سوار ساتھ دی ایک دایۂ غدار

پار دریا کے جلد رخصت کی اس طرح فکر رفع تہمت کی

گھر تہا ایک آشنا کا ندگاہ وان ہو روپوش تا یہ غیرت ماہ

ہووے جب اس بلا سے خاطر جمع نور افزاے خانہ ہو جون شمع

گھر سے باہر محافہ جب نکلا اس جوان پاس ہو کی تب نکلا

طپش دل سے ہو کے یہ آگاہ ہو لیا ساتھ اوسکے بھر کر آہ

وان کے رہنے سے اوسکو کام تہا وہ گلے اوسکا کچھ مقام تہا

جس سے جی کو کمال ہو الفت جس سے دلکی درست ہو نسبت

جنبش اوسکی پلک کو گردان ہو دلمین یان کاوش نمایان ہو

وان اگر ہو شکست کا سو باب یان رگ جان کو ہووے پیچ و تاب

وان اگر پاؤن مین لگے ہے خار دل کو یان سر نکالی ہے یکبار

یار کو درد چشم گر ہووے چشم عاشق لہو مین تر ہووے

چاک دامن ہین وان پئے زینت یان گریبان ہے چاک گل کی صفت

وان دہن تنگ یان ہے دلتنگی حسن اور عشق مین ہے یکرنگی

دست افشان دپاے کوبان یہ تہا محافہ کے ساتھ گرم رہ

٥٣٧

نازو خوبی نے دل ربا نہ تجھے | نہ ستم سے آشنا کیا نہ مجھے
اب تغافل نکر تلطف کر | حال پر میرے ٹک تاسف کر
گوش زد دایہ کی ہوئی یہ سخن | تھی وہ استاد کار حیلہ و فن
پاس اوسکو بلا تسلی کی | وعدۂ وصل سے تشفی دی
کہا اے ستم دیدۂ غم دوری | ہو چکا اب زمانہ مجبوری
زار نالے نکر شکیبا ہو | عشق کا راز تا نہ رسوا ہو
دل قوی رکھہ نہ جی کو کاہش دے | چل کوئی دم کو داد خواہش دے
سخت دل تنگ تھی یہ غیرت ماہ | قطع تجھ بن نہو سکے تھی راہ
گرچہ یہ حسن اتفاق سے ہے | اوسکی بھی جذب اشتیاق سے ہے
تری آنے سے دل کشادہ ہوا | رشتۂ دوستی زیادہ ہوا
بزم عشرت کرینگے باہم ساز | ہو جیو اب اپنے دوست کا دمساز
دیکر اسکو فریب ساتھ لیا | دل عاشق کو اپنے ہاتھ لیا
لیک درپردہ اون نے یہ ٹھانی | کہ مجھے اس سے خصمی جانی
یہ تو دل تفتۂ محبت تھا | سخت وارفتۂ محبت تھا
وقت نزدیک تھا جو آپہونچا | تا سر آب پا بپا پہونچا

بے خبر کار عشق کی تہ سے | جست کی اون نے اپنی جا گہ سے

تہا سفینے مین یا کہ دریا مین | موج زنجیر ہو گئی پا مین

کہنچ گیا قعر گو یہ گوہر ناب | تہی کشش عشق کی مگر تہ آب

کتنے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین | ڈوبی ایسے کوئی نکلتے ہین

ڈوبے جو یان کہین وہ جا نکلے | غرق دریائے عشق کیا نکلے

عشق نے آہ کہو دیا اوسکو | آخر آخر ڈبو دیا اوسکو

جب کہ دریا مین ڈوب کر وہ جوان | کہو گیا گوہر گرامی جان

دایہ حیلہ گر ہوئی دلشاد | وان سے کشتی چلی برنگ باد

خار خار دلی سے فارغ ہو | لیگئی پار اوس گل نو کو

یہ نہ سمجھے کہ عشق آفت ہے | فتنہ سازی مین اک قیامت ہے

خاک ہو کیون نہ عاشق بیدل | کام سے اپنے یہ نہین غافل

وصل جیتے نہو میسر اگر | لاوے معشوق کو یہ تربت پر

یان سے عاشق اگر گئے ناشاد | خاک خوبان بہی ان نے دی برباد

قصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ | آئی وہ رشک مہ زخود رفتہ

کہنے لاگی کہ اب تو اے دایہ | ہو گیا غرق وہ فرومایہ

جس کسو سے یہ پیار رکہتا ہے | عاقبت اسکو مار رکہتا ہے
جذب سے اپنے جب کری ہی کلام | عاشق مردہ سے بہی لے ہے کام
صبح گاہان وہ غیرت خورشید | اس جگہہ سے روان ہوئی نومید
پہونچے نصف النہار دریا پر | روئے بے اختیار دریا پر
حد سے افزون جو بیقرار ہوئے | دایہ کشتی مین لے سوار ہوئے
حرف زن یون ہوئے کہ ای دایہ | یان گرا تہا کہان وہ کم مایہ
موج سے تہا کدہر کو ہم آغوش | تہا تلاطم سے کسطرف ہدوش
تجہکو آیا نظر کہان آکر | پہر جو ڈوبا تو کس جگہہ جاکر
مجکو دیجو نشان اوس جا کا | مین بہی دیکہون خروش دریا کا
ہون مین ناآشنای سیر آب | ناشناسای موجہ و گرداب
لجہ کیا لطمہ کسکو کہتے ہین | گہر مین ہم نام سنتے رہتے ہین
ہین میسر کہان یہ سیر عبور | اتفاقی ہین اس طرح کی امور
نکہ مین گرچہ دایہ تہی کامل | لیک تہ سے سخن کی تہی غافل
یہ نسمجہی کہ ہے فریب عشق | ہے یہ مہ پارہ ناشکیب عشق
بیچ دریا کے جا کہا یہ حرف | یان ہوا تہا وہ ماجرای شگرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وامداروں سے سب نے کام لیا	آخر انکو اسیر دام کیا
نکلے باہر وے ہوئے نکلے	دونوں دست و بغل ہوئے نکلے
ربط چسپاں بہم ہویدا تھا	مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالیں	ایک کے لب سے ایک کو تسکیں
جو نظر ان کو آن کرتے تھے	ایک قالب گمان کرتے تھے
کیا لکھوں مل رہے تھے وصل وار	ہم دگر سے جدا ہوئے دشوار
کیوں نہ دشوار ہووے انکا فصل	جان دے دے ہوا ہے انکا وصل
حیرت کا عشق سے مردم	شکل تصویر آپ میں ہے گم

مقولہ شاعر

میر اب شاعری کو کر موقوف	عشق ہے ایک فتنۂ معروف
قدرت اپنے جہاں دکھاتا ہے	اسے جو تو کہے سو آتا ہے
کتنی وسعت تری بیاں نہیں ہے	کتنی طاقت تری زباں نہیں ہے

لب پہ ... خامشی بہتر
یاں سخن سے خامشی بہتر

تمام شد

۵۴۲

اگر تک بہی اُلکا تو مارا گیا — پہڑے سیکڑون پہاند چار اگیا
وگر سرکشی سے کی استاد کی — تو پیش آئی اک طرفہ افتادگی
پہاڑ ایک ہاتہی مقابل ہوا — بزور آمد و شد کا حامل ہوا
جتے دونون وے دیو میدان مین — اٹھا شور محشر بیابان مین
جہان دونون فیلون کے تو سر رگڑے — شتر مرغ سے وان نہ پر زنی
جو اس بار کہانی پہ اکڑا رہا — کئے روز رسون سے جکڑا رہا
رہے کسطرح پہٹ گیا تہا جگر — ہوا اور پہر مین لہو موت کر
وگر سرکشی سے نہ اپنے ہٹا — نہ میدان مین ٹک وہ ہانک گہٹا
اشارہ ہوا او سکے چو زنگ کا — سبہون کو ارادہ ہوا جنگ کا
بہر سینے لگا مینہ تیرونکا زور — ہوا فیل بلا ان کا جنگل مین شور
لگے پڑنے بجلے سے تیغ سیاہ — پریشان ہو جیسے ابر سیاہ
نہایت وہ ہاتہی ہوا لخت لخت — گرا یون کہ جون پارہ کوہ سخت
رکہا لاکے لشکر مین اشنا سے اُ — سر اسکا کٹا لاکے برج سیاہ
رہے تکتے اس دن عجب سب ہے ہے — سر فیل ہے یا سر شب ہے یہ
اگر دیو ہین سر گرانی کے ساتہ — نہ اس تیرگی و کلانی کے ساتہ

هوا حائل راه بحر عمیق — که هو وهم ساحل په چهلکے غریق

قریب آ کی اُتری په خائف تهی فوج — که بیڑول اٹهتی تهی هر ایک موج

مهیب اور آلوده خاک آب — بعینه پهٹی آنکهه تها هر حباب

غضب لجه خیز سے بلا جوش پر — تلاطم قیامت سے لیئے دوش پر

چلے بس تو کچه کوئی چاره کرے — مگر دیکهه هی کر کناره کرے

تزورو مین هر اک که هون کیونکر پار — کناره په سرگشته گرداب وار

روان آب ایسی روانی کے ساتهه — که جون رفتگی هو جوانی کے ساتهه

لگے پانو چلنے جهان شور تها — که کم آب مین بهی بڑا زور تها

تامل سے اقبال نواب دیکهه — توقف کیا پہلے تو آب دیکهه

پهر اس پار جا کر اشاره کیا — که لشکر نے دو هی مین گذارا کیا

شبا شب اُترنے لگے لشکری — نه خوش آب کا وه نه ویسی تری

وه سوتا جگاتا تها جس کا خطر — اٹها شور سے فوج کے چونک کر

نشه اسکے سر سے اُتر سا گیا — چڑهائی سی لشکر کے ڈر سا گیا

کچهه اک ناوین لے کچهه شجر کاٹ کر — شتابی سے دریا کتین پاٹ کر

اُترنے لگا لشکر بیکران — کران تا کران تها یه محشر عیان

٥٤٣

بازقدم رنجہ فرمودن آصف الدولہ بہادر روز دیگر برای شکار

چلا پھر بے نواب گردون شکار | اسد باؤ کے گھوڑے پہ ہو کر سوار
روانہ ہوئی فوج دریا مثال | نہنگون کی اب کھینچ جاوے گی کھال
گیا شور تا آسمان ابر مین | ہوئی گرد افواج گردون قرین
زمین ہوگئی جا بجا خوف و خطر | فلک کو لگے دیکھنے شیر نر
چھپڑ تا لسبکہ دریاے فوج گران | اتر نا تھیون کی گئین مستیان
دبے چپ لگا چلنے بھیڑون کے گیال | پریشان ہے گرگ بغل زن کا حال
پلنگون نے کہسار سے راہ لے | نہنگون نے دریا کے جا تہ لے
بحیرے ہوتے دام سے چھا گئے | کشف نیچے ڈہا لونکے گھبرا گئے
وریدسے پرندسے چرندی کہیے | گزندونکے منہ گرد نیچے ڈہیے
تلف جانورین جہانکے تہان | گوزن اور گور اور آہو کہان
رہے گور یک شاخ و یکسیغ غزال | تزلزل مین ہین کیا شجر کیا نہال
شغال اور روباہ و خرگوش سے | نہین بحث کچہ بیے ہین بہوش سے

محیط آگئیر ون سے تھے مرد کار ہوئے مالک الحزن چندین ہزار

بہت دام پانی کی جانب جھکے کھڑے رہ گئے رود کیا کیا کیے

تہتک سو نس گھڑیال رہ رہ گئے مگر مچھ نجانا کدہر بہ گئے

نہ قشقل نہ سلی نہ سرخاب ہے تمام انکے لوہو سے سرخ آب ہے

عجب روغن قاز ملتے تھے یار کہ قازون کو لیتے ہوا مین سے مار

منگاتے تھے بطخ کے چربہ ظریف سو وہ چربہ اب پھینکدین ہین حریف

ہوئی کتنے اقسام ماہی شکار نہ آوے قسم کہا وہی بن اعتبار

مگر مرگ ماہی تھے جالونکے پیچ کہ یون مچھلیان سب نکالین اُلیچ

نہ ارنب ہے جنگل مین نے سو سمار کوئی بدوہی کیا کہائے پر درو گا

کلنگونکی الٹی گئی صف کی صف ہوئی تیچ مین قرقری بہی تلف

نہ جیسے گئے سیزہ کہا کہا کی چیت بزہی ویسے ہے آئے کہتونین کہیت

بٹیر اور تیتر کا ہے کیا شمار کہ بازنہ آگئے جھڑسے کرتے شکار

ہوا زرد سبزک بہت دلمین ڈر ند مو ہوا گردسے شانہ سر

خطرناک تہا دشت کیا کیئے مور دبا یون پڑے جیسے دبتا ہے چور

نہ یارہا نہ نیلہ نہ چیتیں کوئی نبون مین جو دم تھے گیا جل کوئی

غزل

نہ پر تھا نہ پر زانہ بازو نہ پا | کنہون نے کبھی پوچھا نہ یون تہا یہ گیا
نہ زور ہی کو دیکھا نہ پایا کبود | نکالا ہی لوگون نے پانی سے دود
سپہ سے کے بلا ترکِ تازی ہی ہے | نہ سارہن کی وہ سرفرازی ہے
کماندار مردم سے چارا گیا | کسو کھیت پر مفت مارا گیا
نہ جو فیل وحشی کی مستی گئی | وہین ہٹ گیا اسکی ہستی گئی
سنا تو نکی نوکون پہ پڑ گیا | وہ کوہِ گران سنگ سب چھٹ گیا
بہت جا تو چھوڑ آگھر سے گئے | لگے دون بہت جل گئے مر گئے
اگر بن ہے گویا نباہی اسے | کرے قصد و انکا تو کیونکر کسے
مگر زور سے کچھ نکلتا ہے کام | بہت رنج کھینچے سے چلتا ہی گام
خریدار و ستارہ سر خار بن | زمین پر رکھو پا تو کانٹو نکو چن
کئے گام یون راہ چلنا پڑے | پھر اس وا ملگہ سے نکلنا پڑے
تو آگے بیابان پر خار ہے | کہین جھاڑ بوٹا کہین خار ہے
اگر اسمین پا نے نظر پڑ گیا | کنارے پہ اوسکی یہ چڑھ کد گیا
ہوا حال اپنا پریشان بہت | پھرے مضطرب اور حیران بہت
ترائی جو وانسے گذرنا ہوا | کہار و نکے سرچڑہ اترنا ہوا

قنات اور تنبو پر سب سے گئے — لوٹے سے جو کندے اتر سب گئے
بہرا پانی لشکر مین پہیلا ہوا — اگر فرش و بستر تہا تہیلا ہوا
ہوا سرو از بس ہوئے ایکبار — کلیجونکے ہو گئے تہے برچہو سے پار
پہرے باد سے لوگ منہ ڈہانپتے — جگر جہاتیون مین رہے کانپتے
رہا ایسی سردی مین کید ہر شکار — ہوئے لوگ خیمونکے اندر شکار
بہت پیر جب جی کو تجنے لگے — جوانونکے بہی دانت بجنے لگے
تہ میغ خورشید پنہان ہوا — ندیکیا مگر روے جانان ہوا
بہت اسپ اشتر موئی پانو پیٹ — نکالا انہین خیمہ گہ سے گسیٹ
غزل میرہان کوئی موزون کرو — تامل کرو دل جگر خون کرو

غزل

وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو — انداز یک نگاہ سے مارا ہزار کو
چلنا پڑے ہے رہ کہ قدم تیغ تیز پر — کس کس ہی سے کاٹین اس رہ مشکل گزار کو
اوٹہنے لگے ہے باد مین تو جان گزا ہے ہے — خجلت ہے اسکے زلف مین ہے تیر مار کو
سو بار منہ چڑہاتی ہو کچہ بولتی نہین — یہ بات کیا چڑہو ہو کہے اپنی یار کو
آتا نہین نظر کہ حصول امید ہو — کیا تمام تمام رکہیئے دل بیقرار کو

شغال اور خرگوش وہم روبہان — شکاری سگون نے کئی نوش جان

ہوا پر جو تھے مرغ پرواز مین — گرے سیکڑون ایک آواز مین

بہت جانور کہا گئے کر کباب — ہوئے آشیانے ہزارون خراب

جو اصل تہا کیا ہو کہون تہا کہین — کہ تعداد کشتون کی پاتے نہین

بہت مضطرب جہکتیون مین بہرے — سلامت نہ آخر گئے بر سرے

انہون ہی مین سیمرغ بہی تہا مگر — کہ پر مارتا ہے نہین کوہ پر

نہین مثل مرغ اور شتر مرغ اب — کہ بازون کے طعمون کے کام آئے سب

کسو بن مین تہے نیستان اور کانس — چلے راہ وان لے اٹکتے تہے سانس

برس مینہہ دو دن مین گہس بہی گیا — ولیکن ہے کہہ المطیفہ بیا

کہ اندہیر تہا جیسے ظاہر ہو دود — ہوے ہونٹہہ سردی سے سبکے کبود

بلا دہوم سے کوئی گہبرا پڑے — جنہین دیکہو وہی کانپتے ہین کہڑے

ہوا سیر وہو کر گئے جان مار — اٹہایا بڑا لطف سیر و شکار

دل اس دود تیرہ سے گہبرا گیا — کہین آگ دیکھے تو جی آگیا

یہی چال تہی ایک دو چار کوس — ہوا ٹہنڈی ٹہنڈی پڑی لی ہی بس

کسو کوہ کے پاس نکلے جو راہ — گئے کوہ کی تیغ تک کم نگاہ

نکلتا ہوا کھینچ کر یہ عذاب ۔ ملا پیشتر ایک تہ وار آب

روان تہا کسو کی طرف تند و تیز ۔ ہوا اسکے چلنے کی تہے بیش خیز

حباب اسکا چشمک زنان موج پر ۔ کہ یون گرم جاتی مین اہل نظر

طلبگار کرتے نہین سادگے ۔ تو جون گہر ایسے استادگے

کنارے پر اسکے اترنا ہوا ۔ دو بالا ہوئے تشنہ مرنا ہوا

سز کہتے تہے جون رند مفلس لباس ۔ نہ ان سے ہوا انہہ جامی کا پاس

غزل کہنے کی یہ بہی جا خوب ہے ۔ جو اچہی ہو موزون تو کیا خوب ہے

غزل

حیف اس شکار پیشہ کو ہمسے خبر نہین ۔ ہم ہین شکار خستہ ہمارے جگر نہین

ہم خاک منہ سے ملکے پہرے جیسے آرسے ۔ افسوس ہے کہ وہی دل یار اوہر نہین

آنکہین نکال اسکی قدم کے تلے رکہین ۔ تو بہی ہمارے حال پر اسکو نظر نہین

کیا کیجیے جو یہ نہ سمجھے انداز دام کا ۔ گلزار کے تو قابل پرواز پر نہین

نکلی پڑی ہے میان سے کاہیکو ہر گہڑی ۔ لاگ اسکی تیغ تیز کو ہمسے اگر نہین

سر رکہکے اسکے تیغ تلے مر چکو شتاب ۔ یا پانون پیٹ پیٹ کے مرنا ہنر نہین

آنکہین بچہین اسکی راہ پہ جون نقش پا ہزار ۔ پر میر اسکو کچہ سر سیر و سفر نہین

۵۴۹

قریب یک میدیا پہاڑی تہی وان | نکالے سے کم کم تھا آب روان
پہاڑی کہ تودا کہون خاک کا + | کہ انبار تہا خار و خاشاک کا
محاذی تہا اس کوہ کی ایک دشت | کہ دشوار تہا اسمین آدم کا گشت
ہوا ابر بہت اور پانی لگے + | قدم راہ چلتے ہوئی ڈگمگے +
چلے باد ہوا کہ موحش ہے شور | رکے پاؤن دامن کو کہینچے بزور
فقط خار بن کیا کپڑ پہاڑ تہا | کہ بوٹا بہی وان جہاڑ جہنکاڑ تہا
چلو ہے چلو ہے یہ چلتے نہین | کہ اشجار آگے سے ٹلتے نہین
نہ ٹوٹین نہ سرکین نہ کاٹی کٹین | مگر پیچہے پاؤن ہے رہرو ہٹین
کہین ہاتہی آیا ہے بڑ کا بچہ اونٹ | کہڑے لوگ پیچہ مین لو ہوئی گہونٹ
کہین بنگلے انقار سرگرم جنگ | کرے تنو پہ تل کا عرصہ ہے تنگ
قیامت نمودار ہر ہر قدم | چلے کوئی کیا رک گئے سر پہ قدم
کہین بیچ کی نکلے کہین جہک کے چلے | کہین مضطرب تہے کہین رک کے چلے
اسی طور منزل کو کر قطع راہ | پہنچتے رہی ہم بحال تباہ
شجر جمع تہے کچہ تہر کوہ سے + | فرود آیا اسجا یہ انبوہ سے
زمین اونچی نیچی خشونت بہت | اسی تہے وان کم سکونت بہت

غزل

۵۵۰

کہین بید کے برگ خنجر گذار — کہین پا نہر کہنے وین سر تیز غار
تنگ دو درختون کے ادہر ہوئے — نیستان پہرتی ہی پہرتی ہوئے
اگر بید آئے تو بن بید باف — نہ آئی نظر دور تک راہ صاف
اگر بانس تہے وان تو تہے دشت دشت — کہ دشوار تہا دو قدم کا بہی گشت
ہمین چار نالے اترنے پڑے — کنارے پہ دو دو گہڑی تہو کہڑے
رہا ہر قدم گرنے ہی کا خطر — چلے دو قدم راہ پائے اگر
بہت لوگ دشت قلم کو گئے — بہت اسپ و اشتر عدم کو گئے
لگے ہاتہہ فیلان کشتی کی راہ — دلے ڈر نہو فیل کوئی سیاہ
نہ ہاتہی ملا کوئی بارے نہ شیر — ہوئی خیر گوطے ہوئے راہ دیر
شجر سر کشیدہ بہت گیا کہون — جو دیکہون تو پگڑی سنبہالی رہون
چنار ان درختون کے تہے پائمال — سفیدار رکہتے تہے حکم نہال
اگر کوئی دریا چہ آتا ہے پیچ — تو لوگونکے روندنے سے ہوتا ہے کیچ
تل کوہ رفعت نمودار ہو — گیا آمد و شد مین ہموار ہو
کوئی گل زمین ایسے آئے نظر — کہ عالم نے اودہر لگائے نظر
کہین سبزہ تر سے جی جا لگے — کہین سرو سے پہولی دلونکو ٹہگے

غزل

ہوا خیمہ استادہ ایسی جگہ ٭ کہ آنی لگے دیر واسطے نگہ

روان دو طرف اسکے ایک آب کم ٭ کہ دل کا لیے جاوے سب رنگ غم

جہانتک نظر کیجے مد نظر ٭ ہوا موج زن کوہ سے تا کمر

نظر والونکے جی بہی ڈہلنے لگے ٭ گرفتہ دل اس جا سے کہلنے لگے

وہ پانی چلا واسطے دریا ہوا ٭ روان گرم تر سوے صحرا ہوا

بہا دامن کوہ مین سنگ پر ٭ کیا سنگریزون کو بے رنگ پر

کہ لوگ انکو ہاتہو نمین کہنے لگے ٭ جواہر کے رنگون پر گننے لگے

کرارون کا کیا عظم کیجے بیان ٭ برابر کہڑے تہے وہ کوہ گران

انہین مین سے تہی راہ اس آب کی ٭ وہین بہیڑ رہتے تہے اس جہاب کے

ہوئے دامن کوہ مین کچہہ مقام ٭ سفر کے ہے مدت ہو شاید تمام

کوئے روز گہائے کی بہی سیر ہے ٭ سہہون گے ہے معلوم بہر خیر ہے

جو اسمین کسو سیر کا دین نشان ٭ نظر آوے یا کوئے بیل وہان

تو اور ایک دو دن گے ہوتی ہے دیر ٭ وہ ہاتہی بند ہے لگے گا یا وہ شیر

شکار ایسا دیکہا ہے اس پار کا ٭ کہ جارہا ہوا دشت کہسار کا

کوئی دیکہے کب تک پہاڑ او جہاڑ ٭ ٹلے جاتی پہر سے کہین یہ پہاڑ

ہیں یہ کیا وہ جادوگر نہووے / کسو دشمن نے اوسکا منہ کیا بند
نہیں تھمتا ہے اب پلکوں سے رونا / نہبت خاشاک سے دریا رہا بند
ہمیں منظور ہر صورت میں ہے دید / کھلی ہو چشم جون آئینہ پا بند
نہیں کام آتی اتنی تیزگامی / سمند عمر ہوتا کاش جا بند
زبردستوں کی گشتے ہو گئی پاک / انکا لا عشق زور آوری کیا بند

یہی انداز بانداز ہے ہیں یہ ناز +
قیامت میر صاحب ہیں او ابند

شکار نامہ

مکرر ہے نواب کو قصد صید / بیابان پہنا ور اب ہونگے قید
روان بحر لشکر ہوا موج موج / گئی چشم خورشید تک گرد فوج
بکار و صحاری پہ ہے عرصہ تنگ / مگر یان سراسیمہ ہیں وان پلنگ
پہن بیٹھے ہیں شیر ببری لباس / کریں لوگ شاید فقیری کا پاس
چکارے ہرن دو تو اندیشہ مند / دلوں میں ہراس کمان و کمند +
کہیں گرگ وادی کو فکر گریز / نظر اید ہر اودہر گرسنے بھیر تیز
بنون میں ہے آشوب کوہ نہیں ڈر / بیابان وحشی سارے ہو گرم سفر

ہنبر ان عون عزار بیابان ...
کو نہ تو گ دریا سے اوسکے آگے ...
عجب ہے مہا سے نکلتی ہوا
کہسو بر سے ہے جون لپٹ سے چلتی ہوا
ہو انہر شیمان اعتدال
لو وہ نسے کی عارضی حال

[illegible]

نہین آتی کوہ شمالی کے پاس	شتر مرغ سیمرغ اس بس ہراس

غزل کہ کہے میر لطف ہوا

بیابان خوش آئندہ و خوش فضا

سبزہ ہی آبجو ہی فصل بہار ہی ہے	سرگرم جلوہ دیکھو پہلو مین یار ہی ہے
یہ تو نہین کہ ہم پر ہر دم ہی بیدماغی	آنکھین و کہاتی ہین تو چتونین پیار ہی ہے
گل ہمکنار ہوگا ہنس کر کبھو چمن مین	پر کم بغل ہی بلبل اوسکو قرار ہی ہے
ہون وعدہ گاہ مین تو پر مین ہی جانتا ہون	کچہ اضطراب جی ہے کچہ انتظار ہی ہے
جون موج ہم بغل ہون یا اوس کہ سے	دریا کی سیر ہی ہے بوس و کنار ہی ہے
ہم صبر لونسے کیا ہو بیدست و پا دعا گو	کہنے کو کہتے ہین تو کچہ اختیار ہی ہے
کون اس بہبوکے سامنے دیکھو تک بہی	شمع و چراغ و شعلہ برق و شرار ہی ہے
جانا مسلم آیا اس خاکدانسے کو پہر	مشکل گذر ہے رستا گرد و غبار ہی ہے

دل تنگ میر کیون ہے بہرہ و زیری کی تو

دریا فضا ہوا ہے سیر و شکار ہی ہے

اٹھا فوج مین سے یہ گرد و غبار	کہ منہ پر تہا خورشید آئینہ دار
فلک گھری سے تباہ ہوا انسانو	سماں شب کا ر کہتا تہا ملک تہو

[illegible]

بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر | بہت آئے لشکر مین ہو کر اسیر
لڑے ہاتہیون پر جو ہو کر شکار | ہوئین بو جہہ سے پشت فیلان فگار
کئے گم جو گیندے نے اپنے حواس | کہڑا ہو رہا آکے بہنیسون کے پاس
کہ بہنیس اسکو بہی جان کر لشکری | چلے جائین صرصر نمط سرسری
نہ چہوڑا ہے طیر ایک عصفور تک | نہ وحشے گئے اور لنگور تک
لگی جا کے شاہین دستور یون | پڑے بکریون مین کہین گرگ جون
کلنگ ایسے بازون سے آئے ستوہ | کہ کابل سے آگے گئے صید کر وہ
نہین قوچ سرزن نہ ایل و رنگ | ہوئے قید یا صید کیا بیدرنگ
غضب کر گئے جرے نواب کے | اڑا کہا گئے چیل سرخاب کے
نہ لگ لگ نہ تیتر رہا دشت مین | نہ غمخوار کر آیا نظر کشت مین
سبہون مین جو تہے تازہ سال رس | ہوئے صید یون جس پہ آیا ہوس
حواصل کو ہوتا اگر حوصلہ | تو گرتا نہ کہیتون مین ہو وہ دلہ
کہین سارے طاؤس مرتے گئے | ادہر لوگ افسوس کرتے رہے
کہین جی اوڑتے تہے زمین بعد مرگ | نہال اسکے خوش قد بسیار برگ
نہ بستی سے صحرا تلک سبز تہے | نظر جائے جس جا تلک سبز تہے

چلے ہر طرف اب جو آ کر تفنگ
نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ

لگی آگ جنگل مین چارا گیا
بن آئے نہ کچہ مفت مارا گیا

ہوا جیہرہ کوئی تو جون شیر سنگ
نہ شیری و دلیری نہ چہری یہ رنگ

لگی گولی پڑنے نہ پہر چل سکا
نہ جاگہ سے اٹہ سا نہ تک ہل سکا

چلے ہم جو بہر اج سے پیشتر
ہوئے صید دریا کے وان بیشتر

بہرے فرط ہی سے تو دریا شہر
کہے تو کہ سوتے گئے رود و نہر

کسے گولیونسے مگر بیشمار
رہے سو لس گہڑیال چندین ہزار

جو کچہ زخم پا پانی مین لیکر گئے
وہین بہہ کے نا سور مر گئے

لگا کہنے با خا سر اپنا جہکا
کہ پانی تو جالون سے سارا رکا

اگر جائے تہ کو وہ بس جائے
و گر گاڑتے ہین سر تو مینس جائے

عجب مخمصہ ہے بچے کیونکے جان
یہی موت ہے سوجہتی ہے ندان

جواب اسکا گہڑیال نے یون دیا
گہڑی ایک دو کا ہے قصہ رہا

پڑی سر پہ بجتی ہے فرصت نہین
پہر اسکو کہنچے نہین اب گیا کہین

تحمل ہو کچہ بہی تو تدبیر ہو
کرین کیا اگر یونہین تقدیر ہو

کوئی دشت یکدست نے زار تہا
رکہے وان قدم پانون افگار تہا

غزل

لطف سخن بھی پیری میں رہتا نہیں ہے میر
اب شعر ہم پڑھیں تو وہ شد و مد نہیں

کسو ایسے بن سے نکلنا ہوا | کہ کوسوں تلک دشت میں چلنا ہوا
کشیدہ قد اس بن کے سارے درخت | چمن کے سہی نو بادگان سبز بخت
برابر برابر کھڑے سر بسر | پھری دیر ادھر کو جا کر نظر
پری چل کہ آیا تراکم بہت | ہراس اسمیں جا کر ہوئی گم بہت
کہیں راہ نکلی تو چلتے پڑے | رہے پائل و پرتل بہت واں کھڑ کر
کہ شاخوں نے جھک ملائی تھی سر | بہت آگے جا جا کے آئے تھے پھر
وہی راہ درپیش و کثرت ہوئی | قیامت کے اوپر قیامت ہوئی
سروں پر ادھر توپ آئی چلی | پڑی تھی ادھر گو نہیں کھلبلی
کہیں اسپ و اشتر کہیں فیل مست | زمیں پر سر گام بالا و پست
گذر جسطرح اس طرح سے کیا | روندوں نے توں جگہ ہی ہلا
وہیں پیچ آیا میانا مرا | کوئی دیکھتا پیچ اٹھا نا مرا
سواری سے مجھکو ندامت ہوئی | کہ چاروں طرف سے ملامت ہوئی
لگے کہنے آیا فرنگی کہاں | کہ جو یانی کی رسم چھوڑی ہے یاں

کون وہ ایسا ظالم تہا استاد فن عیاری کا   اتنے سن مین جن نے تجہکو ایسے فریب سکہائے ہین

میر مقدس آدمی ہین تہے سمجہ بکٹ میخانے مین
صبح جو ہم بہی جا نکلے تو دیکہے کیا شرمائے ہین

کیا ایک نالی سے ہمنے گزر
گرے گاڑی چہکڑے پیادے سوار
گزارا جو فیلون کا پہلا ہوا
کمر تک لگی پہنسنے دلدل کے بیچ
پہنسے گاؤ و اشتر گرے بار خر
اگرچہ بانہی تہی وہ جر خام
نہ دیکہی تہی آگ کبہو یہ سمین
سلامت رہا اپنا اسباب سب
چلے وان سے آگے نہ بیلا ملا
عجب راہ پرخوف مشکل گزار
خطر شیر کا شور زنگاہ کا
کہ جائے زمین کچہ ہویدا نہ تہی

ہوئی قایم اس جا پہ جشر دگر
کہ مقصد تہا سب کا عبور یکبار
ملا خاک مین آب جہیلا ہوا
کہ نالے کا پانی تہا یکدست کیچ
ہوئے اسپ و اشتر بہی زیر و زبر
ہوئی ایک ریلے مین دونون تمام
ولیکن خدا نے اوتارا ہمین
رہے لوگ لشکر کے کرتے عجب
کیا ان نے ایک ایک کو دہ دلا
نہ ہوتی تہی معلوم ہاتہی سوار
عجب وان کے جانے کا غم راہ کا
کہین ایسی ہمین یک ڈنڈی پیدا نہ تہی

غزل

روتا ہوں میں کہ ہیچ بھی نسبت نہ ہو سکی
جو نقش روزگار کی صفحے سی محو ہو

جہاں پر مرے دل پہ یہ غم عشق چھا گیا
ہستی مری کہ ہیچ تھی میں منفعل رہا

صورت نہ پھر پہر نہیں ہوتا مٹا گیا
اس شرم سی ندان زمین میں سما گیا

داغ دل خراب شہونکو جلے ہے میر
عشق اس خرابی میں بھی چراغ اک جلا گیا

چلے صبح کو دامن کوہ کو
تماشا کنان فوج وانبوہ کو

درختو میں چلنا تو دشوار تھا
دلی راستہ بھی قدم دار تھا

گذارا ہوا یو نہیں اک دہ کو بس
چھلے یہ ہنگامہ آرا تھی اوس

نیستا نیں چھپتا تہا گھوڑی سوار
اگر ہو تو وان شیر کا ہو شکار

نہ ہتی تھی سو شیر شرزہ بھی وان
نہ ہاتھی کی پاؤن کا پایا نشان

چھلے سے کیلے کا جنگل ملا
پھر اگر دہ میں یہ جو جنگل ملا

عجب کشمکش درمیان آ گئی
بہیر اک بلا تھی جہان آ گئی

نہ بلنے کو جا گہ نہ چلنے کو راہ
سروں پہ کھڑی اسپ و فیل سیاہ

خطر فیل و شتر کا ہر ہر قدم
گئے شیر کے ہر قدم پر قدم

کنار آب کی لوگ اترے تمام
ہوئی دامن کوہ میں کچھ مقام

غزل

کنارے کنارے اسی کے سے راہ | چلی جاتی ہین گو نہو وے پناہ
جہان تنگ ہے آب و خواب جا بگیر | سہین دیکہین گی جو نظر آئینگی
جبل سے ہوئی ظاہر آثار آب | برسنے لگا قطرہ قطرہ سحاب
ہمین پر نہین کچہہ ہوا کا ستم | کہین گرگ وادی کو بہی ہے غم
کہین ایسی سنگلاخی مین حیوان دشت | کہ ٹکڑے کرو تو نہون گرم گشت
نہ نکلے ہے ہاتہی تو بولے ہے شیر | کوئی یوز بکڑی ہے سو بعد دیر
اسد یکطرف یوز یکسو رہے | عجب یہ ہے بانذ ہے گئے اژدہے
نہو جیو کہیا دور کار شکار | نہ اسب دشت و در مین تہرے نہ مال
شکار افگنان راہ کرتی تہی طے | لے جاتی تہی خاک مین وحشت لیے
نہ بیرون کو جنگل مین طاقت رہی | نہ نگردن کو پانی مین فرصت رہی
اسد مارے جاتی تہی سگ کی شال | نہ ہے آتی تہی یوز و گرگ و غزال
ملا ایک چقر اگر یا گڑھا | تو کثرت سے نونیزہ پانی چڑہا
بہت مشکلون سے کیا ہے عبور | کہ یک گام راہ اور سو سو فتور
غزل لکہ کابل مین تہ دار کہہ | کہ اودھر جای میر اس کہ یکی تہ

غزل

غزل

کہ اس مثنوی میں ہین شعر متصل

مددگار تھی حضرت زندہ فیل
پکڑ لاتی تھی لوگ تب زندہ فیل

بحیرہ نہ دریای اعظم سی کم
اٹھاتی تھی تھپّے لطمی بہم

ہر اک موج اسکی سمندر کی لہر
کنارے پہ گرداب غرقاب قہر

یہی جنگل اوس جھیل کی آس پاس
درختون کا انبوہ نی کا کاس

اسی بن مین شیر اور یوز و پلنگ
اسی بن مین گور و گوزن اور رنگ

اسی بن مین ہاتھی و ہین کرگدن
وہین فوج سرزن اوسیمین ہرن

اسی بن مین لنگور بندر رہی تھے
وہین ایک دو ہم قلندر رہی تھے

اسی بن مین بارہا وہین نیل گاو
اسی بن مین یہ صید بندی کا چاو

اسی بن مین تھی حضرت بوحمید
اسی بن مین نستا سی انکی مرید

اسی بن مین تھی خوک جاموش رنگ
کیا اس سو ہین نی لوگونکو تنگ

اسی بن مین رہنا اسی بن مین راہ
وہین شام کا حسن لطف پگاہ

اسی بن مین وہ جھیل گہری بہت
ہوی صید بری و بحری بہت

وہین مچھلی بکتی تھی دمڑی کی سیر
ولیکن نہ کہاتا تہا ہو کوئی سیر

کہ اس آب کا ہضم دشوار تہا
کہ جون آب شمشیر دم دار تہا

شغال اور خرگوش جیسی گئی
شکاری سگ انکو اچک لی گئی

وقت گیا پھر کہان کچھ تو کیا چاہیے
چاہون کسو سی وفا دلکی کردن اب دو
نفع ہو جز زیان کچھ تو کیا چاہیے
عمر گئی لغو سب وقت بہت کم ہے اب
کچھ نکیا ہائے میان کچھ تو کیا چاہیے
پر تو نہین دوستی ہم سی جو تم کو سب ہے

نواڑوں کی سیر اور سمیں پر شالگہہ — وہی سیرگاہ و وہی دام گہہ
وہیں صید ہوں مرغ و ماہی تمام — مقام ایسے ہو دیں تو کرے مقام
ہو خیمہ آکر جو نواب کا — فلک سا ہی تھا فرق اس آب کا
ہوا ہو تا واں کاش در و آب زر — ہوئی جیسے شایستہ شیر نر
عجب تھا ہر سو کی روشنی صد عجب — کہ دیں چھوڑ نا دیں ہومی بھر کے سب
جدا ہو دیں تو غنچہ چراغ — لگی جیسے عاشق کی جیاتی کی داغ
دری روشنی شعلہ انگیز نار — پڑی سطح پانی کا آئینہ دار
ہوئیں کشتیاں کچھ وری سی پری — چراغوں سے ہو جو نکو چے بجی
حبابو نمین تھی جو چراغوں کی تاب — حبابی تھا آئینہ سب سطح آب
نمودار چرخ پر انجم تھی شب — دلوں سے وہ پھیلاؤ پانی کا سب
غرض روشنی کی عجب کچھ تھی لاگ — لگا و ہی ہے گویا کہ پانی میں آگ
غزل میر کوئی کہا چاہیے — کسو تو زمیں پر رہا چاہیے

غزل

کب آوے گا کیا جانیے وہ سرو قامت — ہمارے تو سر پر ابھی ہے قیامت
سنا ہے سفر ہے اشارت اسی سے — کہ تھوڑا سا بت یاں ہے وقت اقامت

تقاضا غزل اک رباعی کہو	سخن آگے موقوف چپکے رہو
بہت کچھ کہا ہے کرو میر بس	کہ اللہ بس اور باقی ہوس
جواہر تو کیا کیا دکھایا گیا	خریدار لیکن نہ پایا گیا
متاع ہنر پھیر لے کر چلو	بہت لکھنؤ میں رہے گھر چلو

غزل

کرو تامل کہ حال ہم میں رہا نہیں ہے غموں کے مارے	جو کچھ پہ ہو سا جنون تھا سو شکیب و تاب و تواں سے ہارے
ہوئی ہیں غائر قیامت آہیں گئی جگر تک گئی ہیں دل تک	جو ٹک بھی دیکھو وہ غور تو جراحت اس کو دکھاویں سارے
ہماری آنکھیں تہی ہیں اتنی کہ اب ہے دریا محیط عالم	کہیں کہیں جو رہیں ہیں مردم سو بیٹھے ہیں وہ کنارے
کریں تحمل سو کا ہے پہ ہم مدام جیوں شیشہ غش سے	گئی ہے طاقت لبوں سے شاید نہیں ہے آیا جگر ہمارے
کبھو سروں پر ہے تیغ نالہ کبھو سناں فغاں جگر پر	کسو کے کہنے کا کچھ بھی حاصل گئی ہے جیوں تو نکو قرب سارے
بھری تھی آتش کہا نہ کی یار سنبل وہ جگر ہیں کہ ضعف سے کو	لگا جو رونے تو جا کے آنسو بھری مژہ سے گرے شرارے
قبول عشق و محبت تھا ہو اگر میر سے قابل	مدام جاتی دکھائی دوں ہیں کبھو نہ آئی کہا کہ آرے

رباعی

چلنے کو ہوئی بادِ سحر ہم جو کہے	مل چلنے کے اتفاق بہتیرے پڑے
مجنوں نے کہا تھا میں بھی آتا ہوں میر	آیا نہ رہی راہ میں ہم دیر کھڑے

تمام شد مثنوی مسمی صید نامہ

مثنوی در بیان کدخدائی نواب آصف الدولہ بہادر

ہے جہان کہن تماشا گاہ | آصف الدولہ کا رچا ہے بیاہ
آؤ ساقی کہ کدخدائی ہے | طبع نواب ادہر کو آئی ہے
دل خوش احباب و شاد ہے دہر | بستہ آئین و وراستہ ہے شہر
نئے سر سے جوان ہوا ہے جہان | عیش و عشرت کی محو خورد و کلان
ہر طرف شہر مین ہے آرائش | رہروان کی نہین ہے گنجائش
شیشہ باز فلک ہے آتش باز | کہکشان سے ہوا ہوائی ساز

ماہ سے ماہتاب کی ہے طرح
کس کی جو لطف روشنی کا ہے
آسمان کی طرف ہی تک رہیے
کیا ستارون کا چہوٹنا کہیے
شب شادی کے دہوم کی کیا بات
روز روشن تہی روشنی کی رات
دو طرف چہوٹتے جو بینگے انار
راہ و رستے ہوئے ہین باغ و بہار
آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
لا وہ جون آفتاب ساغر زر
آب گلرنگ سے لبالب کر
آج جہوما ہے ابر بخشش زور
دیکھ نظارہ ہے عجب ہوا کی اور
دست و دستور ابر نیسان سے

۵۶۴

وجد مین لاتو مے پرستون کو / یاد دی تک سرودستون کو

آو ساقی کہ روشنی ہی خوب / محو آرائش آج ہین محبوب

کاغذین باغ کیا تماشا ہے / پھول کترا کہ گل تراشا ہے

بگی سے مشعلون کا ہون بجرا / نور کا باہ نے کیا چندرا

شیشہ شیشہ شراب ہی درکار / صحبت عیش کو جبکا یکبار

لالہ رنگ رخ نکویان کو / مایہ ناز خوب رویان کو

اوس پری کو نکال شیشے سے / رنگ مجلس مین ڈال شیشے تو

ہو ولی مست ہو تماشائی / علم کش ہی سپہر مینا سے

چھوڑ آئین بردباری کا / سیر کرے ترک سواری کا

چل گلابی کو ہاتھہ مین لیکر / ایک دم جام متصل دی لے

ہی سواری کی فیل کی وہ ہوم / جیسے ابر بہار آوے جھوم

آئی دولت سرا سے ہو کے سوار / لعل ناب و گہر ہین صرف نثار

اک مہابت کی ساتھہ فیل نشان / آگی مانند کوہ زر کے روان

اور ہاتھی ہین جھومتے جاتے / جیسے آوین جوان مزہ ماتے

جل زربفت کی ہی ساری شب / رو کش انجم فلک ہین سب

غزل

گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو

موسم ابر ہو سبو بھی ہو

کبتک آئینے کا یہ حسن قبول
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
ہے غرض عشق صرف ہے لیکن
سرکشی گل کی خوش نہیں آتی
کسکو بلبل ہر دم کشی کا دماغ

منہ ترا اسطرف کبھو بھی ہو
دیکھیں ہم تب جب ایسی بو بھی ہو
شرط یہ ہو کہ جستجو بھی ہو
ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

دل تمنا کدہ تو ہے پر میر
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام شد

مثنوی در بیان مرغبازان

دلی سے ہم جو لکھنؤ آئے
گرم پرخاش مرغیان پائے
پر و پرزا درست و یکسان ہے
مرغ تصویر کا بھی حیران ہے
مرغ ہے ایک ایک جیسے کلنگ
قاز و سارس سے جنگ جسکا ننگ
حوصلہ کس قدر جو اصل کا
ذکر کیا کرگس سے تر دل کا
لات کی گھات کر جو مڑ جاوے
نسر طائر کا رنگ اوڑ جاوے

۵۶۶

مرغ کا مرغ ہووے مرغ انداز
یعنے اپنا حریف جب پاوے
سینہ کیا سینہ بال کیا پر و بال
بازی بد بد کے جب لڑاتے ہین
آیا حلقوم کے کہ حلق کے پار
ہاتھ جس مرغ باز کے تہا وہ
کچھہ جو ٹھہرا تو دم دیا ان نے
اور جو سست ہو ہوا تہیلا
دم سے کیا ہو یہ بیدم و مجروح
ہو چکا ہو چکا ہوا یہ شور
پہیلا پالی مین وہ غم جانسوز
جانور رنگ باختہ سب ہین
مرغ قبلہ نما کو وحشت ہے
ورنہ اوڑ کر کہین چلا جاتا
جیسے منگل کو پالی کی ہو دہوم

مرغ ایسا ہو تو بجا ہے ناز
پر بلانے نہ یوے کہا جاوے
جیسے چشم خروس آنکھین لال
کاٹتے لوہو کے باندہ لاتی ہین
پہوٹا چہاتی مین ایک لگ کر دہار
پانی کرنے لگا ترا گر وہ
تعبیہ کر کے رکھہ لیا ان نے
دونون بازو کے پر دئے پہیلا
قصد پرواز مین تہا مرغ روح
ڈہلکی گردن گیا وہ سارا زور
دل زدہ پہر ہین مرغ دست آموز
یعنی حیران فاختہ سب ہین
بال کہوے ہین پر نہ طاقت ہے
دیر اپنے مقام پہ آتا
گلیو نین روز حشر کا ہے ہجوم

مثنوی در بیان دنیا

یہاں ہی کیا کوس رحلت مدام — کنھوں نے نہ دیکھا ثبات یاں مقام
یہ بیٹھے جو ہیں سامنے ہیں کہاں — جہاں جملہ ہے ایک بزم رواں
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش — یہ منزل نہیں جاے بود اور باش
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار — تہ خاک سب کا ہے دار القرار
نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی — وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی
ملے خاک میں جھڑ کے گلہاے تر — پریشاں ہوے مرغ گلشن کر پر
تہ تنگوں نے گر خاک مسکن کیا — چراغوں نے بھی خانہ روشن کیا
گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ — رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
رہی راکھ ہو کر اگر آگ تھی — رکن ہے جہاں باد کی لاگ تھی
نہ جدول رہیگی نہ سرو رواں — گلستاں کو پاوینگے ہو کا مکاں
زمیں کا رہے گا یہی کیا سبھاؤ — لپٹ جائینگے آسماں جیسے تاؤ
سکوں یاں کا دیکھا سراسر شتاب — چلے جاتے ہیں کوہ جیسے سحاب
جہاں ایک ماتم سرا ہے عجب — نہیں جاے باش اور جاے عجب
بھلا جی سکے جانیکا کیا ہے بیاں — عیاں ہر کہ کہتے ہیں جانکو رواں
جوانی گئی موسم شیب ہے — شہود ایک دو روز کو غیب ہے

کھڑے ہوون تو تھراوی ران اور ساق   جیبن بیٹھے کیونکر کہ جینا ہے شاق
جو یون پانون چلتے پھلتے رہے   تو دیکھوگے ہم پانسے چلتے رہے
اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہین ہم   یہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہین ہم
کہے ہین نہین اپنے تک پاؤ دست   کیا خاک مین مجھکو پیری نے پست
جو بازو ہین اپنے سو بازو نہین   اگر منہ کو دیکھو تو وہ رو نہین
بدن کی ہوئی سیری صورت ہی اور   وی آنکھین نہین وی نہ چتونکے طور
حسد ناتوان جای جہان تنگ   سخن منہ پر آوے دواعی کے رنگ
لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ   در و بام پر حسرتون سے نگاہ
شکن جلد مین دل کو پژمردگی   عزیزی حرارت مین افسردگی
برودت بہت جسم مین آگئی   مزاجی تھی گرمی سو ٹھہرا گئی
چہڑکتا رہون منہ پہ مین آب کاش   کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش
وگرنہ دیا سا بجھا جای ہے   پہر اوٹھہ بیٹھون تو جی جلا جای ہے
سیہ روے شیب اک ستم کر گیا   لکھون کیا کہ مین جیتے جی مر گیا

قلم رکھدی کر میر ختم کلام
تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

تمام شد

روشن الدولہ کی تہی یہ روشنی
ایک ہولی تہی لیکن ایسی روشنی
وہ چراغان گرچہ تہے درگاہ تک
تہی تماشائی گدا و شاہ تک
راہ مین تہ پوتے تہے مینہ رستے
روشنی سے کوچہ و بازار تہے
گرم کچہہ ہنگامہ یہ بہی کم نہ تہا
اس روشنی کی دہوم کا او دہم نہ تہا

تہی ہوا مین گرد تا چرخ اثیر
برگ گل ہوا مین اڑتا تہے شفق سرخ اثیر
جسکا تہتا آن کریم منہہ ہی لال
قمقمے جو مارتے تہے بہر کر گلال
برنگ پین پاس آکر پہول پہول
رخ گلشن گلگوجان پہول
رنگ باران تہا گرد بہار
رنگ ارغوانی کی پڑتی تہی پہار
عطر ہائی کی سبو مین گل کی باس
زعفرانی رنگ رنگین لباس

۵۷۰

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دربیان ہولی

ہولی کہیلا آصف الدولہ وزیر — رنگ صحبت سے عجب ہین خرد و پیر
جشن نوروزی اہل ہند سب — ہے یہی تب محو عشرت ہینگے اب
شیشہ شیشہ رنگ صرف دوستان — صحن دولت خانہ رشک بوستان
اوس چمن سے باغ پر گل سرخ و زرد — نکہت گل جہاڑینگے وان آکی گرد
پہول گل آوین نظر دیکہو جدہر — لالہ و صد برگ سب باغ نظر
دستہ دستہ رنگ مین بہیگے جوان — جیسے گلدستے تہی جوئون پر روان

[illegible]

اون دیون کی عکس سے دریا کا آب / آئینے کی سطح کی رکھتا تھا تاب

کشتیون مین جو دیے بھر کر جلے / پانی مین شعلون کر ریلے ہی چلے

منعکس تھے جو چراغان تہ تلک / آب کی وسعت تھی بر انجم فلک

کیا ہوائی چھوٹنے کا ہے بیان / ذو ذنب جیسے ستارے ہون عیان

جا ہی چھوہی چھوڑتا ہے یادبود / روشنان ذو ذوانب تھی نمود

گنج چھوڑا ایک سے روشن تھے جھاڑ / دو طرف جسطرح سے جھڑتی ہو باڑ

اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے / ناگہان جون ہو دین تارے ٹوٹتے

دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین / شعلے تھے لہرون کے پیچ و تاب مین

ہر دو جانب چن سگئے تاری انار / گلفشانی سے اونہونکی تھی بہار

ماہتابی اک طرف سے جو دغی / چاند سا نکلا ہوئے حیران سبھی

آفرین صناع لوگون آفرین / کیا لگایا باغ آکر کاغذ مین

گل کتر کر پھول گل ہی کر دیے / رنگ تازے کاغذون مین بھر دیے

متصل تھین ستارونکی دغین / لوگون کی آنکھین فلک سی جا لگین

دیکھیان کیا کیا نہ شعلہ خیزیان / تھین ہوا مین سے ستارہ ریزیان

نذر کو نواب کی اہل فرنگ / لیکے آتش بازی آئی رنگ رنگ

غزل

مثنوی دیگر

۵۷۱

سینا یہ ہوں یہان بکرا اسکی آگی شعر کہہ
اپنی ہان گویا بزاخفش سے یہہ

بکریون کی ہواڑہی کٹین جاتی ہین سب
تکہ ریشی بکری کی ہے بوالعجب

رنگ سر سے پانون تک اسکے سیاہ
چکنے ایسے خستہ کم ٹھہرے نگاہ

چار پستان اسکے آئے دید مین
دودہ جہان ہوتی ہین وہ ہین چہید مین

ایک مین انمین سے تہا مطلق نہ شیر
ایک کو کہتے ہین اندہے خر دو ہیر

اسپہ کالے بکرے دو خیلا سے جنے
نار بخسر پیسے رہی پہیرا تہنے

چار ابیٹھی کہاتے ایک انداز سے
دیے ٹہہر تو ہوتی خوش اس ناز سے

دودہ ہو چہاتی مین تو بچا پیے
عٹھیا دیکہے اسطرف منہ کو گئے

سہو کہہ سے گرم تظلم وے ہوئے
اپنی شایان ترحم وے ہوئے

دودہ منگوایا کیے بازار سے
پہو ہون وثیا گیا انفار سے

گہاس دانا بارے کچہ کہانے لگے
گرتے پڑتے پاس بہی آنے لگے

پرورشش سے حق کی بارے جی گئے
آب و دانا دوڑ کر کہا پی گئے

اب جوانی پر جو ہین وے شیر مست
کودتی ہین ہر زمان ہر دم ہی جست

مستی اپنی مایہ کرتے شاد ہین
عاقبت بکری ہی کی اولاد ہین

زور قوت سے حریفون کی ہین ڈہینگ
آہوی جنگی کو دکہلاتے ہین سینگ

ٹور ٹکا کب جو ڈکرا تا رہا
بز دلی سے آگ کی بہی جاتا رہا

ماری پانی پانی کر بکرے اصیل
لکہنو سے غل ہے تا بکری کی جہیل

پاس جاتا اور سے اب مسدود ہے
ذبح کرنے کو ہر الی موجود ہے

اس ادا سے جا بجا پہر یون ہی
کار شاہی ہوئے نہ انہون مین سے

۵۷۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دیگر

خمین سے عنایت کے بادام دار ۔ الٰہی زبان دے مجھے مغز دار

صفت عشق کی تا کرون مین بیان ۔ یہون عشق کہنے سے مین تر زبان

عجب عشق ہی مرد کار آمدہ ۔ جہان دو نون اسکے ہین برہمزدہ

جہان جنگ صف کی یہ ظالم لڑا ۔ صف اولٹی جہان ایک مارا پڑا

اگر لوگ مارے گئے سربسر ۔ ہوئی فتح اوسکی ہر یہ طرف تر

کوئی کشتنی جو طرف ہو گیا ۔ تہ تیغ اوسکی تلف ہو گیا

جہان جس کسو سی اسے چاہ ہے ۔ وہین اوسکے تا قتل ہمراہ ہے

غرض عشق کا ہر طرف شور ہے

بہت روز شہرون مین اک گور سا

بہت جان نا کام دیتے گئے

بہت اہل اسلام کا قہر ہوئے

بہت اول عشق آخر ہوئے

محبت سے ہے نیرنگ ساز عجیب
کوئی عشق کرنا دہرا تھا و رہے
نہ دان بکر دسنے شہید و طامات ہے
کہین عشق نے آرزو کش کیے
کہین سہل تر یار مرنے لگے
کہین کام ان نے کیے ہین عجب
کہین بادشاہ اس سے درویش ہین
لیا کاہ کا کوہ سے کہین کہین
کہین پڑ گئے اس سے فتنے فساد
یہ عالم کا آشوب ہے دہر سے
ہوئے عشق مین ہر کیشان خراب
اٹھا عشق کا شور عزلت گزین
ہوا عشق سے مجلس حال دہر
کیا عشق مین ترک صوم و صلوات
مسلمان ہوئے عشق مین برہمن

فسانے ہین اوسکی عجیب و غریب
گئے میکدے سے بہی صوفی بہ
خرابات جانا کرامات سے ہے
گئے خوش جو عاشق ہوا خوش گئے
کہین لوگ دشوار مرنے لگے
فسانہ ہوئی بزم عیش و طرب
کہین اس سے درویش دلریش ہین
ملائی کہین آسمان و زمین
رہی زیر شمشیر حد سے زیاد
مراد خطر گہ ہے اس شہر سے
رہے دل شکستہ پریشان خراب
گئے دشت گردی کو کر ترک دین
تو احد سے لگے کرنے شیخان شہر
گئے اہل مسجد سوے سومنات
گئے کعبے کو چھوڑ دین کہین

یہی عشق جس سے کہ حاصل ہے کام
یہی عشق ہے جس سے نکلا ہے نام
اسی عشق سے رو سیہ رو سفید
کہین عشق سے نا امیدان امید
یہی عشق ہے عقدۂ دل سے یہ
یہی عشق حلال مشکل سے یہ
کہین اسکو لڑنے سے پایا معاف
کہین ان نے پیران ماری ہین صاف

خراب ہے سے ہین بے تفاوت خراب
ہمہ خانہ ان تفاوت خراب
[illegible]
ابا طلی ہین خانہ ہم عشق مین
[illegible]

[illegible]

تناسب بہت اسکے اعضا سے خوب — سراپا مین دیکھو تو ہر جا سے خوب
زبان نرم طالع وری و صلاح — نہ طنز و کنایہ نہ رمز و مزاح
خوش اندام و خوش رو و پاکیزہ خو — کسو وقت رہتا نہ تھا بے وضو
جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف — لب ہرزہ پر دلبرون کا نہ حرف
حیا کو سیاہی سے پلکون کی راہ — نکلتی تھی باہر نہ گاہے نگاہ
بہت پاک دامن معیشت ہوئی — نظافت زہادت مین مدت ہوئی
کہ ناگاہ اس راہ یک زن گئی — جیون پر خدا جانے کیا بن گئی
جوان کی نظر شرمگین جا لڑی — وہ ترسائی آنکھہ اوسے آ لڑی
یہ دل مستقل ناشکیبا ہوا — دل طرف ثانی بھی بیجا ہوا
حیادار تھی زن گئی اپنے گھر — وفادار تھا یہہ رہا دیکھہ ادہر
کیا چند شرم و وفا ہی کا پاس — لگے رہنے دونون گھرونمین اداس
گئی دن مین ہندو زن آنے لگی — لیے پانی اس راہ جانے لگی
نگاہین ہوئین ہمدگر آشنا — محبت کا دونون نے پانی بھرا
یہی مدتون دیکھا دیکھی رہے — دونون کی کسو سے نہ ہرگز کہے
جیون مین شب و روز مرتے رہین — ولے پاس ظاہر کا کرتے رہین

[illegible]

گئے ہم سے پہر ہاتھ آتے نہین
یہ گم گشتہ پہر پاے جاتے نہین
نہین کا نہین رہتا نام و نشان
کوئی ڈھونڈھے تو پہر پاوے کہان
کہین یون فراموش ہوتے ہین یار
ہمارا ترا عشق ہے یادگار
ترحم کہ اب بھی گیا کچھ نہین
تلطف کہ ہم مین رہا کچھ نہین

کوئی طور ملنے کا ایجاد کر / نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
پیام ایک کا یہ کہ اے بادزم / کہ اسکو محبت سے کچھ بھی ہے شرم
تن زار بیجان کیون کر جیے / جگر مین نہو خون تو کیا خون پیے
ملاقات کار کیئے کیون کر خیال / رہے کیونکہ جان تا امید وصال
اگر دیکھین آنکھین ہین دو اسطرف / و گر منہہ ہمارا ہے سو اُس طرف
اسے دیکھنا ہی سے ارمان بھی / ادہر ہی چلی جاے ہے جان بھی
کہ اس سے کہ مرتے ہین تیرے لیے / کیا عشق یا جرم ہنسنے کیے
نہین صبر آتا ترے بن ملے / لبون سے جگر تک بہرین ہین گلے
کسو سے کسو کو نہو جاے لاگ / کہے تو لگائی ہے سینے مین آگ
کسو کا کسو سے نہ لگ جای دل / کہ کہنا پڑی ہاے دل واے دل
کسو کی نہ اچھی لگے کوئی آن / کہ جان الم ناک دیجے بذان
کسو کی مجعد نہ کھل جائین بال / کہ ہو دل کے عقدونکی وا شد محال
کسو لالہ رخ کا نہ اوٹھے نقاب / کہ ہون داغ دونون مہ و آفتاب
قدآرا نہو فتنہ ور سر کوئی / کہ سر پر قیامت رکہے ہر کوئی
کسو کی نہ چاہ زنخ مین گرین / مبادا کہ وان سے نہ جیتے پھرین

[illegible]

ہوا ناگہان شوہر زن مریض
نشستت ہوا تب کا دل کی تئین
نزاری سے دل ہو گیا زار تر
بدن کا وسا رنگ کاہی ہوا
دہون یہ بہی وہ رقتنی کم رہا
فنا یعنی طاری ہوئی ہو چکا
جلانے کی طیاری کر لے چلے
کہلی دعوی سوختن مین زبان
لگی جلنے چھوڑا نہ اصرار کو
اوٹہا وان سے بیتاب آیا چلا
جہکا آگ کی اور کرا ضطراب
کہا ہمکو کیا کہتی ہو اسگہڑی
کہا آئے ہو تو چلے آؤ تم
یہ بیتاب تہا آگ پر پہر پڑا
لگا آگے تہے کتنے افگار ساتھ

نہایت ہوئی تب طویل و عریض
کہنیچے رفتہ رفتہ دق و سل کی تئین
ہوا خشک ہو کر وہ بیمار تر
بہت حال اسکا تباہی ہوا
گہہر کر گئے دم ہوا ہو گیا
اسے دار و دستہ بہت رو چکا
چلی زن بہی تا ساتھ اسکے چلے
گیا پاس ظاہر سے نقصان جان
خبر پہونچی اس نو گرفتار کو
اسے دیکہہ جلتے بہت جی جلا
کہ جی مین نہ طاقت تہی مطلق نہ تاب
نظر اوسکی جلتے جو اوسپر پڑی
شتابی کرو جو ہمین پاؤ تم
پتنگا سا اس آگ پر گر پڑا
وہین کہینچ لائی اسے ہاتہون ہاتہہ

گئے اسطرف لے جدہر تھی چلی | نظر کرتے تھے واقعی یہ سبھی
ولے مانعیت کا کسکو جگر | کہ حیران سب رہ گئے دیکھہ کر
ہوئی جاتے جاتے نظر سے نہان | گیا عشق کیا جانئین لیکر کہان
بہت سے ہوئے لوگ گرم سراغ | کنھون نے نہ پایا نشان غیر داغ

نگر میر اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکھدے ابھی تو

فسانے ہین اوسکے ہزارون ہزار | یہی کشت و خون کا ہی یہ گرم کار
بہت خاک جل جل کی یان ہوگئے | رہ عشق مین جی بہت کھو گئے

غرض ایک ہی عشق بی خوف و باک
کیے دونون معشوق و عاشق ہلاک

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

آؤ ساقی شراب نوش کرین
شور سا ہے جہان مین نوش کرین

آؤ ساقی بہار پھر آئی
ہولی مین کتنی شادیان لائی

شادیان ہے شگون سراسر ہین
کوچے سو شہر کے برابر ہین

دست دستور ہے جو زر افشان
پھر جہان کہن ہوا ہے جوان

دو نور ستے عمارت خوش ہے
تازہ کاری شہر دلکش ہے

اور بازار می رنگ لائے ہین
ساری رنگین ستون لگائے ہین

کہین دو جام مے سے ہون سرمست
جا بہنگے تہوڑی دور دست بدست

مچلے بن جائینگے کسو کو دیکھہ
پہر بہین گی کسو کی رو کو دیکھہ

اب گلابے لین گے بہر بہر ہم
باقی ساقی بہین گے بہر کر ہم

کہین آرایش آگے دیکہین گے
کاغذین باغ جاکے دیکہین گے

کسو مہوش سے ہوونگی گلبازی
کہینچینگے ایک زود دم کر اسکے ناز

آو ساقی مے دو آتشہ دے
اسی مے کا بغل مین شیشہ لے

گرم ہو جو دماغ انسان کا
لطف آوے نظر چراغان کا

جسطرف دیکہیے چراغان ہے
شیشہ و شمع ہی نمایان ہے

باغ سے روشنی ہوئی ہے زیاد
ہے یہ ہنگامہ تا جلال آباد

شمع و فانوس کا بہت ہے ہجوم
شمع رنگون نے کر رکہی ہے دہوم

لوٹیے ان گلون کی اب تو بہار
گو کسو کے گلے کا ہو جیے ہار

اتبو او وہم ہی مچ گیا ہے سو
دارو پی کر پہر ین چلین ہم تو

تارے سے ہین چراغ چار طرف
آسمان پر زمین رکہے ہے شرف

غنچہ غنچہ دیون کو دیکہین جہان
کسو نو گل سے رکہین صحبت دان

کہین نوبت کو چلکے سنیے گا
نے کے بجنے پہ سر کو دہنیے گا

جشن نوروز ہند ہولی ہے — راگ رنگ اور بولی ٹہولی ہے
عشق سے اے گروہ آتش زن — دو نور سے چراغ ہین روشن
تہا ٹہہ کیا روشنی کے باندہ دیے — شہر مین نام روشن اپنے کیے
دور دور تے خیال وسوانگ آئے — گہوڑے دامن سوار کیا لائے
روشنی وار سی ہے پار تلک — گل کاغذ ہے فرق خار تلک
در دولت سے لیکے تا سر آب — ہے چراغ اور شمع ہیگی تا ب
پہر سرپل سے تا عمارت نو — جلتے ہین مجتمع دیئے سو سو
ہاتہی سنگے گئے بڑی ہے دہوم — جیسے ابر سیاہ آئے ہجوم
خیمہ استادہ کر چلے شب باش — پیلیوں نے ہو کیا خرام ناز
یان کی صحبت کا تہا نمونہ سب — شاہ و دستور حکم و کار ادب
آئے شکلین بنا کے صورت باز — ڈوم ڈہاڑی نے بجا کر ساز
نقل معقول کی سو حاجی بنے — شیخ کے عمامے سر پہ کتنے جنے
کوئی جوگی کوئی قصیر بنا — کوئی ڈاڑہی لگا کے پیر بنا
کوئی بنیا بنا کوئی اوباش — نقل کرتی تہی ان سبہو نکی معاش
کوئی شاعر بنا نہ جسکی نظیر — یعنی مستغرق خیال تہا میر

دو طرف سیم بندی کردی ہے / سونے کی روپے سے راہ بھر دی ہے
شمعین لاکھون کنول مین ہین روشن / زور پھولا ہے کاغذین گلشن
واہ آتش زنان آتش دست / دارو پی کر پھر و ہو گیے مست
توہین کیا ڑ بالین ہین ستارونکی / کھوئے رونق فلک کی تارونکی
تارے موقوف کچھ سما پہ نہین / توہین چھوٹین مگر ہوا پہ نہین
ماہ بھی چشم روشنی کے لئے / ہے چراغان ستارگان سے کئے
گنج چھوٹے ہین یا کہ یار چھڑے / یا ہوائی ہے جگنوونکی چھڑے
گل غنچان ہین پڑین جو پھلجھڑیان / کھلتیان ہین دلونکی گلچھڑیان
چھوٹتے ہین انار مہتابی / رنگ ہین دلبرونکے مہتابی
باؤ سے دو دئے ہوئے گرباند / دغین مہتابیان کہ نکلے چاند
آگئے اے مطربان سحر آہنگ / ساتھہ اپنے لیے رباب و چنگ
ہو غزل خوان بزم عیش و طرب / پر نگریون خیال ترک ادب
منعقد مجلس شہانہ ہے / ادب آصف زمانہ ہے
آؤ ساقی مجھے قرابہ دے / در بغل شیشہ ساتھہ اپنے سے لے
بحر بخشش کی لہرین اب آئین / زر و گوہر کی کشتیان لائین

غزل

بے گل رہے نہ یکدم بلبل کی آہ و زاری
گل کھلکھلا ہنسا نہ مجھسے بلبل نہ بولی ہرگز
ہم بھی رہے ہوا وہ جبتک جوان جاہل
اخوان زمانہ کی تو کیا جانیں دل لگی کو
ہے دامگاہ دنیا ہر جا فریب اسمین

محبوب سے کسو کو یارب نہو جدائی
کس کس کی بیدماغی ہی یار مین اوٹھائی
کی عمر رفتنی نے یاری نہ بیوفائی
لگتی ہر جسکے دلکو وہ جانتا ہے بہائی
دیتی نہیں جو کہائی اپنی مجھے رہائی

گزری جو کچھ سو گزری یاری مین دلبرونکی
میر اب کسو سے تم تو کریو نہ آشنائی

تمام شد ساقی نامہ

مثنوی دیگر

اے جھوٹھ آج شہر مین تیرا ہی دور ہے
اے جھوٹھ تو شعار ہوا ساری خلق کا
اے جھوٹھ تجھسے ایک خرابی مین شہر ہے
اے جھوٹھ رفتہ رفتہ ترا ہو گیا رواج
اے جھوٹھ کیا کہون کہ بلا زیر سر ہے تو

شیوہ یہی سبھو نکا یہی سب کا طور ہے
کیا شہ کا کیا وزیر کا کیا اہل دلق کا
اے جھوٹھ تو غضب ہے قیامت ہے قہر ہے
تیری متاع باب ہے ہر چارسو مین آج
اے جھوٹھ سچ یہ ہے کہ عجب فتنہ گر ہے تو

مشکل حصول کام ہی یان حاصل کلام — باتون ہی باتون کام ہوا خلق کا تمام

ای جھوٹھہ دل مرا ابھی بہت دردناک ہی — ان کاذبون سے صحیح نمط جیب چاک ہی

یک فرد دستخطی تھی میری ایک شخص پاس — دیکیا جو خوب اوسکو تو مطلق نہین ہی پاس

تھا مین فقیر پر نہ گیا شاہ کے حضور — اتنی لکہ رتبہ عزت مرا ہے دور

آداب سلطنت سی نہین مجکو رابطہ — حرکت نہوتی مجہسے کوئی غیر ضابطہ

مرزائی مجہسے کہنچتے نہین ہر عزیز کی — پہر شعر و شاعری بہی نہین ہے تمیز کی

صحبت خدا ہی جانی پڑے کیسے اتفاق — کیا بات آوی بیچ مین بدرنگی ہی شاق

مین مضطرب گہر اوسکے گیا ادہکی پانچ چار — کہنے لگا زبان سے یہ ہوتی ہی دہ و دو چار

تقصیر میری اسمین نکوئی گا کچہ خیال — صاحب کہین خموشی کرو نہین یہ کیا مجال

لیکن یہ حرف اس ہی سیہ رو کا کہئے یاد — انداز سے یہ لوگ سخن کرتی ہین زیاد

بہتیری ایسی فردین یہ رکہتی ہین جیب میں — رکہتی ہین یونہین لوگونکو برسون فریب مین

دکہلاونگا چاہون سوال آپ کا لئی — مین نے کہا فقیر کہو کس طرح جیے

بولا نہو گا سعی مین اودہر سکہ قصور — پہر دیکیے کہ پہر دیسی ہوتا ہی کیا ظہور

ایک آدہ ایسی بات بنا کر کہسک گیا — دل اس خبر کے سننے سی میرا دہڑک گیا

یہ عرضیان حضور کو پہونچین ہین صبح شام — دستخط جو ہوکر آئی کوئی سو اسی کے نام

بیچ مین ہووی کچہہ اگر اسباب ۔ منہ او ٹہانی کی جی مین ہووتی تاب
سو توکمل نہ ٹہونہ لوئی ۔ سایہ گستر نہ ابر بن کوئی
ابر ہی بیکسی پہ روتا تہا ۔ ابر ہی سر کا سایہ ہوتا تہا
کیچ پانی مین کپڑے خوار ہوئے ۔ وہین گاڑی مین جا سوار ہوئے
رہروی کا کیا جو ہم نے میل ۔ بہنیس جہلی کی تہی بہل کی بیل
آسمان آب سب زمین سب کیچ ۔ خاک ہے ایسی زندگی کے بیچ
شب کے دریا پہ ہو کے راہ پڑی ۔ پانی کے سطح پر نگاہ پڑی
بجلی لطمی کا کیا کہون مین اوج ۔ باتین کرتی ہے آسمان سے موج
دامن ابر پاٹ دریا کا ۔ دہی گرہ تو سکے کہ باندہا تہا
ہوش جاتا تہا دیکہہ جوش آب ۔ گوش کرتا تہا کر خروش آب
آب تہہ دار اور تیرہ بہت ۔ لہر او ٹہتی جو تہی سو خیرہ بہت
پانی پانی تہا شور سے طوفان ۔ دیکہہ دریا کو سوکہتے تہی جان
ہمرہ موج سیکڑون گرداب ۔ ساتہہ تہے صد تری کی چشم حباب
ناؤ مین پاؤن ہمنے بارے رکہا ۔ خوف کو جان کے کنارے رکہا
خضر رہ مد سب حواس کہوتا تہا ۔ خضر کا رنگ سبز ہوتا تہا

۵۸۶

تنگ دو دو ہر طرف لگے کرنے / تسپہ ٹوٹی تھی مینہہ کے بھرتے
کوئی میدان مین کوئی چھپر مین / کوئی در مین کوئی کسو گھر مین
گھر ملا صاحبون کو ایسا تنگ / جس سے بیت الخلا کو آوے ننگ
بیٹھنے دین نہ جب کہ صاحب کو / کون پوچھے نفر مصاحب کو
ڈھونڈتے ڈھونڈتے سرا پائی / ویسے گھر چھوٹے ویسی جا پائی
رہنا بٹھیاری کے غنیمت جان / جو کہا اون نے ہم گئے سب مان
کچھ پکانے کا جب سوال کیا / مین نے اظہار اپنا حال کیا
بان جو لائے ہین مجھکو اپنے ساتھ / رنڈگانی مری ہے اونکے ہاتھ
بھوکے بچے ہے اونکے روبرو طعام / صبح کا صبح مجھکو شام کا شام
اور پکوائے تو زاید ہو / خامے سے اپنے اور عاید ہو
جو کچھ آیا سو کھا لیا مین نے / کچھ رہا سو اوٹھا دیا مین نے
سنکے اک دلسے کھینچی ان نے آہ / اور بولے کہ واہ صاحب واہ
ہم تو جانا تھا آدمی ہو بڑے / چار پانچ آدمی ہین پاس کھڑے
کچھ یہ کھاوینگے کچھ کھلاوینگے / ہم کچھ انکے سبب سو پاوینگے
سو تو نکلے ہو کور سے بالم تم / ہو گدا جیسے شاہ عالم تم

جیسے مالوف تھے وہین رہتے | اونسے کچھ کچھ لگا ہو نہین کہتے

کیا نفاست مزاج کی کہیے | ستہرے اتنے کہ دیکہہ ہی رہیے

خال جون پہول گل کترتے ہین | یا کہ نقشون مین رنگ بہرتے ہین

چہوسے چڑیا پہ ان ذکب کی نظر | ننگ کا زمانہ فرض تہا اسپر

ہو تہی بہی تو تہی بہن اسکی | نسبت اسکی تہی وہ بہت گہسکی

پاوے جو کچھہ سو مار کہاوے ہے | ایک کیا چار چار کہاوے ہے

جانور مارنا تو ہے یک سو | تیز پنجہ کیا نہ ان نے کبہو

یہ نزاکت اسی کو بن آوے | موش و دشتے کو دیکہہ ڈر جاوے

ان نزاکت ہین ایسی کتنی ڈہونس | گہونس دیکہی تو ہو وی کوئی گہونس

یہ چہچہوندر کے بولتے بہاگی | وہ پڑی سوتی بہی ہو تو جاگی

چہپکلی سے یہ پہیر منہ کو لے | وہ جفا کار جیفہ پہ جی دے

یہ پری سی تہی جو خرام کرے | وہ جہاوے چہلے تو دہوم دہام کرے

کبک اسکی خرام کے عاشق | جانور اسکے نام کے عاشق

غرض افسوس کی جگہہ بلی | اب کہان گو کہ جاسنیے دلی

ایسی بیگم مزاج سے بلے کہو | بیگم آباد ہم گئے یارو

کار پردازون کو تقید سے
شور بے گالی ہے تشدد ہے

وے بچارے بہانے کرتی ہین
راتدن لوگ جو کی پہرتے ہین

کہتے ان سے تو یہ ملے ہے جواب
کسکے گہر سے بناوین لاکی شتاب

ہمکو کہانے ہی کا تردد ہے
صبح بقال کا تشدد ہے

بنیا منہ کو چہپائے جاتا ہے
روٹی کا فکر کہائے جاتا ہے

حال کب پوچہنے کے ہی قابل
ہم فقیرون کے رنگ ہین سایل

سو جہین ہین جب تو جہول جاتی ہین
بات کہتے ہین بہول جاتے ہین

تمکو دیوانا کہے سبہنگے یاد
ہمکو کرنا نہین خدا آزاد

کسکو ڈہوسین کہان سی کہیہ لاوین
دال آٹا جو تمکو پہونچاوین

تم کہو دال ماش کی ہے زبون
یان ہم پہونچی ہے جگر ہی خون

تم کہو آٹا کسکسا کہایا
یان کلیجا ایسا توبا تہہ آیا

اور دو چار روز یہ بہی ہے
ایک غم سینہ سوز یہ بہی ہے

فصل ہونے ابہی نہین پائی
پیشگی سب سی قرض لی کہائی

جس سے جو ٹہی ہوئی ہین ہم دربار
چوٹا وہ کہے ہے ساہوکار

ماش کی دال کا نگر یے گلا
گوشت یان ہی کبہو کسو کو ملا

کوئی گھورا اگر ے کوئی ہونے / خفتہ خفتہ ہے شور سے ہونے لگے

سانجھہ ہوتے قیامت آئی ایک / شور عف عف سے آفت آئی ایک

گلہ گلہ گھرونمین پھرنے لگے / روٹی ٹکرے کی بو پہ گرنے لگے

ایک نے آکے دیگچا چاٹا / ایک آیا سو کھا گیا آٹا

ایک نے دوڑ کر دیا پھوڑا / پھر پیا آکے تیل اگر چھوڑا

گھور نے ایک لگا اندھیرا گھر / ایک نے اور ایک پھیرا گھر

گھر مین چھینکے اگر تھے توڑ دیے / ہانڈی باسن گر آکے پھوڑ دیے

لوگ سوتے ہین کتے پھرتے ہین / لڑتے ہین دوڑتے ہین گرتی ہین

جب کہ ہڈی یہ چار چار لڑین / گوشت پر بھیڑیے سے دوڑ پڑین

ایک کے پیچھے ایک روز و شب / لینڈرے وان نہ بندہ رہتی ہے کب

کتے ہی وان دو چار رہتے ہین / سو گئے ہے تو چار رہتے ہین

جاگتے ہو تو دو بد و کتے + / سو کہا او شوتور و برو کتے

سر پہ دربان کے بلا ہی رہے / کتا ایک آدہ گھر مین جا ہی رہے

منہ مین کف دور دور کرنی سے / حال بیحال شور کرنے سے

تو کہے سنکے وہ گلا پھاتا / باولے کتے نے اسے کاٹا

چار والون کے واسطے جی دین — جان کہا جائین کچہ نہ جب تک ہین
اس سے آگے بڑہے تو بہینو رہتے — او جھڑے بچڑے انہونکی کچہ گہرتے
اور آگے سئے تو تہا بازار — اسمین بہیونکی تہین دکانین چار
ایک کے پاس دال کچھ آٹا — لشکو بے نکمیو نے تہا چاٹا
ایا کچہ ساتوان اور تیوڑی چہے — جہبڑون مین خاک دہول پاک کئے
چوتہا باقی رہا سو تہا انگال — نام کو ستے تہے اسے اقبال
اسکا عامل کے یہان اوٹھا مایا — انے جیسا کیا تہا سو پایا
ایک کنجڑے چار گٹھے پیاز — لیے اسکو ہزار نخرہ و ناز
کیا کہون مرچ تہے نہ ادرک تہے — اس پہنڈ ر من کچہ بے بیدر کے
ایک دوکان تہے پسار ہے کے — انے ہم لوگون سے بے یاری کی
اس سے جاکر جو مانگئے ہلدی — زر و مٹی کو باندہ دے جلدی
دیکہ کر کہہ کہو وہ یہ سے کئے — بس تم اس بستی مین بیابچی رہے
یہان جو کچہ ہے چلن سو دیتا ہون — مین ہی پیسے اگالے لیتا ہون
مانگو اسے جو مرچ یا دہنیا — دیوے بچہا دہی نماد ہنیا
انمیں دو دو انے اور سب کنکر — دیئے کاغذ مین ہاتہ لمبا کر

دونون کا اک جدا ہی طلب ہے | یہہ سبب روزہ کے شب ہے
آس پاس اس گڑہی کی آئی جہیل | کم تہے ہم ساتہ طریق و سبیل
ایدہر اودہر ہر اوتر کے پانی جا | تہے پہر ہو تک بہی ہووے چڑہاو
اس سے ہوا انکی ہوا بہت مرطوب | ہووے نزلہ زکام سب اسلوب
کتنے روز دن مین ہوتی ہی کہانسی | اٹہتا جیسے گلے مین ڈہن پہانسی
پہر وہ زرجہ ہے جس مین ہوو وق | یہہ کوئی ایک نکلے ثالث شق
بڑی افت خطر تہا سکہون کا | کیون کہ وہ ملک گہر تہا سکہون کا
اسمین آجائے تو قیامت تہی | مال و جان غرض سب کے رخصت تہی
نہ کوئی داد رس نہ دفت وا | مفت ہی ہم گئے تہے سب برباد
کیا کہئیے چرخ کج نے پیدا تہا | پر خدا کچہہ ہمارا اسیدہا تہا
جتنے قدرت نمائی کی اپنی | اوس بلا سے رہائی کی اپنی
بس قلم ہے مرے یہ تیز سے تند | شور سے تو پڑا جہان مین ڈند
بدزبانے کا مجکو کب ہے دماغ | ایسی باتون سے مین کیا ہے فراغ
ہو چکی صاحبو جمی فرمایش | چپ رہو اب ہے زمان آسایش

مثنوی دیگر

جب وہ چھوٹے شور و ہنگامہ مین — اتبو چھوٹا اتبو چھوٹا سب کہین
چھوٹتا ہے گر پڑے کوئی بھوگ — بندروں سے ناچتے پہرتے ہین لوگ
ہوتی ہین اس جنس مین ہے ذی خرد — آدم و حیوان مین یہ برزخ ہین بد
طرفہ ہے یہ بات اگرچہ ہے کہی — جو کہے انسان تو بوزنیہ ہمی
لیکن اس جا کہہ تو صادق ہے یہ قول — سایہ ہے اسکے آدمی کے سو مین دل
ہے تماشا ائینہ کے روبرو — عکس سے اپنے اسے ہے گفتگو
دیکھنا جھک جھک کے اسکا ہو خبط — آرسی بندر کا مشہور ربط
گاہ بوسہ گاہ عشرہ بولنا — گاہ آنکھین موندنا گہہ کھولنا
آگے تہا اک بوزنہ شطرنج باز — چال سے اسکے نکلتا امتیاز
کہنہ قزاقوں سے ہمکو یاد ہے — یہہ لسے فتان کا داماد ہے
جانور بین بندر اگر دیکھین بچے — رہتے ہین چانول پڑے اسکی کنے
آنکھہ کب دوڑتی ہے اسکی ہر طرف — ہے یہ اپنے نوع کا فخر و شرف
الغرض منوا عبارت جانئے ہے — نام اس دلکش کا منوا اپنی ہے
خوش ہے منوا تو خوش احوال میر — ورنہ آدم ہے جوانی مین ہے پیر
دہر مین یارب نہ یہ محزون رہے — جسکا منوا ہے اوسے ہیمون رہے

۵۹۲

متصل ایسا ہوا جو اتفاق — مرگ ان بچون کی گذری سب پہ شاق

حفظ اسکے کو کہہ کا لازم ہوا — جا بجا ئرسے پہونچے کا ہر اک عازم ہوا

نذرین مانین نقش لائی ڈہونڈہ کر — نیل کے ڈورے دئین باندہ پیٹ کر

چہیچہڑون پر بعضون نے افسون لکہے — بعضون نے تعویذ لیکر خون لکہے

بے بلائی سے بہت کی التجا — گریۂ محراب سے چاہی دعا

گوشت کے چیلون کو پہینکی بوٹیان — ماش کی موٹی پکائین روٹیان

لڑکیان ٹہلائیان کہائون تلے — اوس طرح جون دبلی بلی کم ہلے

دیتے ٹکرا منہ کو ہر اک کہولتے — اور بوئی بلیونکی بولتے

صدقے اترے چہیچہڑے جو ہوئے سیر — گربۂ لاوہ نے کہائے ہو کے سیر

کین مناجاتین دل شب لا لقد — گربۂ زاہد سے بہی چاہی مدد

بو ہریرہ کے تئین مانا بہت — بلیون کو بہی دیا کہانا بہت

ورح جس بلی کی کرتا تہا عبید — تہی دعا گوئی مین وہ بہی مکر و شید

خواجہ عصمت کرتے تہے طاعت جہان — ایک بلی بیٹہی تہی آکر وہان

صبحدم ہوتی وے سر گرم سجود — گہہ قیام اسکے تئین تہا گہہ قعود

چاہیے ہمت اتہی اُٹہہ کے ہر سحر — گہہ تو باطن نے کیا اسکے اثر

٥٩١٢

سب سے آگے آن پہنچے در تلک
آنکھ سے معلوم ہو مشتاق ہے
بلیاں ہوتی ہیں اچھی ہر کہیں
گربہ روباند ہو تو پہرہ چور کا
گرم شوخی ہو اگر یہہ مثل برق
یا پری اس پردے میں ہے جلوہ گر
کیسی ہے بلے ولایت کی ہے زور
ربط ہے اپنے ہی جن کو اسکے ساتھ
اکدن جا کر کہیں تک سو گئی
بلی کا ہونا نہیں اسلوب یہہ
دیکھے صبدم یک وزرا کوئی اسکو گھور
حسن کیا کیا مانی کے کریئے بیان
خوبی ہی کی نہ کوئی کہہ سکے
داغ گلزاری سے اسکی تازہ باغ
کیا دماغ اعلےٰ طبیعت کیا نفیس

دیکھے میرے پانو سے لیٹے تلک
بلی یا اعجوبۂ آفاق ہے
یہہ تماشا سا ہے بلے تو نہیں
چاندنی میں ہو تو لگا نور کا
بجلی میں اس میں نکہہ کر سکئے فرق
او نتھی اودہر سے نہیں ہرگز نظر
خوب دیکھو تو ہے اسکے صدحور
بیٹھے ہی تو بیٹھے پر میرا ہے ہاتھ
مانی مانی سارے گھر میں ہو گئی
ہے کبودی چشم یک محبوب یہہ
چشم شور آفتاب اسدم ہو کور
ہو جہاں جبتک یہہ ہووے رہے ہاں
دیکھے اسکو تو نہ اس بن رہ سکے
اس زمان تیرہ کی چشم و چراغ
کیا مصاحب بے بدل کیسے جلیس

چار دیواری سو جگہہ سے نم
ٹوٹی و لگ لگ کے جہڑتی ہو ماٹی
کیا تھے مینہہ سقف چھلنی تمام
اس چکش کا علاج کیا کریے
جانہیں بیٹھنے کو مینہہ کے بیچ
آنکھین بہر لاکے یہ کہین ہین سب
جہاڑ باندہا ہے مینہہ نے دن رات
باد مین کانپتے ہین جو تہر تہر
کیچ لے لے کے مارے چوپاے
ٹکو پہر پرچتے بہی ہی جانہین
ڈہانکو دیوار یا اوسار کہو
ایک حجرہ جو گہر مین ہے واثق
کہین سوراخ ہے کہین ہے چاک
کہین گہوسون نے کہو دڈالا ہے
کہین گہرے کسو چہچہوندر کا

تر تنک ہو تو سوکتے ہین ہم
آہ کیا عمر بے مزہ کاٹی
چہت سے آنکھین لگی رہین مدام
راکہہ سے کب تلک گڑہی بہرئے
ہے چکش سے تمام ایوان کیچ
کیونکے پروا رہے گا یا رب اب
گہر کی دیوارین ہین گی جیسے ٹٹ
آنپہ رڈار کے کوئی کیون کر
چہوپا کاہے کا ہے تہوپا ہے
ٹوٹا اک بوریا سا ڈالو کہین
یا ہمارے لئے بچہار کہو
سو شکستہ تر از دل عاشق
کہین جہڑ جہڑ کو ڈہیر سے ہے خاک
کہین چوہے نے سر لگا لا ہے
شور ہر کونے مین ہے چہچہڑ کا

کنگنی دیوار کی ہے بیچال ل
تو تا مینا تو ایک بابت ہے
کیونکے ساون جھٹے گا ایکی بار
ہوگیا ہے جو اتفاق ایسا
ہو گے مضطر لگے ہین کہنے سب
تیتری یان جو کوئی آتی ہے
نہین دیوار کا یہ اچھا ڈہنگ
ایک دن ایک کوا آ بیٹھا
ہیل سے لوگ دوڑے گری شور
ہونہ ایسا کہ اپنی چال چلے
نہین وہ زاغ چار پانو پہرا
مٹی اسکے کہین کہین بسکی
سان کر خاک لگ گئے دو چار
اچھے ہونگے کنندر ہی اس گھر سے
اکھڑے پکھڑے کو اڑ ٹوٹی و ضید

پر ہرے کا بوجھ ہی سکے دہنہا
پو دنا پتد کی تو قیامت ہے
تھرتھرا دے ہینیری سے دیوار
شاق گذری ہے کیا کہون کیسا
اور ہنبہیری کہ ساتون آیا اب
لجان محزون نکل ہی جاتی ہے
کہین کسکے تو ہے قیامت جنگ
بیگمان جیسے بوا آ بیٹھا
کرنہ حایط مین کچہ رہا تھا زور
دوڑے اور چھلے کہ ہال ہال چلے
ایک کالا پہاڑ آن گرا
جے مٹا اور چہاتے بے دہسکی
بار سے جلد ہی درست کی دیوار
ہر سے ہے ایک خرابی گھر رہے
زلف زنجیر ایک کہنہ جدید

تنکے جاندار ہین جو بیش و کم
ایک کھینچے ہے چونچ سے کر زور
پوچھ مت زندگانی کیسی ہے
کیا کہون جو جفا کشی سے سہی
بوریا پھیل کر بچھا نہ کبھو
ڈیوڑھی کی ہے یہ خوبی گہر ایسا
جنس اعلے کوئی کھٹولا کھاٹ
کھٹملون سے سیاہ ہے سو بھی
شب بچھونا جو مین بچھاتا ہون
کیڑا ایک ایک پہر بکوڑا ہے
ایک چٹکی مین ایک چہنگلی پر
گرچہ بہتون کو مین مسل مارا
سلے راتون کو گھس گئین پورین
ہاتھ تکیے پہ گہہ بچھونے پر
سلسلایا جو پائنتی کے اور

تن پہ چڑیون نے کے ہنگ ہر باہم
ایک لکڑی پہ کر رہی ہے شور
ایسے چھپر کی ایسی تیسی ہے
چار پائی ہمیشہ سر پہ رہے
کونے ہی مین کھڑا رہا یکسو
چھپر اس چوٹلے کا گھر ایسا
پائے ٹوٹی رہے ہین جنکے میہا ٹھ
چین پڑتا نہین ہے شبکو بھی
سر پہ روز سیاہ لاتا ہون
سانجھ سے کھانے ہی کو دوڑے ہے
ایک انگوٹھا دکھاوے انگلی پر
پر مجھے کھٹملون نے مل مارا
ناخنون کی ہین لال سب پورین
کبھو چادر کی کونے کونے پر
وہین مسلا کرا چڑیون کا زور

مثنوی مسمی بمعاملات عشق

میں تو حیران کار تھا اپنا | کوئی اسدم نہ یار تھا اپنا
اینٹ پتھر تھے مٹی تھی یکسر | خاک میں مل گیا تھا گھر کا گھر
چرخ کی کجروی نے پیسا تھا | پر خدا میرا جیسے سیدہا تھا
کتنے اک لوگ اسطرف دہائے | یا ملک آسمان سے آئے
مٹی لے لے گئے وہ ہاتھو نمین | کام نے شکل پکڑی ہاتو نمین
صورت اوس لڑکے کی نظر آئی | ہم جو مردے تھے جان سی پائی
آنکھ کھولے ادہر اودہر دیکھا | اس خرابے کو پھر نظر دیکھا
قدرت حق دکھائی دی آکر | یعنی نکلا درست وہ گوہر
داشت کی کوٹھری مین لا رکھا | گھر کا غم طاق پر اوٹھا رکھا
مومیائی کھلائی کچھ ہلدی | فرصت اسکو خدا نے دی جلدی
غم ہوا اسکے دوستداروں کو | پھر نہ رہا یہ خیال یاروں کو
کہ مری بود باش یان نہ رہے | گو تصرف مین یہ مکان نہ رہے
شہر مین جا بہم نہ پہونچے کہین | چار ناچار پھر رہا مین وہین
اب وہی گھر ہے بے سر و سایہ | اور مین ہون وہی فرومایہ
دن کو ہے دہوپ رات کو ہے اوس | خواب راحت ہے یان کسو کو کوس

قیس کیا رنج کھینچ کھینچ موا
سر پہ فرہاد کے سنا جو ہوا

عشق نے جیا تہان جلائین ہین
آگین کس کس جگہہ لگائین ہین

عشق مین ایکجی کو کہو بیٹھے
ایک آنکھونکو رو کے رو بیٹھے

ایکون کا جیب تا بدامن چاک
ایک ڈالے ہے سر کے اوپر خاک

شان ارفع ہے جنکی خوار ہین یان
عقل والے جنون شعار ہین یان

خستۂ عشق کچھہ نہ میر ہوئے
بادشا عشق مین فقیر ہوئے

کوئی دل تنگ ہو کوئی مین گرا
کوئی ڈوبا کوئی گیا نہ بہرا

جب تپنگا ہوا تہا اس سے داغ
تب دیا جیکو ان نے ہیش چراغ

عشق کی فاختہ کشمکش ہے
عشق سے عندلیب دلکش ہے

عشق باعث ہوا وطن چہوٹے
مرغ پکڑے گئے چمن چہوٹے

مایۂ درد و رنج سب ہے عشق
متصل رونے کا سبب ہے عشق

ٹپ گئے دل جگر مین آخر چہید
کچھہ نہ پایا کنہون نے عشق کا بہید

اپنی تیغ ستم جو اینچے عشق
جامے بہتون کی خون مین کہینچے عشق

عشق سے قمری ہو حریف سرو
منہ سے آنکھین لڑا رہا ہے تدرو

ایک مدت تلک یہ صحبت تھی
کبھو الفت کبھو نہ الفت تھی
رفتہ رفتہ سلوک پیش آیا
ہاتھ پانون کو اپنے لگوایا
گاہ بیگاہ پانون پہیلا کر
میری آنکھون سے تلوے ملوا کر
چلکر آئے تھے جب کبھو ایدہر
پانون رکھتے تھے میری آنکھون پر

معاملۂ دوم

دلدہی کرتے جب تلک سوتے
دیکھکر روتے آپ بھی روتے
پانون اونکے اگر لگے تھے ہاتھ
جو گزرتی تھی تجھ پہ مین کہتا بات
لطف سے پوچھتے کہو کیا حال
ایک دو دن مین بعد رفع ملال
رکھنی تھی کرکی آوارگی قسم
مین جو کہتا قسم تو ہو برہم

قصہ میرا بھی سانحہ ہی عجب	کس پہ گزرا ہی یہ ستم یہ غضب

معاملۂ اول

ایک صاحب سے جی لگا میرا | اونکے عشوون نے دل ٹھگا میرا
ابتدا مین تو یہ رہی صحبت | نام سے انکے تھی مجھے الفت
خوبی انکی جو سب کہا کرتے | گوش شش میرے ادہر رہا کرتے
بخت برگشتہ پہر جو یار ہوئے | اک طرح مجھسے وے دوچار ہوئے
کیا کہون طرز دیکھنے کے آہ | دل جگر سے گزر گئی وہ نگاہ
چپکے منہ اون کا دیکھہ رہتا مین | جی مین کیا کیا یہ کچھہ نہ کہتا مین
وے تو ہرچند اپنے طور کہتے | پر تصرف مین ایک اور رکھے تہے
کرتے ظاہر مین احتیاط بہت | مجھسے بہی رکہتے اختلاط بہت
بات کی طرز میری ہی بہاتی | میری آزردگی نہ خوش آتی
پیار چتیون سے پہر نکلنے لگا | دیکہنا دلکو میرے ملنے لگا
کہین دیکھون تو بات دیر کہین | بیدماغ اور بیگمان رہین
کچھہ آزار مجھکو دینے لگے | قسم اقسام مجھسے ملنے لگے
مین جو کہتا قسم تو ہو برہم | کہنے لگتے کہ کیا گدا کی قسم

معاملۂ سوم ۶۰۰

کی تھی
دیکھنے مین تو ایک بابت تھی [illegible]
حسن سے چال یہ نکالی تھی [illegible]
[illegible]

[illegible]

اوسکی زلفون مین دل گئے ہین بہرے — رہے سنبل کے پیچ پاچ دہرے
اوس جبین سے ہو ولگی کب جاذب — صبح صادق کی دعوی ہو کاذب
ویسی بہوئین کشیدہ بہی ہین کہین — یہ کمائین کسو سے کہنچتے نہین
سیہری پلکون کی اور سب کی نگاہ — چشم پر میری تیری چشم سیاہ
کہون چتون کی دیکہنے کا طور — اس قیامت پہ وہ قیامت اور
سطح رخسار آئینے سے صاف — جو نہ ٹھہرے نگہہ تو رکہئے معاف
لطف بینی کا فہم سے ہے دشوار — ایک باریک بینی سے ہے درکار
کیا جہمکتا ہے ہائے رنگ قبول — جیسے نکہرا گلاب کا سا پہول
ہے دہن تنگی سے سخن کوتاہ — کچہہ نکلتی نہین سخن کی راہ
اوس سے گل کیا جنے کوئی ہمدم — غنچۂ نا شگفتہ سے بہی کم
برگ گل سے زبان ہے نازک تر — پہول جہڑتے ہین بات بات اوپر
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو — وہ زبان کاش میرے منہ مین ہو
دمبدم سوے گوش اشارۂ صبح — گوہر گوش یا ستارۂ صبح
جب بناگوش ان نے دکھلایا — صبح کا سا سمان نظر آیا
ان لبون کا مزا لیا سو بہانت — قسکے اوپر ہمارا بہی ہے دانت

ہائے اوس سے خدا جدا نکرے ۔ دور اس سے جیون خدا نکرے
یون نہین سرخ اسکی ہر انگشت ۔ ڈوبے ہین میرے خون مین یکمشت
وہ کف دست راحت جان ہے ۔ کاش سینے پہ رکہدی غم یان ہے
کیا بیان خوبی شکم کو کرے ۔ دیکہنے سے کبہو نہ پیٹ بہرے
صدر کے ناچیے سے تا ناف ۔ چیپکی جاگہہ ہے کیونکہ کہیے صاف
اس سے پہر آگے غنچۂ گل ہے ۔ یان سخن بابت تامل ہے
پردے مین بہی جو کچہہ کہا جاوے ۔ آپ سے تو نہ ٹک رہا جاوے
گئی نظرون سے وہ کمر باریک ۔ ہو نہ آنکہون مین کیون جہان تاریک
اور کیا دل نہ دیکہو بات آوے ۔ کہین یارب شتاب ہات آوے
نازکی اس میان کی کیا کہیے ۔ نہ تو ہاتہون مین لیے رہیے
ٹک اگر لچکے تو قیامت ہے ۔ پہر قیامت تلک ندامت ہے
کیون پڑی ران پر نظر تا ساق ۔ اوس بن اب زندگی ہوئی ہے شاق
پائے جانان سے گفتگو ہے اب ۔ خاک مین ملنے کا یہی ہے ڈہب
وہ قدم کاش فرق سر پر ہو ۔ ساق سیمین مرے کمر پر ہو
وہ کف پا قریب ہو میرے ۔ ٹہوکر اوسکی نصیب ہو میرے

ایک دن فرش پر تھا میرا ہاتھ — باتین کرتے تھے وے بھی میرے ساتھ
پانون سے ایک انگلی مل ڈالی — لطف سے درد وہ نہ تھا خالی
درد سے کی جو مین نے بیتابی — دست نازک سے دیر تک داب‍ی
یاد آتے ہین ایسے لطف جواب — گذرے ہے جان غم زدہ پہ غضب
تن بدن دیکھ جی نہ رہتا تھا — مین جو گستاخ ہو کے کہتا تھا
کہ یہ جا گہہ تم اس فقیر کو دو — متبسم ہو کے کہتے وے یہ لو
یہ بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین — آرزوے محال رکھتے ہین
پھر گھڑی بھر مین کہتے ہو نہ ملول — یار کہانی کی باتین سب ہین قبول
جب سلوک ان کا یاد آتا ہے — کیا کہون جی سے بھول جاتا ہے

معاملۂ چہارم

ایک دن پان وے چباتے تھے — سرخ لب اونکے مجھکو بھاتے تھے
کہہ اوٹھا مین کہ یہ اوگال مجھے — منہ سے دو تو کرو نہال مجھے
بولی یو نہین ہے مین کہاں سچ — جھوٹا کھاتے ہین ہیٹھے کر لالچ
ہنسکے او سوقت مجھکو ٹال دیا — پھر اسی رنگ سے اوگال دیا
ایسی صد رنگ مہربانی تھی — تب سیہ رو کی زندگانی تھی

۶۰۴

صورت اونکی خیال مین ہردم | خواب مین جو ہون وہ مزہ باہم
مین تو بستر پہ دل شکستہ اوداس | چاند سا منہ انہون کا تکیے پاس
مین بچھونے پہ بیخود و بیخواب | ایک پیکر پری کا سا ہمخواب
فرش پر پانو غبار آلودہ | انھین وے دونون پانو نگار آلود
مین تو افتادہ جو عجز و نیاز | بازو میر کسو کی بالش ناز
جلتی آنکھون سے گل رخسار | جسپہ کچھ بکھرے موے عنبر بار
پاس منہ کے وہ لال تر نازک | دست گستاخ پر کمر نازک
فرش اس گلبدن سی سب بو یا | پہول مین نے بچھائے تھے گویا
شب گئے صورت خیالی سے | دن کو ہون مین شکستہ حالی سے
گرچہ روزانہ بھی تصور تھا | لیکن اندوہ سے مکدر تھا
کہین تصویر سے نظر آئی | کہین منہ پہیر جیسے شرمائی
کبھی دل ان کے روبرو مین رہے | کبھی ملنے کی آرزو مین رہے
صورت حال اور کچھ ہردم | گاہ لب خشک گاہ مژگان نم
مین بھی مقدور تک وفا کی ہے | جان غمناک پر جفا کی ہے
برسون تک مین پہرا ہون سرگردان | روز و شب دونو تھے مجھے یکسان

جو پڑھے گا سنگ نامہ یان | ہو گی ساری حقیقت اسپہ عیان
یان نہ تفصیل کرنے کا تھا مقام | کہ محبت سے یان ہے حرف کلام

معاملہ ہفتم

بارے کچھ بڑھ گیا ہمارا ربط | ہو سکا پھر نہ دو طرف سے ضبط
تب ہوا بیچ سے یہ رفع حجاب | جب بدن مین رہی نہ مطلق تاب
ایک دن ہم وے متصل بیٹھے | اپنے دل خواہ دونون مل بیٹھے
شوق کا سب کہا قبول ہوا | یعنی مقصود دل حصول ہوا
واسطے جسکے تھا مین آوارہ | ہاتھ آئی مرے وہ مہپارہ
گھر گئے دست وے ہم آغوشی | ہمسری ہمکناری ہمدوشی
چند روز اسطرح رہی صحبت | پیار اخلاص رابطہ الفت
کچھ کہون جو انہون کی ہو تقصیر | نارسائی تھی طالعون کی سیر
ہو گئے بخت اسنے برگشتہ | پھر گیا آسمان انسے سرگشتہ
بات ایسی ہے اتفاق پڑے | کچھ ہوئی اس پہ فرقت آن کھڑی
لگی کہنے کہ مصلحت ہے یہہ | کتنے روز ون جدا تو مجھسے رہ
یون ہی آتا ہے عشق سے درپیش | کہ نشان پاہون الفت کیش

لطف سبزہ وال حال پر ہر آن	تازہ ہر دم مروت و احسان
لب سے جان بخش حرف سے دلجو	لطف سے پوچھتا کہ خوش ہی تو
یاد کر رووں اونکی کونسی بات	کسطرح کاٹوں ہجر کی اوقات
ملنا اون سے سبھی ہو گئے غم بھی	آئے جیتیوں مین جانیے ہم بھی
مدت ہجر اگر تمام ہوئی	ورنہ اپنی تو صبح شام ہوئی

تمام شد مسمی بہ معاملات

مثنویات اژدر نامہ

یہ موذی کئے تا جہر دار فن	نئی ناگنین جنکی ٹہسکون پہ یہن
نہین جانتی ہو نہین مار سیاہ	زمانہ ہے آتش کا میری نگاہ
نفس ہے مرا فنی پیچدار	گیا جس سے خصم قوی من کو مار
جدہر ہر نظر دیکھون لگجا ہی آگ	دم دم کشی لب پہ کہیہ لین ہین ناگ
جہان مین ہون وہ جا ہی پر شر و شور	عصا سے چلے راہ وان مار مور
مری آنکھہ سے زہر ٹپکا کیا	جلا آگے میرے کبھو کب دیا
سُن اس ماجرا کو سبھون نے کہا	کہان کینچوے یہ کہان اژدہا
یہ خصمی مری اژدہون سی ہوئی	طرف مجھسے ہو چونک کیا ادھوئی

پہونچتا تہا گردون تلک شور و شر
رہا کرتی کو سون تلک اوسکی دہوم
ہوئے ساکنان بیابان تنگ
گئے جان لیے وحوش و طیور
گئی لومڑی ایک سوکہی ہوئی
گلی مین جو پائی گئی اوسکے لب
خراطین و خرموش و موش و شغال
روان ساتہہ اوسکے شبانہ ہوئے
رعونت سے مینڈک اوچہلتے چلے
قریب اوس بیابان کے جسدم گئی
قضارا وہ آفت تہی سرگرم سیر
اوس آشوب سے دست و پا گم کیے
رہا اوڑر کے خرموش سا پہلوان
وہ گرگٹ کہ جسکو تہی گردن کشی
قدم غوک سے گرد کا جل گیا

ہوا اصاف ہوتے نہ وو دو پہسر
نہ اوس راہ آتا کوئی جز سموم
اوسٹے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ
کوئی رہ گیا موش و مینڈہک سا وہ
کسوا اور جنگل مین بہو کہو ہوئے
ہوئی وان کی اعیان گرم غضب
اوس اژدر کو کر جنس اپنی خیال
گئی گرگٹ آگے روانہ ہوئے
بلون مین سے چوہے نکلتے چلے
اونہون مین آگے بہت گم گئے
چلے آتے تہے بہاگتے وحش و طیر
فراموش سب نے سر و دم کیے
ہوا مضطرب کچہوئے سا جوان
ہوئی خوف سے اوسپہ طاری غشی
مہر و سا تہا گیدڑ رہے سو ٹل گیا

مثنوی مسمی بہ تنبیہ الجہال

صحبتین جب تھین تو یہ فن شریف — کسب کرتے جنکی طبعین تھین لطیف
تھے ممیز درمیان انصاف تھا — خار و خس سے کیا یہ عرصہ صاف تھا
دخل اس فن مین تھا اجلاف کو — کیا بتاتے تھے یہی سو اشراف کو
تھے جو اس ایام مین استاد فن — ناکسون سے وے نکرتے تھے سخن
پھر حصول اس سے نہ دنیا نہ دین — کوئی حاجت اوس سے وابستہ نہین
گرچہ یار اوس کارخانے مین نہو — ٹوٹے جوتے کو کہان لیکر پھرو
یار ناچار اوس سے گنے جانا پڑے — کوڑیان دے جوتی گٹھوانا پڑے
حاجت اس فرقے سے یان مطلق نہین — جو نہو شاعر تو کچھ نقصان نہین
ہے تو دنیا مین ہر اس فن کو کمال — دین کا اس فرقے کے پوچھو نہ حال
کذب ہو جس جا ہے رونق بخش شمع — وانکی دینداری رکھو اور دلکو جمع
جھوٹ آوے اسقدر جب درمیان — کو یقین ایمان کیسا دین کہان
ہم تلک تھی بھی وہی رسم قدیم — یعنی جنکی ہوتے تھے ذہن سلیم
پیار کرتے تھے او نہین استاد فن — اونکی ہوتی رہبر راہ سخن

جوکہ خود سر رکہتے استادون عائے ... انکے مین ہرگز نہوتا اعتبار
زندگی بلکہ انہون پہ شاق تھی ... ہاتہہ گر لگ جاتی نہی شلاق تھی

حکایت

ستایق فن تہا وزیر اصفہان ... ایک دن آیا ہلالی اوسکے یان
حاجیان ورسے ہوآ گاہ کار ... کی اشارت تا اسی دین گہر مین بار
عزت وتعظیم کی حد سے زیاد ... پاس لے مسند پہ بیٹہا شاد شاد
اون نے کہینچی اسکی مرزائی بہت ... بیٹہے بیٹہے رات جب آئی بہت
شعر کی تقریب لا کر درمیان ... کرنے لاگا شاعری کا امتحان
شعرخوانی کی پڑہا سو تہا غلط ... سنتے ہی بہڑکا وہ شعلہ کی نمط
غصے ہو بولا کہ یان فراش و چوب ... کہنیچ لا میدان مین کی شلاق خوب
اسقدر مارا کہ بیدم ہوگیا ... سوج دست و پا ہر اک تہم ہوگیا
کہنیچ کر ڈلوا دیا در بار زمین ... یہ خبر پہونچی جو ہر بار زمین
وارث اوسکی لیگئے آرات کو ... جب بخود آیا تو پایا بات کو
یعنی وستور زبان دشمن نہ تہا ... یا وہ کچہہ ناآشنائی فن نہ تہا
غالبًا پایا غلط اشعار کو ... خوش نہ آیا اوس کرم کردار کو

جو نے سو خودسری سے باز آئی — تربیت ہونیکو استادونکی جاے

ورنہ کرتا پوچ گوئی ہر دبنگ — رفتہ رفتہ شاعری ہوجاتی ننگ

تب جو مین شلاق کی یہ خام تہا — اب جو آیا لایق انعام تہا

قصہ کوتہ تہی تمیز درمیان — ننگ ہے کرم مزابل یہ بہی یان

بے تمیزی سے ہے رایج ابتری — جسکو دیکہو خودنمائی خودسری

نے بیان کا ہے سلیقہ نے زبان — اسپہ ہے ہر ایک سحبان بیان

بس تکلم وقت زبان بازی نہین — چپ کہ دوران سخن سازی نہین

کون حرف خوب کو کرتا ہی گوش — بات کی فہمید کا ہے کسکو ہوش

بے تمیزون سے بہرا ہی سب جہان — ہے دماغ حرف ہمکو بہی کہان

تمام شد

مثنوی در ہجو نااہل مسمی بزبان زد عالم

سنیو اے اہل سخن بعد از سلام — چہیڑتا ہے مجہکو ایک تخم حرام

یہ نہین مرغی کا گرم طیر سے — وہم مین شہباز کا ہم سیر ہے

کام مجکو کچہہ نہین ہے اور سے — بلکہ اس بہی طرز سے اسطور سے

کسب جو کرتے تھے یہ فن شریف
اونمین سے کوئی نہ تھا میرا حریف

کتنے اک نومشق تھے گرم سخن
سو بچارے آپہی ناآگاہ فن

مدعی میرا ہوا یہ بے ہنر
مردہ صد سالہ سا بے نور تر

کاسہ لیس مایۂ خبث و حسود
قلیۂ زہ روز سے بھی بدنمود

آتے اچھا ہی جو اوسکو روک دو
ورنہ منہ دیکھو تو وہ ہین اوک دو

باپ اوسکا سخت نادان نادرست
کوڑہ ہو کی سی گندی بلی فاق دست

ایک جا آیا شتر قد گہر گیا
وان شتر غمزہ سا جب کر گیا

رہ گیا مین پی کے لوہو کا سا گھونٹ
یعنی دیکھون بیٹھے ہے کس کل یہ اونٹ

اس تحمل پر نکی مطلق نظر
خار پہلو کا ہوا ہر جا پہ جسر

جب لگا ہے ناچنے مستی سی خوب
تب لیا مین نے قلم کی زیر چوب

مستی اسکی ساری اب جہڑ جائیگی
دہوم ساری گلیو نمین پڑ جائیگی

جب بڑون سی مارنا ہموار کہائین
کج خرامی سے تب اپنی باز آئین

راہ سیدہا ہو کی چلنا ہے بلے
اونٹ جب آیا پہاڑو نکی تلے

اونٹکی خلقت پہ ہے قدرت کو ناز
اسکی خلقت کم ہے کیا اے بد نیاز

ہیئت اسکی مضحکہ ہے سوانگ ہے
جیسے اوج بن عنق کی ٹانگ ہے

چیں قلم اب ہے ارادہ جنگ کا — پاس کبتک کیجیے نام و ننگ کا

یان زبردستون کو دعوی کہا گیا — یہ چھپا رستم کہان سے آگیا

تا قیامت فہم کو دعوے بڑھا — ہوکے تنکا سا پہاڑون سے اوڑا

ہاتہی کی ٹکر کو ہاتہی ہی اوٹھائے — چیونٹی کا کیا جگر جو منہ پہ آئے

جنگ ہاتہی کی ہو گو اوسکو ہوس — پر اوسی ہی موت کا ریلا ہی بس

ایک دہکے مین کہان وہ کا منی — پونی کی سی ہے اوسکی فضا منی

مین نے پاس اوسکا کیا حد سے زیاد — پر کمی کرتا ہے یہ اپنا زیاد

قبلہ سکتے کہتے حاجی ہو گیا — پاس ظاہر چھوڑ پاجی ہو گیا

رشک شہرت سے مری مرنے لگا — میری عزت کا حسد کرنے لگا

لگ گئی چپ اوسکو میری شور سے — یہ نہ سمجھا ہے خدا کی اور سے

یہ قبول خاطر لطف سخن — دی ہے کب سبکو خدائی ذو المنن

ایک دو ہی ہوتی ہین خوش طرز و طور — اب چنانچہ میر و مرزا کا ہے زور

خصمی وہ کریں کہ ہو معقول خلق — نے انہون سی جو کہ ہو مقبول خلق

دشمنی تھی اوسکو مجھسے کیا ضرور — حیف ایسی عقل لعنت یہ شعور

ہون نا جو مین پر تو فگن تو ہی یہ کیا — خور کے آگے ذرہ کب ٹھہرا رہا

۶۱۲

جہڑ گیا ہووی دماغ اوس کا تمام / پڑہتے پڑہتے شور سر ہر صبح و شام

وہ حرف جو روسے جا ایک جا ہوا / ایسا الو ناخدا پیدا ہوا

دیکھکر اونکی خرامی بابے سرو / ایک کوترے نے کی تقلید تدرو

کود کر چلنے لگا آخر کو راہ / اپنی بہی رفتار بہولا رو سیاہ

کا شکے ہو دین محذر شیخ و شاب / چہوٹی سا منہ جو بکاری کا ہی باب

بدنمائی اسکی ہے بے ساختہ / کیا ہے یان عیش بچہ انداختہ

دیکھہ اسے یاد آوے قدرت کاملہ / کیا بلا ہے مادہ خوک حاملہ

گرگ گردن خوک جسہ غوک سر / غول صحرائی کا بچہ ہے مگر

چار سکھیان کیکے شاعر ہوگیا / اس فن مشکل کا ماہر ہوگیا

باپ کو ان نے بنا رکہا ہے اوت / ہین کہان ایسے سعادت مند پوت

کم ہوا ہے لگا جو اسکا زور پا / جانتا ہے اسکو پیری کا عصا

کچھہ نہین معلوم اسکو سر کار / تب تو ٹہہرایا ہے اسکو رزوار

اس زنا زادی نے جو لب وا کیا / پہلے ماکا راز ہی رسوا کیا

ایک دن شب کو نہین جلوا دیے / یار ماسے کے باپ کو دکہلا دیے

سہر حقیقی باپ سے جا کر ملا / اس نجاری کا کیا اس سے گلا

ان کمینوں کا گلہ کیا کیجئے ۔ ایسے دس پیدا ہوں گر تو سہیے
کہتے ہیں سرگرم بیباکی ہے یہ ۔ ہوں تو ہوں ناپاک کیا پاکی ہے یہ
لکھیئے اس فرقے کے اب تا چند ذم ۔ خط بناوین ایسا کر بے کف قلم
گرچہ انکو کہتے ہیں آئینہ دار ۔ لیک انکا منہ نہ دیکھیں کاش یار
صاف قینچی پر انہیں چڑہوائیے ۔ گر نہ ہو اسمیں پھر ہو جائیے
جا بجا ہو اس قوم کی کیا شرح حال ۔ آگے ہی آوینگے تقنے ہونگے بال
ایک سفید انکو نہیں جینے کی تک ۔ ہو تو ہیں دشمن یہ کالے بال تک
کیا کہوں کیسے ہیں اونہی یہ لچر ۔ کیجیے اصلاح عاید ہووے شر
کہوپڑیں ایسا سر کہ کردیں پائمال ۔ سید میاں جب سنلیں تب لیں اوکھٹر بال
معتبر انکے جو حجامی ہیں اب ۔ ہند میں وہ تیرہ روشنامی ہیں اب
کوئی لیجائے جو حاجت غسل کی ۔ چلو چلو پانی پر دیتے ہیں جی
نفتیں کرتی ہی گذری اسکو وان ۔ غسل میں فرصت تشہد کی کہان
بیٹھے حجامی خانے میں کیا غسل کر ۔ جیب شاگردوں نے وان رکھی کتر
لیک پھر اجرت کے اوپر جنگ ہر ۔ لات ہی گالی ہی پھر سر جنگ ہے
اوس سقادہ میں گیا تھا اک حریف ۔ اسکی فی الجملہ طبیعت تھی ظریف

ہجو عاقل نام ناکسی کہ سگان او نسی تمام داشت

اک جو بڑ کو رزق کی وسعت سی ہو گئی ‌ ‌ تنگی کی حوصلے نے تو رجعت سی ہو گئی
کتون کی ساتہہ کہانی لگا کتون سے معاش ‌ ‌ چہچڑی کی طرح شام و سحر کتونکی تلاش
پاکیزگی طبع و لطافت وہ برطرف ‌ ‌ کتا بغل مین مارکر لگا پہرنی ہر طرف
دُتکار و کتے کو تو لہو اپنا وہ پیجیے ‌ ‌ ہے اسکی استخوان شکنی کتون کی لیے
یا جہوٹے ہاتہہ کتے کو مارا تہا کبہی ‌ ‌ یا کتون سے چٹاتا ہے اب اپنی منہ کو بہی
کتے ہین پاس کئی ہین جیب و کنار مین ‌ ‌ کئی ہین آستینو نمین کتے ازار مین
آیا جو ایک روز وہ بے تہ چلا ہوا ‌ ‌ کتا ازار اسکی سے نکلا بندہا ہوا
یک سگ گزیدہ کی طرح جہومنے لگا ‌ ‌ پہر کہول اسکی منہ کے تئین چومنے لگا
ایسی بہی ہمنے دیکہی نہین کتونکی بہیر ‌ ‌ گردن مین اپنی ڈالی پہرے روز و شب بسر
ٹکڑا ہو جسکے ہاتہہ مین یہ اوسکا یار ہے ‌ ‌ جیسے سگ سرای سگ ہر سوار ہے
کتونکی جستجو مین ہوا ور ہاٹ کا ‌ ‌ دہوبی کا کتا ہے کہ نہ گہر کا نہ گہاٹ کا
تہکتا ہے پہر جو کرتی ہوئی دوڑ اور دہاڑ ‌ ‌ لیتا ہے بیدماغ ہو لوگونکی کپڑی پہاڑ
جو بڑ یون پہ لڑتا رہا ہو بسان سگ ‌ ‌ ہو آدمیت اسکو بہلا کس مقام تک

جسکو خدا خراب کرے پہروہ کیا کرے
کیونکر زبان نکالے نہ جون سگ پہرا کرے

آواز دیوے کتون کو توڑی پہ اپنی جان
مرجاے گا یہ بہونکتے ہی بہونکتے نذان

ہے بسکہ سگ پرست مریگا جو یہ دنی
توشے مین اسکی ہوگا نہ کچہہ غیر سگ گنی

کتون کی پیچہے پہرتا ہے گلیون مین ہو کے خوار
یہ سب ہے اس لیے کہ ہر اک جاے شور ہو

اس وضع ساختہ کی ہون احمق فریفتہ
بہرہ ہے جسکو عقل سے وہ کیون ہو شیفتہ

ہے اسطرح کی معرکہ گیرون سے یہ جہان
بہتیرے ایسے کتّے نچاتی پہرے ہین یہان

مثنوی در ہجو خانہ خود کہ بسبب شدت باران خراب شدہ بود

جسم خاکی مین جسطرح جان ہے
اسطرح خانہ ہم پہ زندان ہے

ظلمتین اسکی سب پہ روشن ہین
زندہ در گور ہم کیے تن ہین

ہے جو سرکوب اک بڑی دیوار
وان سے جہان کو تو ہے اندہیرا غار

بخت بد دیکہہ ساری پرنالے
اسکے معمار نے ادہر ڈالے

اب جو آیا ہے موسم برسات
دلکو ہے اپنی یان اندہیری رات

صحن مین آب نیزہ بالا ہے
کوچہ موج ہی کہ نالا ہے

سینہ مین گہر کے پانچ چہہ چہپیر
ہم غریبون کے ہوتی ہین سر پہ

مثنوی در تعریف برسات و گریہ

موج خشتی ستون مین پیٹھے
جان غمناک خون مین بیٹھے

لے گیا پیچ وتاب پانی کا
کوٹھری تھی حباب پانی کا

یون ڈھہا گھر کہ بار خاطر تھا
آہ کسکا غبار خاطر تھا

اکھڑے وہلیز سب ہنڈیر گری
لہر پانی کی جھاڑ وتھی پھر سے

ساری بنیاد پانی نے کاٹی
اینٹ کے گھر کو کر دیا ماٹی

جھک گئے سب ستون در بیٹھا
وہی چھپر کھڑا ہے گھر بیٹھا

جب اجاڑی ہوا کی چھت ٹھہری
ہم سبھو نین یہ مصلحت ٹھہری

آؤ اب چھوڑ کر یہ گھر نکلین
کسو ٹھٹی پہ بیٹھ کر نکلین +

ڈوبکے مرنے سے ڈوب مرنا خوب
ہے کنارا یہان سے مرنا خوب

سنکے ہر یک کے جی مین ڈر آیا
خاطرون مین یہ حرف ٹھہرایا

گٹھری کپڑون کی مین اٹھائی تھی
سر پہ بھائی کے چارپائی تھی

بوجھ کپڑون کا جنے باندہا تھا
اسکا سارا انگار کاندہا تھا

ساتھ کوئی چراغ لے نکلا
کوئی سر پر اجاغ لے نکلا

پچھاج کی کرکے کوئی اوٹ چلا
مینہ کے مارے کوئی لوٹ چلا

منہ پہ چلنے کو ایک نے رو یا
ایک نے سر کے کا کیا کھو یا

٦١٨

گھونس جب فکر ہی مین مرتی ہو ۔ موش دشتی پہ کیا گذرتی ہو
کوئی چھچھوندر جو بستی مین یان ہے ۔ سو وہ بوہون کی مرثیہ خوان ہے
ایک دن گھر مین ایک گھونس آئی ۔ اپنے پاؤن اجل لسے لائی
گھونس کیسی تباؤن غیرت سوس ۔ طاق ہے جسکے آگے طاقت سوس
یا کوئی مادہ نوک آلستن ۔ یا کسو کچوے کے برادر زن
پہرتی پہرتی جو صحن سے خوشحال ۔ پای دیوار بیٹھے سر کو نکال
کہین ادہر یہ شیر جاتا تہا ۔ پہیر تا منہ پہ پنجے آتا تہا
پڑگئی اسکی اسپہ چشم کبود ۔ نیلا پیلا ہوتا دکھاچون دود
پنجہ جھنجھلا کے ان نے گذرانا ۔ بارے کچھ گھونس نے اسے جانا
پر اسے خوف جان نہ آیا کچھ ۔ غالب آیا نہ اسکا سا یا کچھ
ٹکٹکایا پہر انی جاتا لو ۔ کیونکے تہا یہ تو شیر کا خالو
پہر تو بگڑی ہے دونون اکڑ ۔ چوٹ ہوتی ہے داؤ پایا کر
غصہ خر موش کو بہی آن چڑہا ۔ اتفاق اس جگہہ تہا ایک گڑہا
دونون لڑتے ہوئی گری سمین ۔ کیچ کو گاہتے پہرے اس مین
ناخن اس شیر کا کچھ ایک گڑا ۔ شور محشر گڑہی کے بیچ پڑا

دی ہرن کو بھی جلدی مین بتا　　ہیگا یان سگ لوند کیا گناہ
اڑتی چڑیا انھین نے ماری ہے　　استخوان سگ شکاری ہے
یہ جو غصے مین آوے تو غضب　　اسکے مارے ہوے ہین ہار سب
منہ مین دیتے ہین اسکے جب مشعل　　طرفہ دم لابہ کرتی ہے اچپل
منہ مین اپنے لیے فتیلی سے　　سگ لیلی کی ہے قبیلی سے
باہم اس بلی کتے کا یہ ربط　　کوئی دیکھے ہو وے اٹے ضبط
کبھو جاتا جو ہے یہ کوٹھے پر　　لگی رہتی ہے اسکی چھت سی نظر
اور سی دشمنی جانے سے ہے　　اسکی یہ باولی روانی ہے
دونون شوخی سے مارتے ہین　　سگ و گربہ کی چال رہتے ہین

مثنوی در مذمت برشگال کہ باران درآن سال بسیار شدہ بود

کیا کہون اکی کیسی ہے برسات　　جوش باران سے بہہ گئی ہے بات
بوند تھمتی نہین ہے اکی سال　　چرخ گویا ہے آب پر غربال
وہی یکسان اندھیرا برسے ہے　　آسمان چشم وا کو ترسے ہے

619

بڑھی بوندوں کی چوٹ سے ڈوبے | سنگباران جہان ہو دان مرنے
پڑھتے ہین یار درس حیرانی | آرسی کے بہی گہر مین ہے پانی
آدمی ہین سو کب نکلتے ہین | مردم آبی پہرتے چلتے ہین
کتنے ڈوبے گئے کراں ہین اب | سنگ آبی ہی ہین جہان مین اب
وسعت آب پوچھ مت مجھ یار | کوچے موجون کے ہوگئے بازار
معبد اب سارے گرد آتے ہین | زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین
تنا ٹھہرنا برابر ان کے شاق | مسجدون نے کیا ہے استغراق
سینہ تو یاں اب لگی ہی رہتی ہین | سارے عالم کے کام بہتے ہین
غرق ہے چڑیا یا گلہری ہے | خشکی کا جانور بہی بحری ہے
دیدۂ ابر کہ بہہ رہا ہے گا | یک جہان کو ڈبو رہا ہے گا
شعر کی بحر مین بہی ہے پانی | بہتی پہرتی ہے اب غزل خوانی
لائی بار ندگی کی چالاکی | آب خشک گہر پہ تمنا کی
ہے زراعت جو پانی زمارمی | ہوگئی آنجست تر کاری
آب ہے گا جہان سے سر تا سر | خوف سے سوکھتا ہے میوۂ تر
مست ہو ہو گئے ہین مست شراب | غوطے کہاتے پہرین ہین عالم آب

کہینچے باورچیونے کیا کیا ناز | کٹری گئی اوسکی چوترونپہ پیاز
کہانا نکلے پر آوے ہے کیسے | چیل ٹوٹی ہے گوشت پر جیسے
وقت کہانیکے ہاتہہ سے اسکا | قاب پر نان ہے بخیہ کش گویا
کیا وہ دوپیازہ کہا کے ہو تازہ | اک نوالا ہے ٹلّا دوپیازہ
گوشت ہانڈی بہرا ہے خنک مین | ہڈیان گویا تہین اسکی خشک مین
خام طمعی سے اک کورے ہے آہ | دیکہہ کر جسکو نان ہالہ ماہ
نہ ٹلے دیکہہ کر وہ قاب پلاؤ | منہ سے منہ میٹہا گرچہ کہاوے کہاؤ
کہانی پر جب وہ ہی چلاتا ہے | لاٹہی پاٹہی بہی کہا ہی جاتا ہے
نہین پہونچی جو کہانا کہانے لگ | ہڈیون پر لڑے ہے جیسے سگ
ہو کہہ کا باولا جو آتا ہے | لوگون کو کاٹ کاٹ کہاتا ہے
رہیون مین دشمنون سے بہی ہے لئیم | جا ہی گہل مل اگر سنے ہے حلیم
آتش بغرا پہ بار بہی کہاوے | اسمین گو بوعر انکل جاوے
کسی مفلس کے گہر جو جاتا ہے | کچہہ نہین خفتین ہی کہاتا ہے
ہو کہہ سے جب کہ غصے مین آوے | بز کوہی کی طرح جہنجہلاوے
ٹہڈیون کو نکہہ سے کہا جاوے | چنے لوہے کے بہی چبا جاوے

تہی ابہی سو ئیون کی جیسے گئی ۔ مین رہا کہتا کہا گیا وہ ہمیشہ
کہاتا کوئی اور گیا کہی اسکا ۔ سارے منہ دیکہتے رہے اُسکا
جب مرلگیا وہ ہو کہہ کار سے گئے ۔ روح تو شی کی روئی مین ہو گئے
کہانی کی بو جو ناک مین پہنچے ۔ مرگیا ہووے تو بہی اٹہہ بیٹہے
عقل باور اگرچہ کرتے نہین ۔ وہ مری ہو کہہ اسکی مرتی نہین
ہو کہی اسکا جو جی نکل جاوے ۔ گور مین بہی کفن نگل جاوے

مرثیہ خروس کہ در خانۂ فقیر بود

کئی برس سے ہماری کنی تہا ایک خروس ۔ خروس عرش کی اولاد سے ولی افسوس
پہرا جو اُس سے یکایک زمانہ کج باز ۔ قضا نے اسکو کیا ایکبار مرغ انداز
دیا کرے وہ اذان دونون وقت صبح و شام ۔ بجا ہے مرغ مصلی رکہین گر اسکا نام
نہین ہے مرغ چمن مین جہانکو الیاس تاج ۔ برنگ گلہ تاج خروس سر پر تاج
جو بیٹہے جہاز مین پرواز پہ ہی مرغ خیال ۔ کہڑا ہو دہوپ مین تو رشک مرغ زرین بال
کبہو جو صحن مین گہر کے وہ اٹہہ و اُڑ طیار ۔ پہرا ہے کہیں کو ڈالی تو مرغ آتش خوار
نہ تخت مین نہ گستر مین اسکے مدام ۔ ہزر گذاشت کرین مرغ سبز وار تمام

در تعریف آغا رشید که خطاط بود بفرمائش میان اعز الدین که فقیر و خوشنویس بودند

ہیں خطاط یک قلم دیکھے / لیکن آقا سے لوگ کم دیکھے
یعنے عبدالرشید تہا اوستاد / خوشنویسی کی جسنے دی ہے داد
خط کی خوبی کا اسکی اتنک ڈہنگ / صفحۂ روزگار پر ہے رنگ
وہ تصرف کہیں جو کرتا ہے / شکل نقاش رنگ بہرتا ہے
حیرت افزا ہے حسن ہر تحریر / مشقی اسکے ہے قطعۂ تصویر
خط شیرین جو اوسکا پاتے ہین / ہم حلاوت بہت اٹہاتے ہین
لگ گئی ہے قلم تو جادو ہے / مدجہان ہے کسو کی ابرو ہے
سطر لکہتا نہین خفی کے وہ / خط ہے خوبان کی پشت لب کا وہ
ایسا لکہنا کسو کی طاقت ہے / ہے جلے ہے تو ایک بابت ہے
خط مین کیسا ہے کوئی کامل ہو / اسکا کب نقطۂ مقابل ہو
حرف کس کس ادا سے لکہتا ہے / کون ایسے صفا سے لکہتا ہے
ہے الف قامت نکورویان / لام ہے زلف سلسلہ مویان

خوگر اسے ناز پیشگی سے ہے — وہ ہے کہ جسے ہمیشگی سے ہے

ہو عکس پڑا ہے جام مے مین — آتی ہے صدا اسیکی نی مین

ہے جلوہ گری مین یان بصد ناز — وہ مست گزارۂ سر انداز

سو رنگ مین اسکی یاد رکھہ تو — ہر جلوی سے دلکو شاد رکھہ تو

لم مین جو کچہ نمود مین ہے — ہر لحظہ اسی سجود مین ہے

کر یاد اسی کو اور مے پی — جیتا رہے کوئی دن تو خوش جی

اب روے سخن چمن کو کر دے — مینا سے دل اور مے سے بھر دے

آئی ہے بہار مے گساران — پہولی ہین چمن مین گل ہزاران

آئی ہے بہار سو ہر خیابان — ہے لطف ہوا سے گل بدامان

آئی ہے بہار رند کیشان — ہے توبہ بادہ دل پریشان

آئی ہے بہار مرغ گلزار — کرتا ہے نواے سینہ افگار

لایا ہے بزور اسکا نالہ — مجکو بہی بہر لے سیر لالہ

ساقی جو کدورن مین بی ادائی — معذور رکہہ اب بہار آئی

گل بادصبا سے تا کمر ہے — دامان بلند ابر تر ہے

غنچے کی گلابیان بہری ہین — تکلیف سے منتظر دہری ہین

شیخ آئی کو تو میکدے مین آیا
پر ہو گے بہت خراب نکلا

یک جرعہ شراب ہی مین واعظ
ہر مسخرگی کا باب نکلا

تھا غیرت بادہ عکس گل سے
جس جوے چمن سے آب نکلا

ہو صرف شراب کاش ساقی
یہ شیشۂ عمر ہے جو باقی

بے ساغرِ مے خنک ہے جینا
رکھتا ہے شگون شراب پینا

لا بادۂ کہنہ سال تو ہے
سجدہ بھی بابت گرو ہے

دروازۂ میکدہ کھلا ہے
ہر پیر و جوان توا لصلا ہے

اینڈی ہے ہر ایک مست جون تاک
لیتے نہین نام دامن پاک

ہر مغبچہ زیر سر ہے
ہر گوشے مین عالم دگر ہے

مستی نگاہ عقل دشمن
خوبی خرام مرد افگن

کہتے گئے صاحب کرامات
ہم بھی نہین قابل خرابات

جو لوگ کہ اس جگہہ سے اوٹھے
کب حلقہ و خانقہ سے اوٹھے

یان پیتے ہین جام بیخودی کا
ہے دور تمام بیخودی کا

مستی سے ہر ایک صبح صد بار
خورشید کا سر ہے اور دیوار

وہ کام دل سبو بدوشان — یعنی کہ وہ ہے شراب جوشان

وہ موجب دل خوشی کہان ہے — وہ دارو بہیشتی کہان ہے

وہ جسکی طرف کو ہے تہ دل — یعنی وہ ہے شیشہ ماہ منزل

وہ آتش تیز آب آمیز — وہ عسر بدہ جو وہ فتنہ انگیز

وہ مقصد جان ناامیدان — وہ روسپیدی روسفیدان

وہ رونق کارگاہ شیشہ — وہ شوکت بارگاہ شیشہ

وہ جس سے ہی توبہ مو پریشان — وہ جس سے ہو گفتگو پریشان

وہ دامن خشک جس سے جل جاے — ثابت قدم ہون کا پا تو چل جاے

وہ سرخی چشم خوبرویان — اسباب خرابی نکویان

وہ دلبر خود سر و غلامین — وہ رہزن راہ دین و آئین

وہ جس سے غبار دل سے دہو وون — مینا کے گلے سے لگ کے رو دون

مستی کی مجھے بھی خواہشین ہین — اس عقل سے دلکو کاہشین ہین

لا اسکو جو آستین جہاڑون — پہر ہاتھ چلے تو جیب پہاڑون

بیہوش شراب ناب رہیے — یون تابکجا کباب رہیے

ہے مستی بیخودی ضروری — کہل جاے مقام بے شعوری

مثنوی مسمی بجوش عشق

ضبط کرون مین کب تک آه اب
چل اے خامے بسم اللہ اب

کر چکا دل کا راز نہانی
ثبت جریدۂ میری زبانی

یعنی میر ایک خستہ غم تہا
سر تا پا اندوه و الم تہا

آنکہہ لڑی اوسکی اک جاگہہ
بیخود ہو گئی جان آگہہ

صبر نے چاہی دل سی رخصت
تاب نے ڈہونڈہی ایکدم فرصت

تاب و توان شکیب و تحمل
رخصت اوسے ہو گئی بالکل

سینہ فگاری سامنے آئی
بیتابی نے طاقت پائی

گہرتے آئے داغ سیاہی
کام جگر کا کرنی تباہی

خون جگر ہو بہنے لاگا
پلکون ہی پہ رہنے لاگا

خواب و خورش کا نام نہ آیا
ایک گہڑی آرام نہ آیا

چاک جگر سے محبت ٹپکی
آنسو کی جاگہہ حسرت ٹپکی

سوز سے چہاتی تا با گویا
اور پلک خونفابہ گویا

آه سے اوسکی مشکل جینا
درد فقط تہا سارا سینا

جدول جاری چاک گریبان ۔ | گوشہ دامن وقف مژگان
دیدۂ تر کے دریا قابل | ساحل خشک لبی کے سائل
ہر دم ہو ہر سمت کو جاری | خون باری سے سیل بہاری
تشنہ لبی اک منہ پہ پیدا | لب جس جسکا ہووے نہ دریا
خاک بسر آشفتہ سری سے | شور قیامت نوحہ گری سے
سر تا پا آشفتہ دماغی | داغ جنون دے جسکو چراغی
غمسے گرچہ دم بھی کہین تھا | جامے مین اک تار نہین تھا
وادے پر جب اپنے آوے | صحرا صحرا خاک اڑاوے
کلفت دل جب خاک فشان ہو | اشک کی جا گہہ ریگ روان ہو
گل اون نے از بسکہ کھائے | پہولونکی چھڑیان ہاتھہ آئے
دل کے غبار نے راہ جو پائی | شہر مین گویا آندہی آئی
سر پہ اوسکے سنگ ہمیشہ | جی پہ عرصہ تنگ ہمیشہ
آہ سرد کرے وہ عریان | بید سا کانپے موی پریشان
گرد کے نہ اوسکا پیراہن | دامن صحرا جس کا دامن
یار دامن تار گریبان | دامن قرب جوار گریبان

سنے کچھ نے دیکھے کے قابل	عجب اوسکا سیر کے قابل
کیا کہیے کیسا کچھ تھا	القصہ وہ ایسا کچھ تھا

در صفت دلبری کہ با علاقہ دل بود

وہ کیا تھا جسپر عاشق	جی سے تھا یہ عاشق صادق
دیدہ گل مین جا گہہ اوسکی	نکہت گل گرد رہ اوسکی
چشم پہ سارا چمن اوسکا	نقش قدم تھا یاسمن اسکا
آگے اوسکے کبھو نہ خوش آیا	یہ رو گل نے کہان سے پایا
گل آشفتہ اوسکے رو کا	سنبل اک زنجیری مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو	ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
زلف اوس چہرے پر تابندہ	کاکل صبح سے خوش آیندہ
دیکھہ اوس رخ کی نور افشانی	شمع مجلس ہانی ہانی
ہو ہر چند یہ بدر کامل	اس چہرے کی ہو مقابل
حوصلہ کتنا اسکے پتہ کا	منہ دیکھو آئینہ مہ کا
رکھتی تھی دعوے چشمی پر	لیکن اسکے چشم نظر کر

چشم کرشمہ جان تغافل — شایان اوسکی شان تغافل
کیا جانے وہ حال کسو کا — پتھر دل اوس آئینہ رو کا
پاتے ہی ابرو کا اشارا — غمزے نے اک خنجر مارا
جب وہ خرام ناز کرے ہے — جیکو جو رنیاز کرے ہے
رخصت دی گر عشوہ گری کو — ایک ہی جلوہ بس ہے پری کو
ہنسنے مین وہ صفائی دندان — برق خرمن عالم امکان
رشک سحر کو صافی تن پر — خون صراحی اوس گردن پر
آہ صفائی اوس سینے کی — غیرت افزا آئینے کی
شکل چین مین یہ ناز کہان ہے — صورت ہے انداز کہان ہے
ایسا خوب جہان مین کہین ہے — رحم ہے اسپر اب جو نہین ہے
جب وہ شکل نظر آتی تھی — کلفت دل کی نکل جاتی تھی
رنگین اوسکی اوس کف پا کو — جائین نکویان اپنی جا سے
چشم کرو انصاف سے گردا — یوسف و شیرین لیلی عذرا
کون ہوا اس محبوبی سے — خوبی تو تھی پر اس خوبی سے
بار نزاکت کیونکی اوٹھاوے — شاخ گل سا لہکا جاوے

رخصت کواس پاس بہی آیا
جلنے کے تئین اور جلا یا

وقت وداع قیامت گزرا
سر سے آب حسرت گزرا

ایک دم بیخود ہوکے رہا وہ
اوس سے آگے آپ گیا وہ

آنکھین لگین ناسور ہو بہنے
دیکھکر اوسکو لگا یہ کہنے

ظلم ہے لوہو پیتے رہیے
جان گئے پر جیتے رہیے

عمر عزیز چلی یون جاوے
اور فلک آنکھون سے دکھاوے

آخر کرکے خدا کے حوالا
آئینے پر پانی ڈالا

تاکے وہ منہ دکھلاوے شتابی
راہ دور سے آوے شتابی

یار گئے پر میر جواب ہے
جان سے خالی اک قالب ہے

راقم غم ہے وہ دل تفتہ
نام برا اوسکا رنگ رفتہ

غم سے فرصت اوسکو کہان ہے
قاصد اشک ہمیشہ روان ہے

خط لکھتا ہے اس مضمون سے
تر ہو بال کبوتر خون سے

خط سے اک آتش پر ہووے
جس سے کباب کبوتر ہووے

جب درد دل اون نے لکھا ہے
شعلہ خط مین بیٹھ دیا ہے

٦٣١

مثنوی باعجاز عشق

ثنائے جہان آفرین ہے محال
زبان اسمین جنبش کرے کیا مجال

کماہت اوسکے ہین سب پر عیان
کرے کوئی حمد اوسکی سو کیا بیان

کہان کویا ہین اوسکی صفات کمال
کہ ہے عقل کل یان پریشان خیال

خرد کنہ مین اوسکی حیران ہے
کہان یان پریشان پشیمان ہے

زمین و فلک سب ہین اوسکی حضور
مہ و خور ہین اوس ہی کی لبریز نور

یہ صنعت گری اوس ہی صانع سے ہے
کف خاک کو آدمی کرد کہاے

نہ آوے کسیکی جو ادراک مین
سو رکھہ جاے وہ اوس کف خاک مین

کرے ہیگا تمثیل و تشبیہ سے
منزہ ہے وہ بلکہ تنزیہ سے

وہی حاصل مزرع آسمان
گئے اونچے دانے مین خرمن نہان

سفید و سیہ کو نہین اوسکی بار
دری ہے زبانی کی لیل و نہار

در توحید انشا طراز حسنی کہ
فقرہ یکتا ے او بعالم دویدہ

[illegible]

کرون اسکی قربت کا کیا مین بیان | کہ تہا قاب قوسین ادنا مکان
مرا زیر پا اسکے فرق نیاز | کیا جسکی خلقت پہ صانع نے ناز
بصورت اگر عبد مشہود ہے | حقیقت کو پوچھو تو معبود ہے

نہین پا شکستون کا اب دستگیر
محمد ہین اور آل ہین اوسکے میر

گنہگار ہون چشم یک اس سے ہے | توقع شفاعت کی ایک اس سے ہے
درود آل پر اسکے ہر صبح و شام | وہ ہی شافع حشر خیر الانام
پلا ساقیا بادۂ لعل گون | کہ ہو جائین سرخ آنکھین مانند خون
ہے اب حرف مستانہ کا دل مین جوش | کرا دیدۂ گوش گرچہ بے ہوش

مناجات بطور عاشقان اور دربلاے جدائی گرفتار

مرا زخم یارب نمایان رہے | پس از مرگ صد سال خندان رہے
رہی دشمنی جیب سے چاک کو | صبا دوست رکھے مری خاک کو
مژہ اشک خونین سے سازش کرے | غم دل ہی مجہپر نوازش کرے

۶۳۳

اڑو نہین تو مرنے کو طیار ہو
بیابان نہین آشفتہ حالی کرون
کہین تو دل پر کو خالی کرون
کرین دونون عالم ملامت مجھے
ڈبو دیوے اشک ندامت مجھے
مرا ہاتھ ہو چاک کا دستیار
کہ تا جیب و دامن ہون قرب جوار

[illegible]

[illegible]

در تعریف عشق خانمان آباد آزادگان برنا نہاد

زہے عشق نیرنگ سازی تری
کہ ہے کھیلنا جی پہ بازی تری

تجھی سے ہے آب رخ زرد زرد
تجھی سے مرے دل مین اٹھتا ہی درد

تجھے ربط کفار و دیندار سے
تجھے رشتہ تسبیح و زنار سے

تجھی سے ہے بلبل کو نوحہ گری
تجھی پر ہے قمری بہی خاکستری

ترا جذب دریا کو بہنے نہ دے
ترا شور صحرا کو رہنے نہ دے

تجھی سے ہے دل شاد غمناک سے
تجھی سے مرا سینہ صد چاک ہے

تمنا کو تونے کیا ہے شہید
تجھی سے نہ بر آئی میری امید

تجھی سے ہے مجنون صحرا نورد
تجھی سے ہے فرہاد کوہون پہ مرد

تجھی سے نگاہ مہر ہے خستگی
تجھی سے ہے وابستہ دل بستگی

تجھی سے دل عاشقان ہے کباب
تجھی سے ہے پروانہ آتش کا باب

ترا کام دیتا ہے بدنامیان
تری رہ کہ ہر دیکھے ہین ناکامیان

تجھی سے سراسیمہ ہین یار لوگ
تری کاٹ تیغ سے قیمہ ہین یار لوگ

تجھی مین ہین یہ کار پردازیان
تجھی پر ہین موقوف جانبازیان

رباعی در درویش جگر ریش
کہ این بلا در سر آمد

کسو معتبر سے روایت ہے اک
کہ درویش سے یہ حکایت ہے اک

۶۳۴ [illegible]

[illegible]

اسکے سے مقدور تک سب کہین | سدا اسکا منہ دیکہتے ہی رہین

وہ اک دودمان کا تہا روشن چراغ | جلاتے تہے سارے اسے پر داغ

ولے اسکے دلمین اک آتش نہان | کہ دیکہے جلا اس سے سارا جہان

سب آرام چاہین اسے اضطرار | سراپا تلک ایک دل بیقرار

نہ کچہہ ہوش گہر جانے کا اسکو تہا | تشتت نہ مر جانے کا اسکو تہا

نہ طاقت تہی تن مین کچہہ جی مین تاب | نہ دل پاس نے صبر و آرام و خواب

سر راہ دل قیمہ قیمہ لیے | یہ کہتا تہا مر جائے بس جیے

سن اس نوگل عشق کی بیکلی | رہا کرتی ماتم سرا وہ گلی

دل و صبر و ہوش و توان و حواس | رہین اسکی وحشت سے سارے اداس

نہ ناموس کا ننگ نے نام کا | مرا دوست و دشمن تہا آرام کا

شب و روز فریاد کرنا اسے | کئی بار اک دم مین مرنا اسے

تماشے کا دیوانہ پیدا ہوا | زمانے کو چندے تماشا ہوا

جو دم بے طپش تو شتابی کرے | تسلی دل کی خرابی کرے

کرے طرح داغون سے وہ باغ کو | روانی اسی سے رزر داغ کو

دل غمزدہ سے محبت اسے | قیامت خوشی سے عداوت اسے

۶۳۵

کہلا چاہتا ہے گل راز عشق

رفتن درویش پیش انجوان بہ فتہ از خویش و دلدہی کردن و پیش از بیش

زن و مرد کی ہون زبانسے یہ تنگ | ہوا ہون میں سارے قبیلے سے تنگ
سراخون دلمین طپیدہ ہون مین | کہ آہ بلب نارسیدہ ہون مین
تری دوری مین ہوچکا ہے ای حبیب | وداع دم واپسین بھی قریب
جگر تو ہو پانی سا غم کے بیچ | یہ دم بھی ہوا ہی کوئی دم کی بیچ
سمجھنا یہ بھی ای مرے سر پہ خاک | کسی نیدپر مین ہوا ہون ہلاک
تو جب سے در او پر نظر آ گئی | رہین آنکھیں میری سر پہ نئی
نہ نامہ نہ پیغام نے رسم و راہ | یونہیں ہوتی جاتی ہی حالت تباہ
دل و دیدہ سب مدعی ہوگئے | تماشائی مجھ پہ بہت رو گئے
گئی بار جان لب پر آ پھر گئی | کہاں ہی تو ای گل ہوا پھر گئی
یہ حیران ہون صبر آتا نہیں | تصور ترا جی سے جاتا نہیں
خراشِ جگر سے ہے چھاتی مین درد | کہ جیسے ہوا جا ہی ہے رنگ زرد
رہا کرتی ہے داد بیدادیان | دل شب سے گذری ہی فریادیان
سر رہ تک آ دیکھ یہ خستہ حال | کہ ہے نقش پا کی طرح پایمال
ترے دور غم مین تو جون کہیا | سنا ہی کیا نام مہر و وفا
نہ آیا نظر سے ادا سے ولیک | نہ اتنا کہ جاتا رہا جی سے ایک

ترا درد پنہان سے ہے گو آشکار | پر اب مجھسے بیان کر کہون راز دار
کہین دل لگا ہو تو یہ مجھسے کہہ | کہون اس سے جا کر غمین تو نرہ
جہان کو تو بھیجے وہان جاؤنگی مین | کہے کام جو تو بجا لاؤن مین
جو حورِ بہشتی بھی ہو تیری یار | کرون مین ملک کی طرح وان گذار
خدا جانے کیا جی مین بات آگئی | کہ میری ہی دلجوئی جی بہا گئی
یہ سنکر جوانِ زخود رفتہ نے | جگر سوختہ اور دل تفتہ نے
کیا سوزِ دل کو لبون پر نمود | زبان تاب کہانے لگی جیسے دود
سخن ہونے لاگے نمودار جیسے | لگا کرنے پیچیدہ گفتار جیسے
کہ جس سے یہ معنی ہوئے مستفاد | کہ اے غمگسارِ دلِ نامراد
جو دلجوئی میری ہے مد نظر | تو یان ایک محلہ ہے ٹک قصد کر
نہین اوسکو درکار کچھ جستجو | سرا ایک ترسا کی ہے قبلہ رو
زبانی مری ورنہ یہ جا کے کہہ | کہ احوال سے میرے غافل نرہ
ترے واسطے خوب رسوا ہوا | مرے سر پہ ہنگامہ برپا ہوا
تسلی شکیبائی مطلق نہین | پر اب تاب تنہائی مطلق نہین
رہی جب تلک تن مین تاب و توان | اٹھایا تحمل کا بارِ گران

اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام
تو معلوم ہے یہ جہان کا قیام

نگہ دار تھی سرخیِ چشم کی ۔ طرفدار تھی اپنے ہی خشم کی
شہید اسکی چشمک کی دلخستگان ۔ نشانے نگاہونکے دل بستگان
مژہ موجب قتل جمع کثیر ۔ غرض سب تھے یہ ایک ترکش کے تیر
چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان ۔ نمایان ہوئی سب پہ مرگ جہان
جبین کھول دی اس پریزاد نے ۔ کہ چین بانیِ خوبان نوشاد نے
روان اس شب افروز سے رشک شمع ۔ نہین ہے ہی روشن کہ تھی رشک شمع
وہ مردون کو زندہ دوبارا کرے ۔ مسیحا جہان سے کنارا کرے
پری منفعل رنگ رخسار سے ۔ خجل کبک انداز رفتار سے
خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا ۔ مسیحا شہید اسکے بیمار کا
سوا اسکی باتون کی سب باتین ہین ۔ جسے سنکے مردی بھی جی جاتی ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین ۔ مسیحا کی لب یونہین کہنے کو ہین
لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر ۔ چھپین جن مین دندان کی سلک گہر
تبسم مین اپنے وہ برق بہار ۔ دم حرف ہوتے گئے آبدار
دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم ۔ سخن رہرو راہ تنگ عدم
تبسم تنگ گر وہ دلکش کرے ۔ تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے

٦٣٨

صبا گر اوڑا دے تنگ وانکی خاک / تو نکلی زمین سے ول چاک چاک
کئی نعرہ کش وان کئی نعرہ زن / کئی خون گرفتہ گئے بے کفن
کئی بیوطن وان سفر کر گئے / سسکتے مین کتنے کئی مر گئے
ہر اک جان ہر شخص ناکام کی / ہوا دار اسکے لب بام کی
پہرون گرد ساقی نشے مین ترے / گلابی ہی منہ کو لگا دی مرے
مجھے منت آسا سیہ دیکے کر / چلون جون قلم پھر بھی مطلب اُپر
سنا وہ جگر سوز پیغام جب / کئی آشنا حرف سے لعل لب
پڑھی اک رباعی نہ کر اعتبار / کہ مضمون جسکا یہ موزون ہر بار
کہ ہجر انمین جو بیقراری کرے / سر راہ فریاد و زاری کرے
نہ سوئے درے نالون سے ہمسایہ کو / بھلی مرگ ایسی فرومایہ کو
محبت کی رہ مین یہ پہلا ہو گام / کہ سر سے گذر جائیے شادکام
نہیں شرط الفت مین چین جبین / اگر پیش آوے دم واپسین
جو پھوٹا ہی پڑتا ہون چون آبلہ / وہ سے غم مین واماندہ تھا خلہ
نہ جو ہو سکے ہجر کا پایمال / تو بہتر ہی ہوتا ہے اوسکا وصال
گیا مین جواب اوس سے لیکر ادہر / سر رہ تھا پامال غم وہ جدہر

کوئی رہ گیا تھا پیام جوان ۔ جو تو مہر شتابی سے آیا یہان
بیان کر جو کہنا ہو تجھکو شتاب ۔ کہ ہے منتظر غیرت آفتاب
کہا مین نے ای مہر زن کیا کہون ۔ عزا دار اس نوجوان کا مین ہون
پیام اوسکا لایا تھا مین اس لیے ۔ کہ وہ بے اجل مرتا ہے ٹک جیے
سو یان سے گیا ایسا لیکر جواب ۔ کہ جس سے نکلتا تھا ناز و عتاب
نہ تھی تاب حرف درشت اسکے تئین ۔ کیا غم نے تھا نیم کشت اوسکے تئین
نہ مشغول یون نہین وہ زاری کے تھا ۔ وہ بیتاب بے اختیاری سے تھا
نہ سمجھی یہ رشک پری اسکے تئین ۔ دکھائی دی عشوہ گری اسکے تئین
چڑھا اون نے تیوری اک انداز سے ۔ کہا ہیزہ ہو کے یون ناز سے
کہ جسکو نہو تاب لانے کی تاب ۔ شتابی سے مرتا ہے اوسکا صواب
ہوا سامنے اسکے مین حرف زن ۔ یہ اسکی زبان سے کہا مین سخن
جوان سنتے ہی کر کے اک بار نگاہ ۔ سفر کر گیا جان سے بھر کر آہ
یہی ماجرا کہنے آیا ہون یہان ۔ خبر اوسکے مرنے کی لایا ہون یہان
کہہ اس سے کہ ای کشتۂ غم کی جان ۔ گیا آخر الامر جی سے جوان
یہ کہہ دس قدم وان سے مین تھا چلا ۔ کہ اک شور کانون مین میرے پڑا

کوئی نالہ بلبل سے ہے یادگار
خزان اس چمن مین ہی گل کی بہار

کہین ساقی دے آب گلرنگ کو
کشادہ ہی کر اس دل تنگ کو

گلے لگکے مینا کے ٹک روئیے
فسانہ ہی آخر ہے اب سوئیے

مثنوی مسمی بخواب و خیال

خوشا حال اوسکا جو معدوم ہے
کہ احوال اپنا تو معلوم ہے

رہین جان غمناک کو کاہشین
گئین دل سے نومید سو خواہشین

زمانے نے رکہا مجہے متصل
پراگندہ روزی پراگندہ دل

گئی کب پریشانی روزگار
رہا مین تو ہم طالع زلف یار

وطن مین نہ اک صبح مین شام کے
نہ پہونچے خبر مجھکو آرام کی

اوٹھاتے ہی سر یہ پڑا اتفاق
کہ دشمن ہوئی ساری اہل وفاق

جلاتے تہے مجہ پر جو اپنا دماغ
دکہانے لگے داغ بالای داغ

زمانے نے آوارہ چاہا مجہے
مری بیکسی نے نباہا مجہے

رفیقون سے دیکہی بہت کوتہی
غریبی نے اک عمر کی ہمسری

مجہے یہ زمانہ جدہر لے گیا
غریبانہ چندے بسر لے گیا

بندہا اس طرح آہ بار سفر
کہ نہ زاد رہ کچہہ نہ یار سفر

کبھو کف بلب مست رہتا تہا
کبھو سنگ در دست رہتا تہا
کبھو غرق بحر تحیر رہون
کبھو سر بجیب تفکر رہون
یہ وہم غلط کار یان تک کہینچ
کہ کار جنون آسمان تک کہینچ

کہیں جلوہ پرداز وہ عشوہ ساز
کہیں ایستادہ بصد رنگ ناز

بڑی فکر جان میرے احباب کو | اوڑا دیویں سب گھر کے اسباب کو
ہوئی پاس کوئی تفاوت سی ہو | سراسیمہ کوئی محبت سے ہو
کوئی فرط اندوہ سے گریہ ناک | گریبان کسو کا مرے غم سے چاک
جو دیکھوں تو آنکھوں سے لوہو بہے | نہ دیکھوں تو جی پر قیامت رہے
کہے چشم بندی کو ہار غیر | وہ لے منزل دل میں اس مہ کی سیر
وہی جلوہ ہر آن کے ساتھہ تھا | تصور مرے جان کے ساتھہ تھا
اگر ہوش میں ہوں وگر بیخبر | وہ صورت رہی میری پیش نظر
اسے دیکھوں جیدھر کروں میں نگہہ | وہی ایک صورت ہزاروں جگہہ
نگہہ گردش چشم سے فتنہ ساز | مژہ آفت روزگار دراز
عجب رنگ پر سطح رخسار کا | نگر تھا وہ آئینہ گلزار کا
جو آنکھہ اوسکی ہیبی سے جا کر اڑی | دم تیغ بر راہ چلنے پڑی
مکان کنج لب خواہش جان کا | تبسم سبب کاہش جان کا
دہن دیکھکر کچھہ نہ کہئے کہ آہ | سخن کی نکلتی تھی مشکل سی راہ
سزا ہے جگر اس کسو کے لئے | جو سیب ذقن اسکا بو کر جیے
گل تازہ شرمندہ اس رسے ہو | خجل اسکے مشکناب گیسو سے ہو

کہ جو ما کرون بید مجنون کی طرز — رہے یاد اوس سرو موزون کی طرز

رہون زرد مین گاہ بیمار سا — پریشان سخن گہہ پریدار سا

پری خوان کو لا کوئی افسون پڑہاے — کسو سے کوئی جا کے تعویذ لاے

طبیبون کو آخر دکہایا مجہے — نہ پہنچا جو کچہہ تہا پلایا مجہے

دوا جو لکہی سو خلاف مزاج — کہچا اس خرابے کو کار علاج

کہ سر رشتہ تدبیر کا گم ہوا — دل اور پر ہجوم توہم ہوا

درون خود بخود بیجو اسی رہے — پریشان دلی اور اوداسی رہی

کرون بیکلی جاؤن تا ہر کہین — نہ گہر مین لگے جی نہ باہر کہین

قیامت جنون کا رہے سر مین شور — کہچا جاے دل کوہ و صحرا کی اور

رہے شوق سر در گریبان دل — ہوا کہینچے صحرا کو دامان دل

سر آشفتہ زلف گرہ گیر کا — قدم حلقہ در گوش زنجیر کا

جنون آہ درپے ہوا جان کے — مجوز ہوئے یار زندان کے

گیا بند اک کوٹہری مین مجہے — کہ آتش جنون کی نگروان بجہے

لب نان اک یار دینے لگے — دم آب دشوار دینے لگے

کہان علم کا کسب فرصت نہ آہ — ہوا کا ہی وان گشت روزن گاہ

جفا ضعف سے مجھکو کیا گیا نہ تھی ۔ اقامت گئی یون کہ گویا نہ تھی
پس از چند آنکھین ٹھہرنے لگین ۔ نگاہین بہی کچھ کام کرنے لگین
بندھا ناتوانی کا رخت سفر ۔ گیا طاقت رفتہ نے منہ ادہر
کسے تہا مری زندگانی کا دھیان ۔ ولیکن نہایت تھا مین سخت جان
لگی جان سی آنے اعضا کے بیچ ۔ کوئی روز رہنا تہا دنیا کے بیچ
پھرا ناتوان مین بہت درد سے ۔ کہ نزدیک تہا عالم گور سے
غلط کاری وہم کچھ کم ہوئی ۔ وہ صحبت جو رہتی تھی برہم ہوئی
وہ صورت کا تہا وہم دیوانگی ۔ لگی کرنے در پہ وہ بیگانگی
پس از دیر آنکھو نمین آنے لگے ۔ نہ دو دو پہر منہ لگانے لگے
تدیکھے مری اور اس پیار سے ۔ عزیزانہ سر مارے دیوار سے
کہین تلک تسلی کہین بیقرار ۔ کہین شوق سے میری بے اختیار
کہین واسطے میری روتی ہر خون نا ۔ کہین دست زیر زنخ ہر ستون
کہین دلکو اپنے دکھاوی مجھے ۔ مری بیوفائی جتادے مجھے
کہین دست بر دل وہ رشک قمر ۔ کہین حسرت آلودہ مجھ پر نظر
کہین بیدماغانہ سرگرم ناز ۔ کہین آتش شوق سے جانگداز

غرض تا امید انہ کرا ک نگاہ
وہ نقش تو ہم گیا سوے ماہ

نہ آیا کبھو پھر نظر اوس طرح
نہ دیکھا اوسے جلوہ گر اوس طرح

مگر گاہ سایہ سا مہتاب مین
کبھو وہم سا عالم خواب مین

دل خو پذیر وصال دوام
رہے خواب مین روز شب صبح و شام

اگر وصل خواب فراموش تھا
ولیکن وہی خواب کا جوش تھا

پلک سے پلک آشنا ہے وہی
ز خود رفتگی کی ادا ہے وہی

کھڑا ہون تو سوتا ہون اک ذوق مین
رگ خواب دل سے ہے کف شوق مین

جو بیٹھا ہون خواب گران ہو مجھے
وہ غفلت جہان در جہان ہو مجھے

خیال اوسکا آوے کہ سوتا رہون
تلے سر کے پتھر رکھون سو رہون

مجھے آپ کو یونہین کھوتے گئے
جوانی تمام اپنی سوتے گئی

دیکھا یا نہ اوس مہ نے رو خواب مین
نہ دیکھا پھر اوسکو کبھو خواب مین

بہت جستجو و تجسس ہو چکا
ہم آغوش طالع بہت سو چکا

نہ دیکھا کبھو میر پھر وہ جمال
وہ صحبت تھی گویا کہ خواب خیال

تمام شد

خاتمۃ الطبع
الحمد للہ کہ کلیات [illegible]
[illegible] مطبع
[illegible]
فیض منبع جناب منشی [illegible] طبع ہوا
صاحب [illegible] قدردانی سے
اور بنا [illegible] قیمت
[illegible] زیادہ ہونے [illegible]
[illegible] دوبارہ بحسن انتظام کارپردازان
مطبع ماہ مارچ ۱۸۷۴ء مین
مطابق ماہ محرم ۱۲۹۱ ہجری
حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر
بنظارت بخشش دیدۂ مشتاقان ہوا
فقط

John T. Platts.